جامعة المصطفى العالمية
تذکرۂ
مفسّرین امامیہ
تالیف
ڈاکٹر مولانا سید شہوار حسین امروہوی
نمایندگی ہندوستان

تذکرۂ
مفسرین امامیہ
برّصغیر

مؤلف

ڈاکٹر مولانا سید شہوار حسین نقوی

نام کتاب : تذکرۂ مفسرین امامیہ

تالیف : ڈاکٹر مولانا سید شہوار حسین امروہوی

e-mail:shahwaramrohvi@gmail.com

Mob.: 09319901464

طبع : ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰

ناشر : انتشارات المصطفیٰ، دہلی۔۹

مطبوعہ : ہندوستان

قیمت : ۳۶۰/روپئے

پتہ : نمائندگی جامعۃ المصطفیٰ العالمیۃ، در ہند
۱۸۔تلک مارگ، نئی دہلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش گفتار

الحمدللہ الذی فضّل مداد العلماء علی دماء الشہداء کفضل القمر علی سائر النجوم فی آفاق السماء والصلوٰۃ والسلام علی النبی الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین

قرآن مجید وہ آفاقی کتاب ہے جس کی تفسیریں اور ترجمے دنیا کی تقریباً ہر زبان میں موجود ہیں۔ ہر دور میں علماء ومفکرین نے اپنے نقطہ نگاہ کے مطابق مختلف طریقوں سے آیات قرآنی کی تشریح اور مطالب کی تبین کی۔

برّصغیر ہند و پاک میں اولین ترجمہ کا تعین نہایت دشوار ہے مگر کتاب عجائب الہند مؤلفہ۹۵۳ء میں راجہ بلہرا (ملک را) کے حالات میں درج ہے کہ:

''ابومحمد حسن بن عمرو بن حمویہ نے بصرہ میں مجھ سے بیان کیا کہ جب میں منصورہ میں تھا تو وہاں کے شیخ نے مجھ سے بتایا کہ بلہرا نے راجگان ہند میں جو سب سے بڑا راجہ ہے جس کی حکومت کشمیر بالا اور کشمیر زیریں کے درمیان واقع ہے جس کا نام مہروگ بن راگ ہے۔۲۷۰ھ/۸۸۳ء میں منصورہ کے

سلطان عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ مجھے ہندی زبان میں اسلام کے اصول اور آئین لکھ کر بھیج دے۔
سلطان نے منصورہ کے ایک شخص کو بلایا جس کا آبائی وطن تو عراق تھا لیکن ہندوستان میں پلا بڑھا تھا اور ہندوستان کی مختلف زبانوں سے واقف تھا۔ راجہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے راجہ کے پاس چند سال ٹھہر کر آئین اسلام سے واقف کرایا راجہ نے اس سے خواہش ظاہر کی کہ ہندوستانی زبان میں میرے لیے تفسیر قرآن لکھ دے۔''

اِنَّہ سَالَہُ اَن یُفَسِّرَ لہ القرآن بالہندیۃ ففسّرہ لہ قال فانتہیت من التفسیر الی سورۃ یاسین

چنانچہ اس نے تفسیر لکھنا شروع کی جب مفسر سورہ یاسین تک پہنچا اور تفسیر راجہ کو سنائی تو راجہ پر رقت طاری ہوئی وہ فوراً تخت سے اتر کر زمین پر سجدہ ریز ہو گیا اور زار و قطار رونے لگا اس کا چہرہ گردآلود ہو گیا۔''

(قرآن پاک کے اردو تراجم ص۱۰۹)

اس طرح برّصغیر میں تفسیر قرآن کا سلسلہ شروع ہوا۔

عرصہ دراز سے علمی حلقوں میں برصغیر کے مفسرین قرآن کی خدمات کے تفصیلی جائزہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ جب کتاب ''تالیفات شیعہ'' سے فارغ ہوا تو احباب نے اصرار کیا کہ ایک ایسا تذکرہ منظر عام پر آنا چاہئے جس میں مفسر کی سوانح کے ساتھ تفسیر و ترجمہ کی خصوصیات اور ضروری معلومات فراہم ہوں۔

توفیق الٰہی شامل حال ہوئی بطفیل حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام ناچیز نے موضوع کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس کام کو انجام دینے کی جرأت کی۔

حسن اتفاق کہ حجۃ الاسلام والمسلمین آقای غلام رضا مہدوی دامت برکاتہ امروہہ

تشریف لائے دوران گفتگو اس کتاب کا تذکرہ ہوا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اشاعت کی ذمہ داری قبول کی۔ ہمت بندھی کام میں تیزی پیدا ہوئی بیرون ملک کا سفر کیا۔ وہاں کے علماء و مفسرین اور کتبخانوں سے مراجعہ کیا۔ ہندوستان کے ارباب علم اور مختلف کتبخانوں سے رابطہ قائم کیا۔ کوشش یہی رہی کوئی مفسر یا مترجم رہ نہ پائے۔ مگر اس کے باوجود بھی اگر کسی کا تذکرہ رہ گیا ہو تو وہ قصداً نہیں ہوگا۔ امید ہے کہ ارباب علم متوجہ فرمائیں گے۔

میں نے مقدمہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ائمہ علیہم السلام کی تفسیری خدمات کا ذکر کیا۔ دوسرے حصے میں اصحاب کرام، تابعین اور علماء عظام کی تفاسیر کا مختصر جائزہ لیا ہے۔ تاکہ اردو داں طبقہ بھی ان کی خدمات سے آشنا ہو سکے۔

اس کتاب میں برصغیر کے شیعہ اثنا عشری مفسرین کا تذکرہ طبقات کے اعتبار سے کیا ہے۔ صدی کے تعین میں مفسر کے سال وفات کا خیال رکھا۔ جن کا سال وفات معلوم نہ ہو سکا یا جو بحمد للہ حیات ہیں ان کی صدی کا تعین سال اشاعت کے اعتبار سے کیا ہے۔ اس تذکرہ میں دسویں صدی ہجری سے پندرہویں صدی ہجری کے مفسرین و مترجمین کا ذکر ہے۔ افادیت کے پیش نظر آخر کتاب میں ''متعلقات قرآن'' کا باب قائم کیا ہے جس میں علوم قرآن و قرآنیات سے متعلق کتب کا ذکر ہے۔ بعون اللہ عزوجل کتاب پائے تکمیل کو پہونچی۔

مفسر کی سوانح حیات کے سلسلے میں کتاب ''مطلع انوار'' و ''تذکرۂ بے بہا'' اور مقدمہ میں ''طبقات مفسران شیعہ'' سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

اس کاوش کی تکمیل کے سلسلے میں ان تمام کرم فرما ارباب علم و فضل کا شکر گذار ہوں جن کا مسلسل تعاون رہا۔ بالخصوص حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر غلام رضا مہدوی نمایندہ جامعۃ المصطفیٰ العالمیۃ کا سپاس گذار ہوں جن کی ہمت افزائی سے یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔

استاذ العلماء محترم علامہ سید محمد شاکر نقوی، ڈاکٹر مولانا سید محمد سیادت امام جمعہ امروہہ اور مولانا سید غلام عباس نقوی پرنسپل دار العلوم سید المدارس کا ممنون ہوں جنھوں نے مفید مشوروں سے نوازا۔

برادران عزیز جناب سید تاجدار حسین صاحب، جناب سید شاندار حسین صاحب، جناب سید اقتدار حسین صاحب کا صمیم قلب سے شکر گذار ہوں جنھوں نے اس خدمت کو انجام دینے کے لیے مواقع فراہم کئے۔ مولوی غلام حیدر صاحب لائق تشکر ہیں جنھوں نے پروف ریڈنگ کی ذمہ داری نبھائی۔ جناب توفیق احمد صاحب قادری کا ممنون و متشکر ہوں جنھوں نے اپنے کتب خانہ سے استفادہ کا موقع دیا اور ضروری کتب فراہم کیں۔

خداوند عالم بحق محمد و آل محمد علیہم السلام اس ادنیٰ سی کاوش کو قبول فرمائے اور والد ماجد مرحوم سید علمدار حسین بن سید اختر حسین مرحوم کی بخشش کا ذریعہ قرار دے۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

خادم الشریعۃ المطہرہ
السید شہوار حسین الامروھوی
الاستاذ دارالعلوم سید المدارس امروھہ
جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲/۵/مارچ ۲۰۱۱ء
امامیہ ریسرچ سینٹر حقانی اسٹریٹ،
امروھہ، یو.پی. ہندوستان

مقدمہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے مفسر قرآن

قرآن مجید خداوند عالم کا وہ کلام ہے جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۱ھ) پر بطور معجزہ نازل ہوا۔ جس کی تفسیر سب سے پہلے حضور اکرمؐ نے صحابہ کے درمیان بیان فرمائی۔ اکثر صحابہ خدمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوکر آیات قرآنی کے معانی ومطالب کے سلسلے میں سوال کرتے تھے اور حضور نامدار آیات کے معنی اور رموز واسرار انھیں سمجھاتے تھے۔ یہ سلسلہ تا وفات جاری رہا۔

مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس نے آیہ کریمہ ''**فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ**'' کا مطلب حضرت رسول اکرمؐ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا ''**اُذْكُرُوْنِیْ یَا مَعْشَرَ الْعِبَادِ بِطَاعَتِی اَذْكُرْكُمْ بِمَغْفِرَتِی**'' اے لوگو! مجھے میری اطاعت کرکے یاد کرو، میں تمھیں تمہارے گناہ معاف کرکے یاد کرونگا۔

عدی بن حاتم نے آیۂ کریمہ ''**حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَد**'' کے بارے میں حضور اکرمؐ سے سوال کیا کہ خیط ابیض سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا ''سپیدہ صبح'' ہے۔[۱]

---

۱ الاتقان ج:۲، ص:۱۱۳۰۔
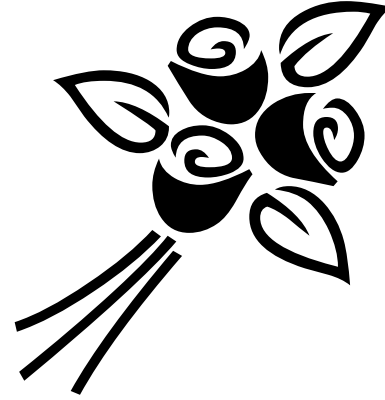
آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ''الصلوٰۃ الوسطیٰ'' کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا اس سے ''نماز عصر'' مراد ہے۔[1]

عقبیہ بن عامر نے آیۂ شریفہ ''غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْن'' کی تفسیر کے بارے میں حضرت رسول اکرمؐ سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا ''غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ'' سے مراد یہودی اور ''وَلَا الضَّالِّیْن'' سے مراد عیسائی ہیں۔

آیۂ شریفہ ''وَلَمْ یَلْبَسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ'' کے بارے میں آپ نے فرمایا ظلم سے مراد شرک ہے کیونکہ ارشاد قدرت ہے ''یَا بُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ'' اے میرے بیٹے! اللہ کا شریک قرار نہ دینا بیشک شرک عظیم ظلم ہے۔[2]

اس طرح بیشمار آیات قرآنی ہیں جن کی تفسیر آنحضرتؐ نے بیان فرمائی جو کتب معتبرہ میں محفوظ ہیں۔

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۲۳۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۲۲۔

حضرت علی علیہ السلام اور تفسیر قرآن

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام (۴۰ھ) کی ذات ''صدر المفسرین'' کی حیثیت رکھتی ہے۔

آپ کی تفسیر میں تاویل، تنزیل اور آیات کی تشریح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق کی گئی تھی جسے آپ نے دربار خلافت میں پیش کیا مگر سیاسی مصلحت کے سبب قبول نہیں کی گئی۔ آپ سے بڑی تعداد میں آیات کی تفسیر مروی ہے جن میں سے چند آیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شعبی سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے آیۂ کریمہ ''اِنَّ اَوَّلَ بیتٍ وُضِع لِلناسِ للذی ببکۃ مبارکاً'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ''لوگوں کے گھر پہلے بھی تھے مگر اللہ کی عبادت کے لیے سب سے پہلا یہی گھر بنایا گیا۔''[1]

حضرت علی علیہ السلام نے آیۂ ''یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمنُوا اَنفقوا مِن طیبات ما کسبتُم'' کے بارے میں فرمایا سونا چاندی میں سے جو کمایا اور آیۂ ''ومما اَخرجنا لکم من الارض'' کے بارے میں فرمایا اس سے اناج، کھجور اور ہر وہ چیز مراد ہے جس میں زکوٰۃ دینی واجب ہے۔[2]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے آیۂ ''وَ عَلٰی الذینَ یطیقونہ'' کے بارے میں فرمایا اس سے مراد بہت بوڑھا شخص ہے جو روزہ کی طاقت نہ رکھے تو وہ افطار کرے اور ہر دن کے بدلے روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا آیۂ ''اَفَمَن

۱ تفسیر امام علی ص:۸۲۔

۲ تفسیر امام علی بن ابی طالب ص:۷۸۔

"**کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِن رَبِّہٖ**" سے مراد میں ہوں اور "**وَیَتلوہ شاھدٌ منہٗ**" سے مراد علیؑ ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے آیۂ "**الا کباسط کفیہ الی المآءِ لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ**" کے بارے میں فرمایا اس کی مثال اس پیاسے شخص کی ہے جو کنویں سے پانی نکالنے کی کوشش کرے لیکن اس کا ہاتھ پانی تک نہ پہنچے[1]۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے آیۂ "**الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفراً**" کے بارے میں فرمایا اس سے مراد بنو امیہ اور بنو مخزوم ہیں۔ ابن ابی الحسین سے روایت ہے کہ حضرت علی کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھ سے قرآن کے بارے میں سوال کرے؟ قسم خدا کی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس وقت مجھ سے زیادہ کوئی قرآن کا جاننے والا ہے تو اس کے پاس حاضر ہوتا۔ چاہے سمندروں کا سفر طے کرکے جانا پڑتا[2]۔

یہ شان تھی آپ کے علم کی کہ جب بھی تفسیر قرآن کے بارے میں آپ سے سوال کیا جاتا تھا فوراً آپ اس کا جواب دیتے تھے۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور قرآن

دختر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام (۱۱ھ) کو قرآن مجید سے خاص انس تھا آپ اکثر اوقات قرآن مجید کی تلاوت فرماتیں اور مدینہ کی خواتین کو تفسیر قرآن کا درس دیتیں۔ آپ کا کلام آیات قرآنی کی روشنی میں ہوتا تھا۔ گفتگو میں بھی آیات کا استعمال فرماتیں۔ آپ نے اپنے خطبہ میں جسے "خطبہ فدک" کہا جاتا ہے آیات قرآنی سے استدلال کرکے اپنے حق کا مطالبہ کیا جس کے اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں:

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ تم تن پرور ہوگئے ہو۔ اور اسے تم نے الگ کردیا جو

---

۱ تفسیر امام علی ص:۱۰۳۔

۲ تفسیر امام علی ص:۱۰۶۔

زمام اپنے ہاتھ میں لینے کا زیادہ حقدار تھا۔ اور آرام طلب ہوگئے ہو۔ زندگی کی سختی سے نکل کر عیش کی وسعت میں پہنچ گئے ہو یہی وجہ ہے کہ تم نے جو بچایا تھا اسے گنوا دیا اور جس کو نگل چکے تھے اس کو اگل دیا دیکھو "**فَاِن تکفروا انتم و من فی الارضِ جمیعاً فان اللہ لغنیٌ حمید** (سورہ ابراہیم ۸)" اگر تم اور روئے زمین پر بسنے والے سبھی کافر ہوجائیں تو خدا سب سے بے نیاز ہے"

دوسرا اقتباس:

حضرت ابوبکر نے کہا رسول اکرمؐ نے فرمایا "**نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث**" ہم گروہ انبیاء نہ وارث بنتے ہیں اور نہ وارث بناتے ہیں۔

حضرت فاطمہ زہرا نے جواب دیا: سبحان اللہ! مجھے اس تہمت پر تعجب ہے، رسول خداؐ کتاب خدا سے منحرف نہیں تھے۔ اور نہ قرآن کے احکام کے مخالف تھے بلکہ آپ ہمیشہ قرآن مجید کی پیروی کرتے تھے اور اس کے سوروں کے موافق عمل کرتے تھے۔ کیا تم مکر و فریب پر متحد ہوکر رسول اکرمؐ پر جھوٹ کا الزام لگانا چاہتے ہو۔ آنحضرت کی وفات کے بعد تمہارا یہ کام انھیں فتنوں جیسا ہے جو تم نے ان کی حیات میں انہیں قتل کرنے کے لیے بپا کئے تھے۔ اللہ کی کتاب میرے اور تمہارے درمیان عادل، حاکم ہے اور حق و باطل کو جدا کرنے والی ہے۔ جو یہ کہتی ہے "**یَرِثُنی و یَرِثُ مِن آلِ یعقوبَ**" (سورہ مریم:۶)

حضرت زکریا نے خدا سے دعا کی "مجھے ایک فرزند عطا فرما کہ جو میری اور آل یعقوب کی میراث کا مالک ہو۔" "**وَوَرِثَ سُلَیمانَ دَاوٗدَ**" (سورہ نمل ۱۶)

اور سلیمان نے داؤد کی میراث پائی۔ میراث کی تقسیم کو خدا نے واضح لفظوں میں بیان فرمایا ہے اور میراث میں سے ہر ایک کے حصہ کو معین کردیا اور میراث میں لڑکے لڑکیوں کے حصہ کی اس طرح وضاحت کی ہے کہ جس سے اہل باطل کے بہانے نقش بر آب ہوگئے ہیں اور اس سلسلہ میں قیامت تک کے لئے شک و تردید کے راستوں کو بند کر

دیا ہے۔ ''**کلّا سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنفسکم امراً فصبر جمیل و اللہ المستعان علی ما تصفون**'' (سورہ یوسف:۱۸)

حقیقت وہ نہیں جو تم کہتے ہو بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بہانہ تراش لیا ہے پس صبر ہی بہتر ہے اور جو تم کہتے ہو اس پر خدا ہی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔[1]

اس طرح آپ نے اپنے کلام کو کلام الٰہی سے مزین کیا

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور تفسیر قرآن

نواسہ رسولؐ حضرت امام حسن علیہ السلام (۵۰ھ) جن کی تربیت و پرورش آغوش رسالت میں زبان وحی چوس کر ہوئی ان سے بہتر تفسیر قرآن کون بیان کر سکتا ہے چنانچہ امام علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً لوگوں کے سامنے رسول اکرم کے لب ولہجہ میں تفسیر قرآن بیان کی۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کتاب خدا میں جہاں بھی ''الابرار'' آیا ہے اس سے مراد علی و فاطمہ اور حسنین ہیں۔ کیونکہ ہم بلحاظ ابناء و امہات ابرار ہیں۔ ہمارے قلوب اطاعت اور نیکی میں بلند ہیں۔ ہم دنیا اور اس کی محبت سے آزاد ہیں۔ ہم نے خداوند عالم کی اطاعت تمام فرائض میں کی ہے ہم اس کی وحدانیت پر ایمان لائے ہیں۔ ہم نے اس کے رسول کی تصدیق کی ہے۔

آیۂ ''**فی ایّ صورةٍ رکبک**'' کے متعلق فرمایا کہ اللہ نے پشت ابوطالب میں علی کو صورت محمدی عطا کی آپ سب سے زیادہ رسول اللہ مشابہ تھے، حسین فاطمہ زہرا سے زیادہ مشابہ ہیں اور میں خدیجۃ الکبریٰ سے مشابہ ہوں[2]۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ہم وہ اہلبیت ہیں خدا نے

۱ تجلیات عصمت ص:۴۷۔

۲ مناقب ابن شہر آشوب مازندرانی ص:۵۱۶۔

جن کی محبت کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا۔ ہمارے ہی لیے خداوند عالم نے فرمایا

''**قل لا اسئلکم علیہ اجراً الّا المودة فی القربیٰ**''

آیۂ ''**رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَةً و فی الآخِرَةِ حَسَنَةً**'' کی تفسیر میں فرمایا ''**قال: ھی العلم و العبادة فی الدنیا و الجنة فی الاخرة**'' حسنۂ دنیا سے مراد علم و عبادت ہے اور حسنۂ آخرت سے مراد بہشت و جنت ہے۔

حضرت امام حسن سے شاہد اور مشہود کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا شاہد سے مراد ذات رسولؐ اور مشہود سے مراد قیام قیامت ہے کیونکہ رسول اکرمؐ کے بارے میں ارشاد ہوا ''**یا ایھا النبی انّا ارسلنک شاھداً و مبشراً و نذیرا**'' اور قیامت کے بارے میں ارشاد ہوا ''**ذٰلِکَ یَومٌ مجموع لہ الناس و ذالک یومٌ مشھود**''[1]

امام حسن علیہ السلام بہترین لباس زیب تن کر کے نماز پڑھتے تھے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا ''**اِنَّ اللہَ جَمِیلٌ یُحبُّ الْجَمال**'' اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ''**یا بنی آدم خذوا زینتکم عِندَ کُلِّ مسجدٍ**'' اے اولاد آدم عبادت کے وقت مزین ہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور قرآن

نواسہ رسول اکرمؐ حضرت امام حسین علیہ السلام (۶۱ھ) پروردۂ آغوش رسالت جو ہر وقت زبان نبوت سے آیات الٰہی سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ آپ کو قرآن سے والہانہ عشق تھا۔ آپ بکثرت اپنے کلام میں آیات قرآن کا استعمال کرتے اور ان کی تشریح فرماتے تھے۔

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۴۳۔

آپ نے آیۂ ’’الذین ان مکنّاھم فی الارضِ ‘‘ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا یہ آیت ہم اہلبیت کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ایک خطبہ میں فرمایا:

اے اہل عراق! میری بات سنو۔ میرے قتل میں عجلت سے کام نہ لوتا کہ میں تمہیں ایسا موعظہ کروں جس سے تم پر میری حجت تمام ہو جائے اور اس کے بعد کسی کا بہانہ نہ رہ جائے۔ اگر تم نے میرے ساتھ انصاف سے کام لیا تو سعادت مند ہو جاؤ گے او راگر انصاف نہ کیا تو جو تمہاری سمجھ میں آئے وہ کرو۔

پھر آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی ’’ثُمَّ لا یکن امرکم علیکم غمة ثم اقضوا الیّ ولا تنظرون ‘‘(سورہ یونس ۷۱) اور تمہاری کوئی بات تمہارے اوپر مخفی بھی نہ رہے پھر جو چاہو کر گزرو اور مجھے کسی طرح کی مہلت نہ دو۔

’’اِنَّ وَلِیَ اللهُ الَّذی نَزَلَ الکتابَ وَھُو یَتَولّی الصَالحِیْنَ ‘‘(سورہ اعراف ۱۹۶) یقیناً میرا ولی خدا ہے جس نے کتاب (قرآن) نازل فرمائی اور وہ صالحین کا ولی اور سرپرست ہے۔[1]

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

’’قائم آل محمد کے ظہور سے پہلے خدا کی جانب سے مومنین کے واسطے علامتیں ظاہر ہونگی اور یہ خداوند عالم کے اس قول سے ثابت ہے۔ ’’وَلَنَبلُوَنَّکُمْ‘‘ اور ہم تمہیں ضرور بالضرور آزمائیں گے یعنی ہم قائم آل محمد کے ظہور سے پہلے مومنین کو آزمائیں گے۔ ’’بشیٍ من الخوف‘‘ خوف کے ذریعہ سے یعنی حضرت قائم کے آنے سے پہلے بنی عباس کے آخری دور حکومت میں خوف سے آزمائیں گے۔ ’’وَالجُوعِ‘‘ مہنگائی کے سبب بھوک سے آزمائیں گے۔

---

۱ بلاغۃ الحسین ص: ۱۷۶۔

’’وَنَقصٍ مِن الاموال ‘‘ اموال کی کمی تجارت میں نقصان پھلوں کی کمی، اچانک موت آنے، اچھی فصل نہ ہونے اور کھیتوں کی فصل کی زکوۃ نہ نکالنے سے آزمائیں گے۔ ’’وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ ‘‘(سورہ بقرہ ۱۵۵) ایسے موقع پر صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجئے۔[1]

خطبہ کا اقتباس:

’’......خدا کی قسم ہرگز میں ذلت کے ساتھ اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دینے والا نہیں ہوں اور نہ ہی غلاموں کی طرح فرار کرنے والا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندو:

’’اِنِّی عُذتُ بِرَبِّی وَ رَبِّکُمْ اَنْ تَرجُمُوْن‘‘(سورہ دخان ۲۰)

میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ کہیں تم رحمت الٰہی سے محروم نہ ہو جاؤ اور اپنے اور تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں ہر تکبر اور غرور کرنے والے سے جو روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا پناہ مانگتا ہوں۔[2]

اس طرح آپ کے بیشمار خطبات ہیں جن میں آیات قرآنی کو بطور استشہاد پیش فرمایا

امام زین العابدین علیہ السلام اور قرآن

چوتھے امام علی بن الحسین علیہ السلام (۹۵ھ) نے قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے معانی و مطالب کے سلسلے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ وقتاً فوقتاً لوگوں کو قرآن مجید کے معانی سے آشنا کرتے تھے۔

---

۱ بلاغۃ الحسین ص: ۱۶۴۔

۲ بلاغۃ الحسین ص: ۱۸۰۔

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ خدمت امام علی بن الحسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور اس آیت کے بارے میں استفسار کرنے لگے ''**وجعلنا بینھم و بین القری التی بارکنا فیھا**'' آپ نے دریافت کیا لوگ اس آیۂ کریمہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں انھوں نے جواب دیا لوگ ''قریٰ'' سے مراد شہر مکہ لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں اس سے مراد اہل قریٰ یعنی لوگ مراد ہیں۔ انھوں نے کہا قرآن مجید سے اس کا ثبوت ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے یہ آیات نہیں پڑھیں

و تلک القریٰ اھلکناھم قریہ ہلاک ہوتا ہے یا اہل قریہ؟

و اسئل القریہ قریہ سے پوچھا جاتا ہے یا اہل قریہ اور قافلہ سے

وکای من قریة عتت امور بھا قریہ سرکشی کرتا ہے یا اہل قریہ؟

انھوں نے پوچھا پھر اس سے کون مراد ہے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اس آیت سے مراد ہم اہل بیت ہیں۔[1]

آیۂ ''اُدخلوا فی السلم کافّةً''(بقرہ۲۰۷)

امام علیہ السلام نے فرمایا ''سلم'' سے مراد ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

آیۂ ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا''(آل عمران۱۰۳)

امام سجاد نے فرمایا اس سے مراد محبت علی علیہ السلام ہے۔[2]

آیۂ ''لولا ان یکون الناس امةً واحدةً''(سورہ زخرف۳۳)

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا امت سے مراد امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیونکہ یہ کامل ترین امت ہے۔

آیۂ ''**اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیکَ القرآنَ لَرادُّکَ اِلی مَعادٍ واللہ خیر**

١ مناقب ابن شہر آشوب مازندرانی، ص:۵۹۴۔

٢ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۵۴۔

حافظاً وھو ارحم الراحمین'' آپ نے فرمایا اس سے مراد انبیاء علیہم السلام اور ائمہ علیہم السلام کی دنیا کی طرف دوبارہ رجعت کرنا ہے۔

روی علی بنُ الحسین عن ابیہ عن علیٍ قال سمِعتُ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یقول ''لِکُلِ شئٍ عروس و عروس القرآنِ (سورۃ الرحمٰن)

آپ نے فرمایا ہر شئی کی عروس ہوتی ہے، قرآن کی عروس سورہ رحمٰن ہے۔[1]

اس طرح امام سجادؑ نے اپنے عہد میں لوگوں کو قرآن مجید سے آشنا کر کے معاشرہ میں قرآن کو رائج کیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام اور تفسیر قرآن

امام پنجم باقر العلوم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (۱۱۴ھ) نے اپنے عہد میں تفسیر قرآن کو عام کیا اور آسان لفظوں میں قرآن مجید کے مفاہیم لوگوں کے سامنے بیان فرمائے۔ آپ سے منسوب تفسیر قرآن کا ذکر علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں کیا ہے۔

آیۂ ''**وکذالک جعلنا کم امة وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس**'' کے متعلق امام سے سوال کیا گیا آپ نے فرمایا ہم خدا کی مخلوق پر خدائی گواہ ہیں اور روئے زمین پر حجت ہیں۔

آیۂ ''**یوم نبعث من کل امة شھیداً**'' کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہم اس امت کے گواہ ہیں۔ آیۂ ''**قل کفیٰ باللہِ شھیداً**'' کے متعلق آپ نے فرمایا شہید سے مراد ہم ہیں۔

آیۂ ''**مافرطت فی جنب اللہ**'' جنب اللہ ہم ہیں اور آیۂ ''**الذین اخرجوا من دیارھم**'' سے مراد بارہ ائمہ ہیں۔

١ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۵۵۔

آیۂ ”یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین“ میں صادقین سے مراد آل محمد ہیں[1]۔

آیۂ ”واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ و باطنۃ“ سے متعلق فرمایا نعمت ظاہری سے مراد نبی اور ماجاء بہ النبی ہیں اور نعمت باطنی سے مراد ہم اہلبیت کی ولایت ومحبت ہے۔

آیۂ ”وَ فَضَّلنا ھُم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلا“ (سورہ اسراء آیہ ۷۰)

امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خداوند عالم نے تمام مخلوقات کو پست اور روافتادہ خلق کیا سوائے انسان کہ اسے مستوی القامت معتدل خلق فرمایا۔

آیۂ ”وھو الّذی انزلَ السکینۃ فِی قلوبِ المومنین“ (سورہ فتح ۴)

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے ”سکینہ“ کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا اس سے مراد ایمان ہے۔

آیۂ ”ماَ منعک ان تسجُدَ لَمَا خلقتُ بِیَدی“ (سورہ ص ۷۵)

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے آپ نے فرمایا ”ید“ سے مراد قوت اور قدرت الٰہی ہے۔

آیۂ ”وَجزا ھُم بِمَا صَبرُوا جنَّۃً و حریراً“ (دہر ۱۲)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا صبر سے مراد وہ صبر ہے جو انسان مصائب وآلام پر دنیا میں کرتا ہے۔

آیۂ ”وَ عَلامَاتٍ وَ بِالنجم ھُم یھتدون“ (سورہ نحل ۱۶)

ابوالورد نے امام محمد باقر سے اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی کہ نجم سے مراد ذات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور علامات سے ائمہ علیھم السلام مراد ہیں۔

[1] مناقب ابن شہرآشوب مازندرانی ص: ۶۲۲۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اور تفسیر قرآن

امام ششم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (۱۴۸ھ) نے معارف قرآن کے سلسلے میں مدینہ منورہ میں اسلامی دانشگاہ کا قیام فرمایا جس میں ہزاروں طلباء علم دین حاصل کرنے میں مشغول تھے جہاں حدیث وکلام کے علاوہ تفسیر قرآن کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ اس دانشگاہ سے حضرت ابان بن تغلب محمد بن مسلم، زرارہ بن اعین جیسی علمی ہستیاں منصۂ شہود پر آئیں۔

عمار بن مروان سے روایت ہے کہ میں نے آیۂ ”اِنَّ فی ذالک لآیاتٍ لِاُولی النھیٰ“ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا آپ نے فرمایا اللہ نے اپنے رسول کو خبر دی ہے ان امور کے متعلق جو آپ کے بعد ہونے والے تھے یعنی امر خلافت اور رسول اکرمؐ نے خبر دی ان کے متعلق علی کو اور ان سے ہم تک یہ خبر پہنچی یعنی آنحضرت کے بعد امور ملکی میں جو کچھ تغیرات ہونے تھے۔ ہم خدا کی مخلوق پر قوام اللہ ہیں اس کے علم دین کے خزانے ہیں[1]۔

یحیٰی بن عبداللہ بن الحسن نے روایت کی ہے کہ آیۂ ”ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا“ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا وہ ہم ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت خدا نے فرض کی۔ ہمارے لیے انفال ہے ہمارے لیے مال ہے، ہم راسخون فی العلم ہیں، ہم وہ محسود ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ”ام یحسدون الناس“

آیۂ ”وکل شئٍ ھالک الا وجھہ“ کے متعلق حضرت صادق آل محمدؐ نے فرمایا ہم ہیں وہ جن سے خدا کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

[1] مناقب ابن شہرآشوب مازندرانی ص: ۶۴۶۔

آیۂ ''وکرہ الیکم الکفر و الفسوق و العصیان '' کے متعلق امام نے فرمایا ہمارا بغض ہے اس شخص سے جس نے مخالفت کی رسول اور ہم سے۔

سورہ توحید کی اس طرح آپ نے تفسیر فرمائی

''واحد صمد اَزلی صمدی لا ظلّ لہ یمسکہ وھو یُمسک الاشیاء باظلّتھا عارفٌ بالمجھولِ معروفٌ عند کل جاھلٍ ھو فی خلقِہٖ ''[1]

حضرت نے فرمایا آیۂ ''استکبرت ام کنت من العالین '' کے متعلق کہ عالین سے مراد ہم ہیں ہمارے سوا زمین پر کوئی مخلوق نہیں تھی ابلیس نے اس پر حسد کیا جن کلمات سے آدم کی توبہ قبول ہوئی وہ ہم ہی ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور تفسیر قرآن

امام ہفتم حضرت امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام (۱۸۳ھ) نے الٰہی علم کے ذریعہ معارف قرآن کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور کلام الٰہی کے رموز واسرار سے لوگوں کو آشنا فرمایا۔

آیۂ ''بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم '' کے متعلق امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد ہم ائمہ اہل بیت ہیں۔

آیۂ ''لا تتبعوا السبیل '' کے متعلق فرمایا ہم ہیں وہ راستے جن میں لوگ ہماری اقتدا کرتے ہیں۔ ہم جنت کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں۔ ہم ہیں اسلام کی رسیاں۔

آیۂ ''ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃِ من الخاسرین '' امام نے فرمایا جس نے ہماری ولایت کو تسلیم نہیں کیا وہ خسارہ میں رہے گا۔

آیۂ ''والذین جاھدوا فینا لنھدیّنھم سبلنا '' کے متعلق فرمایا یہ آیت آل محمد اور ان کے شیعوں کے متعلق نازل ہوئی۔

۱؎ تفسیر المیزان سورۂ توحید۔

ایک شخص امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے مال کثیر راہ خدا میں صدقہ دینے کی نذر کی تھی میں ایفائے نذر کرنا چاہتا ہوں کتنا مال صدقہ دوں۔ کتنے مال پر مال کثیر کا اطلاق ہوگا؟

آپ نے فرمایا ۸۴ کے عدد پر مال کثیر کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے ''ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرہ ویوم حنین '' ۸۴ مقامات تھے جہاں خداوند عالم نے اپنے حبیب رسول اکرمؐ کی مدد فرمائی تھی۔[1]

امام علی رضا علیہ السلام اور تفسیر قرآن

امام ہشتم حضرت امام علی رضا علیہ السلام (۲۰۳ھ) نے اپنے زمانے میں تفسیر قرآن کو عام کرنے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کے سامنے تفسیر قرآن مجید بیان فرماتے تھے۔ اور تفسیر کے ذیل میں جو سوالات کئے جاتے تھے ان کے شافی جوابات دیتے تھے۔

آیۂ ''و نزعنا ما فی صدورھم من غل '' آپ نے فرمایا یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آیۂ ''ماسلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین '' کے متعلق امام علی رضاؑ نے فرمایا اس سے مراد اتباع ائمہ علیہم السلام ہے۔

ایک مرتبہ مامون رشید، فضل اور امام رضا علیہ السلام دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ مامون نے امام سے پوچھا رات پہلے ہے یا دن؟ امام نے فرمایا قرآن سے جواب دوں یا علم حساب سے۔ فضل نے کہا دونوں سے۔ آپ نے فرمایا سنو طالع دنیا سرطان ہے اور کواکب اپنے موضع شرف میں پس زحل میزان میں اور مشتری سرطان

۱؎ بحار الانوار ج:۱۱ص:۳۵۳۔

میں، سورج حمل میں چاند ثور میں دلیل ہے آفتاب کے حمل میں ہونے کی دسویں درجہ پر وسط آسمان میں اور یہ ثبوت ہے اس کا کہ دن کو رات سے پہلے پیدا کیا گیا۔ رہا قرآن مجید سے ثبوت تو خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے

''**لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولاالليل سابق النهار**''[۱]

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا آٹھ چیزوں کی پیروی آٹھ چیزوں کو پیدا کرتی ہے۔ متابعت نفس ندامت کو پیدا کرتی ہے جیسا کہ قصہ قابیل میں ہے ''**فطوعت له نفسه**''، متابعت شہوات کے ساتھ کفر ہے ''**واتبعوا الشهوات**''

شیطان کی پیروی نار ہے ''**ان عبادی لیس لک علیهم سلطان**''

متابعت فراعنہ دنیا میں غرق ہونا اور جہنم میں جلنا ہے ''**واتبعوا او فرعون**''

گمراہوں کی متابعت روز قیامت ان کے ساتھ ہونا ہے ''**یوم ندعوا کل اناسٍ**''

متابعت ہوائے حسناست کو پیدا کرتی ہے جیسا کہ قصہ بلعم باعور میں ہے ''**واتبع هواه فمثله کمثل الکلب**''

متابعت رسولؐ محبت خدا ہے ''**فاتبعونی یحببکم الله**''

متابعت اہل بیتؑ حشر میں ان کے ساتھ ہونا ہے ''**الذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم**''

غور کیا جائے تو اللہ نے اشیاء کو آٹھ پر رکھا ہے۔ ''**و یحمل العرش ربک الخ، ابواب جنت وسیق الذین اتقوا ربهم الی الجنة زمراً حتیٰ اذا جاؤ ها فتحت ابوابها**'' ارباب صدقات آٹھ ہیں ''**انما الصدقات الفقراء**'' جانوروں کے جوڑے آٹھ ''**ثمانية ازواج من ضان الخ**'' اور اصحاب کہف کے متعلق ہے ''**سبعة ثامنهم کلبهم**'' اور شعیب نے فرمایا ''**فاجرنی ثمانی حجج**'' مولود کی

۱ مناقب ابن شہر آشوب مازندرانی ص:۳۲۷۔

حرکت اس کی قوتیں اور اس کی خلقت آٹھ ماہ میں کامل ہوتی ہے۔[۱]

اس طرح امام علی رضا علیہ السلام نے قرآن سے جوابات دیئے اور لوگوں کے درمیان آیات کی تشریح اور ان کے مصادیق کی نشاندہی کی۔

امام محمد تقی علیہ السلام اور تفسیر قرآن

امام نہم حضرت امام محمد تقی علیہ السلام (۲۲۰ھ) نے اپنے مختصر دورِ امامت میں قرآن مجید کی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ آپ نے الٰہی علم کے ذریعہ آیات قرآن کی تشریح اور تاویل بیان فرمائی۔

آیہ ''**قل هذه سبیلی اُدعوا الی الله علی بصیرة انا و من اتبعنی**'' کے متعلق فرمایا اس سے مراد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اوصیاء ہیں۔ آیہ ''**والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا**'' کے متعلق فرمایا اس سے ہم اہل بیت مراد ہیں[۲]۔ ''**عن ابی هاشم الجعفری قال: سالت ابا جعفر الثانی مامعنی الواجد؟**

قال الذی اجتماع الالسن الیه بالتوحید کما قال الله عز و جل وَ لَئن سئلتهم من خَلَقَ السّموات والارض لیقولن الله''[۳]

ابوداؤد عہد بنی عباس کا زبردست عالم تھا اس کا دوست زرقان نقل کرتا ہے کہ ایک روز ابن ابی داؤد معتصم عباسی کے دربار سے انتہائی محزون حالت میں آیا میں نے اس سے حزن وملال کا سبب معلوم کیا ابوداؤد نے کہا کاش بیس سال قبل ہی مر گیا ہوتا اور اس رسوائی

۱ مناقب ابن شہر آشوب مازندرانی ص:۴۱۸۔

۲ مناقب ابن شہر آشوب مازندرانی ص:۴۸۷۔

۳ طبقات مفسران شیعہ ص ۱۸۷۔

کا سامنا نہ ہوتا۔ میں نے معلوم کیا کیا قضیہ ہے؟

اس نے جواب دیا معتصم کے دربار میں ایک چور لایا گیا جس کا جرم ثابت تھا معتصم نے مجھ سے پوچھا اس کا ہاتھ کہاں سے کٹے؟ میں نے فوراً جواب دیا گٹے سے اس نے دلیل معلوم کی میں نے تیمّم کی آیت پڑھی ''فَامْسَحُوا بِوُجوهِكُمْ وَ اَيديكم ''، معتصم نے دوسرے علماء سے دریافت کیا انھوں نے کہا کہنی سے ہاتھ کٹنا چاہئے اس نے دلیل پوچھی انھوں نے وضو کی آیت پیش کی ''فاغسلوا وجوهكم و ايديكم الى المرافق ''اس آیت میں کہنی تک ہاتھ کا اطلاق ہوا ہے۔

معتصم نے پھر امام محمد تقی سے دریافت کیا آپ فرمائیں شریعت کا کیا حکم ہے۔ آپ نے انکار فرمایا مگر معتصم کا اصرار ہوا تو آپ نے فرمایا چور کی صرف چار انگلیاں کٹیں گی۔

اس نے کہا دلیل دیجئے آپ نے فرمایا سجدہ سات اعضاء پر واجب ہے۔ پیشانی، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دو پیر کے انگوٹھے۔

اگر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا تو پھر سجدہ کیسے کرے گا پھر آپ نے قرآن مجید کی آیت سے ثبوت پیش کیا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے ''اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحداً''

پس اعضائے سجدہ اللہ کے لیے ہیں اس کی صرف انگلیاں کٹیں گی یہ سن کر معتصم بہت خوش ہوا اور آپ کے حکم کے مطابق حد شرعی جاری کی۔[1]

یہ تھا آپ کا تبحر علمی جس کا مقابلہ بڑے بڑے علماء نہیں کر پائے۔

امام علی نقی اور تفسیر قرآن

امام دہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام (۲۵۲ھ) سے بڑی تعداد میں آیات قرآن کی

۱ طبقات مفسران شیعہ ص: ۱۸۵۔

تفسیر مروی ہے۔ جب بھی سوالات کئے گئے آپ نے آیات قرآنی کے تناظر میں جوابات دیئے۔

یحییٰ بن اکثم نے ابن سکیت کو چند سوالات لکھ کر دیئے کہ ان کے جوابات امام علی نقیؑ سے معلوم کرے۔ ابن سکیت نے وہ سوالات امام کی خدمت میں پیش کئے۔

سوال: ''قال الّذی عِندہ عِلمٌ مِن الكتابِ اَنَا آتیکَ بہ قَبلَ اَن یر تَدّ اِلیکَ طرفُک ''(نمل ۴۰) سے مراد آصف بن برخیا ہیں تو کیا ان کا علم حضرت سلیمان سے زیادہ تھا؟

جواب: حضرت سلیمانؑ عاجز نہیں تھے اس چیز کی معرفت سے جس کی معرفت آصف کو تھی۔ لیکن وہ چاہتے یہ تھے کہ تمام جن وانس یہ جان جائیں کہ میرے بعد حجت خدا آصف ہونگے۔ یہ تو درحقیقت حضرت سلیمانؑ کا علم تھا جو انھوں نے آصف کو بتایا تھا۔

سوال: خداوند عالم سورہ یوسف میں فرماتا ہے ''وَرَفَعَ اَبَوَیه عَلَی العرشِ و خَرّو لہ سُجّداً'' کیا یعقوب کو سجدہ کرنا جائز تھا۔

جواب: یہ سجدہ اطاعت خدا میں شکرانے کا سجدہ تھا جیسا کہ ملائکہ کا سجدہ آدم کے لیے نہیں تھا بلکہ حکم الٰہی کو سجدہ تھا۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ شکر خدا میں یوسف نے کہا تھا ''رَبِّ قدا تیتنی من الملک الخ''

سوال: آیۂ ''فاِنْ کُنتَ فی شَکٍ مِمَّا اَنزَلنا اِلیکَ فَسأَل الَّذِیْنَ یَقرء وُنَ الکتاب مِن قَبلِکَ'' کیا رسول خدا کو کسی طرح کا تردد تھا؟

جواب: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی طرح کا تردد و شک نہیں تھا بلکہ ان کی قوم کے جاہلوں کو شک تھا وہ کہتے تھے خدا نے ملائکہ میں سے کسی ملک کو رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا؟ اور عام لوگوں اور نبی کے درمیان اس طرح فرق کیوں نہیں رکھا کہ نہ وہ کھاتا پیتا اور نہ بازاروں میں چلتا پھرتا۔ پس خداوند عالم نے اپنے نبی پر وحی نازل کی کہ جو

آسمانی کتابیں پڑھتے ہیں جاہلوں کے سامنے ذرا ان سے یہ تو پوچھو کہ کیا تم سے پہلے خدا
نے کوئی نبی ایسا بھیجا تھا جو نہ کھاتا ہو نہ پیتا ہو؟ بس جیسے وہ تھے ویسا ہی میں ہوں۔ آنحضرت
شک میں مبتلا نہیں تھے بلکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے مباہلہ میں کہا گیا ہے ''فَقُل تعالو ندعُ
اَبناء نَا وَاَبناء کُم و نِسَاء نَا و نسائکُم وَانفسُنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل
لعنةَ اللهِ علی الکاذبین'' (آل عمران ۶۱)

یعنی ایسا نہیں تھا کہ ان کے ابناء اور نساء کے متعلق یہ خیال ہو کہ اگر وہ
مباہلہ میں لعنت کرینگے تو ان کی بدعا قبول ہو جائیگی یعنی استجابت دعا میں ان کو برابر کا
شریک نہیں سمجھا گیا تھا بلکہ اپنی دعا کی قبولیت کا یقین تھا لیکن مصلحتاً ان کو شریک کیا گیا
اگر یوں کہا جاتا ''تعالوا نبتهل فنجعل لعنة الله علیکم'' آؤ ہم مباہلہ کریں اور اللہ
کی لعنت تم پر قرار دیں تو وہ مباہلہ قبول نہ کرتے خدا کو اس کا علم تھا کہ آنحضرت اس کے سچے
رسول ہیں اور ان کو کسی طرح کا شک نہیں ہے۔

سوال: آیۂ ''وَ لو اَنَّ ما فِی الاَرضِ مِن شجرةٍ اقلام و البحر یمدُّہ من
بعدَہِ سبعة ابحر ما نفدت کلماتُ اللهِ اِنَّ اللهَ عزیزٌ حکیمٌ'' (سورہ لقمان ۲۷)
کلمات کیا تھے اور سات دریا کون سے ہیں۔

جواب: آپ نے فرمایا وہ سات دریا ہیں عین الکبریت، عین الیمین عین
برہوت، عین طبریہ، عین ماسیدان، عین افریقہ، عین باحوران، اور ہم وہ کلمات ہیں جن کے
فضائل کا کوئی احصاء نہیں کرسکتا۔[1]

امام حسن عسکری علیہ السلام اور قرآن

امام یازدہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام (۲۶۰ھ) کے دور میں کچھ لوگوں

۱ مناقب ابن شہرآشوب مازندرانی ص: ۶۳۷۔

نے قرآن مجید کے سلسلے میں شکوک و شبہات پھیلانے کی کوشش کی آپ نے اپنے علم و
فراست کے ذریعہ ان کی کوشش کو ناکام کیا چنانچہ ایک عظیم فلسفی اسحٰق کندی کو یہ خبط سوار ہوا
کہ قرآن مجید میں تناقض ثابت کرے اور یہ بتائے کہ قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت
سے اور ایک مضمون دوسرے مضمون سے ٹکراتا ہے۔ اس نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے
کتاب ''تناقض القرآن'' لکھنا شروع کی اور اس درجہ منہمک ہو گیا کہ لوگوں سے ملنا جھلنا
ترک کر دیا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اس
کے خبط کو دور کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ کا خیال تھا کہ اس پر کوئی ایسا اعتراض کیا جائے کہ
جس کا وہ جواب نہ دے سکے اور مجبوراً اپنے ارادہ سے باز آجائے۔

اتفاقاً آپ کی خدمت میں اس کا ایک شاگرد حاضر ہوا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا
تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اسحاق کندی کو کتاب ''تناقض القرآن'' لکھنے سے باز رکھ سکے۔
اس نے عرض کی مولا میں اس کا شاگرد ہوں بھلا اس کے سامنے لب کشائی کرسکتا ہوں۔
آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ تو کرسکتے ہو کہ جو میں کہوں وہ اس تک پہنچا دو۔ اس نے کہا کرسکتا
ہوں۔ حضرت نے فرمایا پہلے تو تم اس سے موانست پیدا کرو جب تم سے مانوس ہو جائے اور
تمہاری بات توجہ سے سننے لگے تو اس سے کہنا کہ مجھے ایک شبہ پیدا ہو گیا ہے آپ اس کو دور
فرمادیں۔ جب وہ کہے بیان کرو تو کہنا کہ

''اِن اتاک هذا المتکلم بهذا القرآن کل یجوزُ اَن یکونَ مرادُہ بِما
تَکلم مِنهُ عَنِ المعانِی الّتی قد ظننتها اِنک ذهبتها الیها''

اگر اس کتاب یعنی قرآن کا مالک تمہارے پاس اسے لائے تو کیا ہوسکتا ہے کہ اس
کلام سے جو مطلب اس کا ہو وہ تمہارے سمجھے ہوئے معانی و مطالب کے خلاف ہو۔ جب وہ
تمہارا اعتراض سنے گا تو چونکہ ذہین آدمی ہے فوراً کہے گا کہ بے شک ایسا ہوسکتا ہے۔ جب وہ
یہ کہے تو تم اس سے کہنا کہ پھر کتاب ''تناقض القرآن'' لکھنے سے کیا فائدہ؟ کیونکہ تم اس کے

جو معنی سمجھ کر اس پر اعتراض کر رہے ہو، ہوسکتا ہے وہ خدائی مقصد کے خلاف ہو۔ ایسی صورت میں تمہاری محنت ضائع اور برباد ہو جائے گی کیونکہ تناقض تو جب ہوسکتا ہے کہ تمہارا سمجھا ہوا مطلب صحیح اور مقصود خداوندی کے مطابق ہو اور ایسا یقینی طور پر نہیں تو تناقض کہاں رہا؟

الغرض وہ شاگرد اسحاق کندی کے پاس گیا اور اس نے امام کے بتائے ہوئے اصول پر اس سے مذکورہ سوال کیا۔ اسحاق کندی یہ اعتراض سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ پھر سوال کو دہراؤ اس نے اعادہ کیا اسحاق تھوڑی دیر کے لیے محو تفکر ہو گیا۔ اور دل میں کہنے لگا کہ بے شک اس قسم کا احتمال باعتبار لغت اور بلحاظ فکر و تدبر ممکن ہے۔ پھر اپنے شاگرد کی طرف متوجہ ہو کر بولا بتاؤ یہ اعتراض کس نے بتایا اس نے جواب دیا یہ میرے ہی ذہن کی پیداوار ہے۔ اسحاق نے کہا ہرگز نہیں یہ تمہارے جیسے علم والے کے بس کی بات نہیں تم سچ بتاؤ یہ کس نے کہا ہے۔ شاگرد نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بتایا تھا اور میں نے انھیں کے بتائے ہوئے اصول پر آپ سے سوال کیا ہے۔ اسحاق کندی بولا ''الان جئت بہ'' اب تم نے سچ کہا ایسے اعتراضات اور ایسی اہم باتوں کا صدور خاندان رسالتؐ ہی سے ہوسکتا ہے۔

''ثُمَّ انه دَعا بِالنارِ وَ اَحرقَ جمِیعُ مَا کَانَ اَلَفَه''

پھر اس نے آگ منگائی اور کتاب کا سارا مسودہ نذر آتش کر دیا۔[۱]

اس طرح آپ نے قرآن کے وقار و عظمت کا تحفظ فرمایا اور لوگوں کو اس کے مرتبہ سے آگاہ کیا۔

امام مہدی علیہ السلام اور قرآن

امام دوازدہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت باسعادت ۱۵رشعبان

۱ بحارالانوار ج۱۲، ص:۱۷۲۔

۲۵۵ھ بروز جمعہ ہوئی۔ آپ حکم خدا سے پردۂ غیب میں ہیں۔ جب آپ کا ظہور ہوگا تو آپ قرآنی حکومت قائم فرمائیں گے۔ تعلیمات قرآن عام ہونگی، ہر طرف سے قرآن کی تلاوت کی آواز آئے گی اور آپ حضرت محمد مصطفیؐ کی طرح قرآن مجید کے اسرار و رموز کا انکشاف کرینگے۔ صحیح معنوں میں حدود قرآنی کا اجرا ہوگا۔ اور آپ محکم، متشابہ، ناسخ اور منسوخ آیات کی بالتفصیل تفسیر فرمائینگے اور لوگ ان پر عمل پیرا ہونگے۔

پہلی صدی

حضرات ائمہ علیہم السلام کے بعد جن صحابہ کرام نے تفسیر قرآن کے سلسلے میں نمایاں خدمات انجام دیں ان میں حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کا نام سرفہرست ہے۔ آپ نے حضرت رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ سے تفسیر قرآن کا علم لیا۔ ''ترجمان قرآن'' صدر المفسرین جیسے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ابن ندیم نے ''الفہرست'' میں تفسیر ابن عباس کا ذکر کیا ہے۔[1]

آقا بزرگ تہرانی نے ابن عباس کی دو تفسیروں کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر ابن عباس عن الصحابہ تالیف ابی احمد عبدالعزیز بن یحییٰ بن احمد بن عیسیٰ جلودی (متوفی ۳۲۲ھ)

تفسیر تنویر المقیاس۔ مصر سے ۱۲۹۰ھ میں شائع ہوئی۔

عبداللہ بن عباس کی ۶۸ھ میں وفات ہوئی۔

عبداللہ بن مسعود: لقب ''سیدالقراء'' تھا قرآن فہمی میں مہارت رکھتے تھے آپ کا شمار اہم مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔

میثم تمار: کوفہ کے رہنے والے تھے۔ عشق مولا علیؑ سے سرشار مکتب علوی کے تربیت یافتہ تھے۔ حضرت علی سے تفسیر کا علم لیا۔ آپ کی تفسیر انہی مطالب پر مشتمل تھی جو حضرت علی سے حاصل کئے تھے۔ ''کشی'' نے رجال میں تفسیر کا ذکر کیا ہے۔[2]

جابر بن عبداللہ انصاری: رسول اکرم کے اجلہ صحابہ میں سے تھے۔ آپ کو پیشوائے تفسیر قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ ابوالخیر نے طبقہ اول کے مفسرین میں شمار کیا ہے۔ سیوطی

[1] الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج:۴،ص:۲۸۵۔

[2] طبقات مفسران شیعہ ص:۲۱۴۔

نے اتقان میں صحابہ کے درمیان اہم مفسر قرآن تسلیم کیا ہے۔

ابوالدرداء: حضرت رسول اکرم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ دوسری ہجری میں جنگ بدر کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ قرآن فہمی میں مہارت رکھتے تھے۔ ۳۲ھ میں دمشق میں وفات پائی۔[1]

سعید بن جبیر: آپ تابعین میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے تفسیر نقل کی۔ تفسیر سے متعلق آپ کی روایات مستند و معتبر مانی جاتی ہیں۔ طبقہ سوم کے مفسرین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے صحابی تھے۔ عشق اہلبیت کے سبب حجاج بن یوسف ثقفی نے شہید کیا۔ جلال الدین سیوطی نے اعلم تابعین در علم تفسیر تحریر کیا ہے۔[2]

ابوالاسود دوئلی بصری: علم تفسیر میں تبحر رکھتے تھے۔ علم نحو حضرت علیؑ سے سیکھا ''طبقات سیوطی'' میں ہے کہ ''**کان ابو الاسود اول من نقط المصحف و من شعرہ**'' ابوالاسود نے سب سے پہلے قرآن مجید پر نقطہ اور علامت گذاری کی۔ آپ ہی نے علم نحو کی تدوین کی۔ ۸۵ سال کی عمر میں ۶۹ھ میں وفات پائی۔

ابوصالح میزان بصری: حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد رشید تھے۔ تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ محمد بن سائب کلبی صاحب تفسیر معروف نے آپ سے بہت زیادہ روایات نقل کی ہیں۔ ابن عباس کی تفسیر ''تنویر المقیاس'' آپ ہی سے مروی ہے۔ شیخ مفید نے ''**الکافیہ فی ابطال توبۃ الخاطئہ**'' میں ابوصالح کی روایت کو معتبر تسلیم کیا ہے۔

[1] طبقات مفسران شیعہ ص:۲۱۶۔

[2] الاتقان ج:۲،ص:۱۸۹۔

دوسری صدی

مجاہد بن جبر: علم تفسیر میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ تیس بار عبداللہ بن عباس کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ صاحب معجم المؤلفین نے آپ کو مفسر قرآن لکھا ہے اور ان کی تفسیر کا بھی ذکر کیا ہے۔ مکہ کے رہنے والے تھے۔ ۲۱ ہجری میں متولد ہوئے اور ۱۰۴ھ میں حالت سجدہ میں وفات ہوئی۔ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ آپ کی عمر ۸۳ سال تھی۔

طاؤس بن کیسان یمانی: ابوعبدالرحمٰن طاؤس بن کیسان یمانی تابعی، صحابی امام زین العابدین علیہ السلام داودی نے لکھا ہے کہ ''طاؤس اہل علم وعمل میں سے تھے۔

حضرت رسول اللہ کے ۵۰ اصحاب کی صحبت اختیار کی۔ ۴۰ بار زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ مستجاب الدعوات تھے۔'' ابن تیمیہ نے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں اعلم الناس تسلیم کیا ہے۔ ۷/ذی الحجہ ۱۰۶ھ میں وفات ہوئی۔[1]

عطیہ بن سعد عوفی: مشہور مفسر قرآن اور امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں تھے۔ نجاشی نے بلاذری سے نقل کیا ہے کہ عطیہ، ابان بن تغلب کے استاد تھے۔ پانچ جلدوں میں تفسیر لکھی۔ ''تین مرتبہ قرآن بصورت تفسیر، ابن عباس کے سامنے پڑھا۔ اہلبیت علیہم السلام کے شیدائی تھے۔

آقا بزرگ تہرانی:

''عطیہ صاحب تفسیر تھے۔ ابان بن تغلب، خالد بن طھمان اور زیاد بن منذر کے استاد تھے۔[2] ۱۱۱ھ میں وفات ہوئی۔''

۱۔ شذرات الذہب ج:۲،ص:۴۱۔

۲۔ الذریعہ ج:۴،ص:۴۸۲۔

زید بن علی الشہید: امام زین العابدین کے فرزند تھے نامور مفسر قرآن، شجاع بہادر، سخی اور مجاہد تھے۔ آپ نے کتاب قرأت کو اپنے جد حضرت امیر المومنین سے روایت کیا ہے۔ ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں اپنے جد کے خون کا بدلہ لینے کے لیے قیام کیا۔ ماہ صفر میں ۱۲۱ھ میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

ابو محمد اسماعیل سدی: امام سجاد اور امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السلام کے صحابی اور کوفہ کے رہنے والے تھے۔ داؤدی کا بیان ہے کہ آپ نے ابن عباس، انس اور جمعی سے روایت کی ہے۔ طبقہ چہارم میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۲۷ھ میں وفات ہوئی۔[1]

جلال الدین سیوطی:

''اسماعیل سدی نے اپنی تفسیر کی اسناد ابن مسعود اور ابن عباس سے نقل کی ہیں۔ یہ تفسیر بہترین اور کامل تفسیر ہے۔[2]''

جابر بن یزید جعفی: آپ کا شمار دوسری صدی کے نامور تابعین میں ہوتا ہے۔ امام محمد باقرؑ کے خاص شاگرد تھے، انھیں سے درس تفسیر لیا۔ ۱۲۸ھ میں وفات ہوئی۔

نجاشی لکھتے ہیں:

''ابوجعفر جعفی عربی الاصل تھے۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق کا زمانہ درک کیا۔ ۱۲۸ھ میں وفات ہوئی، آپ کی تالیفات میں تفسیر قرآن کے علاوہ 'النوادر'، 'الفضائل'، 'الجمل'، 'الصفین'، 'النہروان'، 'مقتل امیر المومنین'، 'مقتل الحسین' ہیں۔[3]''

یحییٰ بن یعمر: دوسری صدی کے مشہور قاری، لغت شناس تابعی تھے۔ علم ومعارف

۱۔ طبقات مفسران شیعہ ص:۲۳۲۔

۲۔ الاتقان ج:۴،ص:۲۳۸۔

۳۔ رجال نجاشی ص:۱۲۸، شمارہ معرفی ص:۳۳۲۔

ابوالاسود دوئلی سے حاصل کیا۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ ”آپ علم تفسیر کے بزرگ عالم تھے۔ عبداللہ بن اسحاق، اور شیعیانی کے مشائخ میں سے تھے۔ محبت اہل بیت کے سبب۔ حجاج نے خراسان جلاوطن کر دیا تھا۔ ۱۲۹ھ میں وفات ہوئی۔“[1]

ابن ابی شعبہ حلبی: امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی، مفسر اور فقیہ تھے۔

صاحب معجم رجال الحدیث لکھتے ہیں کہ حلب میں تجارت کرنے کی وجہ سے حلبی مشہور ہوئے۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق کے صحابی تھے۔ آپ ہی سے تفسیر آیۂ ”**رب اغفرلی ولوالدی و لمن دخل بیتی مومناً**“ تفسیر قمی میں نقل ہوئی ہے۔ ۱۳۵ھ میں وفات ہوئی۔[2]

زید بن اسلم عدوی: امام زین العابدین کے صحابی تھے۔ شیخ طوسی نے فہرست رجال میں امام صادق کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ ابن ندیم نے الفہرست میں آپ کی تفسیر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ تفسیر خط سکریؔ میں ہے۔ آپ کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی۔[3]

داؤد بن ابی ہند: امام محمد باقرؑ کے صحابی اور نامور مفسر قرآن، تابعی تھے۔ ابن ندیم نے الفہرست میں آپ کی تفسیر کا تذکرہ کیا ہے[4]۔ صاحب الذریعہ آقا بزرگ تہرانی نے تفاسیر شیعہ میں آپ کی تفسیر کو شمار کیا ہے[5]۔ ۱۳۹ھ میں مکہ کے راستہ میں وفات ہوئی۔

ابان بن تغلب: امام زین العابدین امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام کا زمانہ درک کیا، ان کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور احادیث بھی نقل کیں۔ تفسیر وعلوم قرآنی میں

۱ تاسیس الشیعہ ص:۶۵۔

۲ معجم رجال الحدیث ج:۱۷،ص:۴۵۔

۳ الفہرست ابن ندیم ص:۵۹۔

۴ الفہرست ابن ندیم ص:۵۹۔

۵ الذریعہ ج:۴،ص:۲۴۰۔

تبحر رکھتے تھے۔

نجاشی:

”**کان قاریاً من وجوہ القراء فقیھا لغویاً سمع من العرب و حکی عنھم**“[1]

محمد بن عبداللہ شافعی کا بیان ہے کہ ”ابان اہل علم وفن کے پیشوا ہیں جن میں قرآن، فقہ، حدیث، ادب، لغت، نحو جیسے علوم شامل ہیں۔ آپ کی دو کتابیں ”تفسیر غریب القرآن“ اور کتاب ”الفضائل“ مشہور ہیں۔[2]

صاحب ”تاسیس الشیعہ“ کا بیان ہے کہ ”ابان ہی نے سب سے پہلے معانی قرآن کے سلسلے میں کتاب لکھی۔ ۱۴۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی“[3]۔

محمد بن سائب کلبی: امام محمد باقر اور امام صادق کے اصحاب میں تھے۔ ابن ندیم نے الفہرست میں علوم قرآن سے متعلق کتابوں میں ”آیات الاحکام کلبی“ کا ذکر کیا ہے[4]۔ آقا بزرگ تہرانی نے بھی اس تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ شیخ عباس قمی لکھتے ہیں کہ: ”آپ امام جعفر صادق کے خاص شیعوں میں تھے۔ مفسر اور کوفہ کے مشہور نساب تھے۔ اور آپ نے تفسیر قرآن لکھی۔ ۱۴۶ھ میں وفات ہوئی“[5]۔

ہشام بن سالم: امام جعفر صادقؑ اور امام موسی کاظمؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ نجاشی

۱ رجال نجاشی ص۱۰

۲ رجال نجاشی ص۱۱

۳ تاسیس الشیعہ ص۳۲۲

۴ الفہرست ابن ندیم ص۵۹

۵ سفینۃ البحار ج۲ ص۶۸۸

نے آپ کو ثقہ تحریر کرتے ہوئے تین تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ (۱) تفسیر قرآن (۲) کتاب الحج (۳) کتاب المعراج[1] ہشام نے امام جعفر صادق سے ''کامل الزیارات'' نقل کی ہے۔ ۱۴۸ھ میں وفات ہوئی۔

اعمش کوفی: امام جعفر صادقؑ کے صحابی اور مفسر قرآن تھے، کوفہ میں رہتے تھے اور ۱۵۰ احادیث کے راوی ہیں۔ ۱۴۸ھ میں وفات ہوئی[2]۔

اسماعیل سکونی: امام صادق کے صحابی تھے اور علم تفسیر میں مہارت رکھتے تھے۔ نجاشی نے رجال میں ان کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر قمی میں تفسیر آیہ سورہ نحل ''اِنَّ اللہ یا مر بالعدل والاحسان'' انہی سے مروی ہے[3]۔

ابو خالد کابلی: امام زین العابدین اور امام محمد باقر کے صحابی تھے تفسیر قمی میں تفسیر آیۂ سورہ قصص ''اِنَّ اللہَ فرض علیک القرآن لرادّک الی معاد'' آپ ہی سے مروی ہے[4]۔

وہیب بن حفص: امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظمؑ کے چاہنے والے، ثقہ اور مورد اعتماد تھے۔ آپ کی دو تالیفات ''تفسیر قرآن'' ''شرائع واحکام'' منظّم ومرتب ہیں[5]۔ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی۔

ابو حمزہ ثمالی: کوفہ کے رہنے والے تھے۔ امام زین العابدین سے امام موسیٰ کاظم تک چار اماموں کی زیارت کا شرف حاصل تھا، ابن ندیم نے الفہرست میں اور ثعلبی نے آپ کی

۱ رجال نجاشی ص:۴۳۴۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۲۴۴۔

۳ رجال نجاشی ص:۳۶۔

۴ معجم رجال الحدیث ج:۱۴، ص:۱۲۹۔

۵ رجال نجاشی ص:۴۳۱۔

تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ دعائے ابو حمزہ ثمالی جو آپ سے مروی ہے بہت مشہور ہے، کتاب النوادر اور رسالہ الحقوق آپ کی یادگار ہیں۔ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی[1]۔

منخل بن جمیل اسدی: صحابی امام جعفر صادق اور مفسر قرآن تھے۔ تفسیر قمی میں تفسیر سورہ نور آپ سے مروی ہے۔ نجاشی نے تفسیر قرآن کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

حسن بن واقد مروزی: امام جعفر صادق کے صحابی تھے۔ آپ کی تالیف ''الناسخ والمنسوخ'' ہے۔ آقا بزرگ تہرانی نے ابن ندیم کے حوالے سے دوسری تالیف ''الرغیب فی علوم القرآن'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی[2]۔

محمد بن فرات: صحابی امام محمد باقر اور مفسر قرآن تھے۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت نقل کی ہے۔ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی۔ صاحب معجم رجال الحدیث نے مفصل حالات تحریر کئے ہیں۔

ابن کثیر ہاشمی: امام جعفر صادقؑ کے صحابی تھے۔ آپ کی تالیفات میں ''کتاب فضل سورۃ القدر''، ''کتاب صلح الحسن''، ''کتاب فدک'' اور کتاب ''الاظلہ''[3] مشہور ہیں۔ ۱۵۵ھ میں وفات ہوئی۔

حمزہ بن حبیب زیات: دوسری صدی کے ''امام القرأ'' کے لقب سے مشہور تھے۔ ابن ندیم نے آپ کی تالیفات ''متشابہ القرآن'' ''مقطوع القرآن'' اور ''کتاب القرأت'' کا ذکر کیا ہے۔ امام جعفر صادق کے صحابی تھے۔ ۱۵۶ھ میں وفات ہوئی[4]۔

ابن شعبہ حلبی: ابو جعفر محمد بن علی بن ابی شعبہ حلبی۔ دوسری صدی کے معتبر مفسر قرآن تھے۔

۱ رجال نجاشی ص:۱۱۵۔

۲ الذریعہ ج:۴، ص:۳۱۹۔

۳ رجال نجاشی ص:۲۳۵۔

۴ مفسران شیعہ ص:۷۔

تفسیر قرآن کے علاوہ احکام فقہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ سے مروی امام حسین علیہ السلام پر زمین و آسمان کے گریہ کی روایت کامل الزیارات میں نقل کی گئی ہے۔ ۱۶۰ھ میں رحلت فرمائی[1]۔

مالک بن عطیہ: امام جعفر صادقؑ کے صحابی، کوفہ کے رہنے والے تھے۔ نجاشی نے موثق اور مورد اعتماد تحریر کیا ہے۔ سورہ یٰس کی تفسیر آپ سے مروی ہے۔ تفسیر قمی میں بھی اس کا ذکر ہے۔ ۱۶۰ھ میں رحلت فرمائی[2]۔

ابو جنادہ سلولی: امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم کے صحابی تھے۔ نجاشی لکھتے ہیں کہ:

”ان کی تفسیر ”تفسیر والقرأت“ ہے۔ مبسوط تفسیر ہے جس کی سند تین واسطوں سے نقل کی گئی ہے[3]“

ابن ندیم نے شیعیان متقدمین میں شمار کیا ہے اور ان کی تالیفات میں کتاب التفسیر اور کتاب جامع العلم کا ذکر کیا ہے[4]۔ ۱۸۰ھ میں رحلت فرمائی۔

علی بن ابی حمزہ سالم بطائنی: صحابی امام موسیٰ کاظمؑ، نجاشی نے تفسیر قرآن کے علاوہ کتاب فضائل القرآن، القائم الصغیر، کتاب الرجعہ، کتاب فضائل امیر المومنین، کتاب الفرائض کا بھی ذکر کیا ہے[5]۔

محمد بن خالد برقی: امام علی رضا اور امام محمد تقی کے صحابی تھے۔ نجاشی نے تفسیر قرآن کے

---

۱ معجم رجال الحدیث ج:۱۶، ص:۳۰۲۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۲۵۷۔

۳ رجال نجاشی ص:۱۴۵۔

۴ الفہرست ابن ندیم ص ۲۴۳

۵ رجال نجاشی ص ۲۴۹

علاوہ، کتاب مکہ و مدینہ، جنگھای اوس وخزرج، العلل، علم الباری کا بھی ذکر کیا ہے[1]۔ ۱۸۳ھ میں رحلت فرمائی۔

ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ کسائی: مشہور نحوی تھے۔ اطراف کوفہ میں متولد ہوئے۔ عاشق اہلبیتؑ تھے۔ قرأت اور تفسیر میں تبحر رکھتے تھے۔

زرکلی نے الاعلام میں معانی القرآن، المصادر، الحروف، القرأت، النوادر، المتشابہ فی القرآن کا ذکر کیا ہے[2]۔ ۱۸۹ھ میں رحلت ہوئی۔

سفیان بن عیینہ: رجال طوسی میں آپ کو امام جعفر صادقؑ کا صحابی شمار کیا گیا ہے۔ مکہ میں قیام تھا۔ ۹۱ سال کی عمر میں ۱۹۸ھ میں رحلت کی۔ ابن ندیم نے الفہرست میں آپ کی تفسیر کا ذکر کیا ہے[3]۔

دارم بن قبیصہ: امام علی رضاؑ کے صحابی تھے۔ قرآن کے موضوع پر دو تالیفات ۱: الوجوہ والنظائر۔ ۲: الناسخ والمنسوخ آپ کی یادگار ہیں۔ نجاشی نے تین واسطوں سے روایت نقل کی ہے۔ ۲۰۰ھ[4] میں رحلت کی۔

ابن اسباط کندی: امام رضاؑ اور امام محمد تقیؑ کے صحابی تھے۔ نجاشی نے کتاب التفسیر کے علاوہ الدلائل، المز ار، النادر کا بھی ذکر کیا ہے۔ ۲۰۰ھ میں رحلت فرمائی[5]۔

ابوصلت قمی: امام رضاؑ کے صحابی اور امام محمد تقیؑ کے وکیل تھے۔ نجاشی نے آپ کی تفسیر قرآن کا ذکر کیا ہے۔ ۲۰۰ھ میں وفات پائی[6]۔

---

۱ رجال نجاشی ص:۳۳۵۔

۲ الاعلام زرکلی ج:۴، ص:۲۸۳۔

۳ الفہرست ص:۵۹۔

۴ الذریعہ ج:۲۴، ص:۱۱۔

۵ رجال نجاشی ص:۲۵۲۔

۶ رجال نجاشی ص:۲۱۷۔

ابن یسار بصری: امام باقرؑ اور امام صادقؑ کے صحابی تھے۔ امام باقر سے آیۂ ''**یوم ندعو کل اناس باما مھم**'' کی تفسیر نقل کی ہے۔ کامل الزیارات میں ثواب زیارت رسول خداؐ آپ سے مروی ہے۔ ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔[1]

محمد بن علی بن ابی شعبہ: دوسری صدی کے نامور مفسر قرآن تھے۔ نجاشی نے آپ کی تفسیر قرآن کا ذکر کیا ہے۔ ۱۹۵ھ میں رحلت کی۔[2]

معلیٰ بن محمد بصری: امام موسیٰ کاظم کے صحابی تھے۔ علامہ کلینی اور ابن قولویہ نے آپ کی روایات نقل کی ہیں۔ نجاشی نے آپ کی تفسیر قرآن کا بھی ذکر کیا ہے۔ ۲۰۰ھ میں رحلت کی۔[3]

احمد بن صبیح: ابوعبداللہ احمد بن صبیح اسدی کوفی مفسر قرآن تھے۔ نجاشی نے آپ کی تالیفات میں ''کتاب التفسیر'' اور ''النوادر'' کا ذکر کیا ہے۔ ۲۰۰ھ میں رحلت پائی۔[4]

---

۱ معجم رجال الحدیث ج:۱۳، ص:۳۳۶۔

۲ رجال نجاشی ص:۳۲۵۔

۳ رجال نجاشی ص:۴۱۸۔

۴ رجال نجاشی ص:۷۸۔

تیسری صدی

ابوالعباس احمد بن اسفراینی: تیسری صدی کے نامور مفسر قرآن تھے۔ آپ نے تفسیر میں ان آیات کی تفسیر لکھی جو اہلبیت علیھم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ آقا بزرگ تہرانی نے نے تفسیر کا نام ''**المصابیح فیما نزل من القرآن فی اھل البیت**'' لکھا ہے۔[1]

نجاشی:

''اس تفسیر کی تعریف میں نے احمد بن علی بن نوح سے سنی ہے۔[2]''

یونس بن عبدالرحمٰن: امام موسیٰ کاظم و امام رضا کے صحابی تھے۔ نجاشی نے قرآن سے متعلق دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ ۱: تفسیر قرآن۔ ۲: فضل القرآن۔ ۲۰۸ھ میں وفات پائی۔[3]

عبدالرزاق ابن ھمام صنعانی: ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو محبّ علیؑ اور مولا کے قاتل کا دشمن تحریر کیا ہے۔ ۲۱۱ھ میں وفات ہوئی۔ ابن ندیم نے قرآن سے متعلق آپ کی ان تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ ''نظم القرآن''، ''قواعد القرآن''، ''تفسیر الفاتحہ''، ''الحروف المقطعہ فی اوائل السور''

محمد بن ابی عمیر: امام موسیٰ کاظمؑ کے صحابی تھے۔ تفسیر قمی میں تفسیر آیۂ ''**الحمدللہ رب العالمین**'' آپ ہی سے مروی ہے۔ صاحب معجم رجال الحدیث نے آپ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ تفسیر آیۂ ''**ولو تری اذ فزعوا فلا فوت**'' آپ سے منقول ہے۔ ۲۱۷ھ میں رحلت ہوئی۔

---

۱ الذریعہ ج۲۱ ص۷۰

۲ رجال نجاشی ص۹۳

۳ رجال نجاشی ص۴۴۶

ابن فضّال کبیر: فطحی شیعہ، بعد میں توبہ کر کے امامیہ ہو گئے تھے۔ بہت زیادہ عبادت گذار تھے۔ ابن ندیم نے آپ کی ان تفاسیر کا ذکر کیا ہے۔ ''''الشواہد من الکتاب''، ''الناسخ والمنسوخ'' ۲۲۴ھ میں وفات ہوئی۔[۱]

محمد بن یقطینی: امام علی نقیؑ کے صحابی تھے۔ صاحب معجم رجال الحدیث نے ان کی تالیفات کے ذیل میں ''تفسیر القرآن'' کا ذکر کیا ہے۔ ۲۲۴ھ میں حیات تھے۔[۲]

حسن بن محبوب: کوفہ کے رہنے والے، امام علی رضاؑ کے صحابی تھے۔ شیخ طوسیؒ نے بڑے احترام کے ساتھ ان کے حالات لکھے ہیں۔ ابن ندیم نے ان کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ ۲۲۴ھ میں رحلت ہوئی۔[۳]

علی بن مہز یار: امام محمد تقیؑ اور امام علی نقی کے صحابی تھے۔ آپ کی تالیفات کی تعداد ۳۳ ہے۔ قرآنیات سے متعلق ''حروف القرآن'' ہے۔ ۲۲۹ھ کے بعد وفات ہوئی۔[۴]

ابوعبداللہ محمد برقی: امام محمد تقی کے صحابی اور نواح قم کے رہنے والے تھے نجاشی نے تفسیر قرآن کا ذکر کیا ہے۔ ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔[۵]

حسن بن اہوازی: حسین بن سعید اہوازی کے بھائی تھے۔ تفسیر القرآن کے علاوہ ۳۰ سے زائد تالیفات تھیں۔ ۲۴۰ھ میں وفات ہوئی۔[۶]

ابوعبداللہ سیاری بصری: امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے صحابی تھے۔ آپ کی

۱ الذریعہ ج:۴، ص:۲۴۵۔
۲ معجم رجال الحدیث ج:۱۷، ص:۱۱۳۔
۳ الفہرست ابن ندیم ص:۵۵۔
۴ اعیان الشیعہ ص:۲۲۶۔
۵ رجال نجاشی ص:۳۳۵۔
۶ معجم رجال الحدیث ج:۴، ص:۳۴۷۔

تالیفات میں ''ثواب القرآن''، ''کتاب القرأت''، ''النوادر''، ''الغارات'' شامل ہیں۔ ۲۴۰ھ میں وفات ہوئی۔[۱]

بکر بن محمد مازنی: تیسری صدی کے مفسر تھے۔ ابن ندیم نے آپ کی ''کتاب فی القرآن الکریم'' کا ذکر کیا ہے۔ ۲۴۸ھ میں وفات پائی۔[۲]

ابوجعفر محمد بن اورمہ قمی: نجاشی نے آپ کی ۳۶ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ جس میں ''کتاب تفسیر القرآن'' بھی شامل ہے۔ تفسیر قمی میں آپ سے مروی تفسیر موجود ہے۔ ۲۵۰ھ میں وفات ہوئی۔[۳]

ابوجعفر محمد بن علی بن عبدک جرجانی: جلیل القدر فقیہ، متکلم، صحابی تھے۔ نجاشی نے کتاب تفسیر قرآن کا ذکر کیا ہے۔ ۲۵۰ھ میں رحلت ہوئی۔[۴]

فضل بن شاذان: عالی مرتبت متکلم، فقیہ اور صحابی تھے۔ نجاشی نے ۱۸۰ تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ جس میں تفسیر قرآن بھی شامل ہے۔ ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔[۵]

علی بن حسن فضّال: معتبر بزرگ تھے۔ آقا بزرگ تہرانی نے توصیف وتمجید کے بعد تفسیر کا ذکر کیا ہے جس کا نام ''کتاب التنزیل من القرآن والتحریف'' ہے ابن عقدہ اور ابن زبیر نے آپ سے روایت کی ہے۔ ۲۷۰ھ میں وفات ہوئی۔[۶]

ابوالاسحاق ثقفی: زیدیہ فرقہ سے تعلق تھا۔ پھر امامیہ ہو گئے۔ کوفہ سے اصفہان میں

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۲۹۳۔
۲ الذریعہ ج:۴، ص:۳۱۲۔
۳ رجال نجاشی ص:۳۲۹۔
۴ رجال نجاشی ص:۳۸۲۔
۵ طبقات مفسران شیعہ ص:۳۰۰۔
۶ الذریعہ ج۲ ص۴۵۴

سکونت اختیار کرلی تھی۔ نجاشی نے آپ کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ ''کتاب ما نزل من القرآن فی امیر المومنین'' اور ''کتاب التفسیر'' ۲۸۳ھ میں رحلت کی[۱]۔

حسین بن سعید اھوازی: امام رضا امام محمد تقیؑ امام علی نقیؑ کے صحابی تھے۔ آپ کی ۵۰ سے زائد تالیفات تھیں۔ جس میں تفسیر قرآن بھی شامل ہے۔ ۳۰۰ھ میں وفات ہوئی[۲]۔

۱۹۔حسن بن موسیٰ نوبختی: تیسری صدی کے شیعہ اکابرین میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کی مشہور تالیف ''التنزیہ و متشابہ القرآن''[۳] ہے۔ ۳۰۰ھ میں وفات پائی۔

۲۰۔ابوعبداللہ غاضری: معتبر اور موثق مفسر قرآن تھے۔ نجاشی نے ''کتاب التفسیر''[۴] کا ذکر کیا ہے۔ ۳۰۰ھ میں رحلت کی۔

حسّان رازی: نجاشی نے کتاب ''ثواب انّا انزلناہ فی لیلۃ القدر'' اور کتاب ''ثواب القرآن''[۵] کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن محمد حارثی: جید شیعہ علماء میں شمار ہوتا تھا۔ نجاشی نے کتاب نوادر علم القرآن اور کتاب الامامۃ کا ذکر کیا ہے[۶]۔

۱۔ رجال نجاشی ص:۱۸۱۶۔

۲۔ طبقات مفسران شیعہ ص:۳۰۹۔

۳۔ رجال نجاشی ص:۶۳۔

۴۔ الذریعہ ج:۴، ص:۲۹۵۔

۵۔ رجال نجاشی ص:۳۳۸۔

۶۔ رجال نجاشی ص:۳۸۲۔

چوتھی صدی

علی بن ابراہیم قمی: ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینیؒ نے کافی میں آپ سے بہت زیادہ روایتیں نقل کی ہیں۔

امام حسن عسکریؑ کے ہم عصر اور شیخ کلینی کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ کی تفسیر ''تفسیر قمی'' کے نام سے مشہور ہے۔ متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ آپ ۳۰۷ھ تک حیات تھے[۱]۔

فرات بن ابراہیم کوفی: آپ کی تفسیر ''فرات کوفی'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس تفسیر میں آیات کے ذیل میں ائمہ علیہم السلام سے مروی روایات نقل کی گئی ہیں۔ مگر سلسلہ روایت محذوف ہے۔ شیخ صدوق نے آپ سے روایتیں نقل کی ہیں۔ ۳۰۷ھ تک حیات تھے[۲]۔

ابونضر محمد مسعود عیاشی: کشی (۳۲۸ھ) کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ کی تفسیر ''تفسیر عیاشی'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تفسیر دو جلدوں میں علامہ طباطبائی کے مقدمہ کے ساتھ تہران سے شائع ہوئی۔ آپ کی تالیفات ۲۰۰ سے زائد ہیں۔ آپ کی وفات ۳۲۰ھ میں وفات ہوئی[۳]۔

ابوجعفر محمد بن علی جرجانی: فقیہ، متکلم، مفسر تھے۔ نجاشی نے آپ کی تفسیر کا ذکر کیا ہے[۴]۔ آقا بزرگ تہرانی نے چوتھی صدی کے اہم مفسرین میں شمار کیا ہے۔ ۳۳۰ھ میں رحلت کی۔

ابن دُول قمی: آپ کی ۱۰۰ سے زائد تالیفات ہیں، قم کے رہنے والے تھے۔ زرکلی

۱۔ طبقات مفسران شیعہ ص:۳۲۳۔

۲۔ طبقات مفسران شیعہ ص:۳۲۵۔

۳۔ طبقات مفسران شیعہ ص:۳۳۰۔

۴۔ رجال نجاشی ص:۳۸۲۔

صاحب الاعلام نے آپ کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ ۳۵۰ھ میں وفات ہوئی[1]۔

محمد بن حسن شیبانی: شیخ مفیدؒ کے استاد تھے۔ آپ کی تفسیر کا نام ''نھج البیان عن کشف معانی القرآن'' ہے۔ مقدمہ قرآن میں علوم قرآن کی قسمیں، ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ کی وضاحت کی ہے۔ علماء بزرگ نے اس تفسیر سے استفادہ کیا ہے۔ ۳۵۵ھ میں رحلت کی[2]۔

شیخ صدوق: فقیہ بزرگ تھے۔ ۳۵۵ھ میں وارد بغداد ہوئے۔ وہاں شیوخ سے احادیث سنیں۔ آپ کی تالیفات کی تعداد تقریباً ۱۹۸ ہے۔ جن میں تفسیر قرآن بھی ہے۔ آقا بزرگ تہرانی نے تفسیر کا نام ''الخاتم'' تحریر کیا ہے[3]۔ ۳۸۱ھ میں وفات ہوئی۔

ابو علی محمد اسکافی: فقہ، ادب، تفسیر میں تبحر رکھتے تھے، آپ کی تفسیر قرآن مشہور ہے۔ ۳۸۱ھ میں رحلت کی[4]۔

عباد بن عباس طالقانی: آپ کے والد آل بویہ کے وزراء میں سے تھے۔ عمر رضا کحالہ نے معجم المولفین میں آپ کی تفسیر کا نام ''احکام القرآن'' لکھا ہے۔ ۳۸۵ھ میں وفات ہوئی[5]۔

محمد بن علی جنّی: ابن ندیم نے شیعہ تفاسیر میں ''تفسیر ابن جنّی'' کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ تفسیر کئی جلدوں میں ہے[6]۔ آپ کی وفات ۳۹۰ھ میں ہوئی۔

---

۱ الاعلام زرکلی ج:۱، ص:۲۰۸۔

۲ کشف الحجب والاستار ص:۵۹۵۔

۳ الذریعہ ج:۷، ص:۱۳۱۔

۴ طبقات مفسران شیعہ ص:۳۴۸۔

۵ معجم المولفین ج:۵، ص:۵۷۔

۶ الفہرست:۳۶۔

پانچویں صدی

سید شریف رضیؒ: عالم بزرگوار، ادیب نامور نقیب سادات، جامع نھج البلاغہ۔ آپ کی تفسیر قرآن کا نام ''حقائق التاویل'' ہے جس میں متشابہ آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ سب سے پہلے یہ تفسیر ۱۳۵۵ھ میں نجف اشرف سے شیخ عبدالحسین حلی کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہوئی۔ اس کے بعد ۱۴۰۶ھ میں نبیاد نھج البلاغہ تہران سے شائع ہوئی۔ نجاشی نے بھی اس تفسیر کا ذکر کیا ہے[1]۔

محمد بن نعمان مفید: شیخ مفید نامور عالم، فقیہ، متکلم، مفسر قرآن تھے۔ علم کلام میں تبحر رکھتے تھے۔ تفسیر قرآن پر بھی عمیق نظر تھی۔ کئی کتابیں تفسیر سے متعلق ہیں۔ مثلاً: الکلام فی وجوہ اعجاز القرآن، النصرہ فی فضل القرآن، البیان فی تالیف القرآن، الکلام فی حدوث القرآن، الرد علی الجبائی فی التفسیر، تفسیر آیہ ''**فاسئلو اھل الذکر**''[2]

۱۱ر ذی قعدہ ۳۳۶ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور شب جمعہ ۳ رمضان ۴۱۳ھ میں وفات ہوئی ''**عَلَم الھدی**'' سید مرتضیٰؒ نے نماز میت پڑھائی۔

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ: شیخ مفید کے شاگرد تھے۔ فقہ، کلام، ادب میں جید الاستعداد تھے۔ اپنے زمانے میں اعلم الناس تھے۔ نجاشی نے آپ کی متعدد تفسیروں کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر سورہ الحمد و بقرہ، تفسیر آیہ ''**وَلَقد کرمنا بنی آدم و حملنا ھم فی البرّ والبحر**''، تفسیر آیہ ''**لیس علی الذین آمنوا و اعملوا الصالحات جناحٌ فی ما طعموا**''، کتاب الموضع عن وجہ اعجاز القرآن ۲۵ ربیع الاول ۴۳۶ھ میں وفات پائی[3]۔

---

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۳۶۴۔

۲ رجال نجاشی ص:۳۹۱۔

۳ رجال نجاشی ص:۲۷۰۔

شیخ احمد تمیمی: فرزند عمار تمیمی اندلسی شیعہ مفسرین میں سے تھے، تفسیر کا نام ''التحصیل فی مختصر التفصیل''، روش ادبی وکلامی ہے۔ ۴۴۰ھ میں وفات ہوئی[1]۔

ابوسعید سمّان: حافظ، مفسر قرآن سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے معاصر تھے۔ آپ کی تفسیر کا نام ''البستان فی تفسیر القرآن'' ہے جو دس جلدوں میں ہے۔ ۴۴۷ھ میں وفات ہوئی۔

ابوالفتح کراجکی: فقیہ، متکلم، نحوی، طبیب تھے۔ آپ کی تفسیر کا نام ''کنز الفوائد'' ہے۔ آقا بزرگ تہرانی کا بیان ہے کہ یہ تفسیر پانچ جلدوں میں ہے جو علمی اور ادبی نکات پر مشتمل ہے۔ اس کا خطی نسخہ کتابخانہ آستان قدس رضوی میں موجود ہے جس کا سال کتابت ۶۷۷ھ ہے۔ یہ تفسیر ایران سے ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوئی۔ ۴۴۹ھ میں وفات ہوئی[2]۔

۷۔ شیخ طوسی: شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی عالم، فقیہ، متکلم، محدث، مفسر قرآن تھے۔ شیخ مفید اور سید مرتضیٰ کے شاگرد اور حوزہ علمیہ نجف اشرف کے مؤسس تھے۔

آپ کی مشہور اور جامع تفسیر ''التبیان'' ہے جو دقیق مطالب پر مشتمل ہے جسے علماء نے علوم کا ذخیرہ اور منبع قرار دیا ہے شیعوں کی اہم ترین تفسیر شمار کی جاتی ہے۔ آپ کی وفات ۴۶۰ھ میں ہوئی۔

۱۔ دانشنامہ قرآنی ج:۱، ص:۶۸۶۔

۲۔ الذریعہ ج:۱۸، ص:۶۰۱۔

چھٹی صدی

ابوعلی محمد فتّال نیشاپوری: خطیب، واعظ، فصیح و بلیغ مقرر تھے۔ ابن شہر آشوب نے آپ کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر میں ''التنویر فی معانی التفسیر'' دوسری ''روضۃ الواعظین'' ہے آپ نے اس تفسیر میں تفسیر شیخ طوسی ابوالفتوح رازی سے استفادہ کیا ہے۔ ۵۰۸ھ میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

۲۔ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی: مشہور و نامور شیعہ مفسر قرآن، آپ کی تفسیر ''مجمع البیان'' جامع اور کامل ترین تفسیر ہے۔ جس کی عظمت کا اقرار علماء فریقین نے کیا ہے۔ شہید ثانیؒ نے اس تفسیر کے بارے میں فرمایا ''اس جیسی تفسیر ابھی تک نہیں لکھی گئی ہے[1]۔''

ذہبی:

''یہ تفسیر حسن ترتیب، زیبائش تہذیب، اور دقت تعلیل، قوی حجت و برہان کے اعتبار سے بے مثال ہے[2]۔''

آپ کی دوسری تفسیر کا نام ''جامع الجوامع'' ۴ جلدوں میں ہے۔ آپ کی وفات ۵۴۸ھ میں واقع ہوئی۔

سید ضیا راوندی: شیخ منتجب الدین رازی کا بیان ہے کہ

''آپ کمال علم و فضل رکھتے تھے۔ میں نے ان کی تفسیر کو دیکھا اور کچھ حصہ کی میں نے تلاوت بھی کی[3]۔''

۱۔ ریاض العلماء ج:۲، باب الفاء

۲۔ التفسیر والمفسرون ذہبی ج:۲، ص:۱۰۱۔

۳۔ بحار الانوار ج:۲۵، ص:۱۰۔

آپ ابن شہر آشوب، شیخ منتجب الدین، شیخ محمد حسن پدر خواجہ نصیر الدین طوسی کے استاد تھے[1]۔ ۵۴۹ھ میں رحلت کی۔

ابوالفتوح جمال الدین رازی: ابوالفتوح شہری میں رہتے تھے۔ اس لئے آپ کو رازی کہا جاتا ہے۔ آپ کی تفسیر ''روض الجنان'' کے نام سے مشہور ہے۔ فارسی زبان میں ۲۰ جلدوں میں شائع ہوئی۔ شیعوں کی اہم ترین تفسیر شمار کی جاتی ہے[2]۔ ۵۵۶ھ میں آپ کی رحلت ہوئی۔

قطب راوندی: عالم، فاضل، محقق، متکلم، ادیب تھے۔ ابن شہر آشوب، شیخ منتجب الدین رازی کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ کی تفسیر ''خلاصۃ التفاسیر'' بہترین تفسیر ہے۔ ۵۷۳ھ میں وفات ہوئی[3]۔

محمد بن ادریس حلی: کتاب السرائر کے مصنف، فحول العلماء کے لقب سے مشہور تھے۔ فقہ میں تبحر رکھتے تھے۔ آپ کی تفسیر کا نام ''مختصر التبیان من تفسیر القرآن'' ہے یہ تفسیر ۵۸۲ھ میں لکھی گئی۔ ۲ جلدوں میں یہ تفسیر کتابخانہ آیت اللہ مرعشی قم سے ۱۴۰۹ھ میں شائع ہوئی۔ ۵۹۸ھ میں وفات ہوئی[4]۔

برہان الدین ابی الخیر حمدانی: شیخ منتجب الدین رازی کا بیان ہے کہ ''آپ عالم، واعظ اور مفسر تھے۔ تالیفات میں مفتاح التفسیر، دلائل القرآن، عین الوصول وشرح الشہاب شامل ہیں۔ چھٹی صدی کے اواخر میں وفات پائی۔

---

۱ مقابس شیخ اسد اللہ شوشتری ص:۵۱۱۔

۲ دانشنامہ ایران و اسلام ج:۷، ص:۹۷۴۔

۳ ریحانۃ الادب ج:۴۔

۴ الذریعہ ج:۲۰، ص:۱۸۴۔

ساتویں صدی

ابوالحسن علی نیریزی: فقیہ، محدث، مفسر قرآن تھے۔ حاج خلیفہ نے آپ کی تفسیر ''مجمع البحرین'' کا ذکر کیا ہے[1]۔ داودی نے آپ کا سال وفات ۶۰۵ھ لکھا ہے۔

سید رضی الدین ابن طاؤس: خاندان ابن طاؤس کے نامور عالم تھے۔ آپ کی تفسیر ''سعد السعود'' تھی۔ آپ کی وفات ۶۶۴ھ میں ہوئی[2]۔

سید احمد بن طاؤس: متکلم اور فقیہ اہلبیتؑ تھے۔ محکمات کی تفسیر اور متشابہات کی تاویل کرنے میں بے مثال تھے۔ آپ پہلے عالم تھے جنھوں نے حدیث کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ صحیح، حسن، موثق اور ضعیف۔ آپ کی تفسیر کا نام ''شواہد القرآن'' ہے دوسری کتاب ''عین العبرۃ'' ہے، جس میں اہلبیت کی فضیلت سے متعلق آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔

شیخ محمد تقی شوشتری:

> ''آپ کی وفات ۶۷۳ھ میں ہوئی، متقی و پرہیزگار عالم تھے۔ ان کے بھائی علی بن طاؤس علامہ حلی کے مشائخ میں تھے۔

ابوزکریا یحییٰ حلی: علامہ حلی کے مشائخ میں سے تھے۔ فقہ میں اعلیٰ استعداد کے حامل تھے۔ آپ کی تفسیر ''القص والبیان'' ہے۔ آپ کی وفات ۶۸۹ھ یا ۶۹۰ھ میں ہوئی۔

---

۱ کشف الظنون ج:۲، ص:۱۵۹۹۔

۲ قاموس الرجال ص:۶۶۰۔

آٹھویں صدی

عبدالرزاق کاشانی: عارف، محقق اور مفسر قرآن تھے۔ آپ کی تفسیر کا نام ''تاویل الآیات'' ہے جو عرفانی مطالب پر مشتمل ہے۔ شہید ثانی کا بیان ہے کہ

''ابھی تک ایسی جامع تفسیر تالیف نہیں ہوئی ہے۔''

اس کی تالیف ۲۸ رمضان ۷۲۹ھ کو مکمل ہوئی۔ ۷۳۵ھ میں وفات ہوئی۔[۱]

کمال الدین ابن عتایقی: آپ کی تفسیر سے متعلق دو کتابیں ہیں: ''الناسخ والمنسوخ'' ''تلخیص تفسیر علی بن ابراہیم'' آپ عالم، فاضل، محقق تھے۔ علامہ حلی کے شاگردوں کے معاصر تھے۔ آپ نے نہج البلاغہ کی شرح بھی لکھی۔ ۷۸۸ھ میں باحیات تھے۔[۲]

فخرالدین احمد بن متوج: عالم، فاضل، ادیب، شاعر تھے۔ شہید اور فخرالمحققین کے شاگرد تھے۔ ابن فہد حلی کے اساتذہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ جیدالحافظہ تھے۔[۳] آقا بزرگ تہرانی نے آپ کی دو تفسیروں کا ذکر کیا ہے۔ ''النہایۃ'' اس میں احکام سے متعلق آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ دوسری ''الناسخ والمنسوخ'' آٹھویں صدی کے اواخر میں رحلت کی۔

شیخ حسن بن محمد دیلمی: معاصر شہید اول (م ۷۸۶ھ) اکابرین محدثین امامیہ میں سے تھے۔ آپ کی مشہور کتاب ''ارشاد القلوب'' ہے۔ عالم، عارف، واعظ تھے۔ آپ نے تفسیر قرآن لکھی۔ آٹھویں صدی کے اواخر میں وفات ہوئی۔[۴]

---

۱ الذریعہ ج:۵، ص:۳۴۔

۲ مشاہیر دانشمندان اسلام ترجمہ الکنی والالقاب شیخ عباس قمی ص:۲۳۵۔

۳ ریحانۃ الادب ج:۸، ص:۱۹۴۔

۴ اعیان الشیعہ ج:۳، ص:۱۱، طبقات اعلام الشیعہ قرن ہشتم ص:۱۸،

نویں صدی

فاضل مقداد: شاگرد شہید اول صاحب ''باب حادی عشر'' فقہ و کلام میں تبحر علمی رکھتے تھے۔ آپ کی تفسیر قرآن ۱۳۱۳ھ میں ایران سے شائع ہوئی۔ تفسیر ''مجمع البیان'' طبرسی کے نہج پر لکھی ہے۔ آپ کی وفات ۸۲۶ھ میں ہوئی۔[۱]

طیفور بن سراج الدین: حافظ، واعظ اور مفسر قرآن تھے۔ آپ کی تفسیر قرآن روائی نہج پر ہے۔ آیات کے ذیل میں روایات ائمہ علیہم السلام کے ذریعہ تفسیر بیان کی ہے۔ تفسیر فرات کوفی سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ یہ تفسیر بروز غدیر ۸۷۶ھ میں مکمل ہوئی۔ ۸۷۶ھ کے بعد وفات ہوئی۔[۲]

زین الدین بیاضی عاملی: محدث، محقق، ادیب اور مفسر قرآن تھے۔ آپ کی تفسیر ''زبدۃ البیان فی مختصر مجمع البیان'' ہے۔ آپ نے علامہ طبرسی کی معروف تفسیر ''مجمع البیان'' کا خلاصہ کیا ہے۔ ۸۷۷ھ میں رحلت ہوئی۔[۳]

کمال الدین حسن استرآبادی نجفی: آقا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں کہ آپ کی تفسیر ''معارج السؤول فی مدارج المعمول'' ہے جس میں احکام کی ۵۰۰ آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ سال تالیف ۸۹۱ھ ہے۔ ۸۹۱ھ کے بعد وفات ہوئی۔[۴]

شیخ تقی الدین ابراہیم کفعمی: آپ کی تفسیر قرآن ''المقام الاسنی فی تفسیر الاسماء الحسنی'' ہے۔ جو لغوی، ادبی، عرفانی تفسیر ہے۔ مؤسسہ قائم آل محمدؑ قم سے شائع ہو چکی ہے۔ آپ کی مشہور تالیف ''المصباح'' ہے۔ ۸۹۵ھ کے بعد وفات پائی۔

---

۱ امل الآمل ج:۲، ص:۳۲۵۲۔

۲ ریحانۃ الادب ج:۴، ص:۱۵۱۔

۳ الذریعہ ج:۱۸، ص:۱۲۰۔

۴ الذریعہ ج:۱۵، ص:۳۷۷۔

دسویں صدی

کمال الدین حسین واعظ کاشفی: سبزوار کے رہنے والے تھے، تیموری دور میں زندگی گذاری۔ آپ کی تفسیر ''المذاهب العلية فی تفسير كتاب خالق البريه'' المعروف ''تفسیر حسینی'' یہ فارسی زبان کی پہلی تفسیر ہے۔ وزیر کبیر نظام الدین امیر علی شیر نوائی کے لیے لکھی۔ ۹۱۰ھ میں وفات ہوئی[1]۔

شرف الدین الٰہی: عالم، فاضل، جامع معقول ومنقول تھے۔ آپ کی تفسیر کو ''تفسیر الٰہی'' اور ''تفسیر اردبیلی'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ:

''صفوی دور میں آپ ہی نے سب سے پہلے علوم ومعارف اسلامی کے سلسلے میں فارسی زبان میں تصنیف وتالیف کیں۔''

آپ کی وفات ۹۵۰ھ میں ہوئی[2]۔

میر ابوالفتح حسینی: صاحب کتاب احسن التواریخ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آپ اعلم، افہم، جامع العلوم تھے اور سادات کرام میں سے تھے[3]۔''

آپ کی تفسیر کا نام ''تفسیر شاہی'' ہے جس میں احکام سے متعلق آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ ۹۷۶ھ میں وفات ہوئی۔

ملا فتح اللہ کاشانی: عالم، فاضل اور مفسر قرآن تھے۔ آپ کی تفسیر ''منہج الصادقین'' فارسی زبان

۱ ریحانۃ الادب ج:۵، ص:۳۱۔

۲ کشف الظنون ج:۱، باب تفسیر۔

۳ احسن التواریخ ص:۴۴۳۔

میں ہے۔ قبلاً ۵ جلدوں میں ایران سے شائع ہوئی تھی۔ انتہائی معلوماتی تفسیر ہے۔ آپ کی وفات ۹۸۸ھ کاشان میں ہوئی۔

مقدس اردبیلی: فقیہ، محقق، مدقق اور مفسر قرآن۔ زہد وتقویٰ اور پرہیزگاری میں اشہر الناس تھے۔ عرب وعجم پر مرجعیت رکھتے تھے۔ آپ کی تفسیر ''زبدۃ البیان'' ہے۔ آیات احکام کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ فقہی ترتیب سے آیات کی تفسیر کی ہے۔ ۱۸ ابواب پر محیط ہے۔ ۹۸۹ھ میں یہ مکمل ہوئی۔ جید علماء نے اس پر حاشیے لکھے ہیں۔ ۹۹۳ھ میں وفات ہوئی[1]۔

محمد بن احمد خواجگی حیدرآبادی: مفسر قرآن تھے۔ ان کا ذکر مفصلاً اس کتاب میں آئے گا۔

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۲۰۔

گیارہویں صدی

شیخ مبارک بن خضر یمانی ناگوری: آپ کی تفسیر ''منبع العیون المعانی'' ہے۔آپ کا ذکر اس کتاب میں آئے گا۔

شیخ ابوالفضل فیاضی: فاضل، ادیب، محقق اور مفسر قرآن آپ کی تفسیر ''سواطع الالہام'' بغیر نقطہ کی ''صنعت مہملہ میں لکھی گئی ہے۔مفصلاً ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

قاضی نوراللہ شوشتری: معروف بہ ''شہید ثالث'' صاحب ''احقاق الحق'' و ''مجالس المومنین''۔آپ کا ذکر اس کتاب میں آئے گا۔

میرزا محمد بن علی استرآبادی: عالم، فاضل اور مشہور رجالی تھے۔آپ کی تفسیر ''تفسیر آیات الاحکام'' ہے۔فقہی ترتیب کے اعتبار سے آیات کی تفسیر لکھی ہے۔۱۰۲۶ھ میں وفات ہوئی[1]۔

میر محمد باقر میرداماد: حکیم، فلسفی، محقق، مفسر قرآن اور جامع معقول ومنقول تھے۔آپ کی تفاسیر میں ''تفسیر سورہ توحید'' ''تفسیر سدرۃ المنتہی'' مشہور ہیں۔ان کے علاوہ فلسفہ میں گرانقدر تالیفات آپ کی یادگار ہیں۔۱۰۴۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

ابوالمعالی شوشتری: حکیم، متکلم، فقیہ تھے، قاضی نوراللہ شوشتری کے فرزند تھے۔

آپ نے تفسیر ''تفسیر سورہ توحید'' لکھی۔اس کے علاوہ ''انموذج العلوم'' آپ کی یادگار ہے۔۱۰۴۶ھ میں وفات ہوئی[2]۔

ملا یعقوب بختیاری: تفسیر ''صوافی الصافی'' آپ کی یادگار ہے۔یہ تفسیر ۱۰۴۰ھ میں مکمل

---

۱ نقد الرجال ص:۲۶۹۔

۲ طبقات اعلام الشیعہ ص:۵۷۰۔

ہوئی۔مفصل تفسیر ہے۔۱۰۴۷ھ میں وفات ہوئی۔

ملا صدرا شیرازی: صدر المتالہین صدرالدین شیرازی مشہور فلسفی، حکیم، محقق نابغۂ روزگار تھے۔آپ کے فلسفی آثار کے علاوہ قرآن مجید کے متعدد سوروں کی فلسفی کلامی تفسیریں ہیں جن میں سورہ فاتحہ، بقرہ، سجدہ، حدید، اعلیٰ، طارق، نور، زلزال، واقعہ، جمعہ، یس، کافرون، شامل ہیں[1]۔

سید امیر معزالدین حیدرآبادی: اردستان سے حیدرآباد وارد ہوئے۔محمد بن خاتون کے حکم سے تفسیر قرآن لکھی جو سلطان عبداللہ قطب شاہ کے نام معنون کی۔''تفسیر قطب شاہی'' کے نام سے مشہور ہے۔ماہ رجب ۱۰۴۴ھ میں مکمل ہوئی۔۱۰۵۸ھ میں رحلت کی[2]۔

شیخ فاضل جواد: فقیہ عالیقدر، شیخ بہائی کے شاگردوں میں تھے۔آپ کی تفسیر ''مسالک الافہام الی آیات الاحکام'' ہے۔۱۰۴۳ھ میں مکمل ہوئی۔دوسری تالیف ''غایۃ المامول فی زبدۃ الاصول'' ہے۔۱۰۶۵ھ میں وفات ہوئی۔

شیخ عبدعلی بن جمعہ حویزی: محدث بزرگ، مفسر عالیشان، معاصر شیخ حر عاملی اور سید نعمت اللہ جزائری کے استاد تھے۔آپ کی مشہور تفسیر ''نورالثقلین'' ہے جو روایات ائمہ علیہم السلام کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔آپ ۱۰۷۳ھ میں حیات تھے[3]۔

محمد مومن بن شاہ قاسم سبزواری: محقق، متکلم، محدث، اور مفسر قرآن تھے۔مشہد میں قیام تھا۔آپ کی تفسیر ''تفسیر مشہدی'' کے نام سے مشہور ہے۔روایات ائمہ علیہم السلام کی روشنی میں لکھی ہے۔۱۰۷۷ھ میں وفات ہوئی[3]۔

ملا محمد محسن فیض کاشانی: محدث اور مفسر عظیم الشان تھے۔آپ کی تین تفسیریں مشہور

---

۱ الذریعہ ج:۱۹، ص:۶۲۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۶۵۔

۳ الذریعہ ج:۴، ص:۳۱۵۔

ہیں۔ تفسیر ''الصافی''، ''الاصفی''، ''المصفی''۔

تفسیر صافی روایات کی روشنی میں مبسوط تفسیر ہے۔ ''الاصفی'' تفسیر صافی کا خلاصہ ہے۔ ''المصفی''، ''تفسیر الاصفی'' کی تلخیص ہے۔ ۱۰۹۱ھ میں وفات ہوئی[۱]۔

۱ روضات الجنات ج:۶، ص:۷۹۔

بارہویں صدی

سید ہاشم بحرانی: محدث خبیر، مفسر بصیر، آپ کی مشہور تفسیر ''البرہان فی تفسیر القرآن'' ہے۔ روایات کے تناظر میں آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ ۱۲۹۵ھ میں تہران سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئی۔ شیخ حر عاملی نے آپ سے روایات کی ہیں۔ ۱۱۰۷ھ میں وفات پائی[۱]۔

میر محمد خاتون آبادی: آپ مدرسہ جامع عباسی اصفہان میں مدرس تھے۔ آپ کی تفسیر ۱۴ جلدوں میں ہے۔ ۱۱۶۶ھ میں وفات ہوئی[۲]۔

میرزا محمد مشہدی: عالم، مفسر کبیر، آپ کی تفسیر ''کنز الدقائق'' ہے۔ روایات کے ذریعہ آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ ۱۰ جلدوں میں شائع ہوئی۔ محدث نوری فرماتے ہیں کہ

''یہ تفسیر بہترین اور تمام تفاسیر سے جامع ہے[۳]۔''

۱۱۲۵ھ میں وفات ہوئی۔

سید محمد رضا بن محمد مومن خاتون آبادی: اصفہان کی سادات میں سے تھے۔ علامہ مجلسی کے معاصر تھے۔ آپ کی تفسیر ''خزائن الاسرار فی تفسیر القرآن'' ہے۔ ۱۱۲۸ھ میں وفات ہوئی[۴]۔

علی بن حسین عاملی: عالم جلیل، محدث شہیر، مفسر نامور۔ آپ کی تفسیر دو جلدوں میں ہے۔ جس کا نام ''الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز'' ہے۔ ۱۱۳۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی[۵]۔

۱ ہدیۃ الاحباب ص:۱۷۱۔
۲ مفسران شیعہ ص:۱۶۰۔
۳ الفیض القدسی ص:۱۰۰۔
۴ الذریعہ ج:۵، ص:۴۴۔
۵ الذریعہ ج:۲۵، ص:۴۴۔

فاضل ہندی: بہاء الدین محمد اصفہانی معروف بہ ''فاضل ہندی'' صاحب ''کشف اللثام'' آپ کی مبسوط اور مفصل تفسیر ''البحر المواّج'' ہے۔ ١١١٣ھ میں مکمل ہوئی۔ منظّم اور مرتب تفسیر ہے۔ شیخ ابن سینا اور خواجہ نصیر الدین طوسی کے نظریات بھی بیان کئے ہیں۔ ١١٣٧ھ میں وفات ہوئی[١]۔

١ فہرست کتابخانہ مجلس شوریٰ ج:٣، ص:٥، شمارہ:٧٩٠۔

تیرہویں صدی

علی بن قطب الدین بہبہانی: آپ معاصر علامہ وحید بہبہانی تھے۔ آپ کی تفسیر ''تفسیر بہبہانی''، تین جلدوں میں ہے، دوسری تفسیر بغیر نقطہ کی ہے۔ تین جلدوں میں نجف اشرف میں کتابخانہ شیخ محمد سماوی میں محفوظ ہے۔ آپ کی وفات ١٢٠٦ھ میں ہوئی[١]۔

سید ابراہیم بن محمد صنعائی: آپ کی تفسیر ''فتح الرحمٰن فی تفسیر القرآن بالقرآن'' ہے۔ قرآن مجید کی آیات کے ذریعہ ہی آیات کی تفسیر کی گئی ہے۔ ١٢١٣ھ میں وفات ہوئی۔

شیخ حسین بن محمد عصفوری بحرانی: آپ کی تفسیر ''مفاتیح الغیب والتبیان فی تفسیر القرآن'' ہے۔

علامہ امینی:

> ''آپ خواص علماء اور فضلاء محقق میں سے تھے۔ حدیث شناس اور اپنے زمانہ میں ماہر علم رجال تھے۔''

آپ کی شہادت ١٢١٦ھ میں ہوئی[٢]۔

سید عبداللہ شبر: علامہ، محقق جلیل القدر اور مفسر بصیر تھے۔ آپ کی تفسیر ''صفوۃ التفاسیر'' روایات کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ١٢٤٢ھ میں وفات ہوئی[٣]۔

شیخ محمد علی قمشہ ای: ١١٨٨ھ نجف میں متولد ہوئے۔ آپ کا شمار مراجع کرام میں ہوتا تھا۔ آپ کی تفسیر ''البدر الباہر'' ہے۔ ١٢٤٥ھ میں وفات ہوئی[٤]۔

١ طبقات مفسران شیعہ ص:٧٠٣۔
٢ شہیدان راہ فضیلت ص:٤٥٩۔
٣ طبقات مفسران شیعہ ص:٧٢٠۔
٤ دائرۃ المعارف تشیع ج:٤، ص:٥٥٣۔

ملا محمد صالح برغانی: محقق و مفسر قرآن تھے۔ آپ کی تفسیر ''کنز العرفان فی تفسیر القرآن'' ٢٧ جلدوں میں ہے۔ یہ تفسیر بارہ کنز پر مشتمل ہے۔ جس کے ذیل میں آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ ١٢٧١ھ میں آپ کی وفات ہوئی[1]۔

١ طبقات مفسران شیعہ ص:٤٦٧۔

چودھویں صدی

میرزا محمد باقر لنگرودی: آپ کی تفسیر قرآن مفصلاً ٣٠ جلدوں میں ہے جس کا نام ''کشف الکشاف'' ہے۔ اس کی پہلی جلد ١٢٩٦ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کا خطی نسخہ کتابخانہ آیت اللہ مرعشی قم میں محفوظ ہے۔ ١٣٠١ھ میں باحیات تھے[1]۔

سید محمد کاشانی: آپ کی تفسیر ''کشف التنزیل'' ہے جس میں روایات اہلبیت علیہم السلام کی روشنی میں تفسیر لکھی گئی ہے۔ ١٣١٠ھ میں وفات ہوئی[2]۔

علی اصغر قائینی بیرجندی: آپ شیخ محمد باقر بیرجندی کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے روایات کی روشنی میں تفسیر لکھی۔ ١٣٢٥ھ میں وفات پائی[3]۔

سید امیر محمد صادق خوانساری: آپ کی تفسیر ''ضیاء التفاسیر'' فارسی زبان میں ہے روایات ائمہ کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔ آپ کی وفات ١٣٣٣ھ میں ہوئی[4]۔

شیخ محمد جواد بلاغی: مفکر، متکلم اور مفسر قرآن آپ کی تفسیر ''آلاء الرحمٰن'' ہے جو تفسیر سورہ الحمد، بقرہ اور آل عمران پر مشتمل ہے۔ ١٣٥٢ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

ڈاکٹر محمد صادق تہرانی: آپ حوزہ علمیہ نجف میں تفسیر قرآن کا درس دیتے تھے۔ تفسیر قرآن پر گہری نظر تھی۔ آپ کی تفسیر ''الفرقان فی تفسیر القرآن'' ہے جو عراق، لبنان، ایران سے متعدد زبانوں میں چھپ چکی ہے۔ ١٣٦٧ھ میں وفات ہوئی[5]۔

١ الذریعہ ج:٤، ص: ٣٤٠۔

٢ دائرۃ المعارف تشیع ج:٤، ص:٥٦٠۔

٣ تفاسیر شیعہ ص:٧٥۔

٤ الذریعہ ج:٢، ص:٢٢٤۔

٥ طبقات مفسران شیعہ ص:٨٦٢۔

شیخ محمد نہاوندی: آپ کی تفسیر ''نفحات الرحمٰن فی تفسیر القرآن'' ۴ جلدوں میں ہے۔ علمی اور تحقیقی تفسیر ہے۔ آپ کی ۱۳۷۰ھ میں وفات ہوئی۔

شیخ زین العابدین مازندرانی: آپ کی تفسیر ''تفسیر راهنما'' ۴ جلدوں میں سادہ اور سلیس تفسیر ہے آپ کی وفات ۱۳۸۰ھ میں ہوئی[1]۔

سید محمد حسین طباطبائی: محقق، متکلم چودہویں صدی کے مفسر کبیر۔ آپ کی معرکۃ الارا تفسیر ''المیزان'' ۲۰ جلدوں میں ہے۔ جسے ام التفاسیر بھی کہا جاتا ہے۔ ۱۳۹۲ھ میں مکمل ہوئی۔ اس تفسیر کا فارسی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ مختلف خصوصیات کی حامل تفسیر ہے۔ اس میں تفسیر بالقران کے علاوہ کلامی وفلسفی مطالب کا بھی ذکر ہے۔ روایات ائمہ علیہم السلام کی روشنی میں نتیجہ گیری کی گئی ہے۔ عہد حاضر کی بے مثال اور بے نظیر تفسیر ہے۔ جس کے معیار کی ابھی تک تفسیر نہیں لکھی گئی۔ کچھ جلدوں کا اردو زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ آپ کی وفات ۱۴۰۲ھ میں ہوئی۔

یعقوب الدین رستگار جویباری: مفکر، محقق اور مفسر قرآن آپ کی تفسیر ''البصائر'' ۶۰ جلدوں میں ہے۔ عہد حاضر کی مفصل ترین تفسیر ہے جس میں فقہی، کلامی، ادبی، تاریخی، سیاسی، معاشرتی مطالب زیر بحث لائے گئے ہیں۔ آپ قم مقدسہ میں تفسیر لکھنے میں مصروف ہیں۔ ۱۳۹۸ھ میں اس تفسیر کا آغاز فرمایا تھا۔

سید مصطفیٰ خمینی: امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند تھے۔ نجف اشرف میں تعلیم حاصل کی۔ وہیں درس دیتے تھے۔ آپ کی تفسیر علمی، عرفانی، کلامی مطالب پر ۴ جلدوں میں ہے۔ یہ تفسیر قم میں شائع ہو چکی ہے۔ ۱۳۹۷ھ میں نجف اشرف میں شہادت پائی[2]۔

---

۱ طبقات مفسران شیعہ ص: ۸۸۸۔

۲ طبقات مفسران شیعہ: ۹۳۶۔

پندرہویں صدی

میرزا حسن مصطفوی: آپ کی تفسیر ''تفسیر روشن'' ۳۰ جلدوں میں ہے، پہلی جلد ۱۴۰۸ھ میں منظر عام پر آئی جدید اسلوب کی تفسیر ہے جس کا سلسلہ ابھی جاری ہے[1]۔

شیخ جعفر سبحانی: عالم جلیل القدر استاد سبحانی پندرہویں صدی کے عظیم مفسرین میں سے ہیں۔ آپ کی تفسیر ''منشور جاوید'' سب سے پہلی کامل تفسیر موضوعی ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۴۰۱ھ میں منظر عام پر آئی۔ یہ تفسیر ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا اردو ترجمہ علامہ صفدر حسین نجفی لاہوری نے کیا ہے۔ اس تفسیر میں توحید، نبوت، امامت، قیامت، اخلاق، تربیت جیسے موضوعات کا انتخاب کیا ہے۔ یہ عہد حاضر کی مقبول ترین تفسیر قرآن ہے۔ خداوند عالم مفسر کو طول عمر عطا فرمائے۔

شیخ ناصر مکارم شیرازی: مرجع عالیقدر، آیت اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی، استاد ما، آپ کی تفسیر ''نمونہ'' ۲۷ جلدوں میں اپنی سادگی اور سلاست کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۴۰۰ھ میں منظر عام پر آئی آپ کی دوسری تفسیر موضوعی ''پیام قرآن'' ہے جو اپنے نہج واسلوب کے سبب انفرادیت کی حامل ہے۔ علامہ سید صفدر حسین نجفی نے دونوں تفسیروں کو اردو قالب میں ڈھالا اور جامعۃ المنتظر لاہور سے شائع کیا۔

میرزا محمد ثقفی تہرانی: فقیہ، اور مفسر قرآن آقای سید ابوالحسن رفیعی کے شاگرد تھے۔ آپ کی تفسیر ''روان جاوید'' تین جلدوں میں ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۳۸۳ھ میں شائع ہوئی۔ آپ کی وفات ۱۴۰۵ھ میں ہوئی[2]۔

---

۱ طبقات مفسران شیعہ ص: ۹۵۵۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص: ۱۰۰۶۔

سید علی اکبر قرشی ارموی: آپ کی تفسیر ''احسن الحدیث'' ۱۲ جلدوں میں ہے۔ یہ تفسیر بنیاد بعثت تہران سے ۱۴۰۷ھ میں شائع ہوئی جدید لب ولہجہ کی تفسیر ہے۔ آپ نے چھ جلدوں میں ''قاموس قرآن'' بھی تحریر کی ہے[1]۔

سید عبدالحسین طیب: آپ کی تفسیر ''اطیب البیان فی تفسیر القرآن'' ۱۴ جلدوں میں ہے۔ ۱۳۹۳ھ میں بنیاد فرہنگ تہران سے شائع ہوئی[2]۔

سید ابوالقاسم خوئی: مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی (م ۱۴۱۳ھ) زعیم حوزہ علمیہ نجف اشرف فقہ و اصول کے استاد الکل، علم رجال اور تفسیر میں تبحر کامل رکھتے تھے۔ آپ کی تفسیر ''البیان فی تفسیر القرآن'' ہے جو اپنے مشمولات کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ عوام وخواص میں بیحد مقبول ہوئی۔ اردو، فارسی، انگریزی زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں اور ساری دنیا میں لوگ اس سے استفادہ کررہے ہیں۔ یہ تفسیر مکمل نہیں ہے اس میں مقدمہ قرآن اور سورہ الحمد کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ علم رجال میں آپ کی شاہکار کتاب ''معجم رجال الحدیث'' ۲۳ جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔

علی اکبر ہاشمی رفسنجانی: سابق صدر جمہوریہ اسلامی ایران آپ کی تفسیر قرآن ''راہنما'' ۱۴ جلدوں میں ہے ۱۴۱۴ھ میں شائع ہوئی جدید اسلوب اور نئے لب ولہجہ کی تفسیر ہے۔ مضامین نو، اور عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ خداوند عالم آپ کو سلامت رکھے۔

عبداللہ جوادی آملی: عارف، سالک، فقیہ اور مفسر عظیم الشان، حوزہ علمیہ قم کے جید اساتذہ میں ہیں۔ آپ کی تفسیر ''تفسیر موضوعی'' علمی عرفانی اور کلامی نکات پر مشتمل ہے۔ اس کی متعدد جلدیں قم مقدسہ سے شائع ہوچکی ہیں۔ پہلی جلد ۱۴۱۶ھ میں شائع ہوئی تھی۔ راقم کو حوزہ علمیہ قم میں قیام کے دوران آپ سے اکثر نیاز حاصل ہوتا رہتا تھا۔ دوسری تفسیر

۱ طبقات مفسران شیعہ ص ۱۰۱۶

۲ الذریعہ ج ۵ ص ۴۴

''تفسیر تسنیم'' ہے۔

محسن قرائتی کاشانی: مبلغ اسلام اور مفسر قرآن آپ کی تفسیر ''تفسیر نور'' متعدد جلدوں میں ایران سے شائع ہوچکی ہے۔ عصر جدید کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی تفسیر ہے۔ نکات کے ذریعہ تفسیر کا خلاصہ بیان کیا ہے نو جوانوں کے لیے بیحد مفید ہے۔ آپ کے دروس قرآن ریڈیو ٹیلی ویژن پر نشر ہوتے رہتے ہیں۔

بحمداللہ قرآن مجید کی تفاسیر لکھے جانے کا سلسلہ جاری ہے، ارباب علم وادب اسرار قرآن کے انکشاف میں مصروف ہیں ہر سال نئی تفسیر منصۂ شہود پر آرہی ہے انشاءاللہ یہ سلسلہ تاقیامت جاری وساری رہے گا۔

دسویں
صدی ھجری

محمد طاہر بن مہدی دکنی (م ۹۵۲ھ)

آپ نے تفسیر بیضاوی پر تحقیقی حاشیہ لکھا۔ آپ کی ولادت ۸۸۰ھ/ ۱۴۷۵ء میں ہوئی۔ آپ کا رتبہ علوم ظاہری و باطنی، فصاحت بیان، طلاقت لسان، صورت وسیرت میں اعلیٰ تھا صاحب تاریخ فرشتہ لکھتے ہیں: مصر، بخارا، سمرقند وقزوین کے لوگ آپ کے معتقد تھے شاہ اسمٰعیل صفوی شہنشاہ ایران آپ سے بدظن ہوئے تو اواخر ۹۲۶ھ موسم سرما میں عازم ہند ہوئے اور بروز جمعہ بندر جیرون پہنچے، اسی دن کشتی چھوٹی اور دوسرے جمعہ کو بندر گوا پہونچے وہاں سے بیجاپور آئے اسمٰعیل عادل شاہ کا زمانہ تھا وہ سوائے ارباب شمشیر کے اور کسی پر توجہ نہ کرتا تھا آپ کی طرف التفات نہ کی تو آپ حج کو روانہ ہوگئے اور بعد ادائے حج وزیارات مدینہ منورہ وزیارات عراق وغیرہ سے مشرف ہوکر پھر قلعہ پرندہ میں وارد ہوئے جہاں مخدوم خواجہ جہاں دکنی، امراء سلاطین ہمیشہ سے تھے اور نظام شاہ سے ملتجی ہوکر اس قلعہ میں رہتے تھے۔ ملا صاحب کی تشریف آوری کی خبر پاکر نہایت احترام واکرام سے اپنے پاس بٹھایا اور نہایت اصرار سے ٹھہرایا اور ان کے فرزند کتب علمیہ پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ اتفاقاً اسی عرصہ میں برہان شاہ نے اپنے استاد اور مولانا پیر محمد شیروان کو بہ رسم رسالت خواجہ دکنی کے پاس پرندہ میں بھیجا وہاں وہ شاہ طاہر کی خدمت میں پہنچے دیکھا تو ایک فرشتہ بصورت بشر ہے ملا پیر محمد نے اس وجود کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر وہاں سال بھر قیام کیا اور کتاب مجسطی پڑھی اب تو تمام دکن میں یہ غل ہوگیا کہ پرندہ میں ایسا بزرگوار ہے کہ پیر محمد جیسا استاد اسکا شاگرد ہوگیا جب ملا پیر محمد پھر احمد نگر میں واپس آئے اور برہانشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وجہ توقف بیان کرکے شاہ صاحب کی بہت تعریف کی کہ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے اور عمر بھر میں نے ایسا عالم وفاضل ایران وتوران اور ہندوستان میں نہیں دیکھا اس جامع فیوض نامتناہی کی

برکات مجھ بے بضاعت کے شامل حال ہوئیں اور ایسے مجہولات اور اسرار منکشف ہوئے کہ طائر بلند پرواز فہم انسانی اس کے مدارج عالیہ کے کنہ کمال میں راہ نہیں پاتا اور عقول نکتہ داں عقلائے زمان کو اس اطوار سے نہ آگاہی نہیں۔

دروصف کمالش عقلا حیراں اند — بقراط حکیم وبو علی ناداں اند
بایں ہمہ علم و حکمت وفضل و کمال — در مکتب علم او الف باخوانند

اب تو برہان نظام شاہ کو بھی قدم بوسی کا شرف ہوا اور ایک عریضہ لکھ کر پیر محمد استاد کے ہاتھ قلعہ پرندہ میں بھیجا پھر تو خواجہ جہاں نے مجبور ہوکر شاہ صاحب کو ۹۲۸ھ میں احمد نگر بھیج دیا تمام اراکین دولت واشراف واعیان سلطنت چار کوس تک استقبال کو آئے اور شاہ صاحب کو نہایت اعزاز واکرام سے شہر میں لائے برہان شاہ نے تمام مقربین سے آپ کی قدر ومنزلت زیادہ کی اور خواہش کی کہ قلعہ احمد نگر کی جامع مسجد میں مجلس درس منعقد فرمادیں شاہ صاحب اس کے کہنے کے موافق ہفتہ میں دوروز علمائے دارالسلطنت کے ساتھ بحث علمی میں مشغول ہوتے تھے اور بڑا مجمع ہوتا تھا اور اکثر خود برہان شاہ بھی آکر مودب بیٹھتا اور جب تک مباحثہ رہتا مجلس برخواست نہ ہوتی تھی اسی زمانہ میں چھوٹا شہزادہ عبدالقادر تپ محرقہ میں مبتلا ہوا برہان شاہ اس سے بہت مانوس تھا مضطر ہوکر حکیم قاسم بیگ اور دیگر حکماء سے فرمایا کہ اگر میرا جگر بھی دوا میں کام آجائے تو دریغ نہیں اور اپنی حیات پر اس کی زندگانی کو بہتر جانتا ہوں مگر ع

مرض بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی

اب طاقت طاق ہوگئی حکماء نے جواب دے دیا برہان شاہ نے ہر مسلم وغیر مسلم سے التماس دعا کی شاہ طاہر نے موقع پاکر کہا کہ شاہزادہ کی صحت کے بارے میں میری ایک تجویز ہے مگر اس کے اظہار میں خطرات بے شمار ہیں برہان شاہ نے کہا کہ بیان کرو میں بھی حتی الامکان کوشش کروں گا اور آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے گا شاہ صاحب نے فرمایا کہ

یہ خوف ہے کہ آپ کے مزاج کے خلاف ہو اور میں معتوب ہوں اور دشمنوں کو ہنسی کا موقع
ہاتھ آئے بادشاہ نے حد سے زیادہ مبالغہ کیا تو آپ نے جرأت کر کے اول اتنا ہی کہا کہ
اگر شاہزادہ آج ہی کی شب شفا پائے تو آپ نذر مانیں کہ زر کثیر سادات اولاد دوازدہ
ائمہ معصومین کو دونگا بادشاہ نے کہا کہ کون بارہ امام شاہ صاحب نے اسمائے مقدسہ اور ان
کے اوصاف دل نشین کرائے بادشاہ نے کہا کہ یہ نام میں نے اپنی والدہ سے سنے تھے یا
آج آپ سے سنتا ہوں شاہ طاہر نے کہا کہ میرا مطلب یہی ہے مگر جب کہوں گا کہ جب
آپ مجھ سے عہد کریں گے کہ اگر آپ کو ناگوار ہو تو مجھے مع میرے عیال کے مکہ کو اجازت
دی جائے بادشاہ نے عہد کیا قرآن اٹھایا قسم شرعی کھائی کہ ہرگز آزار نہ دوں گا تب شاہ
صاحب نے فرمایا کہ آج شب جمعہ میں نذر کیجئے کہ حضرت باری چہاردہ معصومین علیہم
السلام کی برکت سے آج شب کو شہزادہ کو شفا فرمائے تو خطبہ ائمہ علیہم السلام کے ناموں کا
پڑھوا کر ان کے مذہب کو رواج دوں گا چونکہ بادشاہ شہزادہ سے مانوس تھا اور اس کی حیات
سے مایوس تو یہ سن کر بہت خوش ہوا اور اپنا ہاتھ ملا صاحب کے ہاتھ پر رکھ کر عہد کیا بادشاہ
تمام رات شہزادہ کے پلنگ کے پاس بیٹھا رہا ہر چند چاہتا تھا کہ شاہزادہ کو لحاف اڑھائے
مگر وہ بچہ شدت حرارت سے ہاتھ پاؤں مار کر لحاف پھینک دیتا تھا بادشاہ یہ حالت دیکھ کر
جانتا تھا کہ یہ بچہ آج کی رات کا مہمان ہے اب اس پر لحاف ڈالوتا کہ ایک ساعت تو خوش
حال رہے اور دنیا کی ہوا کھالے باشاہ صبح تک بیٹھا رہا اور سر عبدالقادر کے پلنگ پر رکھ دیا
تو ذرا غنودگی آ گئی ناگاہ ایک بزرگوار نورانی صورت مع بارہ بزرگوار تشریف لائے بادشاہ
نے ان کا استقبال کیا اور سامنے مودب کھڑا ہوا ان میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ تو
جانتا ہے یہ صاحب کون ہیں یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ بارہ ائمہ ہدیٰ
ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ بارہ اماموں کی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی مگر میرے
فرزند شاہ محمد طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرنا بادشاہ خوش خوش بیدار ہوا دیکھا کہ عبدالقادر

لحاف اوڑھے پڑا ہے اس کی ماں اور دایہ دونوں بیدار تھیں پوچھا کہ یہ لحاف اس پر کس نے
اڑھایا انھوں نے کہا کہ لحاف خود بخود جا پڑا ہم ڈرے اور طاقت کلام ہم میں نہ رہی اب
جو بادشاہ نے دیکھا تو تپ ندارد اور شاہزادہ آرام سے سو رہا ہے بادشاہ شکر خدا بجالایا اور
فوراً چوبدار بھیجا کہ شاہ صاحب کو لاؤ اس نے دروازہ کی زنجیر ہلائی دستک دی اور ادھر شاہ
صاحب کی یہ حالت تھی کہ سر برہنہ خشوع وخضوع سے سجدہ میں بچہ کی صحت کی دعا کر رہے
تھے چوبدار کی آواز سن کر پریشان ہوئے کہ یا تو بادشاہ کے خلاف مزاج ہوا یا شاہزادہ مر گیا
اور یہ موت کا فرشتہ ہے۔ ناگاہ دوسرا آدمی آیا اور فکر ہوئی اور چاہا کہ مکان کی پشت کی
طرف سے کود کر بھاگ جائیں ناگاہ چھ سات آدمی متواتر آئے شاہ صاحب خدا پر توکل
کر کے عازم ہوئے اہل وعیال کو رخصت کیا اور وصایا فرما کر بادشاہ کے پاس آئے جب
بادشاہ کو آنے کی خبر ملی تو دروازہ تک استقبال کیا ہاتھ پکڑ کر عبدالقادر کے سرہانے لائے
اور کہا کہ مذہب شیعہ مجھ کو تعلیم کرو شاہ صاحب نے کہا کہ پہلے حقیقت حال بیان فرمائیے
تو کچھ عرض کروں بادشاہ نے کہا کہ مجھے صبر نہیں پہلے مذہب شیعہ تعلیم کرو شاہ صاحب نے
پھر وہی جواب دیا تو بادشاہ نے سارا قصہ کہا تب شاہ صاحب نے اسمائے معصومین ان
کو تعلیم کئے اور فضائل ومناقب بیان فرمائے۔ بادشاہ اور شاہزادہ حسین اور عبدالقادر اور
ان کی والدہ بی بی آمنہ اور بھی مرد عورت اور متعلقین کو شاہ صاحب نے ولائے اہل بیتؑ
سے سرشار کر دیا الغرض صبح طالع ہوئی برہان شاہ نے چاہا کہ خطبہ میں بارہ اماموں کے نام
داخل ہوں شاہ صاحب نے فرمایا کہ ابھی یہ راز فاش نہ کیا جائے۔ بلکہ چاروں مذہب کے
علماء جمع کر کے حکم دیجئے کہ میں مذہب حق کا جویا ہوں تمام اتفاق کر کے اسی کو اختیار
کریں اور میں بھی وہی مذہب اختیار کروں گا بادشاہ نے ملا پیر محمد استاد اور افضل خاں اور
ملا داؤد دہلوی وغیرہ جو احمد نگر میں تھے جمع کیا اور مدرسہ شاہ طاہر میں مباحثہ ہوا ہر عالم اپنے
مذہب کی تائید اور دوسرے مذہب کی تردید کرتا اکثر اوقات برہان شاہ بھی موجود

ہوتا چند ماہ مباحثہ رہا مگر کچھ نہ ہوا تب بادشاہ صاحب سے کہا کہ اب تک کسی مذہب کو ترجیح
ثابت نہیں ہوئی لہٰذا کوئی اور مذہب بھی ہے کہ وہی اختیار کروں اور اس کے حق و بطلان
میں غور کیا جائے شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک مذہب اثنا عشری اور ہے اگر ہو تو اس کی
کتابیں حاضر کردوں بادشاہ نے حکم دیا اور ایک عالم بھی بہت تلاش سے ملے جن کا نام
نامی شیخ احمد نجفی تھا ان کا چاروں مذہب کے علماء سے مناظرہ ہوا اور شاہ صاحب بھی ان کی
مدد کرتے تھے اب معلوم ہوا کہ شاہ صاحب شیعہ ہیں تو سب کو عداوت ہوگئی اور بحث کتب
اہل سنت سے چھڑ گئی تو سب مغلوب ہوگئے تو بادشاہ نے عبدالقادر کی بیماری اور صحت کا
قصہ بہ تفصیل سب کو سنایا تو اسی وقت اکثر علماء و مقربین اور ہر طبقہ کے اور غلامان ترکی و
ہندی وحبش و امراء و منصب دار و سپاہی وشاگرد و پیشہ ور و جاروب کشان و فراشان و فیل
بانان وغیرہ تقریباً تین ہزار آدمی شیعہ ہوکر بایمان ہوئے اور بارہ ائمہ کے نام خطبہ
میں داخل کئے گئے اور مومنیت کی بنیاد پڑ گئی جب ملا پیر محمد استاد اور دیگر علماء نے یہ رنگ
دیکھا تو اس جلسہ سے پریشان اور پشیمان ہوکر نکلے اور احمد نگر میں شور وغوغا ہوگیا رات کے
وقت بہت سے امراء و منصبدار پیر محمد کے مکان پر جمع ہوئے اور کہا ع اے بادصبا این ہمہ
آوردہ تست، اس سید بلائے دل و دین کو کہاں سے لے آئے چونکہ علوم عربیہ سے واقف
ہے تو بادشاہ کو گمراہ اور علماء پر افسوں کر کے ان کی زبانوں کو بند کردیا اب کیا کرنا چاہئے
بعض نے قتل کا مشورہ دیا مگر پیر محمد نے کہا کہ جب تک بادشاہ زندہ ہے یہ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا
اول بادشاہ کو تخت سے معزول کرو اور شہزادہ عبدالقادر کو تخت نشین کرو تو پھر ملا طاہر کو عبرت
کے لیے قتل کرو بارہ ہزار سوار پیادہ اجماع کر کے پیر محمد کے ساتھ قلعہ کے دروازہ پر کالے
چبوترہ کے پاس جمع ہوکر محاصرہ پر تیار ہوئے اور شاہ صاحب کے گھر کو مع ان کے
فرزندوں کے موکلوں کے حوالہ کردیا برہان شاہ نے سن کر حکم دیا کہ قلعہ بند کرلو اور قلعہ کی
برجوں پر جا کر توپ سے کام لو جب بہت غوغاں ہوا تو شاہ صاحب سے مضطر ہوکر پوچھا

کہ اب کیا ہوگا شاہ صاحب علم جفر میں ملا شمس الدین جعفر کے شاگرد تھے قرعہ ڈال کر حکم
دیا کہ ابھی فتح ہوگی دروازہ قلعہ کا کھول دو اور سوار ہو بادشاہ فوراً مسلح ہوکر سوار ہوا اور ایک
ہزار پیدل اور پانچ ہاتھی مع چتر سبز علم شاہ صاحب کے ساتھ نکلے شاہ صاحب نے ایک
مٹھی خاک لے کر اس پر آیہ الجمع آخر تک پڑھ کر ہوا کی طرف پھینکی اور چند نقیبوں کو حکم
دیا کہ دشمنوں کے پاس جاکر پکارو کہ جو خیر خواہ سلطنت ہو وہ چتر سبز کے نیچے آجائے اور جو
حرام خور ہو وہ پیر محمد کے ساتھ منتظر قہر سلطانی کا رہے اور افسران سپاہ امان لے کر بادشاہ
کے ہم رکاب ہوگئے اور پیر محمد مع چند سپاہیوں کے گھر کو چلا گیا بادشاہ نے ملک احمد تبریزی
اور خواجگی محمود کو مع فوج معتمد پیر محمد پر مقرر کیا کہ اس کو پکڑ کر لاؤ جب وہ پکڑا ہوا آیا تو
بادشاہ نے حکم دیا لیکن شاہ صاحب کی سفارش سے کسی قلعہ میں قید کردیا اور چار سال قید
رہا اور شاہ صاحب کی سفارش سے رہائی پائی اور پھر مقرب شاہی کرایا گیا اور جہاں برہان
شاہ نے خواب دیکھا تھا وہاں عالیشان عمارت بنوائی اور مسجد شروع کی جو اوائل عہد مرتضیٰ
نظام شاہ میں پوری ہوئی اور مذہب حق کا عروج شروع ہوا اور ایک چار دیواری پختہ
عالیشان قلعہ احمد نگر کے سامنے بنوائی اور اس کا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور چند گاؤں اس
کے نام وقف کئے اور ہر روز صبح کو کھانا مومنین کو تقسیم ہوتا تھا اور خزانہ شاہی سے
زر کثیر عراق و خراسان وغیرہ پہنچتے تھے اور شیعوں کو ادھر ادھر سے بلاتے تھے پھر تو تھوڑے
ہی زمانہ میں ساتوں ولایت کے قابل ولایق شیعہ جمع ہوگئے مثل شاہ جعفر برادر شاہ طاہر
اور ملا شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی کلاستر آبادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی مازندانی
اور ایوب ابو برکت اور ملا عزیز اللہ گیلانی اور محمد امامی استر آبادی اور افاضل واکابر دکن
آئے اور احمد نگر کو گلستان ارم بنا دیا جب شاہ اسمٰعیل صفوی شہنشاہ ایران نے برہان شاہ کا
شیعہ ہونا سنا تو ۹۵۰ھ میں بہت سے تحائف برہان شاہ کے واسطے اور تہنیت نامہ
بھیجا تو عقیق کی ایک انگشتری کہ جو مدتوں شاہ ایران کی انگلی میں رہی تھی اور اس پر کندہ

تھا التوفیق من اللہ) شاہ صاحب کے لیے بھیجی تو شاہ صاحب نے بھی اپنے فرزند شاہ حیدر
کے ہاتھ تحائف ہند بھیجے اور شاہ حیدر بھی بڑے فاضل و باکمال تھے۔ شاہ طاہر نہایت
ذہین و ذکی تھے اور طبیعت نکتہ رس تھی چنانچہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ سرگیں بخارا طاہر
ہے یا نجس تو آپ نے فوراً فرمایا کہ کتاب دیکھ کر کہوں گا اور شاہ صاحب نے ۹۵۶ھ
میں انتقال فرمایا شہر کے چھوٹے بڑوں کو صدمہ ہوا۔ اس وقت آپ کی لاش امانت رکھی گئی
اور پھر روانہ کربلائے معلیٰ کی گئی اور امام حسین کے گنبد کے اندر قبر مقدس سے تخمیناً ڈیڑھ گز
کے فاصلے سے آپ کو دفن کیا۔ تین لڑکیاں اور چار لڑکے وارث چھوڑے لڑکوں کے نام یہ
تھے شاہ حیدر شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن شاہ ابوطالب شاہ حیدر عراق میں رہے اور
باقی دکن میں اور شاہ حیدر شاہ صاحب کی وفات کے وقت ایران میں شاہ طہماسب کے
پاس تھے واپسی کے بعد حسب الوصیت سجادہ نشین ہوئے اور مقتدائے ارباب عقیدت
گزین ہوئے شاہ صاحب عفت و ورع، تقوی و دینداری و مروت و سخاوت و علم و تواضع
سے متصف اور وجیہ و خوش بیان امور اسلام میں نہایت سرگرم تھے ہر صغیر و کبیر کے
دلوں پر خیر خواہی کا سکہ تھا زبان گوہر افشاں حقائق صحف آسمانی کے مفسر اور بیان ہدایت
نشان دقائق کتب سبحانی کا مظہر اور قلب مبارک آثار ولایت و ارشاد کا مطلع اور خاطر
فرخندہ مآثر مہبط انوار ہدایت ارشاد تھا مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اٹھائے ہوئے علم
تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و ریاضی اور تمام حکمیات و رمل و جفر میں بے مثل اور نظم و نثر کے
ماہر دیوان قصائد و کتاب انشاء آپ کی تمام ہند وغیرہ میں مشہور ہیں تصانیف آپ کی یہ
ہیں شرح باب حادی عشر علم کلام میں اور شرح جعفریہ فقہ میں اور حاشیہ تفسیر بیضاوی
اور حواشی شرح اشارات و محاکمات شفا اور مجسطی و مطول و گلشن زار اور شرح تحفہ شاہی
اور رسالہ پالکی کہ کسی سفر ہند میں پالکی میں سوار تھے اور اثنائے راہ میں لکھا تھا جب کہ آپ
بطریق رسالت احمد نگر میں گئے تو تمام طلاب و علماء آپ سے ملنے آئے مگر ایک عالم دکن

کہ اپنے کو اعلم علمائے جفر جانتا تھا نہ آیا بعد چند روز کے شاہ صاحب کو دعوت کے بہانے
سے اپنے مکان پر بلانا چاہا اور اپنے آدمی کے ہاتھ یہ سطر لکھ بھیجی کہ قال النبیؐ الاجابۃ سنۃ
موکدۃ آپ نے نیچے لکھ دیا الزیارۃ القادم فاذا تعارضا تساقطا اس نے آپ کی جودت
ذہن اور پایۂ علم سمجھ لیا اور ملاقات کے لیے آیا تو اپنے کو بحر ذخار کے پہلو میں ایک قطرہ پایا
پشیمان ہو کر آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور عذر کیا مجلّہ شیعہ کھجوہ اگست ۱۹۰۸ء میں یہ شعر
نمونہ کے طور پر لکھے ہیں ؎

مطلع ایجاد احمد حسن مطلع بوتراب ہست بیت اہلبیتش شاہ فرد انتخاب
مرتضیٰ آنکہ شہ مسند عالی نسبی ست دیگر آفتابیست کہ برج شرفش دوش نبی ست

اور مرغوب دل میں مفتاح التواریخ کے حوالہ سے تاریخ وفات شاہ صاحب تابع اہل
البیت) ممکن ہے ۹۵۲ھ میں انتقال فرمایا اور لاش اقدس آپ کی کربلائے معلیٰ ۱۵۵۹ء
میں بھیجی گئی ہو[1]۔

حاشیہ تفسیر بیضاوی عربی:

یہ تحقیقی حاشیہ ہے۔

صاحب طبقات مفسران:

"شاہ طاہر بن رضی الدین اسماعیل حسینی کاشانی از سادات
خاندیہ یکی از اعیان تفسیری قرن دهم هجری می باشد او یکی
از اکابر علماء امامیہ اثنا عشری از تلامذۂ محمد بن
احمد خضری معرفی می نماید که در دکن هند اقامت گزید
نظام شاه و عادل شاه و قطب شاه از ملوك هند از برکت ارشاد او

۱ تذکرہ بے بہا ص:۱۹۷، تاریخ فرشتہ ص:۱۱۰، مجالس المومنین ج:۲، ص:۲۳۴۔

مستبصر شد، ومذہب تشیع را پذیر فتہ اند[1]۔

صاحب نزہۃ الخواطر:

''وسافرالی الھند فدخل فی بندرگوا وجاء الی بیجاء پور فلم یلتفت الہ اسماعیل عادل شاہ البیجاپوری فسار الی قلعة پرینده ولقی بھاالشیخ پیرمحمدالذی ارسلہ برھان نظام شاہ الی صاحب القلعة بالرسالة ماعتقدپیر محمد بفضلہ وکمالہ و قرأ علیہ المجسطی ولما رجع پیر محمد الی احمد نگر ذکرہ عند صاحبہ فطلبہ سنة ثمان و عشرین و تسعائة واحتقی بہ. خطایت لہ الاقامة باحمد نگر و کان یذھب الی قلعة احمد نگر یومین فی کل اسبوع و یدرس و یحضر العلماء کلھم فی دروسہ،وکان برھان نظام شاہ ایضاً. یحضردروسہ ویستلذ بکلامہ، ولم یزل کذالک حتی مرض عبدالقادر ابن برھان نظام شاہ المذکور و اشرف علی الموت وکان البرھان مشغوفا بحبہ،فقام الطاھر و بشرہ بالشفاء العاجل لولدہ واخذ العھدعلیہ ان یدعو فی خطب الجمعة والاعیاد للائمة الاثنا عشر و یروج مذھبھم فی بلادہ،فعاھد برھان نظام شاہ،فلقنہ الطاھر مذھب الشیعة من حب ورفض، و تشیع برھان نظام شاہ و معہ اھل بیتہ و خدمہ نحو ثلاثة آلالاف من الرجال والنساء ونال الطاھر ما رامہ من الدعوة''

---

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۲۳۔

ولہ مصنفات کثیرة:

''منھا شرح الباب الحادی عشر فی الکلام ،و شرح الجعفریة فی فقہ الامامیة و حاشیة علیٰ تفسیر البیضاوی و لہ حواشی علی الاشارات والمحاکات والمجسطی والشفاء والمطول وگلشن زار وشرح تحفہ شاھی[1]''

---

۱ نزہۃ الخواطر ج:۴، ص:۱۴۲۔

محمد بن احمد خواجگی شیرازی (م۹۸۸ھ)

ملا محمد بن احمد خواجگی بن عطاء اللہ شیرازی۔ جامع معقول ومنقول تھے۔ نظام شاہ دکن کے عہد میں وارد ہند ہوئے اور بیجاپور میں قیام کیا۔ خواجہ جلال الدین محمد کے شاگرد خاص تھے۔ جو فلسفہ وکلام کے مسلم الثبوت استاد تھے۔

ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری نے آپ سے کسب علم کیا۔ آپ کی وفات ۹۸۸ھ میں ہوئی۔

تفسیر بحر المعانی:

آپ نے فارسی زبان میں معرکۃ الآرا تفسیر لکھی جس میں معقولات کے مباحث زیر بحث لائے ہیں۔ اسی تفسیر کو بعض محققین نے تفسیر مجمع البیان کا خلاصہ تحریر کیا ہے۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''نواح حیدرآباد دکن میں رہتے تھے دسویں صدی کے ممتاز علماء میں شمار ہوتا تھا۔ آپ نے تفسیر مجمع البیان کا خلاصہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے لیے کیا۔''

تلخیص مجمع البیان:

اس تفسیر کا خطی نسخہ جو سورہ نساء تک ہے کتابخانہ آستان قدس رضوی مشہد میں محفوظ ہے۔

ابتداء:

''الحمدللہ الذی انزل القرآن ھدی للناس''

نسخہ کی پشت پر قاضی نوراللہ شوشتری کے دستخط ہیں جس کی تاریخ ۱۰۱۱ھ ہے اور یہ

عبارت تحریر ہے۔

''یہ کتاب ان اشیاء میں سے ہے جنھیں از بکیان خزانہ امام رضاؑ سے ہندوستان لے گئے تھے۔ قاضی نوراللہ نے اسے حاصل کیا اور دوبارہ اسے مخزن کتابخانہ امام رضاؑ میں واپس پلٹایا۔[1]''

دوسری تالیف:

شرح باب حادی عشر ہے جس کی تالیف سے ۹۵۲ء میں فراغت پائی۔[2]

---

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۱۷۔

۲ احیاء الداثر ص:۲۱۔

گیارہویں
صدی ھجری

مبارک، شیخ، ناگوری (م ۱۰۰۱ھ)

گیارہویں صدی کے نامور مفسر قرآن شیخ مبارک بن خضر یمانی کے جد موسیٰ یمن سے آ کر نویں صدی ہجری میں صوبہ سندھ کے علاقہ ایل میں مقیم ہوئے۔ شیخ موسیٰ کے پوتے رکن الدین ان کے بیٹے شیخ خضر سندھ سے نکل کر شہر ناگور (راجستھان) میں رہنے لگے۔

شیخ مبارک ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء میں ناگور میں متولد ہوئے بلا کے ذہین وفطین تھے۔ ۱۴ سال کی عمر میں علوم متداولہ میں سے ہر فن کا ایک ایک متن حفظ تھا۔ شیخ عطن شیخ سالار ناگوری اور بقول بعض حضرات عبداللہ احرار سے بھی کسب فیض کیا۔ خطیب ابوالفضل گا زرونی سے بھی عقیدت وتلمذ کا رشتہ رہا۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد ۶ محرم ۹۵۰ھ کو آگرے کے قریب جمنا پار اترے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ گوشہ نشینی اور تصنیف وتالیف مشغلہ تھا۔ خودداری کا یہ عالم تھا کہ شیر شاہ سوری نے بلایا نہیں گئے، معاصرین نے مخالفت شروع کر دی شیعیت کے الزام میں بہت زیادہ ستائے گئے۔ میر حبش کو شیعہ کہہ کر قتل کیا گیا۔ جس کے سبب شیخ مبارک کو اپنا عقیدہ پوشیدہ رکھ کر روپوش ہونا پڑا۔ جنگلوں صحراؤں کی خاک چھاننا پڑی جس کا تذکرہ شیخ ابوالفضل نے آئینہ اکبری میں کیا ہے۔

آپ سختی سے شریعت پر عمل پیرا تھے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے تھے جس کو بھی خلاف شریعت عمل کرتے ہوئے دیکھتے تھے فوراً ٹوک دیتے تھے جس کا تذکرہ ملا عبدالقادر بدایونی نے اس طرح کیا ہے جو کہ فکری اعتبار سے ان کے مخالف تھے۔

''شیخ مبارک اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے تقویٰ، توکل اور صلاح میں ممتاز تھے۔ ابتداء میں انھوں نے بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کیے، ان کو

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ اگر ان کی مجلس میں کوئی شخص سونے کی انگوٹھی یا ریشم یا سرخ وزرد موزے یا کپڑے پہن کر آجاتا تھا تو اس کو فوراً مجلس ہی میں ان چیزوں کو اتار دینے کا حکم دیتے۔ اس طرح جن لوگوں کا جامہ دراز ہوتا تو اسے پھاڑ دینے کا حکم دیتے۔ اگر راستہ چلتے کسی مقام پر راگ یا نغمہ کی بھنک کان میں پڑ جاتی تو تیزی سے قدم بڑھا کر نکل جاتے تھے[1]۔''

خواجہ نظام الدین بخش:

''از فحول علمائے روزگار و مشائخ کرام بود شان عظیم داشت[2]۔''

صاحب اخبار الاخیار:

''ان کے کتاب خانہ میں پانچ سو کتابیں خود ان کے قلم سے لکھی ہوئی موجود تھیں[3]۔''

جلال الدین محمد اکبر کے ابتدائی دور میں جاہ طلب شیعہ دشمن علماء کا بہت زور تھا یہ طبقہ شیخ مبارک اور ان کے فرزندوں سے بہت زیادہ حسد اور دشمنی رکھتا تھا اور ہمیشہ ان کے درپئے آزار رہتا تھا جس کی وجہ سے شیخ مبارک کو اپنے اہل خانہ کے ہمراہ آگرہ چھوڑنا پڑا جس کا تذکرہ ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں بھی کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جن دنوں میر حبش اور دوسرے اہل بدعت گرفتار اور قتل ہوئے۔ انھیں ایام میں شیخ عبدالنبی صدر الصدور اور مخدوم الملک نے مل کر بادشاہ کے کان بھرے کہ شیخ مبارک مہدوی ہے اور اس پر مستزاد کہ اہل بدعت یعنی شیعہ بھی ہے۔ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا رہتا

۱۔ منتخب التواریخ ج:۳، ص:۷۳۔

۲۔ طبقات اکبری ص:۴۷۲، مشن پریس کلکتہ۔

۳۔ تذکرہ مفسرین ہند ص۷۹

ہے۔ یہ کہہ کران لوگوں نے بادشاہ سے برائے نام اجازت لی اور شیخ مبارک کا خاتمہ کرنے کے درپئے ہوگئے انھوں نے محتسبوں کو روانہ کیا کہ شیخ کو دربار میں حاضر کریں مگروہ بچوں سمیت روپوش ہوگئے اور محتسب ان کی مسجد کا منبر توڑ کر واپس لوٹ آئے[1]۔

ہاشم علی خاں لکھتے ہیں کہ شیخ مبارک نے ایران سے آنے والے علماء سے استفادہ کیا اوران کی صحبت میں رہ کر شیعہ مذہب کی طرف مائل ہوگئے تھے[2]۔

صاحب حدائق الحنفیہ مولوی فقیر محمد جھلمی:

’’شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری اکبرآبادی والد شیخ ابوالفیض فیضی ہند کے علماءِ فحول میں سے فقیہ فاضل مفسر کامل، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے اپنی تمام عمر افادہ وافاضہ اور تنشیر علوم میں صرف کی۔ اخیر عمر میں باوجودیکہ آپ کی بینائی کم ہوگئی تھی مگر قوت حافظہ سے تفسیر ’’منبع عیون المعانی‘‘ چار جلد کلاں میں تصنیف کی اور ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی اور آگرہ میں دفن کئے گئے۔ ’’فخر الملک‘‘ آپ کی تاریخ وفات ہے۔[3]‘‘

میر غلام علی آزاد بلگرامی:

’’آپ کا ایک نہایت ہی حیرت انگریز کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے پانچ سوضخیم کتابیں خود اپنے قلم سے تحریر کیں۔ آخری عمر میں آنکھ کی روشنی زائل ہوگئی تھی۔ اس کے باوجود اپنی قوت حافظہ سے پورے قرآن پاک کی تفسیر چار جلدوں میں تصنیف فرمائی اور تفسیر مذکور کا نام ’منبع عیون المعانی‘‘ رکھا۔ قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ تفسیر کی عبارت آپ مسلسل بلاتکلف بیان کرتے جاتے

---

۱ منتخب التواریخ ج:۲،ص:۱۹۸۔

۲ تذکرہ مفسرین ہند ص:۷۹۔

۳ منتخب اللباب حصہ اول ص:۲۲۲۔

تھے اور املانویس حضرات اس تقریر کو تحریر کرتے جاتے تھے[1]۔‘‘

وفات: ۱۷رذی القعدہ ۱۰۰۱ھ/ ۵راگست ۱۵۹۳ء کو بمقام لاہور ہوئی۔

آگرہ میں سپرد خاک کئے گئے آپ کا مزار لاڈلی بیگم کے نام سے مشہور ہے کیونکہ وہاں آپ کی بیٹی لاڈلی مدفون ہے۔

فیضی نے ’’فخر الکمل‘‘ اور ملا عبدالقادر بدایونی نے ’’شیخ کامل‘‘ سے مادہ تاریخ نکالا[2]۔

صاحب نزهة الخواطر:

’’كان عالماً كبيراً بارعاً فی الفقه و اصوله عارفاً بدقائق العربية ماهراً بالتصوف والشعر و فنون اخرىٰ وكان يقرا القرآن بالقرأت العشر و يدرس ’’الشاطبی‘‘ وكان كثيراً المطالعة دائم الاشتغال بالدرس والافادة سريع الادراک قوى الحفظ لم يكن يحفظ شيئاً فينساه و لما ضعف بصره لكبرسنه و عجز عين المطالعه اشتغل بتفسير القرآن و صنف تفسيراً كبيراً فی اربع مجلدات كبار سماه ’’منبع نفائس العيون[3]‘‘

صاحب طبقات مفسراین شیعه:

’’مؤلف بزرگوار تفسیر ’’منبع العیون‘‘ شیخ مبارک بن خضر یمانی هندی (م ۱۰۰۱ ه) پدر دو مفسر عالیقدر ابوالفیض

---

۱ مآثر الکرام ص:۲۷۴۔

۲ تذکرہ مفسرین ہند ص:۸۲۔

۳ نزہۃ الخواطر ج:۵،ص:۳۳۰۔

فیاضی و ابو الفضل علامی، یکی از بزرگان علمای وقت هندوستان و یکی از اعلام قرن دهم و آغاز قرن یازدهم می باشد. او در عصر خود مرجعیت شیعیان آن خطه را عهد دار و خود او بی سبهره از اصول عرفان و تصوف نیز نبوده است. قرآن را باقرائات دهگانه حفظ کرده بود و در پایان عمر تفسیری به نام "منبع العیون" در چهار جلد به یادگار داشت او درسن ۹۰ سالگی به سال ۱۰۰۱ ه در لاهور از دنیا رخت بربست[1]۔"

تفسیر منبع عیون المعانی مطلع شموس المثانی:

خطی عربی زبان میں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر کتب خانہ ممتاز العلماء جنت مآب لکھنؤ میں محفوظ ہے۔

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی:

پہلی جلد میں شروع کے اوراق نہیں ہیں اس کے بعد کی عبارت اس طرح ہے

"للآثار مستکملا للعلوم سیما استماع الحدیث و اصوله مضغا مسلسلامتنا اسنادآ و ضبط رجاله و رواته تحقیقا و اتفاقاً من السنة بعض المشاهیر الصادرین من الحرمین الشریفین زادها الله شرفاً..."

اس تفسیر میں جن امور کو بیان کیا گیا ہے اس کا خلاصہ اس طرح ہے

"اس کتاب میں وجوہ نظم قرآن، قرات عشرہ، انواع وقوف وخواص آیات کا

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۳۰، ریحانۃ الادب ج:۴، ص:۳۸۴، تذکرہ علماء ہند ص:۴۷۔

ذکر کرونگا نیز علمائے راسخین، حکماء اور صاحب کشف عارفین نے جو معانی و مطالب بیان کئے ہیں انہیں بتاؤنگا جملوں کے ربط اور آیتوں اور سوروں کے درمیان جو مناسبت ہے اسے واضح کرونگا۔ انبیاء علیہم السلام کے قصص اقوام وملل کے واقعات، اسباب نزول اور ناسخ ومنسوخ کو بیان کرونگا اور یہ بتاؤں گا کہ سورتیں جن آیات پر ختم کی گئی ہیں ان کی وجہ کیا ہے[1]۔"

اس تفسیر پر مفصل مقدمہ لکھا ہے جس میں علوم قرآنی کا مفصل ذکر ہے۔

عرب کون تھے سب سے پہلے عربی زبان کس نے استعمال کی۔ اس زبان کی فضیلت کیا ہے۔ نزول قرآن کا بیان، وحی کا تذکرہ، نزول کی مدت، سورتوں کی تنزیل وترتیب، مکی و مدنی سورتوں کا بیان، اعجاز قرآن، قرات قرآن، تعلیم قرآن، تلاوت کے فوائد، معانی کا ذکر، قاریوں کا اختلاف، الفاظ کی کتابت کا بیان، اہل لغت کا تذکرہ غرض کہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا ذکر مقدمہ میں نہیں کیا گیا ہو جس سے شیخ مبارک کی وسعت علمی اور گہرے مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی لکھتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ کے تیس نام انھوں نے بیان کئے ہیں فاتحہ، حمد، شکر، منتہ، سبع مثانی، ام الکتاب، ام القرآن، نور، کنز، دعا، مناجات، شافیہ، اساس، وافیہ وغیرہ اس میں سے ہر ایک نام کی الگ الگ توجیہ بھی بیان کی ہے اور یہ بیان کیا کہ یہ نام کیوں رکھا گیا اس کے بعد اس سورہ کی مفصل تفسیر کی ہے۔

پہلی جلد پارہ سیقول کی پہلی آیت کی تشریح پر ختم ہوتی ہے۔

دوسری جلد "**قال رب انی لا املک الانفسی واخی فافرق بیننا بین القوم الفاسقین**" پر ختم ہوتی ہے۔

تیسری جلد: "**فهل ینتظرون الامثل ایام الذین خلوا من قبلهم قل**

۱ ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص:۴۸۔

فانتنظروا انی معکم من المنتظرین '' تک ہے۔

چوتھی جلد: ''**فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا** پر ختم ہوتی ہے یعنی سورہ کہف کے خاتمے تک۔

پانچویں جلد: شروع سے ایک صفحہ غائب ہے'' **وما علمناہ الشعرو ما ینبغی لہ** ''، ختم قرآن تک یہ تفسیر تقریباً تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلی جلد میں مصنف نے اپنے حالات اوراس دور کے اہم واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تفسیر کی ضرورت واہمیت کے علاوہ، علوم قرآنی پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس تفسیر کے مطالعہ سے آپ کی دقت نظر اور عمیق بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ شیخ نے سورہ کو شروع کرتے وقت ابتداء میں اس کا مضمون بطور خلاصہ بیان کر دیا ہے تاکہ سورہ کے مطالب ذہن نشین ہو جائیں۔

سوروں کے درمیان ارتباط کو بھی واضح کیا ہے۔ سورہ کے اختتام پر دعائیہ کلمات ہیں جو مفہوم کے اعتبار سے تو یکساں ہوتے ہیں مگر الفاظ مختلف ہوتے ہیں[1]۔

اولاد:

شیخ ابوالفیض فیضی، شیخ ابوالفضل، شیخ ابوالخیر، شیخ ابوالبرکات، شیخ ابوالکلام، شیخ ابو تراب، شیخ ابوالحامد۔

لڑکیوں میں لاڈلی بیگم زوجہ خاوند خاں شیعی وزوجہ فرزند راجہ علی خاں۔

---
۱ ہندوستانی مفسرین ص: ۴۷۔

ابوالفیض، فیضی (م ۱۰۰۴ھ)

گیارہویں صدی کے قابل فخر مفسر ن قرآن آپ کا تخلص فیضی اور فیاضی تھا۔ شیخ مبارک ناگوری کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ بچپن سے ذہین وفطین تھے۔ ۹۵۴ھ/ ۱۵۴۷ء آگرہ میں متولد ہوئے ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی اور کم سنی میں فارغ التحصیل ہوکر درجۂ کمال پر پہنچے جس کا اعتراف خود فیضی نے اپنے دیوان کے آغاز میں کیا ہے۔

''ولی نعمت من پدر حقیقی و خدائی مجازی استکه از ریحان طفولیت که عقل هیولانی در شتم صور معنی بمن والی نمود قریحه جامده رابه بلندی راهمنون شد۔''

شیخ کو مختلف علوم وفنون میں مہارت تھی۔ شعر، معمہ گوئی، علم عروض وقوافی، تاریخ، لغت، طب، انشاء علم ہیئت، ہندسہ میں ملکہ حاصل تھا۔ عربی، فارسی، سنسکرت زبانوں میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ فیضی جب بڑے ہوئے تو تلاش معاش میں اپنے والد کے ہمراہ شیخ عبدالنبی صدرالصدور کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے منصب کے طلبگار ہوئے شیخ عبدالنبی ان کے والد سے خلش رکھتے تھے۔ اس لیے انھوں نے ان پراوران کے والد شیخ مبارک پر شیعیت کا الزام لگا کر دونوں کو اپنی مجلس سے باہر نکال دیا[1]۔

یہی نہیں بلکہ شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک نے ان کی بادشاہ سے شکایت کی جس کے نتیجہ میں شیخ مبارک اوران کے لڑکوں کو آگرہ چھوڑ کر دربدر کی ٹھوکریں کھانا پڑیں۔

۹۷۵ھ/ ۱۵۶۷ء میں فیضی اپنی شاعری کی بدولت دربار شاہی میں باریاب ہوئے اس وقت ان کی عمر اکیس سال تھی وہ جب دربار میں پہنچے تو ایک نقرئی پنجرہ کے پاس سے

---
۱ ماثر الامراء ج ۲: ص: ۵۸۶، مطبوعہ گائڈ پریس کلکتہ ۱۸۹۰ء۔

جہاں وہ کھڑے تھے برجستہ قطعہ کہا

بادشاہان درون پنجرہ ام
از سر لطف خود مراجادہ
زانکہ من طوطی شکر خوائم
جائے طوطی درون پنجرہ بہ

فی البدیہ قطعہ بادشاہ کو بہت پسند آیا اس نے فوراً اسے اپنے قریب بلایا۔ اسی روز سے فیضی کو اکبر سے تقرب حاصل ہوا۔ اس کے چند روز بعد اس نے ڈھائیسو اشعار پر مشتمل ایک پرزور قصیدہ بادشاہ کی شان میں کہا جس کا مطلع یہ ہے

سحر نویدرسان قاصد سلیمانی
رسید ہم چو سعادت کشادہ پیشانی

اکبر بادشاہ کے دل میں روز بروز فیضی سے محبت بڑھتی چلی گئی۔ جب بھی وہ کسی مہم پر جاتا فیضی کو ساتھ لے کر جاتا۔ ۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء میں بنگال کی مہم میں بھی وہ اکبر کے ہمراہ تھے۔ فیضی اپنی گوناگوں صلاحیتوں کی بنا پر سلطنت کے انتظامی امور ومعاملات میں دخیل ہو گئے نورتن میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

اکبر نے فیضی کی ادبی اعلیٰ صلاحیتوں کو دیکھ کر ''ملک الشعراء'' کا خطاب دیا[1]۔

ابوالفیض فیضی کو ائمہ علیھم السلام سے خاص عقیدت تھی۔ ان کا ذکر منقبت میں انتہائی عقیدت واحترام سے کیا ہے۔ منقبت میں چودہ اشعار میں بارہ اماموں کا نام لے کر مدح سرائی کی ہے آخر میں کہتے ہیں۔

فیضی نشود خاتمۂ مابہ ہدایت
گرختم امامان ھدیٰ را نہ شناسیم[2]

۱؎ تذکرہ مفسرین ہند ص:۸۹۔

۲؎ کلیات فیضی ج:۱ ص:۱۹، مرتبہ اے زیڈ ارشد ومولانا مرتضیٰ حسین فاضل طبع لاہور۔

تفسیر سواطع الالھام:

یہ تفسیر فیضی کا عظیم الشان علمی کارنامہ ہے جو غیر منقوط تفسیر ہے۔ جس سے فیضی کی عربی زبان پر گرفت اور عربی لغت پر عبور کا اندازہ ہوتا ہے۔ فیضی نے تفسیر لکھنے سے پہلے بطور مشق علم اخلاق میں ''موارد الکلم'' کتاب صنعت مہملہ میں لکھی۔ فیضی کو اس صنعت میں نثر ونظم دونوں میں مہارت حاصل تھی۔

اس تفسیر کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں نولکشور لکھنؤ سے ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء میں شائع ہوئی اس کے علاوہ ایران سے بھی طبع ہو چکی ہے۔

یہ تفسیر دو سال کی مدت میں بتاریخ ۱۰/ربیع الثانی ۱۰۰۲ھ بروز دوشنبہ مکمل ہوئی۔ ڈاکٹر حامد علی خاں لکھتے ہیں: فیضی نے تفسیر کے آخر میں تتمہ لکھا جس میں خداوند عالم کی توصیف اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف تحریر کر کے والد کے لیے دعائے مغفرت کی۔ تتمہ کی عبارت کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ فیضی کو تاریخ گوئی کے فن میں بھی اعلیٰ قدرت تھی۔ خاتمہ میں ننانوے جملے ہیں جن میں سے چورانوے جملوں سے ایک ہزار دو ہجری تاریخ برآمد ہوتی ہے:

''الحمدللہ محصل المرام لکمل سواطع الالھام. الھم المحرر و حدہ لا طراء اُسّ الکلام. واللہ مسرّد الامور ومسھّل کمل المھام[1]''

ترجمہ: اس اللہ کی تعریف جو مقصد ومراد کو پورا کرنے والا ہے کہ تفسیر ''سواطع الالھام'' کی تکمیل ہوئی محرر کو اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ وہ اللہ کے کلام کے اساسی مفہوم کو بطور احسن بیان کرے۔ اللہ امور کو اچھے طریقے سے انجام دینے والا اور مشکل ترین

۱؎ قرآن مجید کی تفسیریں ص:۹۷، مقالہ ڈاکٹر حامد علی خاں۔

مبہموں کو آسان بنا دینے والا ہے۔ فیضی نے آخر میں بہ ترتیب حروف تہجی مشکل الفاظ کی فہرست درج کی ہے۔ تفسیر دیکھنے کے بعد ہم عصر علماء نے منظوم ومنثور تقریظیں لکھیں نولکشور لکھنؤ سے طبع ہونے والے نسخہ میں کچھ تقاریظ چھپی ہیں۔ جن میں قاضی نور اللہ شوشتری معروف بہ شہید ثالث نے بھی بغیر نقطہ کے تقریظ تحریر کی۔ سید محمد حسینی، فضیل بن جلال کالپوری، محمد یعقوب صیرفی کشمیری، عبد العزیز، احمد بن مصطفےٰ شریف، امان بن غازی قابل ذکر ہیں۔

ملا ظہوری ترشیری نے صنعت مہملہ کے محاسن میں ایک زبردست قصیدہ اور تقریباً سترہ رباعیاں لکھیں۔ میر حیدر معمائی کاشانی نے سورہ اخلاص سے ''سواطع الالھام'' کی تاریخ نکالی فیضی اس تاریخ سے اسقدر خوش ہوئے کہ انھوں نے میر حیدر کو دس ہزار روپیہ بطور انعام دیئے۔ سواطع الالھام کی ایک عمدہ تاریخ ''لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین'' ہے[1]۔

بادشاہ اکبر نے اس تفسیر کو دیکھ کر فیضی کو دس ہزار روپیہ بطور انعام دیئے۔

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی:

''شیخ فیضی کی علمی لیاقت وفضیلت کی دلیل ان کی قرآن پاک کی بے نقطہ تفسیر ''سواطع الالھام'' ہے۔ ایسی تفسیر اس سے قبل ایک ہزار سال کی مدت میں کسی عالم یا مصنف کو لکھنا نصیب نہیں ہوئی۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایسے دشوار کام کا انھوں نے صرف دو سال کی مدت میں تکملہ کر دیا[2]۔''

ملا عبد القادر بدایونی نے فیضی کے عقائد کا مذاق اُڑایا اور انھیں راہ راست سے بھٹکا ہوا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہ سب کچھ شیعہ دشمنی کے سبب تھا۔ اگر فیضی کے عقائد خلاف شریعت ہوتے تو اس کا اظہار ان کی تحریروں سے ہوتا پھر انھیں تفسیر قرآن لکھنے کی کیا

۱ قرآن مجید کی تفسیریں ص:۸۱۔

۲ مآثر الکرام ص:۲۷۶۔

ضرورت تھی؟

مولانا محمد حسین آزاد:

''زبانی باتوں میں ملا صاحب جو چاہیں کہیں مگر نفس مطالب میں جب نہ اب کوئی دم مار سکتا ورنہ ظاہر ہے کہ وہ بے دینی اور بد نفسی پر آجاتے تو جو چاہتے لکھ جاتے انھیں ڈر کس کا تھا[1]۔''

علامہ شبلی نعمانی:

''فیضی نے تفسیر ان واقعات کے بعد لکھی ہے لیکن ایک ذرہ مسلمات کی شاہراہ سے نہیں ہٹا حالانکہ تفسیر میں ہر قدم پر اس کو آزاد خیالی دکھانے کا موقع حاصل تھا۔ ملا صاحب تو فرماتے ہیں کہ وہ تمام عقائد اسلام کا منکر تھا لیکن وہ ان تمام عقائد کا معترف نظر آتا ہے جن کو معتقدات عوام کہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ فیضی کی مذہبی آزادی ہم جو کچھ سنتے ہیں زبانی سنتے ہیں تصنیفات میں تو وہ ملائے مسجد ہی نظر آتے ہیں[2]۔''

تفسیر کی خصوصیت:

یہ تفسیر جامع ومانع ہے۔ محدود الفاظ میں وسیع مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نمونہ تفسیر: سورہ کوثر   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''لما رحل ولد رسول اللہ صلعم و ادر کہِ السلام و سمعہ العاص و کلم و ھو عسور لا ولد لہ لو ادر کہ السام ھلک و حسم اسمعہ صلعم ارسل اللہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ محمد الکوثر

۱ دربار اکبری ص:۴۳۰۔

۲ شعر العجم ج:۳، ص:۵۲۔

العطاء الکامل علماً و عملاً و المورد الامرء ماء والا حمد هداء و ورد ماء المدام و هو مورد رسول اللہ صلعم اعطاہ اللہ صلعم کرما او المراد الا ولاد او علماء الاسلام او کلام اللہ المرسل فَصلِّ دواماً لِربک اللہ لا لما سواہ کما هو عمل مرء مراء عمد الاسهواً وَ انُحر و اسرح للہ واعطہ اهل السوال وهو عکس الکلام الاول المصرح لا حوال اهل السهو و الصد و اعمالهم ان شَانِئکَ عدوک هوا الابتر المعدوم لا ولد لہ و ادام اللہ اولادک و مراسم او امرک و مکارم عصرک و محامد مراسمک''

فیضی نے تفسیر میں لغوی بحث بھی کی ہے

''الاسم اصلہ سمؤ کعلم و مصدرہ السمّو وهوالعلو واحد سماء و ورد اُسُمٌ وَسِم وَ سمٌ اُوهم اسمہ اعلمہ و الموسم المعلم والاسم العلم والاول اصح لعدم و رود الاسام مکسّرا''

فیضی نے ہرایک سورہ کا مکی یا مدنی ہونا ''موردها ام الرحم وموردها مصر رسول اللہ کہہ کر بتایا ہے۔

آپ نے مختلف علماء کے اقوال نقل کر کے اپنے خیال کا بھی اظہار کیا ہے۔

مالک یومِ دین ''رود ملک و هوالاصح لما ورد کل مالکٍ ولا عکس فکل مالکٍ مامور ملکٍ لا عکسہ. '' ہر سورہ کے شروع میں اس سورہ کا مفہوم بطور خلاصہ بھی لکھا ہے۔

سورۃ البقرہ: ''سمّوها لورود احوالها و محامد اطوار ها وسطوع اسرار ها

علاء امورها مماطال کلامہ'' سورہ بقرہ کے نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ گائے کے حالات اس کے طور طریقوں کی تعریف اس کے اسرار واموز کی رفعت اور اس کے ایسے امور کی بلندی کا ذکر ہے جس کے لیے تفصیلی کلام درکار ہے۔

ابوالفیض نے تفسیر کا آغاز ان جملوں سے کیا

''اللہ لا الہ الاهو لا اعلمہ ماهو وما ادرکہ کما هو احامد المحامد و محامد الا حامد اللہ مصعد لو امع العلم و ملهم سواطع الالهام''

اس کے بعد دعا کی پروردگارا اس کام کو آسان فرما۔ اور اپنی تعلیم و تربیت کا ذکر کرتے ہوئے شہر کی تعریف بیان کی علما کی مجلسوں، مساجد، مدارس دیگر عبادت خانوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد بادشاہ کی تعریف کی اس کا نام اور فضائل اسی صنعت مہملہ میں تحریر کئے ہیں[1]۔

اپنے والد شیخ مبارک اور بھائیوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ چونکہ ہر نام میں نقطے ہیں اس لیے معموں سے کام نکالا والد کا ذکر اس طرح ہے ''**وهو اساس العلم واصل الروع و مطلع الالهام و راس الرؤس و امام الکرام**[2]''

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''در دیار هند یکی از عجائب و غرایب جهان خلقت و از شاهکار ها طبیعت و صناعت بہ شمار می آید "تاج محل" آن در آگرہ خود، یکی از عجائب هفتگانہ جهان محسوب است، بس تعجبی ندارد کہ تفسیر آن قرآنی هم کہ در آن دیار بہ رشتۂ تحریر در آمد۔ باشد یکی از عجایب حیرت انگیز جهان تفاسیر

---

1. ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص: ۵۷۔
2. ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص: ۵۷۔

شیعه به شمار می آید[1]،

وفات:

۱۰ر صفر ۱۰۰۴ھ/ ۱۶ر اکتوبر ۱۵۹۵ء کو بروز یکشنبہ ہوئی آگرہ میں تدفین ہوئی۔ وفات کے بعد فیضی کی متروکہ میں چار ہزار چھ سو مجلد نفیس کتابیں نکلیں ان میں سے اکثر خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں اور یہ سب شاہی کتب خانہ میں داخل کر دی گئیں۔

دیگر آثار:

موارد الکلم

مرکزِ ادوار مثنوی

نل و دمن هفت کشور

اکبر نامه

سلیمان و بلقیس

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۳۲۔

ابوالفضل، علاّمی (م ۱۰۱۱ھ)

شیخ مبارک کے دوسرے فرزند تھے ۹۵۸ھ/۱۴ر جنوری ۱۵۵۱ء کو آگرہ میں متولد ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ سے فارغ ہو کر امتیازی حیثیت حاصل کی۔ گوشہ نشینی کی زندگی گذارنا چاہتے تھے مگر احباب کے اصرار کی وجہ سے اکبر بادشاہ کے جلوس تخت کے انیسویں سال ان کی خدمت میں پہنچ کر ملازمت اختیار کی۔ پہلے منشی گری کی خدمت ملی پھر ذہانت کے ذریعہ عہدۂ وزارت تک پہنچ گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں اپنی لیاقت کا سکہ بادشاہ کے دل میں ایسا بٹھایا کہ بادشاہ کو ان کے علاوہ کسی پر اعتبار ہی نہیں رہا۔

شیخ عبدالنبی صدر الصدور ابوالفضل کی شیعیت کے سبب ان سے حسد کرتا تھا اور شیخ کے خلاف بادشاہ کے کان بھرتا تھا۔ مگر شیخ کی اعلیٰ صلاحیتوں اور نظم ونسق میں مہارت کے سبب کسی کی کچھ نہیں چلتی تھی۔

دکن سے واپسی کے موقع پر جہانگیر کے اشارہ سے راجہ ہر سنگھ دیو نے ''رندیلہ'' مقام پر ۱۰۱۱ھ/۱۶۰۲ء میں شیخ ابوالفضل کو قتل کر دیا[1]۔

تفسیر اکبری: شیخ ابوالفضل نے آیت الکرسی کی دقیق اور پر مغز تفسیر تحریر کی جس کا تاریخی نام تفسیر اکبری ۹۸۳ھ ہے۔ بادشاہ کی خدمت میں پیش کی۔ اکبر بادشاہ نے تفسیر کو بہت پسند کیا اور انعام واکرام سے نوازا۔

ملا عبدالقادر بدایونی:

''شیخ نے دوسری باریابی کے موقع پر آیت الکرسی کی تفسیر پیش کی جس میں

۱ تذکرہ علماء ہند رحمان علی ص:۱۹۔

بہت سے قرآنی دقیق نکات تھے[۱]۔''

سید صباح الدین عبدالرحمن:

''ان ہی دنوں جب کہ وہ ان ذہنی پریشانیوں میں مبتلا تھا تو اس نے آیت الکرسی کی ایک تفسیر لکھی اور اکبر کے حضور میں پیش کی اکبر نے اس کو حسن قبول عطا کیا اور اپنی نوازشوں سے نواز کر اپنی ملازمت میں داخل کر لیا[۲]۔''

صاحب نزھۃ الخواطر:

''الشیخ العالم الکبیر العلامۃ ابو الفضل بن المبارک الناگوری اعلم و زراء الدولۃ التیموریۃ و اکبر ھم فی الحدس و الفراسۃ و اصحابۃ الرای و سلامۃ الفکر و حلاوۃ المنطق و البراعۃ فی الانشاء......

ودعاء السلطان اکبر بن ھمایو التیموری بمدینۃ اکبر آباد مع والدہ فادرکہ فی حدود سنۃ احدی و ثمانین و تسعمائۃ مرۃ اولیٰ و اھدیٰ الیہ کتابۃ فی تفسیر آیۃ الکرسی ثم ادرکہ فی حدود سنۃ اثنتین و ثمانین مرۃ اخریٰ و اھدیٰ الیہ کتابہ فی تفسیر سورۃ الفتح فاستحسنہ السلطان و قربہ الی نفسہ[۳]''

دیگر آثار علمی:

آئین اکبری	جامع اللغات
عیار دانش	مکاتبات علامی[۴]

۱ منتخب التواریخ ملا عبدالقادر بدایونی۔
۲ بزم تیموریہ ج:۱، ص:۱۷۷۔
۳ نزہۃ الخواطر ج:۵، ص:۲۵۔
۴ تالیفات شیعہ ص:۳۳۔

نور اللہ شوشتری، شہید ثالث (م ۱۰۱۹ھ)

قاضی نور اللہ شوشتری کی ولادت ۹۵۶ھ/ ۱۵۴۹ء میں ہوئی۔ آپ کے والد سید شریف حسینی مرعشی اور چچا سید صدر حسینی فقہ، اصول، تفسیر، حدیث کے بلند پایہ استاد تھے۔ آپ نے انھیں بزرگوں اور معاصرین سے کمال علم حاصل کیا۔ ۹۷۴ھ میں مشھد مقدس گئے اور آقائے عبدالواحد کے درس میں شرکت کی۔ درجہ فضل وکمال پر فائز ہو کر اساتذہ سے اجازے حاصل کئے۔

۹۹۱ھ میں حکیم فتح اللہ شیرازی دربار اکبری میں کرسی نشین ہوئے تو انھوں نے اپنے ذوق ومسلک کے ارباب کمال کو جمع کیا ان میں قاضی نور اللہ شوستری بھی شامل تھے۔ حکیم فتح اللہ نے موصوف کو آگرے بلایا اور دربار اکبری میں پہنچایا۔ قاضی صاحب نے اپنے علم و فضل کے ذریعہ دربار میں ایک مقام بنایا فتح پور سیکری، اکبرآباد، لاہور، کشمیر میں بھی اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے۔ قاضی معین لاہوری م ۹۹۵ھ) ضعف و پیری کی وجہ سے عہدہ قضاوت سے ہٹائے گئے تو ان کی جگہ سید نور اللہ شوستری کو قاضی دار السلطنت لاہور مقرر کیا۔ آپ نے عہدہ قبول کرتے وقت یہ شرط کی تھی کہ مذاہب اربعہ فقہ میں سے وہ کسی کے پابند نہیں ہوں گے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، جس فقہ کی رو سے چاہیں گے فیصلہ کریں گے۔ جس سے آپ کے تبحر علم کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے لاہور، آگرے کے مرکزی شہروں میں مذہب امامیہ کی ترویج کی، عقائد امامیہ کا کھل کر دفاع کیا۔

۱۰۱۴ھ میں قاضی صاحب آگرہ میں تھے اسی دوران شیخ روز بہان نے کتاب ''ابطال باطل'' ۔ آپ نے اس کے جواب میں '''احقاق الحق'' نام سے معرکۃ الآرا کتاب لکھی جو ربیع الاول ۱۰۱۴ھ میں مکمل ہوئی۔ اسی سال ۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ میں

اکبر بادشاہ کی رحلت ہوئی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا جہانگیر آیا نظام بدلا افراد بدلے۔ قاضی صاحب پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے وہ گروہ جو شیعہ دشمنی میں نمایاں تھا۔ سامنے آ گیا بادشاہ کو آپ کے خلاف بھڑکانے لگے غرضکہ آپ ثبات قدم، ہمت وجرأت کا مظاہرہ کرتے رہے۔

جہانگیر نے علماء سے فتوے مانگے بیالیس مہروں اور فتوؤں کے ذریعہ فیصلہ دیا گیا۔

(۱) سوخار دار درّے لگائے جائیں۔ (۲) سیسہ پگھلا کر پلایا جائے۔ (۳) گدی سے زبان کھینچی جائے۔ (۴) سر قلم کیا جائے۔

شہادت:

۲۶ ربیع الاول ۱۰۱۹ھ کو آپ جلاد کے سامنے لائے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی نماز کے بعد ایک ٹھیکرے پر یہ آیت لکھ کر فضا میں پھینکی

''رب انی مغلوبٌ فانتصر''

ٹھیکری واپس آئی تو لوگوں نے دیکھا اس پر لکھا تھا

''**ان کنت عبدی فاصطبر**[1]''

اس کے بعد بادشاہ کے حکم سے بدترین اذیتیں پہنچا کر ۱۰۱۹ھ میں شہید کر دیا گیا جب سے آپ کو شہید ثالث کہا جاتا ہے۔ آپ کا مزار آگرہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

ملا عبدالقادر بدایونی:

''شیعہ مذہب کے پیروکار تھے اور نہایت منصف مزاج، عادل، نیک نفس، حیادار متقی تھے۔ شرفاء کی تمام خوبیاں ان میں موجود تھیں۔ علم وفن، جدت طبع، تیزی فہم، اور ذہانت وذکاوت جیسی تمام خوبیوں سے آراستہ تھے۔ ان

۱ تذکرۂ مجید: ۵۔ مطلع انوار ص: ۱۶۹۰، اعیان الشیعہ ج: ۵، ص: ۳۱۔ تذکرۂ بے بہا مولانا محمد حسین۔

کی بڑی اچھی تصانیف ہیں۔ شیخ فیضی کی مہمل بے نقط تفسیر پر انھوں نے سرنامہ لکھا جو حد تعریف سے ماورا ہے۔ شعر گوئی کا طبعی ملکہ ہے نہایت دلکش اشعار کہتے ہیں۔ شیخ ابوالفتح کے توسط سے بادشاہ کی بارگاہ میں رسائی ہوئی تھی۔''

ملا صاحب آگے لکھتے ہیں:

''انھوں نے لاہور کے شر پسند مفتیوں اور مکار محتسبوں کو جو معلم الملکوت شیطان کے بھی کان کاٹتے تھے۔ سیدھا کر دیا اور رشوت کے دروازے بخوبی بند کر دئے اور ان پر کڑی نگرانی رکھی کہ ان سے بڑھ کر انکا انتظام نہیں کیا جا سکتا تھا[1]۔''

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''آن شهيد سعيد سيد جليل القدر عالم نبيل قاضى سيد نور الله شوسترى (شهيد ۱۰۱۹ ه) يكى از اعلام قرن دهم و اوائل قرنى يازدهم هجرى است اويكى از اعاظم علماى نامى در عهد صفويه مى باشد كه در رشته هاى فقه، اصول، حديث، تفسير و كلام سر آمد بود[2]۔''

صاحب نزهة الخواطر:

''السيد الشريف نورالله بن شريف بن نورالله الحسينى المرعشى التسترى المشهور عندالشيعة بالشهيد الثالث ولد سنة ست و خمسين و تسعمائة بمدينة تستر و نشاء بها، ثم

۱ منتخب التواریخ ج:۳، ص:۴۷۶۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۳۸۔

سافر الی المشهد و قراء العلم علی اساتذة ذالک المقام ثم قدم الهند و تقرب الی ابی الفتح بن عبدالرزاق الگیلانی فشفع له عند اکبر شاه، ؤن گفولاه القضاء بمدینة لاهور فاستقل الی ایام جهانگیر[۱]

آپ قرآنیات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ متعدد حاشیے لکھے اور مختلف آیات قرآنی کی تفسیریں لکھیں۔

حاشیہ تفسیر بیضاوی:

انتہائی معلوماتی حاشیہ قلمبند کیا۔ اس کا مخطوطہ دو جلدوں میں کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ میں موجود ہے، دوسرا نسخہ کتب خانہ شہید مطہری تحت شمارہ ۲۰۹۵ میں محفوظ ہے۔

حاشیہ ثانی تفسیر بیضاوی:

مختصر عربی، اس کا نسخہ کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ مختلف آیات کی تفسیریں بھی لکھیں۔

انس الوحید فی تفسیر آیت العدل والتوحید: عربی قلمی۔ ''شهد الله انّه لا اله الا هو'' اس آیت کے ذیل میں علامہ تفتازانی کی جانب سے زمخشری پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات دئے ہیں[۲]۔ نیز فخر الدین رازی کے سوالات کے جواب بھی دیئے۔ صاحب ریاض العلماء لکھتے ہیں کہ اس کا نسخہ میرے پاس موجود ہے۔[۳]

۱ نزہۃ الخواطر ج:۵،ص:۴۳۸۔

۲ امل آمل ج:۳،ص:۳۲۸۔

۳ ریاض العلماء ج:۵،ص:۲۶۹۔

تفسیر انما المشرکون نجس۔ عربی خطی

سحاب المطیر فی تفسیر آیت التطہیر — عربی مطبوعہ

یہ تفسیر کتب خانہ ناصریہ میں محفوظ ہے۔

رفع القدر فی تفسیر آیۃ شرح الصدر — عربی، قلمی

یہ تفسیر ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال میں موجود ہے۔

بعض آثار علمی:

مجالس المومنین، مصائب النواصب، الصوارم المهرقه، شرح تهذیب الاحکام، حاشیه برشرح هدایة الحکمة، حاشیه برشرح ملا جامی، حاشیه بر شرح تجرید، حاشیه بر قواعد علامه، شرح بدیع المیزان، اللمعه فی صلوٰة الجمعه، عدة الابرار، نور العین، تحفة العقول، عشره کامله، گوهر شهوار، حاشیه برشرح مختصر الاصول، حاشیه بر مطوّل، رساله در اثبات مسح رجلین، حاشیه خطبه شرح مواقف، رساله فی غسل الجمعة، رساله انموذج، حاشیه بر تحریر اقلیدس، حقیقت العصمت، حاشیه برخلاصة الرجال، رساله فی رکنیة السجدتین، شرح دعا صباح، رساله در فضیلت عید شجاع وغیره.

شریف الدین شوشتری (م۱۰۲۰ھ)

آپ قاضی نوراللہ شوستری کے بڑے فرزند تھے۔ یکشنبہ ۱۹ربیع الاول ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء کو پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے علاوہ آقائی عبداللہ شوشتری، آقای سید تقی الدین شیرازی سے شیراز میں فقہ اور اصول کا درس لیا۔ شیخ بہاء الدین عاملی سے تفسیر و حدیث اور میرزا ابراہیم ہمدانی سے معقولات کی تعلیم حاصل کی اور اجازے لیے۔ بائیس سال کی عمر میں درجہ اجتھاد پر فائز ہوئے۔ قاضی نوراللہ شوشتری اپنے اس فرزند سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ ہندوستان آنے کے بعد والد کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ والد کی شہادت کے بعد گیارہ ماہ زندہ رہ کر جمعہ ۵ربیع الثانی ۱۰۲۰ھ/ ۱۶۱۱ء کو آگرہ میں وفات پائی اور والد کے پاس آسودہ لحد ہوئے۔

حاشیہ تفسیر بیضاوی:

یہ علمی اور تحقیقی حاشیہ ہے۔

دیگر تالیفات:

حاشیہ مبحث جواہر، حاشیہ قدیم، حاشیہ شرح مختصر عضدی، حاشیہ برشرح مطالع الانوار، رسالہ فی عویصات العلوم[1]۔

۱ تذکرہ مجید:۱۰۴، مطلع انوارص:۳۷۹۔

ابوالمعالی، سید (۱۰۴۶ھ)

آپ حضرت قاضی نوراللہ شوشتری شہید ثالث کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ کی ولادت پنجشنبہ ۳ر ذیعقدہ ۱۰۰۴ھ کو ہوئی آپ نے ہندوستان میں گرانقدر خدمات انجام دیں اور ترویج علوم اہلبیت میں دل وجان سے منہمک رہے۔

عقائد و کلام فلسفہ والہیات میں ملکہ حاصل تھا اور ادب سے خاص شغف تھا۔ فقہ واصول کا سلسلہ اکابر علماء عرب سے ملتا ہے۔ شعر گوئی میں اعلیٰ دستگاہ حاصل تھی صاحب دیوان اور علم عروض کے ماہر مانے جاتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۰۴۶ھ کو بنگال میں ہوئی[1]۔

صاحب نجوم السماء:

''ازامل الآمل نقل می کند که اوفاضل،عالم، حکیم، متکلم سار می باشد و گوید من برخی ازخطوط اورا که به سال ۱۰۲۶ھ نوشته شده است دیده ام۔اودار ای تالیفات وآثاری است[2]،

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''ابوالمعالی المرعشی شوشتری فرزند قاضی نوراللّٰہ شهید، درهند یکی ازاعلام تفسیری قرن یازدهم هجری می باشد[3]،

۱ تذکرہ مجیدص:۱۱۱، مطلع انوارص:۶۷۔

۲ نجوم السماءص:۹۲۔

۳ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۵۷۔

صاحب نزھۃ الخواطر:

''الشیخ الفاضل الکبیر ابو المعالی بن العلامۃ نور اللہ الحسینی المرعشی احد کبار العلماء لہ مصنفات عدیدۃ منھا انموذج العلوم، ورسالۃ فی العدل وتفسیر علی سورۃ الاخلاص و دیوان الشعر الفارسی، مات سنۃ ست و اربعین و الف بارض بنگالہ[1]''

تفسیر سورۂ اخلاص:

علمی اور تحقیقی تفسیر ہے جس میں توحید باری تعالیٰ کو عقلی ونقلی ادلہ کے ذریعہ اس طرح ثابت کیا جو دیگر کتب میں ناپید ہے

دیگر تالیفات

شرح الفیہ (فقہ)
رسالہ نفی رؤیت
انموذج العلوم
دیوان فارسی[2]

۱ نزہۃ الخواطر ج:۵، ص:۳۵۔

۱ طبقات اعلام الشیعہ ص:۵۷۰، تالیفات شیعہ ص:۲۰۶۔

عبدالحکیم ملا سیالکوٹی (م ۱۰۶۷ھ)

جناب ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، شمس الدین کے فرزند تھے۔ مولانا کمال الدین کشمیری سے کسب علم کیا۔ جامع معقول ومنقول تھے۔ جہانگیر بادشاہ کے عہد میں سیالکوٹ میں تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔

صاحب ریاض العلماء:

''عبدالحکیم سیالکوٹی اکابر اور مشاہیر فضلاء میں تھے۔ زندگی بھر سنی مشہور رہے لیکن مرنے کے بعد جب وہ وصیت نامہ کھولا گیا جو اپنے فرزند ابوالہادی کے نام تھا تو اس میں اپنے شیعہ عقیدہ کا اظہار کیا تھا اور ایک مقفل صندوق میں ایک رسالہ اثبات امامت امیرالمومنین علیہ السلام اور ابطال دلائل مخالفین ان کا تصنیف کیا ہوا ملا۔ نیز شیعہ مذہب کی دوسری کتابیں اسی صندوق میں ملیں[1]۔''

صاحب تذکرہ علماء ہند رحمان علی:

''جس وقت شاہ جہاں ولد جہانگیر تخت شاہی پر بیٹھا اور اس کی طرف سے علماء وفضلاء کی قدردانی کی شہرت اطراف عالم میں پہنچی تو ملا موصوف بھی سلطنت عالیہ کے آستانہ تک آ کر انعام و اکرام کے فخر کے ساتھ مشرف ہوئے اور شاہ جہاں نے ملا صاحب کی بہت قدر کی دو مرتبہ آپ کو چاندی سے تول کر کل روپیہ آپ کے حوالے کیا دونوں مرتبہ چھ ہزار چھ روپے ہوئے۔ اس کے علاوہ چند دیہات آپ کو معافی میں دیئے[2]۔''

۱ ریاض العلماء جلد:۳، ص:۱۷۔

۲ تذکرہ علماء ہند ص:۱۷۹۔

سید اطہر عباس رضوی:

''ملا عبدالحکیم سیالکوٹی اور ایک ایرانی امیر دربار کے درمیان ۹؍ذی الحجہ ۱۰۱۰ھ/۲۳؍نومبر ۱۶۵۰ء کو ایک مباحثہ دربار شاہجہانی میں ہوا شاہ جہاں نے علامی سعداللہ خاں وزیر کو حکم مقرر کیا تھا موضوع مباحثہ آیۃ ایاک نعبد وایاک نستعین کے ''و'' کا معنی تھا ایک طویل مباحثہ کے بعد سعداللہ خاں نے دونوں فریقوں کو یکساں قرار دیا[۱]۔''

سبحۃ المرجان میں آپ کی تاریخ وفات ۱۸؍ربیع الاول ۱۰۶۷ھ ق اور صاحب تذکرہ علماء ہند نے ۱۶؍ربیع الاول ۱۰۶۷ھ تحریر کی ہے۔

آپ نے تفسیر بیضاوی پر علمی و تحقیقی حاشیہ تحریر کیا تھا جس کا ایک حصہ شاہجہاں کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے بادشاہ نے بہت پسند کیا[۲]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''او حاشیہ بر تفسیر بیضاوی دارد کہ یك جلد ازآن را کہ در رابطہ باجزء اول قرآن مجید می باشد در شہر ہرات رؤیت نمودم کہ بہ سلطان شاہ جہان تقدیم نمودہ بود[۳]۔''

دیگر آثار علمی:

حاشیہ فوائد ضیائیہ

حاشیہ مقدمات تلویع

۱۔ A socio intellectual history vol. 2, P 224

۲۔ طبقات اعلام الشیعہ ج:۵، ص:۳۱۵۔

۳۔ طبقات مفسران شیعہ ص:۵۶۸۔

حاشیہ مطول

حاشیہ شرح مواقف

حاشیہ شرح شمسیہ قطبی

حاشیہ شرح مطالع

الدر الثمینہ فی اثبات الواجب تعالی

حاشیہ شرح حکمت العین

حاشیہ شرح ہدایت الحکمت

حاشیہ مراح الارواح[۱]

۱۔ تذکرہ علماء ہند ص:۱۷۹، خورشید خاور ص:۲۲۴۔

حسین بن شہاب الدین العاملی (م ۱۰۷۶ھ)

علامہ شیخ حسین بن شہاب الدین بن حسین بن محمد بن حسین بن حیدر عاملی کرکی ۱۰۱۴ھ کے قریب متولد ہوئے۔ ''کرک'' وطن تھا بزرگ اساتذہ سے کسبِ علم کر کے فقہ ،اصول، تفسیر، حدیث، فلسفہ، منطق، طب میں مہارت حاصل کی ادبیات میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ آقای سید علی مدنی نے سلافۃ العصر اور شیخ حر عاملی نے امل الآمل میں آپکی توصیف بیان کی ہے اور بطور نمونہ آپ کے اشعار بھی نقل کئے ہیں۔ مولانا اعجاز حسین مرحوم نے شذور العقیان میں شیخ حسین کے نام شیخ بہاء الدین عاملی کا اجازہ نقل کیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ حسین انکے شاگردوں میں تھے۔

آپ عربی النسل تھے۔ ایران کے شہر اصفہان میں ایک مدت تک قیام کیا پھر حیدر آباد دکن آگئے۔ دکن میں عبداللہ قطب شاہ کی حکومت تھی۔ عرب و عجم کے علماء عزت و احترام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ بادشاہ آپکا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا اور آپکے علم و فضل کا قدرداں تھا۔ شیخ حسین اپنی شگفتہ مزاجی، حاضر جوابی، خوش اخلاقی اور علمی وجاہت کی وجہ سے مقبول خاص و عام ہوئے آپ نے چونسٹھ سال کی عمر میں دوشنبہ ۱۹؍ صفر ۱۰۷۶ھ/۱۶۶۵ء کو رحلت کی اور حیدر آباد میں آسودۂ لحد ہوئے[1]۔

صاحب نجوم السماء:

''وی بغایت فصیح اللسان و حاضر جواب و متکلم و حکیم تیز فکر و کثیرالحفظ و عظیم الاستحضار بود سلافۃ العصر اسم و نسب او را باین عنوان آورده شیخ حسین بن خاندار شهاب

۱ ا۔ امل الآمل ج:۱ص:۷۰، تذکرہ بے بہا ص:۱۲۰، مطلع انوار:۱۸۹۔

الدین بن حسین بن محمد بن محمد حسین بن خاندار الشامی العاملی الکرکی۔[1]''

حاشیہ تفسیر بیضاوی: آپ نے مشہور تفسیر قرآن ''تفسیر بیضاوی'' پر انتہائی عالمانہ اور محققانہ حاشیہ لکھا جو دیگر حاشیوں میں ممتاز اور نمایاں ہے جس سے آپکے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

دیگر تالیفات:

شرح نہج البلاغہ

هداية الابرار (اصول دين)

الاسعاف

رساله رائقة فى طريقة العمل

عقود الورد فى حل ابيات المطول المختصر

حاشيه المطّول

مختصر الاغانى

ديوان الشعر (عربى)

كتاب كبير فى الطب

ارجوزة فى النحو

ارجوزة فى المنطق

۱ نجوم السماء ص:۹۳۔

علاء الدولہ شوشتری (م ۱۰۸۰ھ)

سید علاء الدولہ قاضی سید نور اللہ شوشتری کے پانچویں فرزند تھے۔ آپ کی ولادت ۴/ربیع الاول ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء بتائی جاتی ہے۔ والد علام اور بھائیوں سے کسب علم کیا اور ان کے علاوہ مولانا محمد خطاط سے بھی استفادہ کیا۔ اس سبب سے آپ اعلیٰ درجے کے خطاط بھی تھے۔ علوم دین میں فقہ واصول، تفسیر وحدیث، عقائد وکلام اور ادب نثر ونظم پر ماہرانہ قدرت رکھتے تھے۔ آقای سید علی طباطبائی نے اپنا معاصر تحریر کیا ہے۔ صاحب تصانیف وتالیفات تھے۔ آپ نے صواعق محرقہ ابن حجر مکی کی رد میں کتاب ''بوارق الخاطفہ والراعدہ العاصقہ'' لکھی۔ بنا برقول صاحب کشف الحجب آپ کے صاحبزادے میر محمد علی تھے جنھوں نے سلطان محمد قطب شاہ (متوفی ۱۰۳۵ھ) کے اشارے پر مصائب النواصب کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔

سید علاء الدولہ نے حاشیہ تفسیر بیضاوی لکھا جو انتہائی دقیق مطالب کا حامل ہے اس کے علاوہ حاشیہ شرح لمعہ، حاشیہ مدارک اور دیوان اشعار آپ کی علمی یادگار ہیں۔ آپ کی تاریخ وفات معلوم نہیں۔ صاحب مطلع انوار نے تخمینے کے طور پر ساٹھ، ستر کے درمیان عمر تحریر کی ہے جس سے ۱۰۸۰ھ کے لگ بھگ وفات ہوئی ہوگی[1]۔

[1] تذکرہ حمید ص:۱۱۱، مطلع انوار:۳۲۳۔

علی رضا تجلی (م ۱۰۸۵ھ)

ملا علی رضا شیرازی کا شمار جید علماء وفقہا میں ہوتا ہے۔ آپ آیت اللہ سید حسین خوانساری کے شاگرد اور ان سے اجازہ یافتہ تھے۔ عہد شباب میں ۱۱ جلوس شاہجہانی میں ہندوستان تشریف لائے۔ شاہ جہاں نے شاندار استقبال کیا۔ شاہ جہاں آپکے علم وفضل کا قدردان تھا۔ پہلے نظیری نیشاپوری نے گجرات میں رکھا پھر علی مردان خان نے اپنے فرزند ابراہیم خاں کا اتالیق مقرر کیا۔ تمام امراء اور ارکان حکومت بے حد احترام کرتے تھے۔

علی مردان خان کی توجہ سے دہلی، لاہور، کشمیر میں جید علماء جمع ہوئے جن میں ملا سعید اشرف مازندرانی اور ملا علی رضا تجلی کے نام بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ آپکی محفل ہر وقت علماء اور طلباء سے بھری رہتی تھی اور آپ شب وروز تدریس میں مصروف رہتے تھے۔

آپ کے نابینا والد خستہ حال معمولی لباس میں وارد مجلس درس ہوئے۔ مولانا دیکھتے ہی سروقد تعظیم کو اٹھے دست بوسی کی اور اپنی مسند پر بیٹھایا اور مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ فرمایا میرے والد بزرگوار، تمام مجمع دوڑا اور سب نے انکا احترام کیا۔ مولانا علی رضا گجرات، آگرہ، دہلی، لاہور سوہدرہ، کشمیر میں سیر وگردش کے بعد اپنے وطن لوٹ گئے۔ وہاں شاہ عباس صفوی نے پذیرائی کی والدۂ شاہ کے مدرسہ میں درس دیتے رہے۔ ۱۰۷۲ھ میں اردکان کے قریب جاگیر ملی لیکن شاہی پابندیوں سے دل برداشتہ ہو کر حج وزیارات کا سفر کیا واپسی میں شیراز آئے اور شیراز ہی میں ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء میں وفات پائی[1]۔

[1] مطلع انوار ص:۳۵۹، روضات الجنات ج:۲، ص:۳۱۹۔

تفسیر قرآن مجید:

یہ تفسیر علمی و تحقیقی ہے ۔ صاحب مخزن الغرائب تحریر کرتے ہیں۔تفسیر کلام مجید بعبارت فصیح وواضح نوشتہ درمیان ما متداول است[۱]۔

احمد علی خاں سندیلوی:

''یہ تفسیر انکے عہد (۱۲۸۱ھ) تک متداول رہی۔ان تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر ایک زمانے تک رائج رہی اور اہل علم نے اس سے بھرپور استفادہ کیا۔''

دیگر تالیفات:

رسالہ فی المنع من صلوٰۃ الجمعہ حال الغیبۃ

رسالہ سفینہ النجاۃ (بحث امامت)

رسالہ در رد محمد باقر

دیوان

[۱] مخزن الغرائب ج:۱،ص: ۴۲۰۔

بارہویں
صدی ہجری

نعمت خان عالؔی، مرزا محمد علی (م ۱۱۲۱ھ)

مرزا محمد علی نعمت خان عالؔی۔ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند تھے۔ ہندوستان میں متولد ہوئے۔ کمسنی میں والد ماجد کے ہمراہ شیراز چلے گئے تھے اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصے بعد ہندوستان واپس آئے تو ملا شفیعائی یزدی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ مولانا مرتضےٰ حسین فاضلؔ کے مطابق آپکی سن ولادت ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء ہے۔

آپ کی ذات علوم عقلیہ ونقلیہ کی جامع تھی۔ جس سے متاثر ہوکر بادشاہ اورنگ زیب نے اپنے خاص ملازمین میں شامل کرلیا۔ اورنگ زیب نے جب حیدر آباد فتح کیا تو نعمت خان نے یہ تاریخ کہی۔

از نصرت بادشاہ شاہ غازی گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ شد فتح بجنگ حیدر آباد

اورنگ زیب نے خوش ہوکر خلعت وانعام سے نوازا[1]۔

۱۱۰۴ھ میں ''نعمت خان'' کا خطاب ملا اور باورچی خانہ کا داروغہ مقرر ہوئے۔ آخر عہد میں اورنگ زیب نے ''مقرب خان'' کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اور ''جواہر خانہ نگین دولت'' کا داروغہ مقرر کیا۔ شاہ عالم کے زمانے میں ''دانشمند خان'' کا خطاب ملا۔

''بہادر شاہ نامہ'' لکھ رہے تھے کہ ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء میں رحلت کی اور دائرہ میر مومن حیدر آباد میں دفن ہوئے۔

میر غلام علی آزاد:

''حاوی فنون وافر بود و جامع علوم متکاثر۔۔۔۔ مرزا محمد در نظم ونثر قدرت

۱ ماثر عالمگیری واقعات ۱۰۹۷ء۔

عالی دارد۔ خصوص در وادی نثر طلسم حیرت می بندد[1]،

نعمت خاں کو نثر ونظم دونوں پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ انکی تفسیر قرآن علمی شاہکار ہے جسکا خطی نسخہ راجہ محمود آباد کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس تفسیر کا ذکر سید العلماء سید علی نقی نقوی نے مقدمہ قرآن میں بھی کیا ہے۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

" میرزا نور الدین محمد متخلص به " عالی" یکی از اعیان تفسیری هندستان در قرن دوازدهم هجری می باشد--------- تفسیری است که در سال ۱۱۱۲ه به آن آغاز و در سال ۱۱۱۵ه به انجام رسانده و به اورنگ زیب پیشکش و هدیه کرده است۔[2]"

تفسیر قرآن ج ۱:

''فارسی زبان میں علمی وتحقیقی تفسیر ہے اس جلد میں سورہ نحل تک کی تفسیر مندرج ہے۔ نسخہ کی جمادی الثانی ۱۲۳۶ھ میں بخط نسخ کتابت ہوئی۔ ۷۹۶ صفحات میں ہر صفحہ پر ۲۱ سطریں ہیں۔[3]''

دیگر آثار علمی:

دیوان عالی

وقائع نعمت خاں عالی

۱ مآثر الامراء غلام علی آزاد۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۶۵۱۔

۳ فہرست نسخہ ہای خطی کتابخانہ راجہ محمود آباد ص:۲۳۔

جنگ نامه

بهادر شاه نامه

رساله حسن و عشق

رقعات و مضحکات

منشورات عالی

مثنوی نعمت خان عالی[۱]

۱؎ بزم تیموریہ ج:۳،ص:۵۱۔

صفی الدین بن ولی قزوینی

آپ کا تعلق علمی خانوادہ سے تھا۔ ۱۰۲۹ھ میں کربلا معلّیٰ میں متولد ہوئے۔ زیور علم سے آراستہ ہو کر ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں قیام پذیر ہوئے۔ زیب النساء (متوفیٰ ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱ء) بنت اورنگ زیب شاہ آپ کی علمی جلالت سے بیحد متاثر تھیں انھوں نے آپ سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کرنے کی فرمائش کی۔ آپ نے اسے قبول کیا۔

اور دہلی میں ۱۰۷۷ھ میں اس مفصل تفسیر کے ترجمہ کا آغاز فارسی زبان میں کیا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۴۸/سال تھی۔ آٹھ سال کی مدت میں ۹/جلدیں لکھ کر تفسیر کلام پاک کا ترجمہ مکمل کیا۔ آپ نے زیادہ تر کام کشمیر میں انجام دیا جیسا کہ آخری جلد میں ۱۰۸۷ھ کی تصریح کی گئی ہے۔[۱]

صاحب نزهة الخواطر:

''**اما زیب التفاسیر فهو ترجمه التفسیر الکبیر للرازی بالفارسی نقله من العربیة الی الفارسیة الشیخ صفی الدین الاردبیلی ثم الکشمیری بارها ولذالک سماه باسمها.**''[۲]

۱؎ مجلۂ توحید، اردو جلد:۲، شمارہ:۱، سال:۱۴۰۵ھ، مقالہ مولانا مرتضیٰ حسین فاضل ص:۱۵۹۔

۲؎ نزہۃ الخواطر ج:۶،ص:۹۴۔

ابوالحسن تاناشاہ (م ۱۱۱۱ھ)

ابوالحسن تاناشاہ کا شمار بارہویں صدی کے اہم محشین قرآن میں ہوتا ہے علم وفضل کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔طبیعت میں سادگی پائی جاتی تھی۔حیدرآباد دکن میں چغتائی خانوادے سے تعلق تھا۔آپ کی ذہانت وفطانت اور ہوشمندی سے متاثر ہوکر عبداللہ قطب شاہ نے اپنی لڑکی کی شادی کردی۔

قطب شاہ کی وفات کے بعد ۱۰۲۳ھ میں ابوالحسن تاناشاہ تخت نشین ہوئے اور زمام حکومت سنبھالی۔آپ نے حسن تدبر اور اعلیٰ سیاست کے ذریعہ ملک میں ایک اچھا نظام قائم کیا جس سے رعایا کا اعتماد حاصل ہوا۔

آپ کو علماء اور صالحین کی صحبت کا بڑا شوق تھا۔ہر وقت ارباب علم سے بحث ومباحثہ میں مصروف رہتے تھے۔علمی مسائل زیر بحث رہتے تھے۔آپ کے دور میں علم وادب کو ارتقاء ملا۔علماء سے کتابیں لکھوائیں اور ان کی اشاعت کا معقول انتظام کیا۔مطالعہ کے لیے کتبخانوں کا قیام عمل میں آیا جس سے عوام میں بھی کتب بینی کا رجحان پیدا ہوا۔آپ کے دور حکومت کو فروغ علوم کے سلسلے میں زرین دور کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف دشمنوں کے حملوں کا بھی مقابلہ کرتے رہے اورنگ زیب نے زبردست حملہ کیا جس کا جواب تاناشاہ کی فوجوں نے دیا مگر ایک طویل جنگ کے بعد تاناشاہ کو گرفتار کرلیا گیا۔اس طرح قطب شاہی دور کا خاتمہ ہوگیا۔آپ کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا ایسے پرآشوب حالات میں بھی تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔آپ کا علمی کارنامہ تفسیر کشاف پر عربی زبان میں یادگار حاشیہ ہے جو حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے کتابخانہ میں محفوظ ہے۔اس کے علاوہ دیوان اشعار فارسی واردو ہے۔بروز جمعرات ۱۲؍ربیع الاول

۱۱۱۱ھ کو قلعہ دولت آباد میں بحالت اسیری رحلت فرمائی۔[1]

صاحب نزهة الخواطر:

”کان تانا شاه من کبار العلماء رایت حواشیه علی الکشاف للزمخشری فی خزانة حی فی الله ربی العلامة حبیب الرحمن الشروانی بقلعة ”حبیب گنج“ من اعمال علیگره و کان چغتائیا فی النسب ولد و نشاء بحیدرآباد و قراء العلم ثم لاز م الفقراء والدرویش مدة طویلة ثم طلبه عبدالله قطب شاه و زوجه بابنة و اتفق علیه الناس بعد موت صهره لما جمع الله فیه من حسن الخلق و طلاقة الوجه واتفحص عن اخبار الناس و حسن المعاشره بهم فی جمیع الامور.“[2]

---

۱ مطلع انوار ص:۴۷۔

۲ نزہۃ الخواطر ج:۶،ص:۸۔

محمد سعید اشرف، ملا، مازندرانی (م ۱۱۱۶ھ)

آپ ملا صالح مازندرانی (متوفی ۱۰۸۱ھ) کے فرزند اور علامہ محمد تقی مجلسی کے نواسے تھے۔ اصفہان مین ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء کو متولد ہوئے اور وہیں نشو ونما ہوئی۔ تعلیمی مراحل میرزا قاضی، آقا حسین خوانساری کے زیر سایہ طے کئے۔ شعر وسخن کا بھی شوق تھا۔ میرزا صائب کی شاگردی اختیار کی اور شاعر خوش کلام بنے۔

ابتدائے عہد عالمگیری میں ہندوستان آئے اور شاہی ملازمت اختیار کی۔ عالمگیر نے زھد وتقویٰ دیکھکر اپنی بیٹی زیب النساء کا اتالیق مقرر کیا۔ گیارہ سال تک ہندوستان میں رہنے کے بعد عازم وطن ہوئے۔ زیب النساء کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جسمیں رخصت کی درخواست بھی تھی۔ درخواست منظور ہوئی۔

۱۰۸۳ھ میں اصفہان گئے کچھ عرصے قیام کے بعد پھر ہندوستان واپس آئے تو پٹنہ شاہزادہ عظیم الشان خلف شاہ عالم بہادر کے پاس پہونچے۔ شاہزادہ موصوف اس زمانے میں وہاں کے حاکم تھے۔ شاہزادہ نے اعزاز واکرام سے نوازا اور دربار میں جگہ معین کی۔

آخری عمر میں آپنے حج کا ارادہ کیا مونگیر تک پہونچے تھے کہ ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۴ء میں رحلت فرمائی اور وہیں دفن ہوئے۔ نواب صاحب نے تاریخ وفات کہی۔

زدھر رفت چو ملائے من بن صالح — بباغ خلد بنوشید آب پاک از نہر
پئے نوادہ ملائے مجلسی گفتم — ارم نشین محمد سعید ہادی دھر
۱۱۱۶ھ

تفسیر قرآن کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الشيخ الفاضل محمد سعيد بن محمد صالح الشيعي المازندراني كان ابن بنت العلامة محمد تقي مجلسي، قدم الهند في عهد عالمگير فجعله معلماً لبنته زيب النساء بيگم فاستقام على تلك الخدمة زمانا طويلا، ثم اشتاق الى بلاده فانشاء قصيدة في مدح زيب النساء المذكورة[1]''

ترجمہ تفسیر طبری:

آپنے تفسیر طبری کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔

دیگر تالیفات

دیوان اول
دیوان دوم
سفر نامہ حج باتصویر[2]

---

۱ نزہۃ الخواطر ج:۶، ص:۳۱۲۔

۲ مطلع انوار ص:۵۴۴، تذکرۂ بے بہا ص:۱۶۸۔

میرزا ارجمند (م ۱۱۳۴ھ)

آپ کا تعلق کشمیر کی سرسبز وادیوں سے تھا۔ آپ کے والد عبدالغنی کشمیری اپنے عہد کے جلیل القدر شاعر وادیب تھے۔

میرزا ارجمند، عالم، فاضل، ادیب اور مفسر قرآن تھے۔

تفسیر سورہ یوسف:

آپ نے بادشاہ عالم شاہ غازی (عہد ۱۱۱۸ھ-۱۱۲۴ھ) کے عہد میں یہ تفسیر لکھی، علمی نکات پر مشتمل ہے[۱]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

"میرزا ارجمند پسر عبدالغنی کشمیری شاعر، یکی از مفسران شیعی در قرن دوازدهم می باشد......وی تفسیر سورۂ یوسف را به روزگار پادشاه عالم شاه غازی نگاشته است. این تفسیر در خانقاه احمدی نگهداری می شود.[۲]"

یہ تفسیر خانقاہ احمدی میں محفوظ ہے۔ اس تفسیر کا ذکر فہرست کے صفحہ ۵۳۰ پر شمارہ ۲ کے تحت کیا گیا ہے۔

۱۔ ادبیات فارسی ص:۲۰۴۔

۲۔ طبقات مفسران شیعہ:۶۶۴۔

مفسر (نامعلوم)

تفسیر قرآن:

غیر مطبوعہ

امامیہ عقائد کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔

یہ نسخہ ادارۂ ادبیاب اردو حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔

۱۲۰۰ھ سے ماقبل کی تفسیر ہے[۱]۔

۱۔ قرآن نمبر:۲، سیارہ ڈائجسٹ ص:۹۳۳، کراچی۔

محمد کاظم (۱۱۴۹ھ)

مولانا محمد کاظم، عالم، فاضل تھے جناب عبدالحکیم آپ کے والد تھے۔آپ نے فارسی زبان میں تفسیر لکھی جس کا نام ''نخبۃ التفاسیر'' ہے۔

اس تفسیر کے سلسلے میں

مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل :

''اس کا ایک نفیس اور نہایت ہی عمدہ نسخہ مصنف کی مہر کے ساتھ کتب خانہ دانش انارکلی لاہور میں موجود ہے۔ یہ تفسیر ہندوستان میں تحریر کردہ ہے تاہم مصنف کی شرح زندگی کے بارے میں کوئی آگاہی نہیں ہے[1]''

[1] راہ اسلام شمارہ:٦، اقرآنی علوم ومعارف جون ۲۰۱۰ء۔

محمد علی، حزیں لاھیجی (م ۱۱۸۰ھ)

شیخ محمد علی حزیں بارہویں صدی کے اہم مفسرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ شیخ ابوطالب کے فرزند تھے، ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۰۳ھ/ ۱۹ جنوری ۱۶۹۲ء اصفہان میں متولد ہوئے، ملا شاہ محمد شیرازی نے تقریب بسم اللہ کرائی۔ بچپن سے علم وادب کا شوق تھا علماء اصفہان سے کسب علم کیا والد ماجد سے شرح نظام، تہذیب، شرح ایساغوجی، شرح مطالع الانوار، شرح ہدایت الحکمۃ کا درس لیا۔ اس کے علاوہ شرائع الاسلام، معالم الدین، تفسیر صافی کی تعلیم حاصل کی۔ عارف کامل شیخ خلیل اللہ سے روحانی تربیت حاصل کی۔

آیت اللہ آقای ہادی بن ملا صالح مازندرانی سے تہذیب الاحکام کا درس خارج لیا اور درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔

۱۱۳۴ھ میں محمود نے اصفہان پر حملہ کیا حزیں تین ماہ تک خانہ نشین رہے خوانسار سے خرم آباد آئے۔ بیماری اور پریشان حالی کے باوجود طلباء کے اصرار پر تفسیر بیضاوی اصول کافی، اور شرح اشارات کا درس دینا شروع کیا اور دو سال تک پڑھاتے رہے۔ اتنے میں ترکوں نے حملہ کر دیا، ایران ایک اور زلزلہ سے دوچار ہوگیا۔

ان ہنگاموں میں صفویوں کی حکومت ختم ہوگئی۔ امراء، علماء، حکماء، سب مارے گئے۔ خرم آباد دشمن کی زد میں آ گیا۔ حزیں نے ہمدان کا رخ کیا راستہ میں رومیوں نے گرفتار کر لیا۔ ممکن چوٹیں کھا کے بچ نکلے ہمدان پہنچے تو شہر لاشوں سے پٹا پڑا تھا۔ اس طرح مختلف شہروں میں سرگرداں رہے کہیں سکون نہ ملا غرض کہ یکم شوال ۱۰۶۴ھ/ ۲۴ فروری ۱۷۳۴ء ٹھٹھہ پہنچ گئے دو ماہ قیام کے بعد ملتان گئے۔ ملتان میں سیلاب اور اس کے بعد وبا پھیلی تو آپ بھی زد میں آ گئے۔ غموں سے نڈھال یہاں کے حالات اور وطن کی یاد میں پریشان، نہ

کوئی نوکری، نہ کوئی ساتھی مجبوراً لاہور کا راستہ اختیار کیا تین ماہ میں روبصحت ہوئے تو دہلی کا سفر شروع کیا۔ دہلی میں ایک سال رہ کر ہمت جواں ہوئی اور مشہد کے لیے کمر بستہ ہو کر لاہور آئے تو نادرشاہ کے حملے اور راستوں کے خطرے معلوم ہوئے مجبوراً لاہور سے سرہند آئے اور وہاں سے دہلی واپس چلے گئے۔

ہندوستان میں مخالفین سے مقابلہ رہا کئی شہروں میں قیام کے بعد بنارس پہنچے اس وقت شجاع الدولہ اور راجہ بنارس سے معاہدہ ہو رہا تھا وہاں ایرانی و ترک امراء کی چشمک بھی نہیں تھی لہٰذا بنارس میں قیام کو بہتر سمجھا۔ بنارس میں شہر سے باہر ایک شاندار مکان باغ اور فاطمان نام کا حسینیہ بنوایا وہاں خوشحالی کی زندگی گذارنے لگے۔ نواب شجاع الدولہ ان سے ملنے بنارس گئے گویا حزیں بنارس میں مرکز عقیدت بن گئے اور بنارس علم و معرفت، شیعہ عقائد واعمال سے منور ہو گیا۔ حزیں نے بنارس میں درس تو جاری نہیں کیا مگر ان کی علمیت اور ذوق شاعری اور پرہیزگاری، عبادت و ریاضت کے سبب عقیدت مندوں کی بھیڑ رہتی تھی[1]۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الشيخ الفاضل محمد علی بن ابی طالب بن عبدالله بن عطاء الله الشيعی الاصفهانی المتلقب فی الشعر بالحزين كان من الشعراء المفلقين ولد لثلاث بقين من ربيع الآخر سنة ثلاث و مائة والف باصفهان و قراء العلم علی والده و علی كمال الدين حسن الفسائی و عناية الله الگيلانی والسيد حسن الطالقانی و محمد طاهر بن ابی الحسن القائنی[2]''

۱۔ مطلع انوار ص:۱۶۴۔

۲۔ نزہۃ الخواطر ج:۶، ص:۳۳۳۔

وفات:

۱۱ر جمادی الاول ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء کو رحلت کی اور فاطمان بنارس میں محو آرام ہوئے۔ حزیں کو قرآنیات میں گہری مہارت حاصل تھی انھوں نے تفسیر قرآن اور علوم قرآن سے متعلق کئی کتابیں تحریر کیں۔

تفسیر شجرۃ الطّور فی شرح آیت النور: سورہ نور کی ۳۵ آیت ''الله نور السموات والارض... والله بكل شی عليم' کی عربی تفسیر ہے جو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی لکھتے ہیں: ہندوستان میں اس کے دو قلمی نسخے موجود ہیں۔ ایک رامپور رضا لائبریری میں دوسرا انڈیا آفس میں۔

رضا لائبریری والے نسخے کا آغاز:

''نحمدک يا نور النور و نور مافوق نور و نصلی علی نبيک المحبور محمد و آله فی البطون والظهور''

انڈیا آفس والے نسخے کا آغاز:

''قال الله سبحانه و تعالی الله نور السموت والارض.... والله بكل شی عليم الله نورالسموت والارض ای الله ظاهر فی السموات والارض وما فيها و ما بينها بذاته ووجوده''

خاتمہ:

''محمد المشتهر بعلی بن ابی طالب بن عبدالله بن علی

الزاهدی الجیلانی فی عام الاربعین بعد المآة والالف من الهجرة المبارکة حین اقامتی بمشهد طوس مولای رضا علیه التحیة الثناء حامدالله وحده[۱]

تفسیر سورة الاخلاص: . علمی وتحقیقی تفسیر ہے۔[۲]

تفسیر سوره حشر: . (فارسی)[۳]

تفسیر سوره دهر: . (فارسی)[۴]

ان کے علاوہ علوم قرآن سے متعلق بھی تالیفات ہیں۔

خواص السورو الآیات:

یہ کتاب نجف اشرف میں قیام کے دوران تحریر کی۔

الناسخ والمنسوخ فی القرآن[۵]**: .**

فضائل القرآن: . (عربی)[۶]

تجوید القرآن: . (عربی)

آپ کی تالیفات کی طویل فہرست ہے جسے ہم نے اپنی کتاب ''تالیفات شیعہ'' میں مفصلاً ذکر کر دیا ہے۔

---

۱ ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص:۱۰۸۔

۲ الذریعہ ج:۴، شمارہ معرفی:۱۴۴۰۔

۳ الذریعہ ج:۴، شمارہ معرفی:۱۴۵۸۔

۴ الذریعہ ج:۴، شمارہ معرفی: ۱۵۰۶۔

۵ الذریعہ ج:۲۴، شمارہ معرفی: ۶۱۔

۶ الذریعہ ج:۱۶، شمارہ معرفی:۱۰۷۵۔

تیرہویں صدی ھجری

ذاکر علی جونپوری (م ۱۲۱۱ھ)

مولانا ذاکر علی کا شمار تیرہویں صدی کے نامور مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔آپ کا تعلق مفتی ابوالبقاء کے خانوادے سے تھا۔ جونپور میں آپ کی ولادت ہوئی۔ابتدائی تعلیم خاندان کے علماء سے حاصل کی اوراعلیٰ تعلیم مولانا عبدالعلی خاں، ملاسید محمد عسکری مرحوم جیسے جیداساتذہ سے حاصل کر کے علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت حاصل کی۔ایک مدت تک لکھنؤ میں قیام کیا۔آخر عمر میں جونپور چلے گئے ۲۳؍محرم سہ شنبہ ۱۲۱۱ھ کو رحلت کی اور مفتی محلّہ کے قبرستان میں دفن ہوئے[1]۔

آپ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی علمی وتحقیقی تفسیر تحریر فرمائی جس کا نام ''ذریعۃ المغفرت'' ہے۔اس کے علاوہ شرائع الاسلام کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔

صاحب تکملہ نجوم السماء:

''او از علماء نامور آن جونپور سلسلہ نسبش به مفتی ابوالبقاء می پیوندند در اکتساب علوم آغاز از ملا محمد عسکری نموده و از مولوی عبدالعلی خان بپایان رسانیده در جمیع علوم متعارفه عالم مستحضر و از دانایان روزگار بود بالخصوص در علم نحو و صرف زیاده تر دستگاه داشت۔ چندیں سال باستادی رفیع الدرجات ویلی صاحب رزیڈنٹ لکھنو مامور بود[2]۔''

۱ مطلع انوار:۲۹۹۔

۲ تکملہ نجوم السماء ج:۱،ص:۲۶۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الشيخ الفاضل ذاكر على الحسينى الشيعى الجونفورى، كان من نسل المفتى ابى البقاء بن محمد درويش الحسينى الواسطى، ولد ونشاء بجونفور، وقراء بعض الكتب الدرسية على السيد محمد عسكرى الجونفورى و اكثر ها على عبدالعلى بن على عظيم، ثم جعل معلمالمستر ويلى سفرى الانكليز ببلدة لكهنو، فخدمه مدة طويلة ثم اعتزل عنه و رجع الى بلدةوله ترجمة شرائع الاسلام بالفارسية وله ذريعة المغفرة كتاب له فى تفسير بعض آيات القرآن وهو ايضاً بالفارسية[1]''

قطعه تاریخ

میر ذاکر علی پاک سرشت — زین جہان سوی خلد کرد خرام

قدسیاں سال رحلتش گفتند — بہ ارم رفت عالم اعلام

۱۲۱۱ھ

۱ نزہۃ الخواطر ج:۷،ص:۱۷۳۔

غلام مرتضیٰ فیض آبادی (حیات در۱۲۱۲ھ)

مولانا سید غلام مرتضیٰ فیض آبادی کا شمار عہد نواب آصف الدولہ کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے۔ مولانا کو ادب پر عبور حاصل تھا۔ آپ نے نواب آصف الدولہ کی فرمائش پر قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کیا۔

نواب آصف الدولہ کا عہد حکومت ۱۷۷۵ء تا ۱۷۹۷ء کی مدت پر محیط ہے اور یہ زمانہ تمدنی، تہذیبی اور معاشرتی ارتقاء کے لحاظ سے اودھ کا سنہری دور کہے جانے کا مستحق ہے۔ اس زمانہ میں فنون لطیفہ کے تمام دبستانوں نے اودھ میں ترقی کی۔ میر حسین عطا خاں تحسین نے ۱۷۸۱ء ''نوطرز مرصع''، مکمل کی شاہ کمال نے اردو کا ضخیم ترین تذکرہ بھی اسی عہد میں ترتیب دیا۔

میر حسن نے اردو کی شہرۂ آفاق مثنوی ''سحر البیان'' بھی اسی عہد میں لکھی اور اسی زمانہ میں مولانا سید غلام مرتضیٰ فیض آبادی نے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کیا[1]۔

۱ حاشیہ برقیصر التواریخ جلد:۱،ص:۱۵۳۔

احمد آقا بہبہانی (حیات در۱۲۲۳ھ)

آقا احمد بن محمد علی بن آقا باقر ۱۱۹۱ھ/۱۷۷۷ء میں متولد ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا۔ مقدمات کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ پندرہ سال کی عمر میں تصنیف وتالیف کا کام شروع کیا۔ سب سے پہلے فوائد حمیدیہ کا حاشیہ لکھا۔ ۱۲۱۰ھ میں عراق گئے اور آقا ملا محمد اسماعیل یزدی اور شیخ مہدی سے معالم الاصول کا درس لیا۔ اوران کے دروس کو ضبط تحریر میں لائے۔ آپ جامع معقول ومنقول تھے۔

فقہ و اصول کے علاوہ تفسیر کا بھی گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ آپ نے ۱۲۲۳ھ میں حیدرآباد دکن اور عہد نواب سعادت علی خاں میں لکھنؤ، فیض آباد وفرخ آباد کا سفر کیا۔ نواب بہو بیگم صاحبہ کی سرکار میں معزز تھے۔ قیام لکھنؤ وفیض آباد کے دوران نمایاں طور پر تبلیغی امور انجام دیئے۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی تفسیر لکھی۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الشيخ الفاضل احمد بن محمد بن باقر الشيعي البهبهاني الا صفهاني احد الرجال المشهورين، ولد بكرمانشاه في محرم سنة احدى و تسعين و مائة والف و قراء النحو والعربية والمنطق و الحكمة على جماعة من الاعلام، ثم تفقه على والده ولازمه الى سنة عشر و مائتين والف ثم سارا الى النجف و قراء ''معالم الاصول'' على الشيخ اسماعيل اليزدى قراء ة بحث و اتقان و قراء ''الاستبصار'' على جعفر النجفي[1]''

۱ نزہۃ الخواطر ج:۷،ص:۳۲۔

نورالانوار تفسیر بسم اللہ: یہ تفسیر علمی و تحقیقی تفسیر ہے جس میں ہر ہر لفظ کی تشریح محققانہ انداز میں کی گئی ہے۔

دیگر آثار علمی:

درر الغرر فی الاصول الاحکام الهیه،
شرح مختصر النافع،
رساله قوت لایموت،
جواب مسایل مرشدآباد،
ربیع الازهار، تحفة المحبین،
تحفة الاخوان،
تنبیه الغافلین،
کشف الرین[۱]

۱ مطلع انوار ص:۶۷، نجوم السماء:۳۸۲۔

نجف علی خاں، دہلوی (متولد ۱۲۴۰ھ)

مولانا سید نجف علی خاں ۱۲۴۰ھ کو دہلی میں متولد ہوئے۔ آپ کا تعلق علمی خانوادہ سے تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولانا سید غضنفر علی خاں بھی جید عالم تھے۔

مولانا نجف علی نیک سیرت نیک کردار اور اعلیٰ اخلاق پر فائز تھے۔ زہد و تقویٰ میں بے مثال آپ کو تصنیف و تالیف کا شوق جوانی سے تھا۔ سو سے زائد کتابوں کے مؤلف ہیں۔ آپ کی بیشتر کتابیں عربی و فارسی میں ہیں اور اہم موضوعات پر مشتمل ہیں۔

تفسیر غریب القرآن: صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان نے آپ کی تالیفات میں ''تفسیر غریب القرآن'' کا ذکر کیا ہے جو فارسی زبان میں تحقیقی اور تاریخی تفسیر ہے۔

دیگر تالیفات:

سحر الکلام شرح مقامات حریری بے نقطه (عربی)
فتوحات چغمینی (فارسی)
ترجمه صواعق محرقه ابن حجر مکی (فارسی)
مجموعه لغات بے نقطه (عربی)
شرح حماسه(فارسی)
شرح قصیده برده (فارسی)
شرح سبعه معلقات (فارسی)
درة التاب شرح منیهات بن حجر عسقلانی (منظوم فارسی)[۱]

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان فارسی ص: ۴۸۔

ابراہیم، سید (طبع ۱۲۴۰ھ)

تیرہویں صدی کے ممتاز مترجم قرآن مولانا ابراہیم، مرزا ابوعلی خان اصفہانی کے فرزند تھے۔ جامع معقول ومنقول تھے۔

آپ نے نواب حامد علی خانصاحب والیٔ رامپور کی فرمائش پر قرآن مجید کا ترجمہ کیا جو پہلی بار ۱۲۴۰ھ میں مطبع مولوی محمد باقر، دہلی سے شائع ہوا[1]۔

[1] قرآن مجید کے اردو تراجم جمیل نقوی ص: ۴۹، مطبوعہ کراچی۔

وزیر علی (تالیف ۱۲۵۰ھ)

آپ نے ''تفسیر القرآن'' اردو زبان میں لکھی اس تفسیر میں لغات قرآن بھی حل کی گئی ہیں۔ اس کا خطی نسخہ کتاب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ ۳۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر ورق پر ۱۳ سطریں ہیں۔ خط نستعلیق ہے۔ ۱۲۵۰ھ میں تالیف ہوئی۔ ۱۲۷۳ھ میں اس کی کتابت ہوئی[1]۔

[1] فہرست کتب خانہ آصفیہ، اردو مخطوطات ج: ۱۔

یاد علی نصیرآبادی (م۱۲۵۳ھ)

تیرہویں صدی کے نامور مفسر قرآن مولانا یاد علی نصیرآبادی کا تعلق آیۃ اللہ سید دلدار علی غفرانمآب کے علمی و ادبی خانوادے سے تھا۔ آپ کی ولادت نصیرآباد جیسی مردم خیز سرزمین پر ہوئی۔ مختلف اساتذہ سے کسب فیض کیا مگر حضرت آیۃ اللہ غفرانمآب سے خصوصی تلمذ رہا۔ آپ نے غفرانمآب علیہ الرحمہ سے فقہ واصول کا درس لیا اور اعلیٰ استعداد حاصل کی۔ قواعد علامہ حلی پڑھنے کے بعد آپ کو اجازہ عطا کیا۔ غفرانمآب کو اپنے اس شاگرد پر بڑا ناز تھا۔

لکھنؤ میں رومی گیٹ کے پاس آپ کا مکان تھا اور وہیں طلباء کو منقولات ومعقولات کا درس دیتے تھے۔ بڑی تعداد میں طلباء نے آپ سے استفادہ کیا اور وہ علوم جو آپ نے حضرت غفرانمآب سے حاصل کئے تھے طلباء تک منتقل کئے۔ اخلاق و کردار کے لحاظ سے کامل انسان تھے اور اپنے استاد مکرم کی بولتی تصویر تھے[1]۔

کتاب حصن متین میں ذکر تلامذۂ غفرانمآب میں آپ کے بارے میں تحریر ہے

''و منهم السيد ياد على كان من اقرباء السيد العلامة طاب ثراه عالماً كاملاً فقيهاً جيدًا محققاً مدققاً[2]''

آپ کا علمی کارنامہ تفسیر قرآن مجید موسوم بہ منہج السداد (فارسی) دوجلدوں میں ہے۔

اس تفسیر کے بارے میں سید مہدی عظیم آبادی تذکرۃ العلماء المحققین میں رقمطراز ہیں:

''تفسیر مبسوط بزبان فارسی از تصانیف او بنظر حقیر الکثیر

۱ تکملہ نجوم السماء ج:۱ص:۳۸، مطلع انوار ص:۷۰۸۔

۲ حصن متین در ذکر تلامذہ غفرانمآب۔

التقصیر رسید چند سال است کہ وفات یافت.[1]''

یہ تفسیر علمی نکات کی حامل ہے۔ آیات قرآنی کو عالمانہ انداز سے حل کیا ہے۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''مؤلف تفسیر منهج السداد، مرحوم سید یاد علی نصیرآبادی یکی از اعیان تفسیری قرن سیزد هم هجری می باشد۔ تفسیر او در کتاب کشف الحجب و الاستار عن الکتب، معرفی شده است۔[2]''

۱ تذکرۃ العلماء المحققین ص:۲۶۶۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۳۶۷۔

صفدر علی رضوی، دہلوی (م ۱۲۵۳ھ)

تیرہویں صدی کے ممتاز مفسر قرآن مولانا صفدر علی کا تعلق فیض آباد کے معزز خاندان سے تھا۔ آپکے والد حیدر علی رضوی دیندار اور مذھبی بزرگ تھے۔ مولانا صفدر علی صاحب محمد علی شاہ اودھ کے زمانے میں اہل علم وفضل میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ نیک کردار اعلی اخلاق اور پاک سیرت کے حامل تھے۔

تفسیر احسن الحدائق:

سورہ یوسف کی تفسیر ہے جو فارسی زبان میں ہے۔ یہ نسخہ جناب علی اکبر صاحب مالک پاک کارپٹ کراچی کے پاس محفوظ تھا۔ یہ تفسیر محمد علی شاہ اودھ کی تخت نشینی کے سال شنبہ ۴ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ کو فیض آباد میں لکھی تھی۔ جناب سید علی اکبر رضوی کا مملوکہ نسخہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۹۱ھ کا مخطوطہ ہے[1]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

"سید صفدر علی بن سید حیدر علی رضوی دهلوی، یکی از اعیان تفسیری هندوستان در قرن سیزدهم هجری می باشد۔ مؤلف محترم آن یکی از مجتهدین متمکن هندوستان بوده است۔ و در فیض آباد می زیسته است۔ در سال ۱۲۵۳ه درگذشته است تفسیر او به نام "احسن الحدائق" پیرامون سوره یوسف می باشد[2]"

۱ مطلع انوار ص: ۷۶۵، کتاب نامہ بزرگ قرآن ج:۱ ص:۱۶۳، ادبیات فارسی ج:۱ ص:۲۲۴۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص: ۷۳۱۔

اس کا نسخہ بانکے پور میں محفوظ ہے۔ آپ کی وفات ۱۲۵۳ھ میں ہوئی۔

صاحب نزهة الخواطر:

"الشيخ الفاضل صفدر علي بن حيدر علي الحسيني الدهلوي ثم الفيض آبادی كان من العلماء المشهورين في الشيعة له "احسن الحدائق" في اربعين كراسة في تفسير "سورة يوسف" صنفه سنة ثلاث و خمسين و مائتين و الف[1]"

۱ نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۲۲۸۔

علی، سید، بن غفرانمآب (م ۱۲۵۹ھ)

تیرہویں صدی کے مایہ ناز مفسر قرآن حضرت مولانا سید علی، آیۃ اللہ سید دلدار علی غفرانمآب کے فرزند تھے۔ ۱۸؍شوال المکرّم ۱۲۰۰ھ کو لکھنؤ میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم خانوادے کے جید علماء سے حاصل کی نہائی دروس کے لیے عازم عراق ہوئے۔ ۱۲۴۵ھ میں کربلائے معلیٰ پہنچے۔ علماء اعلام نے بڑی تعظیم وتکریم کی آیۃ اللہ سید کاظم رشتی نے گرانقدر اجازہ سے نوازا۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد تبلیغ دین اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے۔ ۱۲۵۶ھ میں دوبارہ عازم سفر ہوئے خراسان ہوتے ہوئے عراق پہنچے اور کربلا میں ۱۸؍رمضان ۱۲۵۹ھ میں رحلت فرمائی اور روضہ امام حسین علیہ السلام میں آقای سید علی طباطبائی کے پہلو میں آسودۂ لحد ہوئے[1]۔

مولانا سید اعجاز حسین کنتوری صاحب نے آپ کے بارے میں تحریر فرمایا:

''الامام الهمام السيد السند مولانا السيد على بن آيت الله فى العالمين مولانا السيد دلدار على النصير آبادى كان عالماً فاضلاً خبيراً بالمعانى والبيان و اقضا على الفروع و تفسير القرآن قارياً صالحاً متديناً[2]''

صاحب ورثة الانبياء:

''در فضل و تقدس يكتاى زمان بود. و هميشه مصروف مواعظ و هدايت خلائق و اقامت جماعت بوده وعظ آنجناب كه در غايت خوش بيانى بود تاثيرى عظيم در قلوب

۱ مطلع انوار ص:۳۲۶۔

۲ شذور العقیان۔

مردم داشت جمال باكمال از ناصيه منوره اش تابان بود و لمعه تقوىٰ و مروت از جبين مقدسش درخشان در محاسن اخلاق و محامد صفات و اعانت محتاجان و اكرام مومنان و در اكثر فضايل شهرۀ آفاق بوده بشرى ملكى صورت و عالمى قدسى سيرت بوده در جود و سخاوت و صلاح و مروت مرتبه عالى داشت[1]''

صاحب نزهة الخواطر:

''الشيخ الفاضل على بن دلدار على بن محمد معين الشيعى النقوى اللكهنوى احدالعلماء الشيعة ولد لثمان عشره خلون من شوال سنة مائتين والف بمدينة لكهنو و قراء العلم على والد. و تفقه عليه، فدرس و افاد زماناً بلكهنو ثم سافرالى العراق سنة خمس و اربعين فدخل كربلا ادرك بها علماء العراق فاجازه السيد كاظم الرشتى و رجع الى الهند سنة ست و اربعين و مكث ببلدة لكهنو مدة، ثم سافرالى العراق سنة ست و خمسين و زار مشهد الرضا بخراسان ثم رحل الى كربلا و مات بها.

ومن مصنفاته ترجمة القرآن بالهندية فى مجلدين وقد طبع فى عهد امجد على شاه[2]''

۱ ورثۃ الانبیاء ص:۳۹۔

۲ نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۳۳۰۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''التوضیح المجید فی تنقیح کلام اللہ الحمید'' این تفسیر شریف در سال ۱۲۵۳ھ جهت سلطان امجد علی شاہ بہ زبان اردو تالیف، و در ہندوستان در دو مجلد بہ چاپ رسیدہ است۔[1]''

آپ نے اردو زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی جو آپ کا شاہکار ہے۔

تفسیر توضیح المجید فی تنقیح کلام اللہ الحمید

یہ تفسیر ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء میں۔ ثریا جاہ امجد علی شاہ کی فرمائش پر تحریر کی جس کا ذکر مقدمہ میں کیا ہے اور بادشاہ اودھ کی نظم ونثر میں تعریف کی۔ یہ تفسیر اپنی مخصوص صنعت کے سبب ''تفسیر زبروبینہ'' کے نام سے بھی معروف ہے۔

تفسیر سات جلدوں میں ہے

جلد	صفحات
جلد اول، سورۂ بقرہ تا سورۂ نساء	۶۸۲ صفحات
جلد دوم، سورۂ مائدہ تا سورۂ توبہ	۳۰۴ صفحات
جلد سوم، سورۂ یونس تا سورۂ نحل	۳۰۸ صفحات
جلد چہارم، سورہ بنی اسرائیل تا سورۂ فرقان	۲۹۳ صفحات
جلد پنجم، سورۂ شعراء تا سورۂ یٰس	۲۱۸ صفحات
جلد ششم، سورۂ صافات تا سورۂ حجرات	۲۰۰ صفحات
جلد ہفتم، سورۂ ق تا سورۂ والناس	۴۴۲ صفحات

یہ تفسیر بعد میں دو جلدوں میں بھی شائع ہوئی۔

تفسیر مذکور ۱۲۵۷ھ میں شائع ہوئی جیسا کہ قطعۂ تاریخ اور مندرجہ ذیل عبارت سے

[1] طبقات مفسران شیعہ ص:۳۳۷۔

ظاہر ہوتا ہے۔

''توضیح مجید تفسیر فرقان حمید بزبان اردو عام فہم''

قطعہ تاریخ وقف تفسیر ہندی

''حامی مذہب آئمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین مجتہد العصر والزمان اعنی جناب سید علی صاحب کہ بہ فرمائش آیۂ رحمت ذوالجلال سورۂ فتح و اقبال ابوالمظفر ثریا جاہ سپہر شکوہ بہادر دام اقبالہ تصنیف فرمودہ بودند در ۱۲۵۷ھ حلیہ طبع پوشیدہ بر مومنان وقف شد''

قطعۂ تاریخ نواب مقبول الدولہ مقبولؔ

ولی عہد فیاض زماں است
نمود اکثر کتب بر اہل دیں وقف
چو ایں تفسیر مطبوع جہان است
لہذا گشت بر اہل زمیں وقف
چو خاص و عام از وے بہرہ یابند
جہاں خوشنود شد از ہم چنیں وقف
ز امداد حسین ایں امر خیر است
شد از تحریک او این طبع و این وقف
قبول از بہر سال وقف بنویس
بود تفسیر بہر طالبین وقف[1]

۱۲۵۷ھ

[1] مجلّہ شعاع عمل نومبر ۲۰۰۷ء ص:۹۔

نمونۂ ترجمہ سورہ انا انزلنا

''بدر ستیکہ نازل کیا ہم نے اس کو بیچ شب قدر کے، اور کیا جانا تونے کہ کیا ہے شب قدر؟ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے، نازل ہوتے ہیں ملائکہ اور جبرائیل بیچ اس کے، ساتھ حکم پروردگار اپنے کے ہرا مرسے سلامتی ہے اس شب میں تااینکہ صبح طلوع ہو''

سورۂ والناس کا ترجمہ

''کہہ تو پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار آدمیوں کے بادشاہ مرد مان کے معبود مرد مان کے شر سے دیو وسوسہ کرنے والے کے ایسا کہ وسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینہ ہائے آدمیوں کے جنات اور آدمیوں سے۔''

مذکورہ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور کے لحاظ سے زبان انتہائی سادہ وسلیس استعمال کی گئی ہے اور تفسیر میں احادیث ائمہ علیہم السلام سے بھر پور استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اردو زبان میں پہلی تفسیر ہے کیونکہ اس سے قبل اردو ترجمے تو کئے گئے مکمل تفسیر نہیں لکھی گئی تھی۔

ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی :

''جہاں تک مجھے علم ہے یہ اردو زبان میں قرآن مجید کی پہلی تفسیر ہے قرآن پاک کے تراجم تو اردو میں اس سے پہلے بھی ہو چکے تھے۔ لیکن اردو میں تفسیر اور اتنی ضخیم تفسیر یہ پہلی ہی ہے اور اپنی اس خصوصیت کے اعتبار سے کہ اس میں آیات قرآن کے اعداد بہ حساب زبر اور بہ حساب بینہ نکال کے انھیں کے ہم عدد عبارتوں سے تفسیر کی گئی ہے۔ شاید یہ دنیائے اسلام میں اپنی آپ مثال ہے۔ عربی، فارسی اور اردو میں قرآن پاک کی سینکڑوں تفسیریں موجود ہیں اور

ان میں سے بعض اپنی خصوصیات کے اعتبار سے بے حد شہرت رکھتی ہیں[۱]۔''

زبر و بینہ کا نمونہ:

اہل الذکر۔ اس میں آٹھ حروف ہیں بینات اس کے چار سو سولہ ہوتے ہیں۔ مطابق اس کے یہ عبارت نکلی المصطفیٰ وابن ابی طالب وآلہ

ل ف ا ا م ل ف ا

م ا ل

۳۰ ۸۰ ا ا ۴۰ ۳۰ ۸۰ ا

۴۰ ا ۳۰

ا ف ا

ا ۸۰ ا =۴۱۶

المصطفیٰ وابن ابی طالب وآلہ

ا ل م ص ط ف ی و

ا ب ن

ا ۳۰ ۴۰ ۹۰ ۹ ۸۰ ۱۰ ۶

ا ۲ ۵۰

ا ب ی ط ا ل ب و

ا ل ہ

ا ۲ ۱۰ ۹ ۱ ۳۰ ۲ ۶

ا ۳۰ ۵

=۴۱۶

۱؎ مجلّہ شعاع عمل نمبر ۲۰۰۷ء ص: ۱۰۔

لہٰذا یہ تفسیر اپنے فن کے اعتبار سے منفرد ہے مگر افسوس ہے کہ کم ہی لوگ اس سے آشنا ہیں۔

دیگر آثار علمی:

رسالہ مبحث فدک

اثبات متعہ

رسالہ قرأت

تردید اخباریین

جواز عزاداری

تجوید[1]

۱ ریحانۃ الادب ج:۶،ص:۲۳۲۔

محمد حسین (کتابت ۱۲۵۹ھ)

تیرہویں صدی کے ممتاز مفسر قرآن مولانا محمد حسین جامع معقول و منقول، جیدالاستعداد عالم دین تھے۔آپ کے والد کا نام محمد باقر۔آپ کو تصنیف و تالیف کا شوق تھا علمی شاہکار تفسیر قرآن ہے۔

خلاصۃ التفاسیر:

ڈاکٹر محمد سالم لکھتے ہیں: یہ تفسیر عربی زبان میں معلوماتی تفسیر ہے اس کا دوسرا حصہ کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ میں موجود ہے جو ۲۸۴ صفحات پر مشتمل ہے جس کی تاریخ کتابت ۱۲۵۹ھ ہے۔ پہلے صفحہ پر علامہ سید محمد قلی کی مہر ثبت ہے اور ایک مختصر عبارت فارسی میں لکھی ہے۔

ابتدائی عبارت:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ ثقتی الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین''

یہ نسخہ سورۂ مریم سے شروع ہوکر سورہ حم السجدہ کی اس آیت پر ختم ہوتا ہے **فلنذ یقنّ الذین کفروا عذاباً شدیداً و لنجزینہم اسوا الذی کانوا یعملون**

اسلوب تفسیر:

کسی بھی سورہ کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے اس سورہ سے متعلق تفصیلات بیان کی گئی

ہیں۔ پہلے سورہ کا نام پھر آیات کی تعداد پھر مکی یا مدنی کی تفریق، کلمات کی تعداد، حروف کی تعداد اور سورہ کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ مریم کی تفسیر میں پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ اس میں ۹۸ آیات ۹۶۲ الفاظ اور ۳۸۰۲ حروف ہیں پھر اس کے فوائد اور فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

مشکل آیات کی توضیح وتشریح کی گئی ہے۔ عبارت آرائی، لغوی بحثوں سے گریز کیا گیا ہے۔ البتہ اگر کوئی ضروری بات کسی آیت یا سورہ سے متعلق ہے تو اسے حاشیہ پر بیان کیا گیا ہے اور جہاں مناسب سمجھا اپنا نقطۂ نظر بھی بیان کر دیا ہے۔ اس تفسیر کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں جو مشکل مقامات یا الفاظ ہیں ان کی ضروری تشریح کر دی جائے۔ دوسری تفسیروں سے بہت کم جگہوں پر مدد لی گئی ہے[1]۔

۱ ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص: ۱۳۹۔

محمد قلی، مفتی کنتوری (م ۱۲۶۰ھ)

تیرہویں صدی کے گرانقدر مفسر قرآن مفتی محمد قلی، سید محمد حسین طاب ثراہ کے فرزند تھے جو اکابر متکلمین واجلہ علماء اعلام میں سے تھے۔ آپ کی ولادت بروز دوشنبہ وقت صبح صادق ۵/ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء میں ہوئی۔ اپنے زمانے کے افاضل سے علوم دینی اور معارف اسلامی حاصل کیے، بالخصوص حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ سے کسب فیض کر کے اکثر علوم وفنون میں بے نظیر محقق اور دقیقہ شناس عالم خاص کر علم کلام میں مشہور ہوئے۔

صاحب تذکرۃ العلماء :

”ھم از جملہ ایشان بود مدقق محقق، فاضل لوذعی سید جلیل المعی مولوی سید محمد بن محمد بن حامد کنتوری مشہور بہ سید محمد قلی کہ یکہ تاز معرکہ، فضل و کمالات و مناظر میدان بمناظرات و مباحثات بود، تصانیف انیقہ اش بہ نصرتش مذھب حق را دلیلی است ساطع و برھانی است قاطع۔ اکثر کتب در سیہ را بفکرو مطالعہ خود بر آورد بہ غایت ذکی الطبع و جدید الذھن بود۔“

مفتی صاحب مدتوں میرٹھ میں منصب عدالت پر متمکن اور وہاں کے مفتی رہے۔ اسی زمانہ مں احکام قضا وفتویٰ شرائط قاضی ومفتی پر مشتمل ”عدالت علویہ“ نامی کتاب لکھی جو آپ کے عدل واحتیاط پر شاہد ہے۔

آخر عمر میں لکھنؤ آکر مقیم ہو گئے اور تصنیف وتالیف میں مصروف ہوئے۔ آپ کو حدیث، رجال تاریخ ومناظرہ کے علاوہ تفسیر قرآن پر اعلیٰ قدرت حاصل تھی۔ وسعت نظر،

دقت تحقیق اور اسلوب عبارت میں مفتی صاحب یگانہ روزگار تھے اور برصغیر میں فن مناظرہ کے مجدد تھے۔ علماء کرام نہایت احترام سے آپ کا ذکر کرتے اور گرانقدر القابات سے نوازتے تھے۔

مولانا سبحان علی خانصاحب بریلی:

''ابرمدرار عنایت، بحر زخار رافت، محیط معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولوی صاحب مخدوم نیاز کیشان نحریرزماں دام مجد کم۔''

صاحب ریحانة الادب:

''او را به عنوان فرد بسیار متبع محقق، جامع، معقول و منقول، متکلم جدلی حسن المناظره، توصیف می نماید[1]''

آپ کی تالیفات میں تفسیر قرآن کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

صاحب نزهة الخواطر:

''**الشیخ الفاضل المفتی محمد قلی بن محمد حسین بن حامد حسین بن زین العابدین الموسوی النیسافوری الشیعی الکنتوری احد الافاضل المشهورین ولد سنة ثمان و ثمانین و مائة والف و قراء العلم علی اساتذه لکهنو ثم لازم السید دلدار علی بن محمد معین النقوی النصیر آبادی المجتهد واخذ عنه الفقه والاصول والحدیث ثم ولی الافتاء ببلدة میرته فاستقل به مدة من الزمان**[2]''

---

۱ ریحانۃ الادب ج:۵، ص:۳۵۶۔

۲ نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۴۷۱۔

تفسیر تقریب الافہام در تفسیر آیات الاحکام: فارسی زبان میں احکام اسلامی سے متعلق آیات قرآنی کی انتہائی دقیق تفسیر ہے۔ علم کلام اور فلسفہ کے مباحث سے مزین ہے۔ علمی نکات سے آپ کی دقت نظر اور وسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ تفسیر کتاب خانہ ناصریہ لکھنو میں موجود ہے۔

اس تفسیر کا ذکر سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی نے کیا ہے[1]۔ مولانا مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی رقم طراز ہیں۔

''تفسیر تقریب الافہام در تفسیر آیات الاحکام، فراوانی علم و فضل اور علوم مرتبہ و علم تفسیر کی مہارت پر دلیل روشن اور حجت ثابت ہے۔''

آغاز تفسیر:

''**الحمدلله بعث فی الامیین رسولا فی آخر الزمان علی کافة الانس والجآن**[2]''

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''تفسیر او یکی از تالیفات قیم وارزشمند وی است، که به زبان فارسی نگاشته شده است۔ پیرامون شرح و تفسیر آیات فقهی و حکمی قرآن مجید می باشد، که نوع فقها پیرامون این آیات رساله مستقلی نگاشته اند و طبعاً این کتاب نیز همانند سایر آیات الاحکامی خواهد بود، که فقهای بزرگوار ما پیرامون آیات فقهی نگاشته اند۔[3]''

---

۱ مقدمہ قرآن ص:۱۷۰۔

۲ کشف الحجب والاستار:۱۲۷، ریحانۃ الادب ج:۵، ص:۳۵۶۔

۳ طبقات مفسران شیعہ ص۷۳۵

وفات:

۹ر محرم ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء کو لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور حسینہ غفران مآب میں آسودہ لحد ہوئے۔[1]

دیگر آثار علمی:

تشئید المطاعن فارسی مطبوعه جواب باب هفتم تحفه اثنا عشری محدث دهلوی

سیف ناصری جواب باب اول تحفه اثنا عشری

تقلیب المکائد جواب باب دوم تحفه اثنا عشری

برهان السعادت جواب باب هفتم

مصارع الافهام جواب باب یازدهم

نفاق الشیخین

تطهیر المومنین

اجوبه فاخره[2]

[1] نجوم السماء:۴۹۱،نزہۃ الخواطر ج:۷،ص:۱۷۱؛مطلع انوار:۵۸۸،تذکرہ بے بہا ص:۲۹۲،تالیفات شیعہ ص:۲۰۹۔

[2] اعیان الشیعہ ج:۹،ص:۴۰۴۔

نجف علی نونہروی (م ۱۲۶۱ھ)

تیرہویں صدی کے اہم مفسر قرآن مولانا سید نجف علی کی ولادت نونہرہ ضلع غازی پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی پھر عازم لکھنو ہوئے اور علماء سے کسب فیض کر کے جناب غفرانمآب علیہ الرحمہ سے سند لی۔ تفسیر و حدیث، فقہ و اصول تاریخ و ادب پر عبور حاصل تھا۔ مولانا غلام حسین، مولانا ابو القاسم سامانی اور مولانا منصب علی سے معرکۃ الآرا مناظرے کئے۔ عقائد و کلام کے علاوہ فن مناظرہ میں ملکہ حاصل تھا۔ آپکی وفات ۱۶ر رمضان ۱۲۶۱ھ کو عظیم آباد میں ہوئی۔ آپنے گرانقدر علمی آثار چھوڑے۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الشیخ الفاضل نجف علی الحسینی الشیعی النونهروی الغازی فوری احد کبار علماء الشیعة ولد و نشاء نونهره قریة جامعة من اعمال غازی فور و سافر للعلم الی مدینة لکهنو فقراء علی اساتذة فرنگی محلی ثم تفقه علی السید دلدار علی بن محمد معین الحسینی النصیر آبادی''[1]

صاحب تکمله نجوم السماء:

''طول و عرض استجماع کمالات قوت نظریه و عملیه آن جناب فزو نتر از حد بیان و علو مراتب فضائل علمیه و فواضل عملیه آنحضرت بالا تر از نهایت احاطه مقدور لسان این کجمج بیان است. و بلکه از غایت انجلاء مستغنی از لمعات بیان لمعات بنان است۔''[2]

[1] نزہۃ الخواطر ج:۷،ص:۵۱۱۔

[2] تکملہ نجوم السماء ج:۱،ص:۴۴؛مطلع انوار ص:۶۷۴۔

تفسیر قرآن کریم:

آپ نے تفسیر قرآن تحریر کی تھی اسکے علاوہ تفسیر مجمع البیان طبرسی پر انتہائی اہم حاشیہ بھی لکھا تھا جو صاحب تکملہ نجوم السماء کی نظروں سے گذرا تھا جسکا ذکر انھوں نے اسطرح کیا۔

"از آنجملہ حواشی او بر تفسیر مجمع البیان از نظر فقیر گذشتہ"۔

دیگر آثار علمی:

کتاب مصائب سید الشهداء

شرح قصیده سید حمیری

حاشیه بر بحث مثناة بالتکریر

حاشیه میرزاهد ملا جلال

رساله فی حرمة نکاح الشیعه بالسنی

لهاب القر علی من استباح الخمر

رسالة الانساب

حسین، سید، سید العلماء (م۱۲۷۳ھ)

آیۃ اللہ سید دلدار علی تیرہویں صدی کے قابل فخر مفسر قرآن سید حسین صاحب غفران مآب کے گھر ۱۴/ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ/اکتوبر ۱۷۹۶ء کو متولد ہوئے۔ مادۂ تاریخ ''خورشید کمال'' ہے۔ بچپن سے ہی مذہب کی طرف طبیعت کا رجحان رہا گھر میں ہر وقت شریعت کا چرچا تھا۔ والد ماجد اور بھائی اپنے عہد کے عالم وفقیہ تھے۔ آپ نے عماد الاسلام، شرح اربعین بہاء الدین عاملی۔ کتاب الکافی کا درس والد بزرگوار سے لیا اور برادر بزرگ سلطان العلماء سید محمد صاحب سے سلم العلوم، شرح حمد اللہ سیف ماسح کی تعلیم حاصل کی اور فقہ، اصول، منطق وفلسفہ، تفسیر وحدیث میں قدرت کاملہ حاصل کی۔

خداداد صلاحیتوں کے حامل تھے۔ سترہ برس کی عمر میں تجزی فی الاجتہاد پر تحقیقی رسالہ لکھا اور دوسرا رسالہ ''حکم ظن در رکعتین اولیین'' کے سلسلے میں تحریر کیا مگر والد ماجد سے اس کا اظہار نہیں کیا۔ حضرت غفرانمآب نے فرمایا اجازے کے لیے یاددہانی کرانا اجازہ لکھ دونگا۔ عرض کیا کہ کسی وقت میرا رسالہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔ والد نے درخواست منظور فرمائی مگر ناسازی مزاج کی بنا پر سلطان العلماء سید محمد کو حکم دیا کہ رسالہ کا مطالعہ کر کے اپنی رائے سے مطلع کرو سلطان العلماء نے تعمیل حکم فرمائی خود آپ نے بھی نظر ڈالی اور فرمایا ''ماہرانہ باتیں لکھیں'' مبتدیانہ کمزوریاں نہیں ہیں'' اس کے بعد اجازہ عنایت فرمایا۔

صاحب نزهة الخواطر:

''**الشیخ الفاضل الکبیر حسین بن دلدار علی بن محمد معین الحسینی النقوی النصیر آبادی ثم اللکهنوی احدالمجتهدین المشهورین فی الشیعة ولد لاربع عشرة خلون من ربیع الاول**

سنة احدی عشرة ومائیتین والف ببلدة لکھنو و اشتغل بالعلم علی والده و قراء علیه بعض الکتب الدرسیة و قراء بعضها علی صنوه محمد بن دلدار علی و قراء فاتحة الفراغ ولد سبعة عشره سنة ثم تصور للتدریس، اخذ عنه المفتی عباس التستری و غنی نقی الزید پوری والسید حسین المرعشی و مرزا حسن العظیم آبادی و علی اظهر هادی بن مهدی ابن اخیه و ابناوه و خلق کثیر.[۱]

جامعیت تحریروتقریر کا یہ عالم تھا کہ استفتاء کے جواب میں جو جملہ لکھ دیا وہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو گھیر لیتا تھا عراق وایران کے فقہی ماحول اوراصولی فضا کے رہنے والے اس درا کی پر حیران رہ جاتے تھے۔

لوگوں کا رجوع،عوام کی محبت طلباء کا ہجوم سائلوں کے مجمع کا عالم دیدنی ہوتا تھا ہر طرف علمی مباحث زیر بحث رہتے تھے۔لکھنؤ کو ثانی نجف بنادیا تھا۔عرب وعجم سے مراسلت تھی بادشاہ بھی تعمیل حکم بجالا کر فخر محسوس کرتے تھے۔

نواب امجد علی شاہ نے آپ ہی کے حکم سے مدرسہ سلطانیہ قائم کیا تھا جس میں سینکڑوں تشنگانِ علوم دینیہ سیراب ہوتے تھے۔

نواب امجد علی شاہ نے ''حاوی علوم دین حامی سادات ومومنین حافظ احکام الہ مجتہد العصر سید العلماء'' یہ مہر کندہ کرا کے نذر کی اور سرکاری طور پر مولانا کو انہی القاب سے یاد کرنے کا فرمان جاری کیا۔

مفتی محمد عباس طاب ثراہ نے منطق وفلسفہ، ہیئت و ہندسہ، تجوید وادب علم الکلام و اصول فقہ وفقہ میں یکتای روزگار تسلیم کیا ہے۔

---

۱ نزہۃ الخواطر ج:۷،ص:۱۴۲۔

آپ نے عراق میں مشاہدہ مقدسہ کی تعمیر کے لیے زر کثیر بھیجا اور بڑے پیمانے پر روضوں کی تعمیر میں حصہ لیا۔

صاحب تکمله نجوم السماء:

''بالجمله آن ستوده صفات در مطلع ایام جوانی و ربیع روزگار زندگی حایز غوامض عقلیات و حاوی دقایق و عویصات و اصول و فقه و تفسیر و حدیث و ادبیات شده. استفادۂ علوم در خدمت والد ماجد و برادر نامدار خود سلطان العلماء نموده. درسن هفده سالگی از مدارج تحصیل فارغ شده بمرتبۂ عالیه اجتهاد فایز گشته۔''[۱]

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''عالم بارع سید حسین بن سید دلدار علی نقوی لکهنوی، معروف به ''سیدالعلماء'' یکی از اعلام تفسیری شیعه در قرن سیزدهم از دیارهندوستان می باشدْ از این مؤلف مدافع تشیع درهندوستان آثار قرآنی متعددی بجا مانده است که به چند مورد از آنها اشاره می شود۔''[۲]

قرآن مجید اور تفسیر قرآن پر دقیق نظر رکھتے تھے۔آپ تفسیر قرآن کا درس بھی دیتے تھے جس میں بڑی تعداد میں طلباء شرکت کرتے تھے۔قرآن مجید سے عشق کا یہ عالم تھا آپ نے خود اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھا جو مولانا سید ابراہیم صاحب کے پاس موجود تھا۔آپ نے تفسیر قرآن کے سلسلے میں کئی آثار چھوڑے۔

---

۱ تکملہ نجوم السماء ج:۱،ص:۱۲۵۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۵۷۔

تفسیر سورہ فاتحہ:

یہ تفسیر سورہ الحمد کی مکمل تفسیر ہے جس میں سورہ الحمد کے وہ پہلو اجاگر کیے ہیں جو اب تک پردۂ خفا میں تھے۔

علامہ آغا بزرگ تہرانی اس تفسیر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''تفسیر سورۃ الفاتحۃ للسید حسین بن السید دلدار علی النقوی قال السید مھدی فی التذکرہ انہ مبسوط۔'' [۱]

تفسیر سورۂ بقرہ:

یہ سورہ بقرہ کی نامکمل تفسیر ہے جو اپنے مفاہیم و مطالب کے اعتبار سے نادر علمی ذخیرہ ہے۔ اس تفسیر کے سلسلے میں علامہ آغا بزرگ تہرانی تحریر فرماتے ہیں:

''تفسیر سورۃ البقرۃ للسید حسین بن السید دلدار علی النقوی (المتوفی بلکھنؤ فی ۱۲۷۳) ذکر السید مھدی فی ''تذکرۃ العلماء انہ خرج منہ مقدار من اوائل السورہ۔'' [۲]

تفسیر سورہ ہل اتی:

یہ تفسیر سورہ دہر کی علمی، تحقیقی فکری تفسیر ہے جس میں آیات قرآنی کو عالمانہ انداز سے حل کر کے قرآن شناسی کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا گیا ہے۔

---

۱ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج:۴، ص:۳۳۹۔

۲ الذریعہ ج:۴، ص:۳۳۷۔

تفسیر سورہ التوحید:

اس تفسیر میں اثبات باری تعالیٰ کے ساتھ اثبات توحید کے ادلہ پیش کیے گئے ہیں۔ یہ تفسیر جامع معقول و منقول ہے۔

تفسیر آیۃ وکذالک جعلنا کم امۃ وسطاً:

سورہ بقرہ کی ۱۳۷ آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے جس میں علامہ فخر الدین رازی کے اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں اس تفسیر کے بارے میں علامہ آغا بزرگ تہرانی تحریر فرماتے ہیں:

''تفسیر آیۃ و کذالک جعلنا کم امۃ وسطاً، للسید حسین بن العلامہ دلدار علی النقوی النصیر آبادی اللکھنوی (المولود ۱۲۱۱ھ المتوفی ۱۲۷۳ھ) ردفیہ علی الفخر الرازی

اولہ: قال اللہ تعالیٰ و کذالک جعلنا کم الآیۃ۔'' [۱]

دیگر تالیفات:

روضۃ الاحکام (فقہ، فارسی)

رسالہ مبسوط فی المیراث (فقہ، عربی)

حدیقۂ سلطانیہ در مسائل ایمانیہ

اصول دین و احکام

---

۱ الذریعہ ج:۴، ص:۳۳۹۔

وسیلة النجاة (فارسی عقائد رسالۂ منع از بیع مایعات نجس و متنجس (فقه، فارسی غیر مطبوعه)

طردالمعاندین الانفاق در جواز لعن (فارسی، مطبوعه)

حاشیه شرح کبیر (ریاض المسائل)

تعلیقات علی شرح هدایة الحکمه

مجالس مضجعه، افادات حسینیه

فوائد فی تنقیح العقائد

وفات:

شب شنبہ ۱۷ صفر ۱۲۷۳ھ/ اکتوبر ۱۸۵۶ء کو جاں بحق ہوئے۔ شہر لکھنؤ میں کہرام بپا ہو گیا دریائے گومتی پر غسل دیا گیا۔ امام باڑہ آصف الدولہ میں نماز جنازہ ہوئی بڑے بھائی سلطان العلماء سید محمد نے پڑھائی اور حسینیہ غفرانمآب میں آسودۂ لحد ہوئے۔

امداد علی لکھنوی (م ۱۲۷۴ھ)

حاجی مرزا امداد علی کی شخصیت لکھنؤ کی علمی اور ادبی حلقوں میں اہمیت کی حامل ہے۔ ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ء میں وفات ہوئی۔ آپ کے ترجمہ قرآن کے سلسلے میں صاحب مطلع انوار رقمطراز ہیں کہ میرے کتابخانہ میں لکھنؤ کے شاہی پریس کا چھپا ہوا ایک مترجم ومحشی قرآن مجید ہے جس کے سرورق پر مفسر کا نام موجود نہیں بڑی جستجو کے بعد ''دہلی اردو اخبار'' ۱۸۴۷ء میں اس ترجمہ کا اشتہار ملا۔ کچھ عرصے بعد مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور میں چند کتابیں فروخت ہونے آئیں جن میں زیر بحث ترجمہ کا ایک کاپی نسخہ بھی تھا۔ یہ ایڈیشن اردو اخبار پریس دہلی سے مولوی محمد باقر صاحب نے شائع کیا تھا مگر اس پر بھی مترجم کا نام نہیں۔

پروفیسر مسعود حسن ادیب مرحوم نے اپنے مقالہ ''شاہان اودھ کا علمی و ادبی ذوق'' میں ثابت نامہ نوطرز کے قلمی نسخے سے یہ اطلاع مہیا فرمائی ہے۔

حاجی مرزا امداد علی لکھنوی ''ثاقب نامہ نوطرز'' کے دیباچے میں تحریر کرتے ہیں:

''اس عاصی کو تمام عمر شوق اور ذوق کتب تفاسیر اور احادیث اور کتب تواریخ کے دیکھنے اور لکھنے اور ترجمہ کرنے کا رہا...... اکثر کتابیں اردو میں تالیف کی..... تفسیر منہج الصادقین جو ملا فتح اللہ مغفور نے فارسی میں لکھی تھی بندے نے اسے ہندی ترجمہ کیا ہے......اور کتابیں مثل نسخۂ چہاردہ نور اور مسیّب نامہ اور مختار نامہ وغیرہ کے بہت سے ترجمہ کئے ہیں۔ بعض احباب نے فرمائش کی کہ تم ترجمہ ''ثابت نامہ'' کا کہ اس میں حال امیر ثابت پسر امیر مختار کا ہے اور وہ فارسی ہے تم اس کو زبان اردو میں تحریر کرو.....درعہد امجد علی شاہ.....۱۲۵۹ھ ترجمے سے ثابت نامہ کے فارغ ہوا اور نام اس کا میں نے ''ثابت نامہ نوطرز'' رکھا۔

اس تحریر سے ''تنویر البیان'' کے مترجم کا نام واضح ہو جاتا ہے۔ یہ ترجمہ لکھنو اور آگرے سے کئی بار چھپ چکا ہے اور اس ترجمے کے حاشیہ کے آخر میں: اع کے مخفف میں امداد علی پڑھنے کا رجحان ملتا ہے۔

۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء میں انھوں نے ترجمہ تفسیر منہج الصادقین ملا فتح اللہ کو اپنی ایک تالیف وترجمہ کا موضوع بنایا اس لیے زیرنظر ترجمہ بقرائن اخبار ۱۸۴۰ء کے لگ بھگ چھپا اور اس سے پہلے لکھا ہے۔ اس طرح ممکن ہے کہ امداد علی اردو مترجمین قرآن کی صف اول میں بعض مشاہیر کے ہم پہلو ثابت ہوں۔

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ معلومات فراہم ہوتی ہے کہ مرزا امداد علی صاحب ۱۲۵۹ھ میں حج سے فارغ ہو چکے تھے۔ ممکن ہے زیارت عراق و ایران سے بھی مشرف ہوئے ہوں۔ اس وقت ان کی عمر پچاس برس سے زیادہ ہوگی۔ اس کے بعد کے حالات وتالیفات ۱۸۵۷ھ کی جنگ آزادی کی نذر ہو گئے[1]۔

۱ مطلع انوار ص: ۱۳۷۔

محمد باقر، دہلوی (م ۱۲۷۴ھ)

مولانا آغا محمد باقر دہلوی کی ولادت ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء کو دہلی میں ہوئی۔ والد اخوند محمد اکبر تھے جو مولانا محمد شکوہ مجتہد کے پوتے تھے۔

مولانا محمد باقر نے والد اخوند محمد اکبر اور میاں عبدالرزاق سے تعلیم حاصل کر کے ۱۸۲۵ء میں دہلی کالج میں داخلہ لیا تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسی کالج میں ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۶ء تک فارسی کے استاد رہے۔ ان کی علمی صلاحیتوں اور خدمتوں سے متاثر ہو کر انگریز جنرل نے خلعت سے نوازا۔ اس کے بعد دہلی کے کلکٹر چارلس مشکاف نے تحصیلدار مقرر کیا۔ سولہ سال اس منصب پر فائز رہے۔ لیکن ان کے مزاج میں آزادی اور طبیعت میں انگریزوں سے نفرت تھی اس لئے ملازمت چھوڑ دی۔

مولانا محمد باقر نے دہلی میں عزاداری اور دینی سرگرمیوں کو تیز کیا۔ عزاداری کے لئے عزاخانہ تعمیر کرایا مسجد تعمیر کرائی۔ امامباڑہ اپنی وسعت اور مقبولیت کے لحاظ سے بہت مشہور تھا خود مولانا اس میں پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے مجلس پڑھتے تھے۔ بیان بہت دلکش اور رقت انگیز ہوتا تھا۔

اہلسنت کی اشتعال انگیز تحریروں سے متاثر ہو کر آپ نے دینی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا اور مذہبی اخبار نکالنے لگے۔

مولانا محمد باقر اردو اخبار کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ ڈاکٹر اسپرنگر نے جب کالج کا پریس فروخت کیا تو آپ نے خرید کر ۱۸۳۶ء سے اردو اخبار جاری کیا۔ یہ اخبار اردو صحافت کا پہلا نقیب بنا۔

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مولانا محمد باقر نے اپنا قلم چلایا کھل کر انگریزوں

کی مخالفت کی۔ بہادر شاہ ظفر نے ان کے جوش اور اثر کی بنا پر دہلی میں قیمتوں اور بازاروں کی نگرانی کا منصب عطا کیا۔

آپ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے قائد بنے اور اپنے ملک ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے میں کوشاں رہے۔ اخبار میں مسلسل انگریزوں کے خلاف لکھتے رہے۔ آپ کی یہی کوشش شہادت کا سبب بنی جب انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی تو انھوں نے بغاوت کے جرم میں آپ کو پھانسی کی سزا دی اس طرح آپ جنگ آزادی کے پہلے شہید قرار پائے[۱]۔

آپ کی تالیفات مطبوعہ و غیر مطبوعہ تلف ہو چکی ہیں ''دہلی اردو اخبار'' اور ''اثنا عشری'' آپ کے پریس تھے جن سے متعدد کتابیں چھپیں۔

تفسیر آیۂ تطہیر:

اس میں آیۂ تطہیر ''اِنَّما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا'' (سورہ احزاب) کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہلبیت سے مراد حضرت علی و فاطمہ امام حسن و امام حسین علیہم السلام ہیں۔ چنانچہ ایک رباعی نقل کی ہے

مقبول الہ اھل بیت اند   محبوب الہ اھل بیت اند
نوری کہ ازاں ظہور عالم   آن نور الہ اھل بیت اند

تفسیر کے ابتدائی الفاظ:

''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا''، یعنی نہیں چاہتا اللہ مگر یہ کہ لے جاوے تم سے ...الخ

۱ مطلع انوار ص: ۴۹۰۔

آپ نے اس کتاب میں مولانا محمد سالم بخاری کے اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

چہ گوئیم توصیف اھل عبا   فرزدن است تحریر و تقریر ما
چہ گفتہ شود وصف شان اے پسر   کہ انوار حق اند بصورت بشر
گر آنہا نبودی جہان ہم نبود   نبودی کسی را ظہور وجود
نبودانس و جان و نبودی ملك   نبودی زمین و نبودی فلك
نبودی زمان و نبودی مکان   برای ھمین شد ھمہ درعیان[۱]

تفسیر آیہ ''اِنک لعلی خُلُقٍ عظیم'' اس تفسیر میں اخلاق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

مولانا محمد باقر کی شہادت پر اسماعیل حسین منیر نے قطعۂ تاریخ لکھا

جناب فاضل کامل محمد باقر   سپہر علم و فضیلت کے نیر تاباں
شہیر عالم ایجاد دہلوی مولد   بزرگ اصل میں ان کے تھے ساکن ہمداں
حدیث وفقہ و کلام و مناظرہ میں وحید   مصنفات سے ان کے ہے مثل شمس عیاں
خلیق و ناصر آل رسول و تعزیہ دار   فدائے نام نبی عاشق شہ مرداں
حلیم و قابل ومحتاط و مجمع حسنات   جہاں دانش و فضل و مروت و احساں
خدا کی راہ میں مقتول ہوکے آخرکار   گئے جہاں سے وہ سوئے روضۂ رضواں
لکھی منیر نے یہ انکے مرگ کی تاریخ   شہید و متقی و عالم علوم جہاں

۱ امامیہ مصنفین ج:۱ص:۵،تالیفات شیعہ ص:۴۴۔

رجب علی، ارسطو جاہ (۱۲۸۶ھ)

تیرہویں صدی کے گرانقدر مفسر قرآن مولانا رجب علی کا تعلق پنجگرائیں سادات سے تھا۔ ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء میں سید علی بخش نقوی کے گھر آپکی ولادت ہوئی۔ ۱۲ سال کی عمر میں لاہور جاکر جناب مولانا مہدی سے کسب علم کیا۔ اسکے بعد ۱۸۲۵ء میں دہلی گئے اور وہاں مفتی صدرالدین سے علم حاصل کیا اور اسی مدرسہ میں ریاضی کے مدرس منتخب ہوئے۔ ۱۸۳۰ء میں مدرسہ چھوڑ دیا اور مختلف شہروں کے سفر کئے۔ آگرہ، گوالیار، ہوشنگ آباد ہوتے ہوئے بھوپال پہونچے وہاں کرم محمد خاں مختار ریاست نے شرعی فتوی نویسی پر مامور کیا۔ ۳ سال بھوپال میں رہے مگر تبلیغ دین کا سلسلہ جاری رکھا اور عبداللہ بغدادی سے مذہبی مباحثہ کیا جسکے نتیجے میں عبداللہ بغدادی کے علاوہ بہت سے پٹھان حضرات شیعہ ہوگئے۔

۱۸۶۱ء میں سکھر کراچی بمبئی ہوتے ہوئے حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ مولانا رجب علی عربی فارسی میں اعلی صلاحیت رکھتے تھے۔ ادیب وخطیب ومناظر کے علاوہ آپ اچھی سیاسی بصیرت کے حامل تھے۔ آپ نے پنجاب میں شیعوں کے خلاف تباہ کن دشمنی کا خاتمہ کیا اور شیعیت کی ترویج کے لئے مجمع البحرین پریس قائم کیا اور اس سے اخبارات اور کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۲۸۴ھ میں سید المتکلمین میر حامد حسین طاب ثراہ جب لدھیانہ گئے تو آپکے ہی مہمان رہے۔ آپنے پوری زندگی تبلیغ دین کے لئے وقف کردی تھی اور باوقار زندگی کے ساتھ ۶۵ سال کی عمر میں ۲۰/ جمادی الثانی ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو جگرانوں میں رحلت کی۔ آپکی تفسیر قرآن پر دقیق نظر تھی۔ آپنے دو تفسیریں قلمبند کیں[۱]۔

۱؎ مطلع انوار ص:۲۳۴۔

۱۔ تفسیر کشف الغطاء تفسیر ھل اتی:

یہ تفسیر فارسی زبان میں ۶۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع کوہ نور لاہور سے شائع ہوئی۔

آغاز تفسیر:

''الحمدللہ علی افضلہ والصلوٰۃ علی رسول محمد و آلہ محمد......'

خصوصیات:

آیات کی تشریح انتہائی نپے تلے الفاظ میں کی گئی ہے۔ اصل مطلب حاصل کرنے کے سلسلے میں احادیث کا سہارا لیا گیا ہے۔

تفسیر قرآن بالقرآن بھی کی گئی ہے۔

جابجا تفسیر معالم التنزیل، تفسیر کبیر فخر الدین رازی، تفسیر کشاف، تفسیر بیضاوی کے حوالے بطور ماخذ ذکر کئے گئے ہیں۔

عقلی ونقلی استدلال پایا جاتا ہے۔

یہ تفسیر ۲۱ ذی القعدہ ۱۲۶۶ھ کو پائے تکمیل کو پہونچی۔ مولانا ابو محمد قلندر علی، مولانا سعید الدین بخاری اور جناب سید حسین بخش حسینی کی پُر مغز تقاریظ تحریر ہیں۔ اس نسخے کا راقم نے رضا لائبریری رامپور میں مطالعہ کیا۔ یہ تفسیر آستانہ قدس رضوی مشہد ایران میں بھی موجود ہے۔

سرّ اکبر تفسیر سورہ والفجر:

یہ تفسیر بھی فارسی زبان میں ہے۔ والفجر ولیال عشر کی تفسیر کے ذیل میں لطیف علمی

نکات بیان کئے ہیں۔تفسیر زبان و بیان کے اعتبار سے خاص اہمیت کی حامل ہے۔۲۲/ جمادی الثانی ۱۲۷۶ھ میں مکمل ہوئی۔ اسپر دو تقریظیں مندرج ہیں جناب ابو محمد قلندر علی فاضل پانی پتی کی دوسری جناب سید حسین بخش حسینی صاحب کی جسمیں مفسر کی اس علمی کاوش کو بہت سراہا گیا ہے۔

یا یتھا النفس المطمئنہ کے ذیل میں نفس کی تشریح کرتے ہوئے اقسام نفس کی وضاحت عالمانہ انداز سے کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ نفس مطمئنہ سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔

یہ تفسیر بھی رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

طبقات مفسران شیعہ:

''سید رجب علی خان بهادر بهگری، دهلوی یکے از اعیان تفسیری هندوستان در قرن سیزدهم هجری می باشد۔''[1]

[1] طبقات مفسران شیعہ ص: ۷۵۵۔

حیدر رضا (ترجمہ: ۱۲۸۸ء)

تیرہویں صدی کے گرانقدر مترجم قرآن مولانا سید حیدر رضا صاحب علم و فضل، جامع معقول و منقول تھے، قرآنیات کا گہرا مطالعہ تھا۔ آپ نے قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔

ترجمہ قرآن مع حواشی:

آپ نے ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۲ء میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جو شائع نہیں ہو سکا اس کا خطی نسخہ ڈاکٹر مہدی خواجہ پیری مسؤل محترم مرکز نور کے پاس محفوظ ہے۔ ۶۳۶ صفحات پر مشتمل ہے، بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر ضروری مطالب شان نزول، فضیلت سورہ، مصداق آیات، اور آیات کی تشریح کی ہے۔

سورہ الحمد کا ترجمہ:

''ابتدا کرتا ہوں ساتھ نام خدا کے، مہربان اور روزی دینے والا بشرط جان اور بخشنے والا بشرط ایمان سب تعریفیں واسطے اللہ کے ثابت ہیں کہ پالنے والا عالموں کا، مہربان اور روزی دینے والا بشرط اور بخشنے والا بشرط ایمان، بادشاہ دن قیامت کا ہے تجھ ہی کو بندگی کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم، ثابت رکھ تو ہم کو راہ محکم پر یعنی اسلام پر، راہ ان لوگوں کی کہ نعمت دی ہے تو نے ان لوگوں پر نہ راہ اونکی کہ غضب ہے تو اون پر، اور نہ راہ اونکی جو گمراہ ہیں۔''

اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے حروف مقطعات کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ میں الم کا ترجمہ کیا:

''میں ہوں خدا جاننے والا یہ وہ کتاب ہے کہ نہیں ہے شک اس میں راہ بتانے والی ہے واسطے پرہیزگاروں کے۔''

سورہ النصر کا ترجمہ اور حاشیہ:

''جس وقت آوے مدد خدا کی اور فتح مکہ کے روز دیکھی تو نے، آدمیوں کو کہ داخل ہوتے ہیں۔ بیچ دین خدا کے فوج فوج، پس تسبیح کر تو ساتھ تعریف پروردگار اپنی کے اور بخشش چاہ تو، تحقیق وہ ہے توبہ قبول کرنے والا۔''

اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

''جو کوئی سورہ ''اذا جاء'' کو پڑھے اسے ثواب ہمراہیان پیغمبر ہو جو فتح مکہ کے روز تھے اور جو اسے فرائض اور نوافل میں پڑھے خدا اس کو دشمنوں پر فتح دے اور صراط سے بآسانی گذرے اور آتش دوزخ سے محفوظ رہے۔

ام سلمہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ جب سورہ نصر نازل ہوا تو جناب رسول اللہؐ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، فرماتے تھے **سبحانک اللھم و بحمدک استغفرک و اتوب الیک**''

مترجم کے برادر جناب سید احمد رضا صاحب نے قطعہ تاریخ کہا:

من ید حیدر رضا سلمہ ربہ   **ختم قرآن شریف وقع فی احسن مال**

سید احمد رضا کان فی فکر سنین   **ھاتف تاریخہ تمہ بالخیر قال**

مترجم نے تاریخ کہی:

حبذا گشته چه توفیق خدا شامل من

رحمت خالق خلاق شده مایل من

اعنی از دست من انجام شده این قرآن

اے خوشا نعمت عظمیٰ وچھا حاصل من

از متن ترجمه و حاشیه وتا صحت

آفرین بر تو بود اے جسد کاهل من

فکر تاریخ بما دست و گریبان گردید

یافت این مصرعه استاد دل سائل من

هم ز اعداد سن و نیز ز تعداد زمان

هر دو دریافت از ان طبع رسا عاقل من

هفت مه بود ز تحریر ز تعدادِ دال

سال از اعداد شمرده ذهن قابل من

هر که این طرز به بیند متحیر ماند

هر که شنود چه عجب گر بشود قائل من

چار و چار هشت شده هشت شده باز دو چار

دَه و در باقی سه گان گشته سن کامل من

محمد تقی، سید، ممتاز العلماء (م۱۲۸۹ھ)

ممتاز العلماء سید محمد تقی کا شمار تیرہویں صدی کے قابل فخر مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد سید العلماء سید حسین اور دادا آیۃ اللہ سید دلدار علی غفران مآب تھے۔ آپ کی ولادت ۱۶/ جمادی الاولی ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۹ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ اس وقت حضرت غفران مآب کا آخری دور حیات تھا۔ والد ماجد اور عم محترم سلطان العلماء سید محمد کے علاوہ مولانا احمد علی محمد آبادی اور مفتی محمد عباس شوشتری سے کسب فیض کیا۔ ۱۲۶۲ھ میں سلطان العلماء سید محمد اور صاحب جواہر الکلام آقای محمد حسن نے اجازۂ اجتہاد سے سرفراز کیا۔

امجد علی شاہ، بادشاہ اودھ نے ''مدرسہ سلطانیہ'' قائم کیا اور آپ کو صدر مدرس منتخب کیا اور خلعت ولقب ''ممتاز العلماء'' سے نوازا۔ دوسو روپیہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ اس مدرسہ میں تقریباً دوسو طلباء زیر تعلیم تھے جن کے جملہ اخراجات حکومت برداشت کرتی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں یہ مدرسہ بند ہوگیا[1]۔

آپ کو تدریس میں مہارت حاصل تھی۔ ''فخر المدرسین'' کے لقب سے ملقب تھے۔

آپ نے ایک عالیشان مسجد اور عزاخانہ تعمیر کرایا جو آج بھی ''حسینیہ جنت مآب'' کے نام سے مشہور ہے۔ طلباء کے قیام کے لیے وسیع اور کشادہ دار الاقامہ قائم کیا۔ جس میں بڑی تعداد میں طلاب علوم دینیہ مقیم رہتے تھے۔

آپ نے اعلیٰ درجہ کے کتب خانہ کی بنیاد رکھی تھی جو آج بھی نفیس اور نادر مخطوطات کا عظیم سرمایہ ہے۔ اس کتب خانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بیشتر نسخے خود مؤلف کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں نایاب کتب موجود ہیں۔

سلطان العلماء سید محمد طاب ثراہ نے آپ کو لکھنؤ کا امام جمعہ منتخب فرمایا۔ مسجد محمد علی شاہ

۱ مطلع انوار ص:۵۰۴۔

میں نماز جمعہ پڑھاتے تھے اور بڑے تحسین علی خاں کی مسجد مین پنجگانہ نماز کی امامت فرماتے۔ عدالت میں حاضری سے مستثنیٰ تھے ''اخبار الاخیار'' میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔ آپ کا موعظہ دل پذیر ہوتا تھا[1]۔ بڑی تعداد میں لوگ آپ کا موعظہ سننے آتے تھے۔ آپ نے اپنی تقریروں کے ذریعہ لکھنو میں مذہبی ماحول قائم کیا لوگ پابند شریعت ہوئے اور علی الاعلان معاصی کے ارتکاب سے پرہیز کرنے لگے۔

شہر کے اکابرین بھی آپ کا بیحد احترام کرتے تھے اور ان میں بھی شریعت کی مخالفت کی ہمت نہیں تھی۔ آپ کے علمی رعب سے بڑے بڑے شاہزادے کانپتے تھے۔

آپ بڑے ذہین، ذکی اور متصف جمیع صفات حمیدہ اور بے مثل فقیہ عدیم النظیر اصولی تھے۔

صاحب نزهة الخواطر:

''**الشيخ الفاضل محمد تقی بن الحسين بن دلدار علی الحسينی الشيعی اللكهنوی احدالعلماء المشهورين بالاجتهاد فی مذهب الشيعة الامامية، ولد لست عشرة خلون من جمادی الاولی سنة اربع و ثلاثين و مائتين و الف بلكهنو، واشتغل بالعلم علی والده من صباء و تخرج عليه فاجازه ابو وعمه الكبير السيد محمد بن دلدار علی اللكهنوی ولقبه امجد علی شاه اللكهنوی امير اوده بممتاز العلماء و ولاء التدريس فی المدرسة السلطانية.**''[2]

قرآن مجید سے گہرا شغف تھا تفسیر قرآن پر گہری نظر تھی زندگی کے آخری دن تک

۱ تکملہ نجوم السماء ج:۲،ص:۲۹۹۔

۲ نزہۃ الخواطر ج:۷،ص:۴۴۲۔

تفسیر لکھنے میں مصروف رہے۔ ۲۳/رمضان ۱۲۸۹ھ/۲/۱۸۷۲ء دس بجے دن تک تفسیر لکھنے میں مصروف رہے رات میں تین بجے شب قدر میں رحلت فرمائی اور اپنے تعمیر کردہ عزاخانہ میں آسودہ لحد ہوئے[1]۔

صاحب تذکرۃ العلماء: (ترجمہ)

''جناب فضائل مآب علامی فہامی فقیہ المعی ممتاز العلماء فخر المدرسین جناب سید محمد تقی اوسط اولاد جناب علیین اور سب سے ارشد واعلم واتقی وافقیہ وادرع واکمل ہیں۔ اور مراتب فضل وکمال و مدارج فقہ واجتہاد بحر علوم معقول و منقول وفنون فروع واصول میں باوصف حداثت سن کے امسال واقران میں سب سے زیادہ ہیں۔ اور ہمیشہ اکتساب علوم میں مصروف رہے طفولیت میں لہو ولعب سے رغبت نہ تھی[2]۔''

صاحب اوراق الذہب:

''اکبرھم فی الھدیٰ والسداد و ابر عھم بالفقه والاجتهاد ذوی الفکر المتین والرای الرزین فخر الفضلاء والمدرسین التقی المتقی السید محمد تقی اعلیٰ الله قدره و نور بدره هواحدت منی ثنا و اقدم فضلا منا[3]''

ینابیع الانوار فی تفسیر کلام اللہ الجبار:

یہ عربی تفسیر ہے اس کا نسخہ کتب خانہ سلطان المدارس لکھنؤ اور ممتاز العلماء کے کتب

[1] تذکرہ بے بہا ص:۹۸۔
[2] تذکرۃ العلماء المحققین سید محمد مہدی عظیم آبادی
[3] اوراق الذہب مفتی محمد عباس بحوالہ تذکرہ الذہب ص۹۰

خانہ میں موجود ہے۔ چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں ۳۴۱ صفحات ہیں۔ جس میں سورہ الحمد اور پارہ الٓم کی تفسیر مندرج ہے۔

دوسری جلد میں پارۂ سیقول کی مفصل تفسیر ہے۔

تیسری جلد میں تلک الرسل کی تفسیر ہے۔

چوتھی جلد میں لن تنالو کی مفصل اور مدلل تفسیر رقم کی گئی ہے۔

یہ تفسیر علمی وتحقیقی تفسیر ہے ہر ہر مسئلہ کی مکمل طور سے تشریح کی گئی ہے لغوی مطالب کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کلامی مباحث کے ذریعہ علمی نکات پیش کئے گئے۔ محققین کے اقوال اور ان کی آراء سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ہر مسئلہ کے اثبات میں روایت کا سہارا لیا ہے۔ دقیق مطالب کی اس طرح تشریح کی ہے کہ آسانی سے قاری کے ذہن نشین ہو جائے۔ اپنی رائے روایات ائمہ علیہم السلام کے تناظر میں پیش کی ہے۔ اپنے مدعا کے اثبات کے لیے عقلی ونقلی ادلہ کا سہارا لیا ہے۔

پہلی جلد کا آغاز:

''الحمدلله الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیراً...... اما بعد فیقول العبد المذنب محمد التقی بن الحسین بن علی وقهم الله شر یوم کان شرّه مستطیرا وعفا عنهم انه کان عفواً قدیرا. یا معاشر اخواننا المومنین من شیعة آل طه ویٰس جزاکم الله جنة و حریرا و حاسبکم حساباً یسیراً لما کان القرآن المجید والفرقان الحمید ابلغ موعظته و اعتباراً و تذکیر ارایتُ ان املی علیکم ما یتضح به معانیه و یفسره تفسیراً وبه یفوزالمرء بمعانیه فوزاً کبیراً و من یوتی الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً و قد و شمعت مارسمته بینابیع الانوار فی

تفسیر کلام اللہ الجبار...... الخ''

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی لکھتے ہیں: بسم اللہ کے فضائل اور اس کی برکتوں کے سلسلے میں احادیث لکھیں۔ رحمٰن و رحیم کی توضیح اور فرق کو واضح کیا ہے۔ سورۃ الحمد کی تفسیر میں اس سورہ کی اہمیت اور اس کے متعدد ناموں کی تشریح بہت دلپذیر انداز میں پیش کی ہے۔

خاتمہ کی عبارت:

''تم تفسير الجزء الاول من الكتاب العزيز و بتمامه تم المجلد الاول من هذا التفسير الموسوم بينابيع الانوار و يتلوه المجلد الثانى فى تفسير الجزء الثانى انشاء الله تعالىٰ''

جلد دوم:

خط نستعلیق، ۵۳۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

آغاز:

''الحمدلله و سلام على عباده الذى اصطفىٰ اما بعد فهذا الجزء الثانى من تفسير ينابيع الانوار فى تفسير الجزء الثانى من كتاب الله العزيز الجبار.. الخ''

آخر کی عبارت:

''وقد فرغ من تاليفه و تمنقيه بتائيد الله سبحانه و حسن توفيقه احوج المربوبين الى رحمة ربه الكريم محمد التقى بن الحسين بن على جعلهم الله من ورثه جنة النعيم يوم

[1] ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص:۱۱۴۔

الثلثاثلث بقين من شعبان عام اربع و ثمانين بعد الف و مائتين من الهجرة المباركة و يتلوه انشاء الله الجزء الثالث من هذا التفسير المسمٰى بينابيع الانوار فى تفسير الجز والثالث من كلام العزيز الغفار''

تیسری جلد میں ۲۳۷ اوراق ہیں تیسرے پارے کی تفسیر ہے۔

ابتدائی عبارت:

''الحمدلله رب العالمين الرحمن الرحيم مالک يوم الدين اياک نعبد و اياک نستعين و صلى الله علىٰ محمد خاتم النبيين و على اوصيائيه المرضيين.''

اختتامی عبارت:

''قد فرغ مولفه الفقير الى رحمة ربه الكريم محمد التقى بن الحسين بن دلدار على جعلهم الله من ورثة جنة النعيم ضحوة يوم الثلثاء الرابع والعشرين من شهرالله الاصب رجب المرجب عام الف و ماتين و ثمان و ثمانين من الهجرة المقدسه حامد الله سبحانه مصليا على رسوله و اهل بيته''

چوتھی جلد میں ۱۶۳ اوراق ہیں۔

ابتداء کے الفاظ:

''الحمدلله استتماماً لنعمته ولا اله الاالله اخلاصاً لوحوانيته و صلى الله على محمد سيد بريته و على الاصفياء من عترته''

اس جلد کا اختتام سورہ آل عمران پر ہوا ہے۔[1]

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی:

''اپنے انداز اور عملی مباحث کے انداز سے یہ ایک خاصی اہم تفسیر ہے ہر ہر مسئلہ کی پوری توضیح وتشریح کی ہے۔فنی باتوں اور لغوی باریکیوں پر بھی بحث کی ہے۔دوسروں کے اقوال روایات سے بھی مدد لی ہے۔مسائل کی بحثوں میں تفصیلات کو پوری طرح مدنظر رکھا ہے۔[1]''

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''عالم جلیل وفقیہ نبیل سید محمد تقی بن سیدالعلماء سید حسین بن سید دلدار علی نقوی لکھنوی یکی از اعیان تفسیر شیعہ در اواخرقرن سیزدهم هجری می باشد۔[2]''

اس تفسیر میں جابجا علامہ فخر الدین رازی، قاضی عیاض، ابن جریر طبری، ابن حجر مکی، جاراللہ زمخشری اور نیشاپوری کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

سید العلماء سید علی نقی نقوی:

''سب سے بڑا کارنامہ جو تمام علوم وفنون میں آپ کے کمال کا آئینہ بردار ہے وہ آپ کی تفسیر ''ینابیع الانوار'' ہے جس کے تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات کی دو جلدیں معرض تصنیف میں آسکیں جن میں مسائل علم کلام پر دوسرے متکلمین اور بالخصوص علامہ فخر الدین رازی سے رد وقدح میں مضبوط ومستحکم دلائل سے فکری گہرائی کے ساتھ زور بیان کی بھی اعلیٰ مثالیں ہیں۔ یہ دونوں جلدیں خود آپ کے کتب خانہ کے علاوہ جناب آغا ابوصاحب کے کتب خانہ میں بھی ہیں۔ جو اب جامعہ سلطانیہ سلطان المدارس سے تعلق رکھتا ہے۔

۱ ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص:۱۱۱۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۷۵۸۔

جہاں سے میں نے زمانہ طالب علمی میں ایک جلد مستعار لے کر تقریباً ایک مہینے کی قلیل مدت میں اپنے تین شاگردوں کی شرکت کے ساتھ جن میں ایک مرحوم ہو گئے یعنی حکیم سید محمد عسکری عرف پٹن صاحب مرحوم مدیر مجلّہ الرضوان) اور دو بحمداللہ موجود ہیں ایک جناب مفتی جعفر حسین صاحب مجتہد گجرانوالہ اور دوسرے حکیم سید محمد اطہر صاحب ''ممتاز الافاضل'' مدرس مدرسہ ناظمیہ لکھنو اسے اپنے قلم سے نقل کیا ہے جو تقریباً سات سو صفحات کے قریب ہے اور وہ ہم لوگوں کی مشترکہ کوشش کی یادگار کے طور پر بحمداللہ میرے پاس موجود ہے۔[1]''

دیگر آثار علمی:

مرشد المومنین

عباب فی علم الاعراب

شرح مقدمات حدائق

رساله امامت

نخبة الدعوات

حديقة الواعظين

نزهة الواعظين

لمعة الواعظين

رساله فی جواز امامة الفاسق فی نفسه

آداب و فضليت دعا

۱ مجلّہ شعاع عمل خاندان اجتہاد نمبر شمارہ:۹،ص:۴۶۔

شرح تبصرة المتعلمین علامه حلی

غنیة السائلین (فقه استدلالی)

جواب مسئله لدنیه در نجاست طعام اهل کتاب

ارشاد المومنین–مطبوعه سلطان المطابع ۱۲۶۸ھ لکھنؤ[1]

مفتی محمد عباس شوشتری (۱۳۰۶ھ) نے قطعہ تاریخ لکھی:

مولی بوفاته التقی کالمیت	والعلم سراجه بغیر الزیت
یا آل محمد تقی صبرا	قد ایتکم فقیه اهل البیت

۱۲۸۹ھ

[1] تالیفات شیعہ ص:۶۶۔

محمد اخباری، میرزا (م۱۲۸۹ھ)

میرزا محمد اخباری کا شمار تیرہویں صدی ہجری کے ممتاز مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ آپ میرزا امان کے فرزند تھے۔لکھنؤ کے نامور عالم اور صاحب سند محدث تھے۔ بے مثال خطیب وواعظ اور صاحب نظر تھے۔ سلطان العلماء سید محمد طاب ثراہ، سید العلماء سید حسین اور مفتی محمد عباس صاحب سے اچھے تعلقات تھے۔ عراق و ایران کا سفر کیا اور علماء سے اجازے حاصل کئے۔

نواب واجد علی شاہ کے خاص مورد نظر تھے۔ نواب صاحب نے آپ کو کلکتہ بلایا اس سفر میں مرشد آباد، پٹنہ جیسے شہر وقصبوں میں بڑی معرکۃ الآرا تقریریں کیں۔ ۲۹ر رمضان ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء کو لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور میر احسان کے امام باڑے میں دفن ہوئے۔

منیر شکوہ آبادی نے تاریخ کہی ۔

فاضل اخباری وہم زینت بزم عزا	حضرت مرزا محمد آنکہ بدشیوا از بان
زین جہاں شتافت آنکہ جانب جنات عدن	در فراقش خونفشاں گردید چشم دوستاں
سال مرگش در صفاتش نظم کردم اے منیر	عالم اخباری و زوار و پاکیزہ بیان

تفسیر قرآن:

یہ تفسیر جامعیت کی حامل ہے۔علمی نکات تحقیقی مباحث زیر بحث لائے گئے ہیں۔

سید العلماء سید علی نقی نقوی

''اسی زمانہ میں میرزا محمد اخباری نیشاپوری تھے۔ ان کی تصانیف سے بھی ایک تفسیر قرآن ہے[1]۔''

[1] مقدمہ قرآن ص:۱۶۹۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الشیخ الفاضل مرزا محمد بن کاظم علی بن محمد رضا الشیعی الاخباری اللکھنوی احد العلماء المشھورین فی عصره، ولد ونشاء بمدینة لکھنو و قراء العلم علی والده، و علی السید حسین بن دلدار علی الحسینی النقوی النصیر آبادی ثم اللکھنوی و کان مفرط الذکاء جیدالقریحة، جدید الفکر واعظاً مذکراً سافر الی مشاهد العراق.[۱]''

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''عالم بارع میرزا محمد بن عبدالنبی بن عبدالصانع نیشاپوری هندی معروف به "میرزا محمد اخباری" یکی از علمای بافضیلت و از مفسران قرن سیزدهم هجری میباشد۔[۲]''

آپ کی تفسیر قرآن اہم وعلمی نکات پر مشتمل ہے یہ تفسیر سورہ الحمد سے آیہ ۲۸۱ سورہ بقرہ ''واتقوا یوماً'' تک ہے۔ کتب خانہ مرحوم محدث ارموی تہران میں محفوظ ہے[۳]۔

ابتداء:

''نحمدک یا من انزلت علی عبدک الکتاب و نشکرک یا من اکرمت نبیک بانزال القرآن الذی فیه آیات بینات......''

۱؎ نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۴۳۰۔

۲؎ طبقات مفسران شیعہ ص:۷۱۲۔

۳؎ طبقات مفسران شیعہ ص:۷۱۲۔

دیگر آثار علمی:

زهد و تقویٰ در بحث من و سلویٰ

خواتیم الصالحین (فارسی) مطبوعه ۱۲۴۹ھ

نورالاسلام لکشف معنی الطعام[۱]

۱؎ مطلع الانوار ص:۴۵۹، تذکرہ بے بہا ص:۳۴۹۔

امداد علی خان، راجہ (م ۱۲۹۲ھ)

تیرہویں صدی کے مایہ ناز مفسر قرآن راجہ امداد علی خاں بڑے عالم، فاضل، ذی وقار، ذی اقتدار، دیندار بزرگ تھے۔ آپکی ولادت کنتور کے خوشحال معزز خانوادے میں ہوئی۔ آپکے والد ماجد رحمان بخش کنتور کے صاحب اقتدار افراد میں تھے۔

وطن ہی میں نشو ونما ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حکیم سید علی حسن کنتوری سے حاصل کی پھر لکھنو گئے اور وہاں مولانا اعظم علی طاب ثراہ شاگرد جناب غفرانمآب اور شیخ ولی اللہ بن حبیب اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) سے تکمیل کی۔

تفسیر قرآن اور ادبیات سے خاص شغف تھا۔ قرآن شناسی محبوب مشغلہ تھا۔ قرآن مجید کی تفسیر پر مکمل عبور رکھتے تھے۔

عقائد و کلام، فلسفہ و منطق، ادبیات عرب پر غیر معمولی دسترس تھی۔ آپ نے دو تفسیریں لکھیں۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الامير الفاضل امداد على بن رحمن بخش الشيعى الكنتورى، احد الرجال المشهورين، ولد بكنتور سنة ثمان و مأتين والف و قراء بعض الكتب الدرسية على السيد على حسن الحكيم الكنتورى ثم سافرالى لكهنو و قراء اكثر الكتب على الشيخ ولى الله بن حبيب الله اللكهنوى قراء على الشيخ اعظم على تلميذ السيد دلدار على المجتهد و له مصنفات منها ''منهج السداد'' تفسير القرآن و منها تفسير

سورة يوسف بالعربية فى صيغة الاهمال و له شرح الخطبة الشقشقية و شرح على مقامات الحريرى، و رسالة فى المنطق توفى سنة اثنتين و تسعين و مائتين و الف[1]''

۱۔ تفسیر منہج السداد:

یہ تفسیر معرکہ الآرا تفسیر ہے جسمیں مختلف علوم کے ذریعہ آیات قرآنی کی تفسیر قلمبند کی گئی ہے۔

۲۔ تفسیر سورہ یوسف:

یہ تفسیر آپکا علمی شاہکار ہے بلا نقطہ کی ہے اسمیں کہیں بھی کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا گیا جسمیں نقطہ آیا ہو[2]۔

یہ خطی نسخہ ہے۔ اس تفسیر سے مؤلف کی عربی زبان و ادب پر مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

دیگر تالیفات:۔

شرح خطبہ شقشقیہ مولا علی

شرح مقامات حریری

رسالہ فی المنطق

آپکی وفات ۱۲۹۲ھ میں ہوئی۔

---

۱ نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۸۰۔

۲ مطلع انوار ص:۱۱۰، تالیفات شیعہ ص:۲۰۷۔

بندہ حسین (م۱۲۹۶ھ)

تیرہویں صدی کے نمایاں مترجم قرآن ملک العلماء مولانا سید بندہ حسین کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد سلطان العلماء سید محمد اور دادا آیت اللہ سید دلدار علی غفرآن مآب تھے۔

فقہ واصول کا درس والد ماجد اور معقولات کی تعلیم بڑے بھائی مولانا سید مرتضیٰ سے حاصل کی۔ والد ماجد نے علمی صلاحیت دیکھ کر ۱۲؍شوال ۱۲۵۱ھ کو اجازۂ اجتہاد مرحمت فرمایا۔ شیخ محمد حسین مازندرانی، علامہ سید علی تستری حائری نے اجازوں سے نوازا۔ والد کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہوئے حکومت اودھ نے ''ملک العلماء'' کا خطاب دیا، عدالت کی حاضری سے مستثنیٰ تھے، فقہ اصول، فلسفہ، منطق کے علاوہ علم تفسیر میں بھی اعلیٰ مہارت رکھتے تھے[1]۔

۲۹؍جمادی الثانی ۱۲۹۶ھ لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور حسینیہ غفران مآب میں دفن ہوئے۔

ترجمہ قرآن باحواشی:

آپ نے قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کیا اور انتہائی معلوماتی حواشی قلمبند کئے۔ اس ترجمہ کو بی شیریں نے اپنے سرمایہ سے شائع کرایا تھا۔

صاحب تاریخ سلطان العلماء:

''ترجمہ قرآن بزبان اردو مع حواشی برای تقطیع صنائیہ کاغذ پر چھپا۔ جس میں حقائق مذہب اور معارف اسلام کو بڑے سلیقہ سے اپنی مادری زبان میں

۱ مطلع انوار ص:۱۲۸۔

ڈھالا۔ یہ صحیفہ بی شیریں ایک متمول خاتون کے سرمائے سے طبع ہوا۔ میرے ابتدائی مطالعہ کے اقتباسات جلد اول میں موجود ہیں۔ مولانا میر سید علی صاحب قبلہ آپ کے حقیقی چچا کی تفسیر ''توضیح المجید'' کے بعد یہ پہلا شاہکار تھا جو اردو میں منظر عام پر آیا۔ افسوس ہے کہ رف کاغذ نے اوراق کو عمر طبعی سے پہلے بوسیدہ کر دینا شروع کیا اور آج کسی کتب خانہ میں یہ ترجمہ نظر نہیں آتا[1]''

صاحب نزهة الخواطر:

''الشيخ الفاضل بنده حسين بن محمد بن دلدار علی الشيعی النقوی النصير آبای احد العلماء المجتهدين فی الشيعه ولد و نشا بمدينة لكهنو و قراء العلم علی والده و علی اخيه مرتضیٰ بن محمد و لزمهما مدة من الزمان وحصل له الاجازة من والده فلما توفیٰ والده تولی الاجتهاد حسب وصيته[2]''

دیگر آثار علمی:

قواعد المواریث

رسالة الخليليه

تحفة السائلين

۱ تاریخ سلطان العلماء ص:۱۷۰۔

۲ نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۱۰۴۔

مقطوع الید

الصراط السوی

نہج السداد

مواعظ حسینیہ

رسالہ در طعام اہل کتاب[1]

[1] ۲ تذکرہ بے بہا ص:۵۸۰۔

حیدر علی

مولانا سید حیدر علی نے نواب احمد علی خاں بہادر جنگ کے عہد میں فارسی تفسیر لکھی ''عجائب التفسیر وغرائب التنزیل'' اورنواب صاحب کے حضور میں پیش کی اس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رامپور میں شمارۂ ۱۵۳ میں محفوظ ہے خط نستعلیق ہے[1]۔

[1] فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتاب خانہ رضا رامپور ص:۷۔

مترجم (نامعلوم)

قرآن مجید مترجم بحواشی جس کے سرورق پر ۱۲۹۷ھ درج ہے، یہ ترجمہ مطبع عمدۃ المطابع امروہہ سے باہتمام سید علی حسن خان صاحب طبع ہوا تھا۔ آخری صفحہ پر خاتمہ کی عبارت یہ ہے:

''**للہ الحمد و الثنا** '' کہ خالق ارض وسماء است بہ ساعت سعید قرآن مجید، فرقان حمید، مترجم، محشیٰ مذہب امامیہ بہ خط نمط خاکسار عصیار شعار رحیم بخش برتر امروہوی نقل ہوکر بہ مطبع عمدۃ المطابع واقع امروہہ محلّہ دانشمندان بہ اہتمام جناب سید علی حسن خان صاحب مالک مطبع و نیز کارپرداز مطبع طبع ہوکر ہدیۂ مومنین قاریان قرآن مبین ہے۔......''

تاریخ از راقم

بر ترکتاب خالق اکبر بروز سعد مطبوع بہر ور و ثواب عظیم شد
بودم بفکر سال کہ آمد ندائے غیب تاریخ طبع خوب کتاب کریم شد

۱۳۰۱ھ

یہ نسخہ مولانا مسرور حسن صاحب مرحوم کے کتب خانہ مجیدیہ، مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں موجود ہے۔ اس کی اطلاع مولانا مرحوم نے مجھے دی تھی۔

چودہویں صدی ھجری

محمد عباس، شوشتری (۱۳۰۶ھ)

چودھویں صدی کے قابل فخر مفسر قرآن سرکار مفتی محمد عباس کا تعلق خانوادہ علم وادب سے تھا آپ کے جد علامہ سید نعمت اللہ جزائری تھے جن کی اولاد دکن اور لکھنؤ میں آباد ہوئی۔

مفتی صاحب کی ولادت شب شنبہ ربیع الاول ۱۲۲۴ھ/ ۱۸/ مارچ ۱۸۰۹ء کو جناب مولانا سید علی اکبر جزائری کے یہاں لکھنؤ میں ہوئی۔

آپ نے فارسی کا درس والد ماجد سے لیا۔ فقہ، اصول، کلام وعقاید کی تعلیم سید العلماء سید حسین سے اور معقولات کا درس علماء فرنگی محل مولانا عبدالقدوس وعبدالقوی سے لیا اور قابل رشک صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

خداوند عالم نے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ عہد طفلی سے علم وریاضت کا شوق تھا۔ لہو ولعب سے متنفر تھے۔ بارہ سال کی عمر میں ''بنیاد اعتقائد'' (منظومہ) اور چودہ برس کی عمر میں مثنوی ''من وسلویٰ'' لکھ کر ارباب علم کو محو حیرت کیا۔ آپ کی ذہانت، ذکاوت، قابلیت اور بلند فکری خداوند عالم کا خاص عطیہ تھا۔ حاضر دماغی اور اعلیٰ صلاحیت کی بنا پر اساتذہ بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے بالخصوص سید العلماء سید حسین صاحب بے حد محبت کرتے تھے اور اپنی ذمہ داریاں آپ کے سپرد کر دیں تھی۔

۱۲۶۱ھ میں سلطان العلماء سید محمد نے آپ کے فقہی تبحر کے پیش نظر مفتی لکھنؤ نامزد کیا اور بادشاہ نے ''تاج العلماء'' افتخار الفضلاء کے لقب سے نوازا۔ آپ نے قضاوت اور انشاء کے لیے ایک دستور قلم بند کیا جو اودھ کے تمام قاضیوں کو بھیجا گیا۔ استاد مدرسہ، قاضی شریعت ہونے کے باوجود سادگی کا یہ عالم تھا جو لباس مل جاتا تھا وہ پہن لیتے تھے، اچھا لباس محتاجوں کو دے دیا کرتے اور بوسیدہ لباس پہننے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ کھانا جو مل گیا کھا

لیا، گھر کا سودا خود لاتے جبکہ نوکر چاکر سب موجود تھے۔

ہر ایک سے بے تکلف، طبیعت مزاح پسند تھی، ظرافت، تاریخ گوئی اور بذلہ سنجی میں ان کا کوئی جواب نہ تھا۔

فقہی تبحر کا یہ عالم تھا کہ اس وقت لکھنؤ میں فقہ کا بڑا چرچا تھا اور استدلالی فقہ کے اس دور نشاط میں بڑے بڑے فقہاء مسند اجتہاد پر فائز تھے۔ عراق میں ان دنوں حضرات آیۃ اللہ شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام اور حضرت آیۃ اللہ سید علی طباطبائی مراجع تھے۔ جن کی تخلیقات فن استدلال میں حرف آخر تسلیم کی جاتی تھیں۔ مفتی صاحب نے بغیر عراق وایران جائے ہوئے۔ نجفی دبستان اور قمی اسلوب پر ''شریعت غرّا'' جیسی معرکۃ الآرا فقہی تخلیق پیش کر کے فقہ میں ادب کی چاشنی بھری، ہر مسئلہ پر مخالف وموافق آراء وفتاویٰ۔ پھر پر فتوے پر کتاب وسنت واصول فقہ سے استدلال کر کے اپنے مسلک کی تقویت اس قدر جامعیت کے ساتھ پیش کی کہ قاری مطمئن ہو جاتا ہے۔

لطف یہ کہ ایک ایک فن میں متعدد کتابیں لکھیں اور ہر کتاب معیاری اور لاجواب ہے۔ ہر علم وفن کے اساتین سے روابط تھے سب احترام کرتے تھے اور اہم مسائل میں آپ سے رائے لیتے تھے۔ آپ نے ہر موضوع اور ہر فن میں کتابیں تحریر کیں علم ہیئت، فلسفہ، تاریخ، کلام، عقائد تفسیر، حدیث، حساب، منطق، رجال، ادب، میں آپ کے آثار یادگار ہیں۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں آپ کے بہت سے علمی آثار ختم ہو گئے۔ آپ نے ہندوستان کے متعدد اہم شہروں کے سفر بھی کئے جن میں عظیم آباد، کلکتہ، امروہہ، بنارس، کانپور، قابل ذکر ہیں۔ آخری عمر میں مستقل لکھنؤ میں قیام رہا۔ ضعیفی کے باوجود درس موعظہ، تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ غرض کہ ۲۵/ رجب ۱۳۰۶ھ/ مارچ ۱۸۸۹ء کو لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور حسینیہ غفرانمآب کے صحن میں آسودۂ لحد ہوئے۔

سرکار نجم العلماء سید نجم الحسن صاحب جو آپ کے شاگرد رشید اور خویش بھی تھے آپ

کے جانشین بنے جنھوں نے مفتی صاحب کی حفاظت اور اشاعت کی۔

مفتی صاحب کو قرآن اور تفسیر سے خاص شغف تھا۔ تفسیر پر گہری نظر تھی اور وسیع مطالعہ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے چھ تفسیریں قلمبند فرمائیں۔

تفسیر روائح القرآن فی فضائل امناء الرحمٰن:

عربی زبان میں یہ تفسیر آپ کا علمی وادبی شاہکار ہے جو ۱۲۷۸ھ میں مطبع جعفری لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ ۴۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سلطان المدارس اور جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کے کتب خانوں میں محفوظ ہے۔

ابتداء:

نحمدک یا من لا یمنع من کرمه الشامل ولا ینهر عن نهر السائل و نصلی علی نبیک محمد سیدالاماثل المنعوت بالجلائل و زین المسائل و زبدة الرسائل و زینة المحافل و عودة النوازل فی تخریج آیات الفضائل التی ذکر اکثرها فی کشف الحق و نهج الصدق للعلامة الفاضل و تعقبه الفضل الفصول صاحب ابطال الباطل بمالایرضی به....الخ

اس تفسیر میں حضرت امیرالمومنین اور اہل بیت علیہ السلام کی شان میں نازل ہونے والی آیات میں سے ۱۳۱ آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ شاہد مدعا اور مطالب کے ثبوت میں کتب وروایات اور تفاسیر اہلسنت سے استدلال کیا ہے۔

علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''کشف الحق ونہج الصدق'' میں جن آیات سے استدلال کیا اور فضل بن روز بہان نے اس پر جو اعتراضات کئے تھے۔ اس کتاب میں ان اعتراضات کا بھی نہایت لطیف ومسکت جواب دیا ہے۔

اس کے مقدمہ میں دو آیتیں آیات مذکور کی لکھیں ہیں ایک ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' دوسرے ''اھدنا الصراط المستقیم اور نہایت نفیس مطالب درج فرمائے ہیں۔ کتاب کے شروع میں مفصل فہرست مندرج ہے جس سے کتاب کے محتویٰ کا آسانی سے علم ہوجاتا ہے۔

فہرست کے خاتمہ پر مفتی صاحب نے اس کتاب کے اور علامہ حلی کی کتاب کے مابین وجوہ فرق تحریر کرتے ہیں جو نو ہیں:

اس کتاب میں آیات کا بیان بترتیب قرآن مجید ہے اور علامہ حلی نے اس کا لحاظ نہیں فرمایا۔

علامہ حلی نے صرف آیات خلافت پر اختصار کیا ہے اور اس کتاب میں آیات فضائل بھی درج ہیں۔

علامہ حلی نے صرف امیرالمومنین کے متعلق آیات لکھیں ہیں اور اس کتاب میں اہلبیت الطہار کے متعلق بھی آیتیں مذکور ہیں۔

کتاب میں مخالفین کے مذہبی خیالات بھی جابجا اضافہ کئے گئے ہیں۔

علامہ حلی نے صرف ۸۴ آیتیں لکھنے پر اختصار کیا ہے۔

اس کتاب میں جن کتابوں سے مطالب نقل کئے گئے ہیں ان کے اسماء بھی ظاہر کر دیئے ہیں۔

اس کے علاوہ مفصل فہرست ان کتابوں کی مع اسمائے مصنفین بھی درج ہے جن کی تعداد ۱۲۹ ہے آخر میں ان شیعہ کتب کا بھی ذکر ہے جن سے اس تصنیف میں مدد لی گئی ہے۔

کتاب عبارت کی رنگینی اور مضامین کی لطافت اور اشعار آبدرا اور کنایات و استعارات لطیفہ اور نکات ادبیہ اور لطائف عربیہ سے مالا مال ہے۔ کتاب کے متن میں مصنف نے جس قدر مطالب تحریر کئے ہیں ان کے علاوہ جابجا نہایت مفید حواشی بھی تحریر فرمائے جو تحقیقات کا انمول ذخیرہ ہیں۔

۱۲۵۷ھ میں یہ کتاب ۱۱۰ آیات پر ختم کر دی تھی اس کے بعد باقی آیات کا اضافہ کیا اور ۱۲۷۱ھ میں اس کی تکمیل کی۔ ۱۲۷۷ھ میں بفرمائش نظام الملک معین الدولہ نواب سید باقر علی خاں مطبع جعفری میں طباعت کا آغاز ہوا اور ۱۲۷۸ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

اس کا نام اولاً روح القرآن تھا چنانچہ بعض تاریخوں میں بھی یہی نام نظم ہوا ہے اس کے بعد اس کا نام روائح القرآن رکھا گیا۔

کتاب کی عظمت وجلالت اس خط سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو عراق سے اس کے اشتیاق میں آیا تھا۔ مفتی صاحب نے اس کی کچھ جلدیں عراق بھیجیں نجف اشرف میں جب اس کی ایک جلد مرجع عالیقدر شیخ مرتضٰی انصاریؒ صاحب رسائل ومکاسب کے پاس پہنچی تو آپ احتراماً کھڑے ہوگئے اور لے جانے والے کو اپنی جگہ بیٹھایا اور کتاب کو سر پر رکھا اور فرمایا یہ ہمارے سید محمد عباس کا عطیہ ہے جو ہمارے لیے باعث فخر ہے[1]۔

آغا بزرگ تہرانیؒ آپ کی تفاسیر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"تفسیر السید محمد عباس سورۃ یوسف و الرحمن و ق وحسناء عالیۃ المھر سورۃ الدھر وتفسیر آیۃ" و سیجنبھا الاتقی و حواشی القرآن[2]"

تفسیر سورۃ الرحمٰن:

عربی، خطی سورہ رحمٰن کی علمی وادبی تفسیر ہے۔

تفسیر سورۂ ق:

سورہ کی تحقیقی تفسیر ہے جو دقیق وفنی مطالب پر مشتمل ہے۔

۱ تجلیات ص:۲۲۶۔

۲ الذریعہ ج:۴، ص:۳۱۲۔

تفسیر آیۃ سیجنبا الاتقی

عربی، مخطوطہ

تفسیر انوار یوسفیہ

(خطی) عربی زبان میں سورہ یوسف کی تحقیقی تفسیر ہے۔

حسناء عالیہ المہر فی تفسیر سورۃ الدہر

(خطی) فارسی زبان میں سورہ دہر کی تفسیر ہے جس میں اہلبیت کے ایثار کو نمایاں کیا گیا ہے۔

حواشی قرآن:

عربی زبان میں قرآن پر مفید اور معلوماتی حواشی مندرج ہیں۔

دیگر آثار علمی:

شرح الاربعین (حدیث) فارسی، سیف مسلول جامع الاصول (عربی)، نزع القوس من روضۃ الفردوس (عربی) ترصیع الجواہر۔ جواہر سنیہ سے احادیث قدسیہ کا خلاصہ (عربی) جواہر الکلام ملقب بہ انہار الانوار۔ اصول کافی سے احادیث کی شرح لطیف (عربی) التقاط الثالی من الامالی۔ امالی شیخ صدوق سے انتخاب احادیث (عربی) روح الایمان۔ اصول دین سے متعلق چالیس احادیث کی شرح۔

علم کلام

شعلۂ جوالہ: احراق قرآن کے متعلق نادر ولطیف کتاب۔ (عربی)

آتشپارہ ترجمہ شعلۂ جوالہ: (فارسی)

بغیۃ الطالب فی اسلام ابی طالب: (عربی) ایمان ابوطالب کا ثبوت

جواہر عبقریہ رد تحفۂ اثنا عشریہ: باب غیبت امام عصر کا جواب (فارسی)

جواب منتہی الکلام: (فارسی)

روح الجنان فی مطاعن عثمان: (عربی)

دلیل قوی: (فارسی)

مقتل عثمان: (عربی)

رسالہ رجعت

تائید الاسلام: رد عیسائیت (اردو)

مطرفہ فی الرد علی المتصوّفہ: (عربی)

نصر المومنین ملقب بہ مقام محمود: رد یہودیت

درہ بھیّہ در مبحث تقیہ

منابر الاسلام: ۲ جلد

مواعظ لقمانیہ

مواعظ حسنہ

مجالس المواعظ: ۵ جلد (اردو)

فقہ واصول فقہ

شریعت غرا: (فقہ استدلالی عربی)

رشحۃ الافکار فی تحدید الاکرار: (عربی)

اساور عسجدیہ علی مبحث الفوریہ: (اصول فقہ عربی)

استفسار

نور الابصار فی مسائل الاصول والاخبار: (رد اخباریت)

کتاب القضا: (احکام قضا سے متعلق، عربی)

نبراس فی حجیۃ القیاس: (اصول فقہ عربی)

جلجلۃ السحاب فی حجیۃ ظواہر الکتاب: (اصول فقہ میں ہے سید العلماء سید حسین نے تقریظ لکھی ۱۲۶۲ھ)

فوح العبیر فی الاحباط والتکفیر

صفحه الماس فی غسل الارتماس

سماء مدرار فی الاصول والاخبار

روض اریض فی منجزات المریض: (عربی)

معراج المومنین : (فارسی) طهارة، صلوة

بناء الاسلام فی احکام: الصیام: (فارسی)

تحفۂ حسینیه فی حل عبارة من الصومیه: (عربی)

طریق جعفری : مسائل کا جواب (فارسی)

لسان الصباح: تحقیق وقت صبح (عربی)

اقبال خسروی دربیان طهارة و صلوٰة: (اردو)

حواشی دره منظومه: (عربی)

تعلیقه انیقه حواشی شرح لمعه: (عربی)

(صرف ونحو)

توصیف التعریف: وجوه الاستعمال فی صلة الافعال

(علم معانی وبیان وعروض)

رسالۂ عروض: (فارسی) اطلاق الصبی در تحقیق لفظ صبی، رسالہ در معانی و بیان رفع الالتباس عماوقع فی معنی الشعر فی المعیار والاساس

(علم منطق، فلسفہ، ہیئت و ہندسہ)

تعلیقہ حسناء حواشی ملاحسن بر شرح سلم، حواشی شرح سلم، حواشی تحریر اقلیدس رسالہ فارسیہ در منطق، جواب انتقاض انعکاس خاصتین، ترجمہ صدرا حواشی ملاجلال، رسالہ در جواب شبۂ ابن کیمونہ

(ادب)

موجۂ کوثری شرح قصیدہ حمیری، اوراق الذہب، شمع المجالس، ید بیضا قصیدہ امام موسی کاظمؑ، مثنوی جوہر، مثنوی خطاب فاصل در جواب دمغ الباطل، مثنوی آب زلال، مثنوی گوہر شاہوار فارسی، مثنوی بیت الحزن، مثنوی صحن چمن شرح خطبہ شقشقیہ دیوان فارسی ۳ جلد، مثنوی بطرز نان و نمک فارسی، مثنوی من و سلویٰ، کشکول وغیرہ کے علاوہ بہت سی تالیفات ہیں[1]۔

[1] تجلیات مرزا محمد ہادی عزیز، مطلع انوار ص: ۵۵۸، تذکرہ بے بہا ص: ۲۲۶، نزہۃ الخواطر ج: ۸، تکملہ نجوم السماء ج: ۲، تالیفات شیعہ۔

محمد ابراہیم (م ۱۳۰۷ھ)

چودھویں صدی کے گرانقدر مفسر قرآن شمس العلماء مولانا سید محمد ابراہیم، ممتاز العلماء سید محمد تقی کے فرزند تھے۔ خاندان اجتہاد کے نامور عالم اور فقیہ تھے۔ ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۵۹ھ/ ۹ جولائی ۱۸۴۳ء کو لکھنؤ میں متولد ہوئے حکومت اودھ نے اسی دن سے تیس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مولوی کمال الدین سے معقولات اور اپنے والد ماجد سے منقولات کا درس لیا۔

کمسنی ہی سے ذہین اور جید الحافظہ تھے۔ امت مسلمہ کی خیر خواہی اور ۱۸۵۷ء کے بعد بدلتے ہوئے ماحول میں اسلامی زعامت کے فرائض انجام دینے میں بڑے تدبر سے کام لیا۔ ۱۸۸۹ء میں مقدمہ ''خلیفۃ بلافصل'' میں آپ کا بیان بڑی اہمیت کا حامل ہے، بحث کے بعد آپ کے بیان نے مقدمہ کا رُخ بدل دیا اور ایسا فیصلہ ہوا کہ پھر یہ جھگڑا ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔

۲/ جون ۱۸۸۴ء کو آپ کی کوشش سے آصف الدولہ کا امامباڑہ انگریزی فوج سے خالی ہوا اس کے ساتھ ٹیلے والی مسجد جسے انگریزوں نے دواخانہ بنا رکھا تھا آزاد کرائی۔ آصف الدولہ کی مسجد میں نماز جمعہ اور نماز عیدین قائم کی۔

۱۲۹۸ھ میں زیارات کے لیے عراق تشریف لے گئے جناب زین العابدین مازندارانی سید ابوالقاسم طباطبائی، شیخ حسن کاظمینی نے اجازات سے نوازا۔ ایران بھی تشریف لے گئے۔ مشہد مقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے شاہ ایران نے بھی ملاقات کرنا چاہی اور اپنے یہاں مدعو کیا آپ نے قبول نہیں کیا مگر علماء کے اصرار پر آپ نے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے بہت احترام کیا اور الماس کی انگوٹھی تحفہ میں دی وہاں سے قندھار اور

ہرات تشریف لے گئے ہرات میں آٹھ دن اور چار دن قندھار میں قیام کیا امیر نے چار دن تک آپ کی ضیافت کی آپ چمن سے میرٹھ اور میرٹھ سے لکھنؤ آئے اور یہ سفر دو سال میں مکمل ہوا۔

ایک شب آپ نے خواب دیکھا کہ ایک وسیع باغ میں قصر عالی شان بن رہا ہے وہاں ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب رونق افروز ہیں آپ نے پوچھا یہ کس کا باغ ہے ممتاز العلماء نے جواب دیا، اس کی تعمیر تین ماہ بعد ختم ہوگی اور یہ باغ و مکان تم کو دیا جائے گا آپ خواب سے بیدار ہوئے اور فرمایا میری عمر کے تین ماہ رہ گئے ہیں[1]۔

صاحب تکملہ نجوم السماء:

''وی فاضل المعی عالم یلمعی نخبة الفضلاء الکرام زبدة العلماء العظام بوده تحصیل جمله علوم نزد والد ماجد خود نموده وبدرجۂ عالیه رسیده. وبجای والد ماجد خود بر مسند افادات و افتاء زینت بخش شده۔[2]''

تفسیر ظل ممدود:

یہ تفسیر سورہ یوسف ہے جس میں کلامی مباحث پائے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کے والد ماجد جناب ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب نے جو تفسیر بنام ''ینابیع الانوار'' تصنیف فرمائی تھی اس کی تیسری جلد آپ نے تصنیف کی اس کے سلسلہ میں صاحب تذکرہ بے بہا رقمطراز ہیں کہ:

''تفسیر کی تصنیف میں بھی مشغول تھے جناب ممتاز العلماء نے تصنیف شروع

۱ مطلع انوار ص: ۷۷۴۔

۲ تکملہ نجوم السماء ج:۲، ص:۱۲۱۔

فرمائی تھی۔ اس کا نام ینابیع الانوار ہے۔[1]''

تتمہ ینابیع الانوار:

''والد ماجد نے جہاں تفسیر چھوڑی تھی اس کے بعد والی آیت سے آپ نے لکھنا شروع کیا۔ یہ نسخہ کتب خانہ ممتاز العلماء لکھنؤ میں محفوظ ہے''

ابتداء:

''الحمدللہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی محمد و آله الطاهرین''

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی لکھتے ہیں: تفسیر کا اسلوب وہی ہے جو والد کا ہے۔ مثلاً پہلے آیت کی مکمل طور پر تشریح کی۔ اس کے بعد آیات کے خاص نکات ''الفائدہ'' کے عنوان سے پیش کئے ہیں۔ اسی طرح متعدد نکات کو اولیٰ، ثانیۃ، ثالثۃ کے تحت بیان کرتے چلے گئے ہیں۔ حاشیہ پر بھی ضروری مطالب لکھے ہوئے ہیں۔ یہ نسخہ مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جا بجا ترمیم ہوئی ہے۔

خاتمہ کی عبارت:

''و سبب یجب احد هما خارج عنهما کذوج وهو ابن عم و للزوجة اخ اوولد''

میراث سے متعلق آیات کی مکمل تشریح فرمائی ہے۔ ورثاء کے طبقات اور ان کے حصوں کی وضاحت اچھے انداز سے کی۔ مختلف ورثاء کی صورت میں ان کے حصے بھی تحریر کئے ہیں۔ ورثاء کا ذکر الگ الگ عنوان سے کیا ہے۔ ''**میراث الاخوة ذکوراً ام اناثاً**''(بھائی بہن کی میراث کے بارے میں)''**فی میراث الاخوال**''(ماموں کی میراث کے بارے میں)''**فی میراث الاعمام**''(چچا کی میراث) اس طرح تمام

۱ تذکرہ بے بہا ص: ۱۷۱۔

ورثاء کی میراث کا ذکر موجود ہے۔مگر افسوس کہ یہ کاوش بھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکی[۱]۔

دیگر تالیفات:

امل آمل

بارقۂ ضیغمیہ (بحث متعہ)

نورالابصار فی اخذالثار (احوال مختار)

یواقیت و در رفی التماثیل والصور

شمعہ فی احکام الجمعہ،

کتاب المسائل

بضاعۃ مزجاۃ حاشیہ بر مسالک الافہام (کتاب بیع)

تحف المومنین

دعائم الایمان فی اصول الدین[۲]

۱ ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں ص:۱۱۹۔

۲ تالیفات شیعہ ص:۲۰۷۔

احمد نذر، امروہوی (م ۱۳۱۰ھ)

چودھویں صدی کے اہم مفسر قرآن مولانا سید احمد نذر کی ولادت محلّہ سٹھی امروہہ میں ہوئی۔آپ کے والد سید جعفر نذر امروہہ کے ارباب علم وفضل میں تھے۔تعلیمی مراحل امروہہ ہی میں طے کئے علم جفر میں مہارت تھی اور خوشنویسی میں بھی مہارت رکھتے تھے اور یہ فن حد کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ایک عرصے تک مرادآباد منصفی میں بعہدۂ ناظر ملازم رہے اوراس کے بعد ریاست رامپور میں ملازم ہوئے۔آپ امروہہ کے مشہور عمائدین میں شمار کئے جاتے تھے۔

آپ نے ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں وفات پائی[۱]۔

مشہور مورخ سید رحیم بخش لکھتے ہیں:

''یہ پیش نماز صاحب علم ذی کمال تھے۔علم جفر میں آگہی حاصل تھی۔خوش نویس اچھے تھے۔ان کا زہد وتقویٰ اس درجہ پہنچا ہوا تھا کہ بحالت نہ ہونے درجہ اختتام علوم کے مذہب شیعہ میں پیش نمازی کرتے تھے[۲]۔''

تفسیر انتخاب روح الجنان:

یہ آپ نے علامہ جمال الدین ابوالفتوح الحسین بن علی بن محمد نیشاپوری کی تفسیر ''روح الجنان وروض الجنان'' کا خلاصہ فارسی زبان میں ہے۔

یہ نسخہ رامپور رضا لائبریری میں موجود ہے۔اس کی کتابت ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔خط نستعلیق ونسخ عمدہ میں لکھا ہوا ہے۔

۱ تذکرہ علماء امروہہ ص:۵۵۔

۲ تواریخ واسطیہ ص:۲۷۴۔

علی محمد، تاج العلماء (۱۳۱۲ء)

مولانا سید علی محمد، سلطان العلماء سید محمد کے فرزند اور حضرت مولانا سید دلدار علی غفرانمآب کے پوتے تھے۔ آپ کی ولادت ماہ شوال ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ والد بزرگوار اور اس دور کے جید علماء سے کسب فیض کیا اور فقہ، اصول، عقائد و کلام میں مہارت حاصل کی اور درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ فن مناظرہ میں ملکہ حاصل تھا۔ یہود و نصاریٰ سے مناظرہ کرنے کے لیے عبرانی زبان سیکھی کتب ماسبق کا بھی گہرا مطالعہ تھا۔ حسام الاسلام سید نثار حسین صاحب سے شیخ محمد علی شیخی کا مناظرہ حیدرآباد دکن میں ہوا۔ دکن والوں نے علماء لکھنؤ سے جوابات مانگے وہ جوابات نجف و کربلا علماء کی خدمت میں بھیجے گئے ان علماء نے تاج العلماء سید علی محمد کے جوابات کو بہت سراہا اور تعریف کی۔

سلطان العلماء کی وفات کے بعد آپ عراق تشریف لے گئے۔ اس وقت آیۃ اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی، ملا حسین اوردکانی، آقای حسین شہرستانی، آقای سید علی طباطبائی، وغیرہم نے ۱۲۸۵ھ میں پندرہ اجازے عطا کیے۔

قرآن شناس میں دقیع مطالعہ تھا اور تفسیر قرآن پر عبور رکھتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں کئی آثار علمی چھوڑے۔

ترجمہ قرآن:

یہ ترجمہ بغیر متن عربی دو جلدوں میں ۱۳۰۴ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ ترجمہ سلیس و رواں ہے جب کہ وہ دور فارسی زبان کا تھا مگر آپ نے اس زمانے میں قرآن

مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے اردو ادب میں اضافہ کیا۔ اس دور میں اردو زبان میں کتاب لکھنا علماء کی شان کے خلاف سمجھا جاتا تھا مگر آپ نے ہمت کی اور اس اہم کام کو انجام دیا جسے عوام نے پسند کیا۔ یہ ترجمہ کتب خانہ عمدۃ العلماء غفرانمآب لکھنؤ میں موجود ہے۔

دُرِّ بی بہا تفسیر سورہ دہر:

یہ تفسیر ۱۳۱۰ھ میں مطبع اثنا عشری دہلی سے شائع ہوئی۔ اس تفسیر میں سورۂ دہر کی آیات کے اسرار و رموز اور علمی نکات بیان کیے گئے ہیں ایک ایک آیت کی تفسیر انتہائی فکری انداز میں پیش کی ہے اور آیات کے ذیل میں فضائل اہلبیت بیان کیے ہیں۔ یہ تفسیر رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

تفسیر احسن القصص:

یہ عربی زبان میں سورہ یوسف کی تفسیر ہے جو مطبع صبح صادق عظیم آباد سے شائع ہوئی۔ ۸۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

تفسیر میں سورہ یوسف کے اہم موضوعات پر علمی بحث کی ہے۔ انبیاء کے علم غیب، عصمت انبیاء، اور اثبات نبوت کو ادلہ سے ثابت کیا ہے۔ نبوت کے سلسلے میں یہود و نصاریٰ کے اعتراضات کے مسکت جوابات انہیں کی کتابوں سے دیے ہیں جا بجا عبرانی کتابوں کی عبارتیں اور ان کے حوالے موجود ہیں۔ اس سے آپ کی عبرانی زبان پر قادر الکلامی کا اندازہ ہوتا ہے۔

سورہ یوسف کو احسن قصص کہنے کی وجہ اور اس کے اخلاقی پہلوؤں پر بھرپور بحث کی ہے۔

یہ تفسیر ۱۱/ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۶ء کو مکمل ہوئی اور رضا لائبریری رامپور میں

موجود ہے۔

دیگر تالیفات:

شرح خطبہ شقشقیہ

رسالہ قاسمیہ درعقد جناب قاسم

تحقیق عجیب درعدم ضمان طبیب

رسالہ مھدویہ

خطاب فاضلی (حلیت قلیان)

موعظۂ جونپوریہ

شرح رسالۂ ذخیرہ

موعظہ اکبرپوریہ

رسالہ مکیہ

موغطہ عظیم آبادیہ

تحفۃ الواعظین

عید کا چاند

رسالہ درفن تجوید

ترجمہ الفیہ شہید

ارشاد الصائمین

رسالہ عروض وقوافی

شرح رسالہ زبدہ (عربی)

طرائف الظرائف

حاشیہ زبدۃ الاصول

متن متین (فقہ عربی، غبار مفطر صوم ہے)

نخبۃ الدعوات

رسالہ عدیمۃ المثال (جواز تصویر عکسی)

مثنوی غرّہ منظومہ

اثنا عشریہ

عجالیہ

ترجمۃ الصلوٰۃ

رسالہ مفردہ ہندیہ

تعلیم الاطفال

نور کا تڑکا ترجمہ دعائے صباح

لیلیہ تعلیق انیق (عربی)

الدر الثمین فی نجاسۃ العنسلات

احتجاج علوی

رد پادری عماد الدین

زاد قلیل (عربی کلام)

رسالہ ساعتیہ

رسالہ عدم جواز جہاد در غیبت امام

وفات:

علم و فقاہت کا یہ آفتاب جمعہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء کو لکھنؤ میں غروب ہوا اور حسینیہ غفرآنمآب میں والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے[1]۔

۱ مطلع انوار ص: ۳۶۵، تکملہ نجوم السماء، تذکرۂ بے بہا ص: ۲۴۱، نزہۃ الخواطر ج: ۸، تالیفات شیعہ

ناصر حسین، جونپوری (م ۱۳۱۳ھ)

چودہویں صدی کے ممتاز مفسر قرآن مولانا ناصر حسین جونپوری مولانا سید مظفر حسین جونپوری کے فرزند تھے۔ ۱۲۵۴ھ/ ۱۸۳۸ء میں متولد ہوئے ملا محمد حفیظ (م ۱۱۲۸ھ) مفتی جونپور کی ساتویں پشت میں تھے۔ تعلیم و تدریس میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کے درس میں بڑی تعداد میں طلاب شرکت کرتے تھے۔ ابتداء میں منطق و فلسفہ کا درس دیا آخر میں ادبیات اور فقہ کی تدریس کرنے لگے۔ مدرسہ ایمانیہ جونپور نے آپ کی سرپرستی میں ترقی کی۔ سادہ لباس پہنتے تھے منبر پر جاتے وقت عبا پہن لیتے تھے تصنع اور تکلف سے نفرت تھی ناموری سے دور۔ جامع معقول و منقول عالم تھے۔

مولانا گلشن علی کجگانوی اور تاج العلماء علی محمد صاحب سے فقہ کی تعلیم حاصل کی معقولات کا درس مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی سے لیا۔ مفتی محمد عباس صاحب سے بھی استفادہ کیا۔ شعر و ادب پر قدرت تھی عربی نظم میں ملکہ حاصل تھا[1]۔

صاحب تکملہ نجوم السماء:

’’بعدش تکمیل فقه از مولانا سید تقی مجتهد العصر لکهنوی کرد و در جمیع علوم عقلی و نقلی بهرهٔ وافی برداشت و گنجینهٔ دلش از نفوذ علوم مملو گشت و بر مماثل و قران خود بلند پایگی یافت۔ اگرچه کمند متاع علوم بدست دارد فامّا بر علم صرف و نحو و بلاغت و فقه بنحوی توجه گماشت که فردی از افراد مشاهیر گشت[2]۔‘‘

۱ مطلع انوار ص: ۶۵۷، شیراز ہند تاریخ جونپور ص: ۳۷۔

۲ تکملہ نجوم السماء ج: ۱، ص: ۲۷۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الشيخ الفاضل ناصر حسين بن مظفر حسين الحسينى الشيعى الجونفورى احدالفقهاء الشيعة، ولد و نشاء بجونفور و قراء بعض الكتب الدرسية على مولانا سخاوة على الجونفورى و بعضها على الشيخ عبدالحليم بن امين الله الانصارى اللكهنوى، ثم لازم الشيخ گلشن على الشيعى الجونفورى واخذ عنه الفقه والكلام على مذهب الامامية ثم سافرالى لكهنو و اخذ عن السيد محمد تقى مجتهد الشيعة و سافر الى الحرمين ثم الى مشاهد العراق فحج وزار و رجع الى الهند.[1]''

۱۴؍رجب ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء میں رحلت فرمائی اور خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

ا. ایجاز التحریر در آیۂ تطہیر: مطبوعہ

اس اردو تفسیر میں آیت تطہیر ''انما يريدالله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت يطهر كم تطهيرا '' کی محققانہ تشریح کی گئی ہے اور اس آیت کے مصادیق کی نشاندہی کتب معتبرہ سے کی ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ آیت اہل کساء کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

دیگر آثارِ علمی:

عبرات العیون (مطبوعہ مقتل)

ا نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۵۰۸۔

نظر النذور

حل الضابط (تهذيب المنطق کی شرح اردو)

شرح زبدة الاصول (اردو)

ناصر الادب

رونق الصلوٰة

رشق النبال (مناظره اردو)

رساله در رد اخباريت

علم الادب

رساله در باری نجاست مشرکين.

محمد حسین قلی خان، کانپوری (م ۱۳۲۰ھ)

چودہویں صدی کے اہم مترجم قرآن نواب محمد حسین قلی خاں کا تعلق کانپور کے باوقار خانوادے سے تھا۔ آپ کے والد بزرگوار مہدی قلی خاں اور دادا منصور علی خاں کانپور کے نامور اہل علم وفضل میں سے تھے۔ محمد حسین قلی خانصاحب قومی و دینی خدمات میں بہت زیادہ منہمک رہتے تھے۔ مذہب اسلام کی سربلندی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

آپ نے دیکھا کہ تورات اور انجیل کے ہندوستانی زبان میں ترجمے ہوگئے اور لوگ پڑھکر عیسائیت اور یہودیت کی طرف مائل ہورہے ہیں تو آپ سے رہا نہ گیا اور عہد کیا کہ قرآن مجید کا آسان ترجمہ ہندوستانی زبان میں کروں گا کہ لوگ قرآن کریم کی طرف راغب ہوں اور قرآن شناسی عام ہو۔ آپ نے اس ارادہ کا تذکرہ تاج العلماء سید علی محمد طاب ثراہ سے کیا۔ آپنے انکی بھرپور تائید کی۔ غرضیکہ یہ علمی کارنامہ منظر عام پر آیا اور بہت مقبول ہوا۔ آپ کی وفات ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں ہوئی۔

اردو ترجمہ قرآن شریف:

یہ ترجمہ لکھنؤ محلّہ وزیر گنج سے پہلی محرم ۱۳۰۲ھ/۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو مطبع اثنا عشری سے شائع ہوا جو کہ ۶۹۷ صفحات پر مشتمل بغیر متن عربی کے ہے[1]۔

غرض ترجمہ:۔ مترجم نے غرض ترجمہ اسطرح تحریر کی۔

امابعد! بندہ خاکسار.................کہتا ہیکہ اس زمانے میں ازبس کہ ترجمہ تورات اور زبور اور انجیل کوشش سے پادریوں کے ہر زبان میں مشہور ہوگئی ہیں اور ہر شخص انکے مضامین سے کامیاب ہوتا تھا اور فاضل معاصر سید احمد خاں صاحب بہادر نے بھی ایک

۱ تالیفات شیعہ ص:۱۹۱۔

ترجمہ بلکہ تفسیر بطور خود کرکے ہوا و ہوس سے جابجا تحریف معنوی فرمائی تھی اور عبارت آرائیوں سے انکے اکثر عوام کالانعام گمراہی میں پھنسے تھے اور اب تک جو ترجمے قرآن شریف کے اھلسنت میں ہوئے تھے وہ مطلب خیز نہ تھے اسوجہ سے کہ لفظوں کا لحاظ ان ترجموں میں زیادہ تھا اور معنوں سے چنداں بحث نہ تھی.................لہٰذا مناسب یہ معلوم ہوا کہ معارضہ میں اہل کتاب اور سید احمد خاں صاحب وغیرہ کے ایک معنوی ترجمہ قرآن شریف کا کیا جائے کہ اسمیں فقط ہر آیت کے معنی سے کام رہے اور ترجمہ لفظی سے قطع نظر کی جائے۔

سورہ الحمد کا ترجمہ

نام سے اس خدا کے جو ترس کھانے والا مہربان ہے۔

ہر ایک تعریف اس خدا کیلئے ہے کہ جو پالنے والا دنیا بھر کا ہے۔ ترس کھانے والا مہربان ہے۔ بادشاہ ہے قیامت کے دن کا۔ تجھ ہی کو پرستش کرتے ہیں ہم۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ ثابت رکھ ہمیں سیدھے ڈھرّے پر۔ ڈھرّے پر ان لوگوں کے کہ نعمت دی تو نے جنھیں نہ ڈھرّے پر ان کے جن پر غضب ڈھایا گیا اور جو بھٹکے ہوئے ہیں۔

ترجمہ معنی خیز کیا گیا ہے آزاد ترجمہ سے احتراز کرتے ہوئے کوشش کی ہے کہ قاری کو عبارت آرائی میں نہ الجھایا جائے شروع میں تاج العلماء مولانا سید علی محمد طاب ثراہ کی تقریظ مندرج ہے یہ ترجمہ رضا لائبریری رامپور میں راقم کی نظروں سے گذرا۔

مطاہر حسین، فرقانی، امروہوی

امروہہ کے علماء وادباء میں نامور نام مولانا سید مطاہر حسین فرقانی کا ہے۔

آپکی ولادت رجب المرجب ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۵ء کو امروہہ میں ہوئی۔ آپ کو ابتدائی سن شعور سے تحصیل علوم وفنون کا شوق رہا۔ والد ماجد کی ادنی توجہ آپکی رسا طبیعت کے روز افزوں رجحان نے بہت کم عرصہ ہی میں علوم و معارف کے جواہر وخزائن آپکے سینے میں مخزون و ودیعت کردیئے۔

ابتدائی تعلیم حسب دستور گھر ہی پر ہوئی۔ پھر مقامی اسکول میں تعلیم حاصل کر کے علوم عربیہ و فارسیہ کی تحصیل کے شوق میں مدرسہ نور المدارس میں مولانا حاجی مرتضیٰ حسین طاب ثراہ کی شاگردی سے مشرف وممتاز ہوئے۔ اور کچھ عرصہ دار العلوم سید المدارس میں سرکار مولانا سید محمد مجتہد کی زیر نگرانی حصول علم کیا پھر اسکے بعد منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں سرکار یوسف الملت مولانا یوسف حسین صاحب سے کسب فیض کیا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد تعلیم وتعلم میں مصروف رہے اور محلّہ دانشمندان امرہہ میں ۱۹۲۶ء میں مدرسہ تاج المدارس کی بنیاد رکھی اور اسکے صدر مدرس ہوئے۔ مگر کچھ عرصے بعد یہ درسگاہ بند ہوگئی۔

آپ ایک مدت تک انجمن معراج المومنین کے جنرل سکریٹری رہے اور اس انجمن کا نام تبدیل ہونے کے بعد انجمن تشئید الاسلام کے صدر منتخب ہوئے۔ امروہہ کی مایہ ناز و قابل فخر انجمن اصلاح معاشرہ کے رکن رکین ہونے کے علاوہ انجمن تنظیم المومنین امروہہ اور شیعہ آرٹس اسکول امروہہ کے بھی معاون رہے۔ پاکستان جانے کے بعد ایک عرصہ تک سندھ مدرسے میں درس وتدریس میں مشغول رہے۔ شاعری میں صاحب دیوان تھے آپنے

بچپن میں جو اشعار کہے اس دیوان کا نام خیابان طفولیت رکھا۔ آپ نہایت وسیع الاخلاق، متواضع شگفتہ رو، زندہ دل، خوش طبع، صاحب فہم وذکا تھے[۱]۔

عربی فارسی پر کامل عبور تھا۔ تحریری خدمات کا بہت شوق تھا۔

ترجمہ تفسیر اصفیٰ:

آپنے تفسیر اصفیٰ کا نہایت سادہ اور سلیس ترجمہ کیا جسے مقبولیت عام حاصل ہوئی۔ اس ترجمہ سے اردو تفاسیر میں ایک معلوماتی ومختصر تفسیر کا اضافہ ہوا[۲]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''مترجم آن سید مطاهر حسین امروهوی مدرس تاج المدارس هندوستان امروهه می باشد. این اثر که ترجمه از تفسیر فیض کاشانی است۔[۳]''

دیگر تالیفات:

معین اللغات مجموعه عربی، فارسی، ترکی

مسائل و احکام

خیابان طفولیت دیوان اردو

دستور الحکماء (فلسفه)

پروانهء جنت

---

۱ تذکرہ علماء امروہہ ص:۱۹۰۔

۲ الذریعہ ج:۴، ص:۸۹۔

۳ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۱۳۔

معلم الاخلاق

وسیلۂ نجات (مجموعه کلام)

رهبر منطق

ترجمه مثنوی مولانا روم

ذکر شعراء امروهه

نحو میر (منظوم)

کلیات فارسی

کلیات اردو

تحفة المومنین

ابوالقاسم، حائری (م۱۳۲۴ھ)

برصغیر کے نامور مفسرین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء کوفرخ آباد یوپی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد سید حسین کشمیرالاصل تھے جوقم ایران سے کشمیر منتقل ہوگئے تھے۔

مولانا ابوالقاسم نے لکھنؤ میں سلطان العلماء سید محمد اور سید العلماء سید حسین سے کسب علم کر کے فقہ، اصول، عقائدوکلام، تفسیر وحدیث میں مہارت حاصل کی۔

نواب رضا علی خاں قزلباش آپ کے زہد وتقویٰ سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور اپنے ساتھ لاہور لے گئے۔ مولانا کے لاہور جانے کے بعد لاہور میں مذہبی وعلمی سرگرمیاں شروع ہوگئیں۔ موچی دروازے میں مسجد ومدرسہ قائم ہوا۔ طلباء کے قیام وطعام کا معقول انتظام کیا گیا۔ آپ درس وتدریس کے علاوہ موعظہ بھی فرماتے تھے۔ جسے سننے بڑی تعداد میں شہر کے اہل علم وامراء آتے تھے۔ آپ کے فیوض وبرکات سے پنجاب میں علوم اہلبیتؑ کی ترویج ہوئی اور لوگ شیعیت سے متعارف ہوئے۔

مولانا نے حج وزیارت کا سفر کیا اس سفر میں وہ شیخ مرتضٰی انصاری اور علامہ اردکانیؒ کے درس میں شریک ہوئے اور ان بزرگوں سے اجازے حاصل کئے۔

آپ بہت بااخلاق اور خوش مزاج تھے۔ اس لیے نیچری، عیسائی، آریہ، یہودی، اور مختلف فرقے اور مختلف عقائد کے افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے شکوک وشبہات دور کرتے تھے۔

۱۴ر محرم ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو رحلت فرمائی اور کربلا گامے شاہ لاہور میں آسودہ لحد ہوئے۔

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''مولانا سید ابوالقاسم بن سید حسین رضوی مقیم لاهور یکی

از اعیان تفسیری قرن چهاردهم می باشد او یکی از مروّجان مذهب شیعه در شبه قاره هند بوده. و دارای آثار و تالیفات سودمند و متعددی می باشد۔[1]''

آپ کو قرآن کی تفسیر سے گہرا لگاؤ تھا ہر وقت مطالعہ قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا علمی شاہکار تفسیر قرآن ہے۔

تفسیر لوامع التنزیل:

یہ تفسیر برصغیر کی مایہ ناز علمی، تحقیقی، کلامی تفسیر قرآن ہے۔ ماہ رجب ۱۳۱۳ھ میں مکمل ہوئی۔ فارسی زبان میں ہر پارہ کی الگ تفسیر ہے۔ آپ نے بارہ جلدیں تحریر کیں تھیں کہ زندگی نے وفا نہیں کی جس کی باقی جلدیں آپ کے فرزند جلیل مولانا سید علی حائری نے ۲۷ر جلدوں تک پہنچایا۔ یہ تفسیر ۱۳۲۵ھ میں لاہور سے شائع ہوئی ہر جلد پر علماء اعلام کی گرانقدر تقاریظ مندرج ہیں جن میں اس تفسیر کی اہمیت پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

آیۃ اللہ العظمیٰ میرزا محمد حسن شیرازی تحریر فرماتے ہیں۔

''لوامع التنزیل و سواطع التاویل الحاوی لمعالم التفسیر والتاویل والمتحوی لغرر الفوائد والمتضمن لدرر المقاصد فما اتقن مبانیه و اَرّق معانیه واحسن نظامه واحکم قوامه حیث انه اجتنی اثمارها من الغارس العلوم والحکمة و ازهار من ریاض النبوة والامامة موشحه بالمناسبات ذوقیه و محلاة بالدفائق العقلیه اللهم اجعل سعیه مشکورا''

[1] طبقات مفسران شیعہ ص: ۸۲۰۔

آیت الله فاضل اردکانیؒ:

''خداوند مؤلف جلیل را به پاس تلاش و کوشش سختی که در تحقیق حقایق قرآنی و کشف دقائق تاویل آن انجام داده اند خیر واجر عنایت فرماید مطالب کتاب که جز از خامۂ دانشوران برجسته نخواهد تراوید عقلها را مبهوت می کند''

آغاز جلد اول:

الحمدلله الذی لا یقال هو ولا کیف هوولا حیث هوالا هو فمن قال هو وهو هیتاء الهویة... الخ

پہلی جلد میں تقریباً ۳۵ر صفحات پر تیس عناوین کے تحت علوم قرآن اور اصول تفسیر قرآن پر استدلالی بحث کی گئی ہے۔ تفسیر کے منابع کے سلسلے میں تقریباً ۲۲ر کتب عام از شیعہ وسنی استفادہ کیا گیا ہے۔

اسلوب تفسیر

اولاً کسی بھی آیت کو لغت کے ذریعہ حل فرمایا اہل لغت نے جتنے بھی معانی نقل کئے ہیں انھیں آپ نے ذکر کیا پھر اس کے بعد دیگر مفسرین کے نظریات نقل کر کے استدلال کے ذریعہ آیت کی مکمل وضاحت فرمائی۔

اس طرح یہ تفسیر علمی، تحقیقی، تاریخی، کلامی تفسیر ہے۔ جس میں مختلف علوم کا سہارا لیا گیا ہے۔

صاحب علماء معاصرین:

''تفسیر التنزیل تفسیر مفصل و مبسوطی است مشتمل بر ۳۰ جلد، محتوی بر تحقیقات شریفه و مطالب مهمه و احوال علماء

اخیار و اخبار ائمہ الاطہار می باشد۔[1]

صاحب نزہۃ الخواطر:

''السید الفاضل ابو القاسم بن الحسین بن النقی بن ابی الحسن بن محمد القمی الکشمیری ثم اللاهوری، احد علماء الشیعة الامامیة، کان من نسل موسیٰ المبرقع علیه و علی جده السلام، ولد بفرخ آباد سنة تسع و اربعین و مائتین بعد الالف و اشتغل بالعلم من صباه و قراء بعض الکتب الدرسیة علی اهل عصره ثم لازم دروس السید محمد بن دلدار علی النصیر آبادی المجتهد بلکهنو و اخذ عنه الفقه والاصول و الکلام والحدیث و اجازه السید محمد المذکور و ابن اخیه السید نقی، ثم سافر للحج والزیارة فلما و صل الی لاهور سکن بها عند النواب علی رضا خان الشیعی اللاهوری.''[2]

دیگر تالیفات:

شرح تبصرةالمتعلمین (عربی، قلمی)
تعلیقه بر شرح میر عبدالوهاب (قلمی)
جنة الواقیه ۲ جلد(اصول و فروع قلمی)

---

۱ علماء معاصرین ص:۸۵۔

۲ نزہۃ الخواطر ج:۸،ص:۹۔

ناصرالعترة الطاهره (فارسی)
برهان المتعه (فارسی)
البشریٰ شرح مودة القربیٰ ۲ جلد(فارسی)
حقائق لدنی شرح خصائص نسائی (فارسی)
حجج العروس (عربی)
سیادة الساده در انساب
تجرید المعبود (فارسی)
ابطال تناسخ (فارسی)
جواب لا جواب (اثبات عزداری فارسی)
نفی الجبر مناظره
نفی رویت الله جواب العین در وجه کسوفین (فارسی)
ارکان خمسه (فقه) برهان البیان در آیة استخلاف (فارسی)
بحث قبله
زبدة العقائد
خلاصة الاصول وغیره۔[1]

---

۱ مطلع انوار ص:۶۵، تالیفات شیعہ ص:۲۰۷۔

محمد محسن، زنگی پوری (م ۱۳۲۵ھ)

سرزمین زنگی پور علم وادب کی وہ بستی ہے جہاں ہر دور میں بلند مرتبہ علماء وفقہاء منصۂ شہود پر ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ انھیں میں سے حضرت مولانا سید محمد محسن کی ذات گرامی ہے جن کی ولادت ۱۵ رمضان المبارک ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۶ء میں زنگی پور میں ہوئی۔ والد ماجد سید محمد حسین صاحب تھے۔ وطن ہی میں مولانا محمد علی صاحب اور مولانا علی حسین صاحب سے کسب علم کیا پھر کلکتہ مٹیا برج جا کر قائمۃ الدین مرزا محمد علی صاحب سے تکمیل علوم عقلیہ و نقلیہ کیا۔ جناب قائمۃ الدین اپنے اس شاگرد کو بیحد چاہتے تھے اور مثل فرزند سمجھتے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد قائمۃ الدین نے تدریس کا حکم دیا۔

آپ بڑے ذہین اور ذکی تھے تکمیل علوم کے چند روز بعد نواب واجد علی شاہ کی حضوری میں طلبی ہوئی اور حکم ہوا کہ جس کتاب کا بادشاہ ترجمہ کریں اس میں بغرض اصلاح ترمیم فرماسکتے ہیں اور سو روپیہ ماہوار مشاہرہ مقرر ہوا۔ بادشاہ کی حیات تک وہیں رہے اور ''اکلیل العلماء'' کا خطاب ملا۔ بادشاہ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ ماہ مبارک رمضان میں بادشاہ کے سامنے لعاب دہن پھینکنے کی ضرورت ہوئی لیکن آداب شاہی مانع ہوا بادشاہ نے محسوس کیا حکم ہوا کہ اگالدان مولانا کے سامنے رکھا جائے۔ اور یہ امر ناگوار طبع شاہی نہ ہوا بادشاہ نے مرنے سے ایک روز پہلے آپ کو بلایا اور دونوں ہاتھ گردن میں ڈال کر روئے اور فرمایا کہ میں نے اسی دن کے لیے آپ کا ساتھ دیا تھا آج آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور میری تجہیز وتکفین آپ ہی انجام دیجیے گا۔

رجوع الی اللہ اور تقویٰ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ نماز ودعا میں بہت زیادہ گریہ کرتے تھے اور خوف الٰہی سے بے چین رہتے تھے۔ دعائیں ایسے رجوع قلب اور دردناک

گریہ آمیز آواز سے پڑھتے سننے والا بھی متاثر ہوجاتا تھا۔ دو بجے شب ہی سے نماز تہجد وادعیہ طلوع آفتاب تک پڑھتے تھے۔ مجلس عزا کی زینت تھے نام امام حسین علیہ السلام آتے ہی رقت طاری ہوجاتی تھی۔ ۱۳۱۴ھ میں عتبات عالیات سے واپسی پر امامباڑا شاہی سبطین آباد مٹیا برج میں ایک سودس روپیہ ماہوار کے متولی مقرر ہوئے مگر شاہزادگان نے مجالس میں سوزخوانی موقوف نہیں کی تو آپ تولیت سے مستعفی ہوکر وطن چلے آئے۔

تین بار حج وزیارت سے مشرف ہوئے آپ کے علم وفضل زہد وتقویٰ کو دیکھ کر آیۃ اللہ مرزا حسین شہرستانی نے بلا طلب اجازۂ اجتہاد عنایت کیا۔ آپ شہرت وناموری سے دور تھے۔ تصنیف وتالیف کا بہت شوق تھا۔ سفر وحضر میں بھی پابندی سے وقت مقرر پر لکھتے تھے۔ درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ آپ کے تلامذہ کی طویل فہرست ہے۔ عربی نثر ونظم پر مکمل عبور تھا۔ آپ کا شمار کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے۔

تفسیر ''مصباح البیان فی تفسیر سورۃ الرحمٰن''

جو آپ نے عربی میں تصنیف کی یہ تفسیر علمی مفاہیم ومطالب پر مشتمل ہے۔[1]

دیگر تالیفات:

العذب المعین شرح اربعین (عربی)
مشکوۃ المصباح شرح دعائے صباح (عربی)
جواب فاخرہ (عربی)
فوح العبیر شرح جوشن صغیر

۱ مطلع انور ص: ۵۹۴، گوہر منثور۔

جواهر التاج در قصص معراج

نسیم الصباح فی کلمة النکاح

التحفة اللمعة فی صلوٰة الجمعة

فوائد محسنیه

حاشیه شرائع الاسلام

رشیقۂ انیقه در بحث زکوٰة

بهجۂ مونقه

اجوبه رشیقه در اسٔله دقیقه

السحر الحلال (عربی)

الایات البینات (عربی)

قصیدۂ محسنیه نفعه عنبر یه فی الصلوٰة الخیر البریة

تحقیق انیق در کذب و لغو

ماءِ سکوب فی شرح الذنوب

در مکنون در حال یوشع بن نون

روح الیقین

نزهة المتقین در نماز شب

عمدة الذخائر در بیان صغائر و کبائر

مثنوی

تحفة الاتقیاء در متعه

هدیه بهیه در حج

ازهار التنزیل در وجه سور قرآنیه

خیر البضاعة در احکام رضاعت، مصباح الهدیٰ

رساله عدیم النظیر در جنت و سعیر

ضیاء الشمس فی مسائل الخمس[1]

آپ کی وفات ۲۸؍شعبان ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کوزنگی پور میں ہوئی اور وہیں آسودۂ لحد ہوئے۔مولانا محمد لطیف نے تاریخ نظم فرمائی۔

دلیلیکه واضح از و زاه شد فقیهه که مثلش زمانه ندید

ز مصباح علمش منور جهاں ز خورشید رویش ضلالت بعید

شود با محمد چو محسن قریں بود حاصل اسم حبر فرید

ذریغاز دنیائے دوں رخت بست ز شعباں چو شد بست و ہفتم پدید

خرد بهر تاریخ از روئے دل بگفتا که در قصر جنت رسید

۱۳۲۵ھ

---

[1] تالیفات شیعہ ص:۴۷۸،تذکرہ بے بہا ص:۳۷۷۔

محمد حسین، بحرالعلوم، علّن (م ۱۳۲۵ھ)

بحرالعلوم مولانا سید محمد حسین، ملک العلماء سید بندہ حسین کے فرزند تھے۔ یکم رجب ۱۲۶۷ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی ذہین اور بافہم تھے۔ مولانا سید حسن، ملا علی نقی مفتی محمد عباس اور والد ماجد سے صرف ونحو، تفسیر وحدیث معقولات ومنقولات کا درس لیا۔ حکیم کمال الدین موہانی اور حکیم نبا صاحب سے طب کی تعلیم حاصل کی اور درجہ کمال کو پہنچے۔ ۱۲۹۹ھ میں عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں آیت اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی کے درس خارج میں شرکت کی۔ ۸محرم ۱۳۰۱ھ کو آقای شیخ نے اجازہ مرحمت فرمایا۔ آقای شیخ حسین مازندرانی بھی آپ کے علم وفضل کے قدرداں تھے۔ نجف سے فارغ ہو کر وطن واپس تشریف لائے اور مسند درس بچھائی۔ بڑی تعداد میں طلباء شریک ہو کر مستفید ہوتے تھے۔ آپ کا امتیاز ہے کہ آپ نے مواعظ کو ذاکری کا رنگ دیا ایک موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں لطیف نکات کے ذریعہ سامعین کو محظوظ کرتے اور آخر میں مصائب کربلا بیان فرماتے تھے۔ اس طرح آپ عظیم الشان فقیہ بھی تھے اور بے مثال خطیب بھی۔ آپ نے ۲۸/رجب ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کو لکھنؤ میں رحلت کی[۱]۔

فقہ کے علاوہ تفسیر قرآن پر بھی آپ کی گہری نظر تھی۔

تنویر البیان فی تفسیر القرآن

یہ تفسیر تین جلدوں میں ہے جو ۱۳۱۲ھ میں زیر اہتمام راحت حسین خاں بن محمد نعیم خاں الہ آبادی مطبع اعجاز محمدی آگرہ سے شائع ہوئی[۲]۔

۱ مطلع انوار ص:۵۲۰، تذکرہ بے بہا:۳۷۰، نزہۃ الخواطر ج:۸، ص:۴۲۴۔

۲ امامیہ مصنفین کی مطبوعہ تصانیف ج:۱، ص:۱۹۔

آپ نے ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر ''خلاصۃ المنہج'' کا ترجمہ کیا اور آیات کے بین السطور حضرت مولانا سید علی بن غفرانمآب کا ترجمہ تحریر کیا۔

جلد اول مطبع اعجاز محمدی آگرہ	۴۰۰صفحات قیمت پانچ روپے
جلد دوم مطبع اعجاز محمدی آگرہ	۳۸۲صفحات قیمت پانچ روپے
جلد سوئم مطبع اعجاز محمدی آگرہ	۴۰۴صفحات قیمت پانچ روپے

ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی:

''جہاں تک مولانا سید علی کے ترجمہ کا تعلق ہے اسے جناب بحرالعلوم مولانا سید محمد حسین عرف علن صاحب قبلہ نے دوبارہ شائع کرایا تھا کہ یہ ترجمہ بین السطور میں تھا اور حاشیہ پر ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمہ کی تفسیر خلاصۃ المنہج کا ترجمہ بقلم جلی شائع کیا گیا تھا۔ آج یہ نسخہ بھی نایاب ہے[۱]۔''

اس تفسیر کا ذکر جناب محمد عالم مختار حسن صاحب نے اپنے مقالہ ''قرآن مجید کے اردو تراجم وتفاسیر'' میں بھی کیا ہے[۲]۔

اس تفسیر پر دو تقریظیں لکھی ہوئی ہیں پہلی تقریظ مولانا احفاد الحسنین صاحب ساکن بہیرا ضلع فتح پور ہنسوہ دوسری تقریظ جناب حسن مرزا صاحب لکھنوی کی ہے جو لکھتے ہیں:

''دور این ایام برکت انضمام کلام ملك علام که در بین سطورش ترجمه ملائك مآب آقا علی صاحب خلف الصدق علامه فهامه جناب غفران مآب و بر حاشیه تفسیر تنویر بیان که ترجمه اردوی تفسیر خلاصة المنهج ملا فتح اللّٰه کاشانی است۔ نهایت پاکیزه، روز مره اهل لکهنو''

۱ شعاع عمل نومبر ۲۰۰۷ ص ۱۵

۲ قرآن نمبر ۲ ص ۹۰۵ کراچی

قطعہ تاریخ از سید محمد عبدالجلیل الحمید

تم القرآن المجید بعون اللہ العلیم الحمید

۱۳۱۲ھ

چو سید محمد علی مخلص من   کلام خدا چاپ زد ہشت پہلو
طلب کرد تاریخ طبش زبندہ   بگفتیم قرآن تفسیر اردو

۱۳۱۲ھ

آل محمد، امروہوی (م۱۳۲۵ھ)

آپ حاجی اصغر حسین ساکن محلّہ گذری امروہہ کے فرزند تھے۔ ۹ شوال ۱۲۲۴ھ/ ۱۸۰۹ء میں متولد ہوئے۔ والد ماجد امروہہ کے روساء میں شمار کئے جاتے تھے۔ ابتدائی تعلیم امروہہ ہی میں جید اساتذہ سے حاصل کی پھر لکھنو جاکر اعلیٰ درس کی تحصیل میں مشغول ہوکر کلام وعقائد، تفسیر وحدیث، فقہ واصول میں مہارت حاصل کی۔ بعدازاں عراق کا عزم کیا اور نجف اشرف میں آیات عظام سے استفادہ کیا۔ وطن آنے کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔ سیکڑوں تشنگان علوم کو سیراب کیا۔ عربی، فارسی، ادب پر قدرت کاملہ حاصل تھی۔ قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ شہرۂ آفاق کتاب عبقات الانوار سید المتکلمین میر حامد حسین پر عربی فارسی آمیز عالمانہ تقریظ لکھی جس کے جواب میں میر حامد حسین نے لکھا ''این تقریظ لائق تقریظ است۔'' آیۃ اللہ شیخ محمد مازندرانی کو بغیر نقطہ اور بغیر الف کا خط لکھا جسے دیکھ کر آقای مازندرانی نے بہت تعریف کی اور آپکی اعلیٰ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر فرمایا ''**ماھذا من بشر ان ھذا من ملک کریم من سلالۃ طٰہٰ و حمٓ**'' آپکی علمی صلاحیتوں سے ہر خاص وعام متاثر تھا۔

گورنر نے آپکی شخصیت سے متاثر ہوکر اپنے دربار میں کرسی دی۔ آپ امروہہ کی میونسپلٹی کے ممبر بھی رہے۔ کثیر التصانیف ارباب علم میں تھے۔ تفسیر قرآن پر گہری نظر رکھتے تھے[۱]۔

تفسیر آیات قرآن:

قرآن مجید کی بعض آیات کی علمی تحقیقی و ادبی تفسیر کی گئی ہے اور ادبی فنون کا بھی مظاہرہ کیا گیا ہے۔

۱؎ مطلع انوار ص:۴۰۔

دیگر تالیفات:۔

سبحه الجواهر (احوال علماء) — طعن النصول

دافع الشكوک (بحث امامت) — حلية الاولياء بحث متعه

مثنوی نان خشک (فارسی و عربی)

القام الاحجار فی افواه الاشرار (رد اعتراض بر عزائے امام حسینؑ)

زاويه حاويه

گلزار جنت موسوم به تصوير كربلا

سرور الهموم فی جواز البكاء علی الحسين المظلوم

درشهوار در احوال نور رسول مختار

مثنوی سبعه سياره در معجزات جناب امير

دستور الخيول در علاج اسپان

غضب البتول علی الاصحاب البغی والعدول

درة البيضاء فی اثبات حق فاطمه الزهرا

نتائج فكريه

دوغازه شاهد

الدرالمرتضیٰ

بيان حاسم در نفی عروس قاسم

معارف تقيه

اصل الاصول[1]

۱ تذکرہ علماء امروہہ ص:۳۱، تالیفات شیعہ در شبہ قارہ ھند، ص:۵۴۴، تذکرہ بے بہا، مطلع انوار ص:۴۰۔

علی اکبر (م ۱۳۲۷ھ)

چودہویں صدی کے نامور مفسر قرآن مولانا علی اکبر، سلطان العلماء سید محمد بن غفران مآب کے فرزند تھے۔ یکم رجب ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۲ء کو متولد ہوئے۔ تعلیم خانوادے کے علماء سے حاصل کی۔ بالخصوص والد ماجد سے استفادہ کیا۔ جامع معقول و منقول تھے۔ ڈپٹی کلکٹر اور منصفی کے منصب پر فائز ہوئے۔ تصنیف و تالیف کا بہت شوق تھا۔ اسّی سال عمر گذار کر ۲/ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء یوم شنبہ صبح کے وقت رحلت کی۔ شہر کے علماء ادباء، امراء نے جنازے میں شرکت کی۔ آپنے اپنی جائیداد امور خیر اور کتبخانہ کے لئے وقف کر دی تھی۔

تفسیر سورہ یوسف:

آپکی یادگار علمی کاوش ہے جسمیں عقلی و نقلی ادلہ سے استدلال کیا گیا ہے۔ علمی نکات سے مزین ہے[1]۔

دیگر آثار علمی:

بشارات غيبيه

شرح خطبه شقشقيه

ذخيرۂ دستگاری

اسرار حكمت (ترجمه خطبه طاؤسيه)

عنوان سياست و بنيان سياست (نامه مالک اشتر)

معارج العرفان

۱ تذکرہ بے بہا ص:۲۴۹، مطلع انوار:۳۴۸، تالیفات شیعہ:۲۰۶۔

محمد اصفہانی، شیخ (طبع ۱۳۲۸ھ)

شیخ محمد اصفہانی مغل نے گجراتی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جس کا پہلا اڈیشن ۱۳۲۸ھ اور دوسرا اڈیشن ۱۳۴۶ھ میں مصطفوی پریس بمبئی سے شائع ہوا[1]۔

[1] راہ اسلام شمارہ: ۱۶، معارف قرآن جون ۲۰۱۰ء۔

احمد حسین، امروہوی (م ۱۳۲۸ھ)

آپ امروہہ کے نامور علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپکی ولادت سید رحیم علی کے گھر ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء کو محلّہ شفاعت پوتہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور علم صرف ونحو مولانا سید علی حسین صاحب طاب ثراہ سے حاصل کیا۔ علم طب میں امروہہ کے مشہور حکیم امجد علی خانصاحب سے استفادہ کیا۔ اعلی تعلیم کیلئے لکھنؤ کا ارادہ کیا۔ لکھنؤ میں ملک العلماء سید بندہ حسین صاحب سے شرح لمعہ شرح کبیر، قوانین الاصول کا درس لیا۔ تفسیر طبرسی میں سید المتکلمین میر حامد حسین صاحب عبقات الانوار سے فیضاب ہوئے۔ نھج البلاغہ اور مسالک میں مفتی محمد عباس شوشتری سے تلمذ خاص تھا اور ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب سے بھی استفادہ کیا۔

مفتی محمد عباس آپ سے بہت محبت اور اعتماد کرتے تھے۔ آپنے اجازہ میں جو ۱۹ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ کا تحریر شدہ ہے۔ "اجزت لہ ان یروی عنی ما اخذ منی یعنی موصوف کو میری جانب سے نقل حدیث کی اجازت ہے۔ مفتی صاحب آپ پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ مقدمات کے فیصلوں کا کام آپکے سپرد کر دیا تھا۔

آپ زہد وتقوی اور عشق اہلبیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ روحانیت کا یہ عالم تھا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ مولانا علی حسن امروہوی عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں تم مرض سے نجات حاصل کر کے ہمارے پاس پہنچے۔ آج حضرت امیر المومنین علیہ السلام بھی مسجد جامع میں تشریف لائے ہیں۔ آپ شوق زیارت میں مسجد تشریف لائے دیکھا کہ حضرت امیر علیہ السلام بیچ کے در میں قبلہ رو کھڑے ہیں چہرے پر نقاب ہے۔ مسجد میں نور پھیلا ہوا ہے اتنے میں حضرت نے نقاب الٹ کر آپ کو دیکھا اور مسکرائے آپ

نے درود پڑھنا شروع کیا اور حضرت نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ نزع کے وقت جگہ جگہ نماز پڑھتے تھے وہاں چارپائی بچھوائی مسکرائے اور کہا بسم اللہ تشریف لائیے اور کہا دیکھو دروازے پر کوئی پکار رہا ہے حالانکہ وہاں کوئی نہیں تھا اور یکایک آپکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ علم وفقاہت کا یہ آفتاب ۱۵ ررمضان ۱۳۲۸ھ/۱۹۰۱ء کو غروب ہو گیا اور متصل شیعہ جامع مسجد آسودۂ لحد ہوئے۔

صاحب تاریخ اصغری :

جناب مولوی سید احمد حسین فاضل اجل عالم باعمل حمیدہ خصال، جامع فضل وکمال، فارس مغمار، علوم ادبیہ غائص بحار، فنون عربیہ واقف رموز فقیہہ کاشف غموض شرعیہ، حکمت مآثر ناظم امثال واقران فخر خاندان ہیں[1]۔ آپکو تصنیف وتالیف سے کافی دلچسپی تھی۔

صاحب تکملہ نجوم السماء:

’’عـالـم و فـاضـل متورع زکی است اولاً در وطن خود بخدمت جناب مولانا سید علی حسین صاحب سابق الذکر کتب درسیه و بعض کتب فقیهه خوانده و در معقولات مهارت تام دارد۔[2]،

تفسیر اعظم المطالب فی آیات المناقب:

اس تفسیر میں ان آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی گئی ہے جو فضائل اھلبیت میں وارد ہوئیں ہیں اور ان روایات سے استفادہ کیا گیا جو کتب اھلسنت میں بیان ہوئیں ہیں۔

دیگر تالیفات:

شرح نهج البلاغه (نا مکمل)

ا تاریخ اصغری ص: ۱۱۷۔
۲ تکملہ نجوم السماء ج:۲، ص: ۲۸۳۔

حواشی مختصر النافع (فقه)

اخر الناس عن شر الوسواس الخناس

مناقب الابرار

هدیه سنیه

جواب لا جواب

فرق الفریقین فی تمسک الثقلین

تنقید الاخبار[1]

۲ تذکرہ علماء امروہہ: ۵۱۲، تالیفات شیعہ۔

علی بیگ، قزلباش، میرزا، دہلوی (طبع ۱۳۳۰ھ)

آپ کا تعلق دہلی سے تھا۔ والد ماجد بندہ علی بیگ تھے۔

آپ نامور ارباب علم میں تھے کتب بینی کا بڑا شوق تھا۔ دقیق مطالعہ رکھتے تھے۔ آپ کی مشہور تالیف۔

آیات جلی فی شان علی:

اس کتاب میں حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہونے والی چارسو آیات قرآنی کی تشریح کی گئی اور ان آیات کے ذریعہ مولا علی علیہ السلام کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

یہ کتاب ۵۶۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۳۰ھ میں مطبع یوسفی دہلی سے شائع ہوئی[۱]۔

۱ تالیفات شیعہ ص: ۴۳۔

محمد علی طبسی، حیدر آبادی (م ۱۳۳۱ھ)

علامہ محمد علی طبسی حدوداً ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں طبس میں متولد ہوئے۔ آپ کے والد جناب صغر علی بیگ تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اسکے بعد عراق روانہ ہوئے اور آیات عظام سے استفادہ کیا۔ آیت اللہ شیخ مرتضیٰ انصاریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ شیخ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ ہندوستان واپس آکر ایک مدت تک بمبئی اور بیگن پلّی میں تبلیغ کی اسکے بعد حیدر آباد دکن گئے اور کوٹلہ عالی جاہ میں مقیم ہوگئے۔

آپ زہد و ورع، تقویٰ پرہیزگاری کی زندہ مثال تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپکی روحانیت کے بہت سے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جانماز صبح کے وقت صاف بچھائی جاتی تھی لیکن جب بھی سائل آتا تھا اس جانماز کے نیچے سے نکال کر رقم دیتے تھے۔ امراء وعوام سے بے نیاز تھے۔

مولانا عبد الحئی :

”نواب مختار الملک سو روپیہ اور نواب امداد جنگ تین سو روپے ماہانہ نذر کرتے تھے[۱]۔“

آپنے پچھتر سال کی عمر میں ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں وفات پائی اور دائرہ میر مومن حیدر آباد میں آسودہ لحد ہوئے[۲]۔

آپ فقہ واصول کے علاوہ علم تفسیر میں اعلیٰ قدرت رکھتے تھے۔

۱ نزہۃ الخواطر: ۸، ص: ۴۴۴۔

۲ مطلع انوار ص: ۵۸۰۔

تفسیر آیۂ نور: ''اللہ نور السموات والارض''

دیگر آثار علمی:

مجمع المسائل

هدایت المومنین . مطبوعه ۱۲۸۹ه

رساله طهارت

تبیان المسائل

مفاتیح الاصول

اصول فقه

انوار الابصار

اثبات النبوة[1]

[1] تالیفات شیعہ در شبہ قارۂ ھند

زوار حسین، سہارنپوری (طبع ۱۳۳۳ھ)

''قانون قدرت'' آپ کی مشہور تالیف ہے جس میں جھوٹ، غیبت، مکر وفریب، عیب جوئی، چغلی، بغض، حسد، نفاق، بدگمانی سے متعلق آیات قرآنی کی تشریح کی ہے۔
۱۳۳۳ھ میں دین محمدی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱ص:۵۰۔

فرمان علی، حافظ (م ۱۳۳۴ھ)

چودھویں صدی کے مشہور مترجم قرآن حکیم مولانا حافظ فرمان علی صاحب کا وطن چندن پٹی صوبہ بہار ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔ آپ کے والد سید لعل محمد دیندار انسان تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن ہی میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے لکھنؤ کا قصد کیا اور معروف درسگاہ مدرسہ ناظمیہ میں داخلہ لیا اور سرکار نجم العلماء کی سرپرستی میں کسب فیض کر کے درجہ کمال تک پہنچے۔

۱۳۱۳ھ میں مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' امتیازی نمبروں کے ساتھ حاصل کی۔ اس کے علاوہ ملا فاضل وغیرہ کے بھی امتحانات دیئے۔

آپ بڑے ذہین وفہیم تھے پانچ ماہ کی مختصر مدت میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور اس شان سے کہ بڑے بڑے حفاظ آپ کے حفظ کی داد دیتے تھے۔ جب نواب سید الطاف حسین عرف سلیمان نواب نے ۹ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/ ۵ مئی ۱۹۰۵ء کو مدرسہ سلیمانیہ قائم کیا تو آپ کو صدر مدرس مقرر کیا گیا۔

صاحب تکملہ نجوم السماء:

''عمدة الافاضل المشار اليه بالانامل المبين للاحكام و المسائل بالبراهين والد لائل الذكى الالمعى المولوى فرمان على دام علاوه كه علاوه بر علوم فقيه و عقليه در فن طب هم دستگاهى حاصل نموده و در مدت پنج ماه كلام پاک الهى راحفظ نموده در حفاظ قرآن منسلک گرديد و در مدرسه سليمانيه پتنه اقامه درس وانتظام مدرسه بدست دارد۔''[1]

[1] تکملہ نجوم السماء ج:۲، ص:۳۱۹۔

آپ کے دور میں مدرسہ نے ترقی کی اور تعلیمی معیار بلند ہوا۔

وعظ وخطابت اور مناظرہ میں برجستگی اور سحر انگیزی پائی جاتی تھی۔ مناظرہ میں ہمیشہ مدمقابل کو شکست دی مناظرہ کے سلسلے میں دور دور کے سفر کئے۔

فقہ، اصول، عقائد وکلام کے علاوہ علم طب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ سریا گنج مظفر پور میں مطب کھولا جہاں طبی فیض رسانی اعلیٰ درجہ پر فرمائی۔

قرآن شناسی میں منفرد تھے ہر وقت قرآن کی آیات میں غور وخوض کرتے۔ حفظ قرآن کے ساتھ قرأت فہم معانی اور تفسیر قرآن پر بھی عبور تھا۔ آپ کا ترجمہ قرآن بہت زیادہ مقبول ہوا۔ چالیس سال کی عمر میں ۴ رجب ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں رحلت فرمائی اور چندن پٹی میں سپرد لحد ہوئے۔[1]

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''مترجم محترم آن فرمان علی ممتاز الافاضل یکی از پژوهشگران معارف قرآنی در قرن چهاردهم هجری می باشد او قرآن را به صورت کامل به اردو ترجمه نموده است۔''[2]

ترجمہ قرآن[3]:

یہ نفیس ترجمہ جو مختصر اور جامع ہے اس کے متعدد ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں اور آرہے ہیں۔ مولانا حافظ فرمان علی صاحب نے ترجمہ کا آغاز ۱۳۲۶ھ میں کیا اور دوسال کی مدت میں پائے تکمیل تک پہنچا دیا۔ اس کی وجہ نگارش مقدمہ میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

[1] مطلع انوار ص:۴۰۵، تذکرہ بے بہا ص:۲۸۱۔

[2] طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۱۶۔

[3] کتاب نامہ بزرگ قرآن ج:۴، ص:۱۵۲۳، معجم مؤلفی الشیعہ ص:۴۰۱۔

وجہ نگارش:

''اس پر طرہ یہ ہے کہ ہمارے ہم وطنوں کی زبان ٹھہری اردو جو نہ دین کی نہ دنیا کی پھر اب کریں تو کیا کریں۔ انھیں وجوہ سے اس کی ضرورت ہوئی کہ ہر قسم کی کتابیں اردو میں ترجمہ (چاہے جیسا بھی ہو سکے) کی جائیں خصوصاً قرآن مجید کے ترجمہ کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اگر چہ اس کے ترجمے ایک دو نہیں سیکڑوں ہوئے مگر ان میں سے اکثر تو ایسے ہیں کہ ان کا سمجھنا عربی سے زیادہ دشوار اور ہمارے روزمرہ سے بالکل علیحدہ اور باوجود اردو ہونے کے اردو داں حضرات کی سمجھ سے بالکل باہر اور ایک آدھ ترجمہ بامحاورہ اردو کا ہوا بھی تو حکیم علی الاطلاق کے اصلی مفہوم سے منزلوں دور، مخالفین کے اعتراضات کا مرکز۔ اسی وجہ سے عام اہل اسلام خصوصاً شیعی دنیا میں اس کی ایک شدید چیخ پکار تھی، اخبارات الگ غل مچا رہے تھے۔ مختلف سوسائٹیوں میں ایک طرف اس کی مانگ تھی آخر خدا کی توفیق شامل حال ہوئی کچھ احباب کا اصرار ہوا اور میں نے اس کو لکھنا شروع کر دیا[1]۔''

اس ترجمہ کو عوام کے علاوہ علماء اعلام نے بھی پسند کیا اور اپنی گرانقدر آراء سے نوازا۔

آرائے علماء کرام:

سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن طاب ثراہ:

''اس ترجمہ سے اردو سمجھنے والوں کو قرآن مجید کے عجائب و اسرار پر اتنی اطلاع ہو سکے گی کہ دیدۂ دل ان کے روشن و منور ہو جائیں گے۔ اسکے علاوہ ضروری اور مفید عام توضیح و تصریح خوش اسلوبی سے لکھا ہے بالخصوص آیات فضائل کی جو روح قرآن ہے اچھے طریقے سے توضیح کر دی ہے۔ لہٰذا اس ترجمہ کی اشاعت و ترویج میں جس قدر کوشش کی جائے باعث اجر جزیل

[1] مقدمہ قرآن ص: ۷۔

ثواب جمیل ہوگی۔

باقر العلوم مولانا سید محمد باقر طاب ثراہ:

''ترجمہ مبارکہ قرآن مجید کو جسے مولانا سید فرمان علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے اس کے استماع سے نہایت مسرور ہوا اور محاسن کثیر، اور فوائد عزیزہ پر مشتمل پایا خصوصاً فضائل اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے متعلق آیات کی تصریح و توضیح نہایت حسن و خوبی سے اس ترجمہ میں کی گئی ہے۔''

ظہیر الملت مولانا سید ظہور حسین اعلیٰ اللہ مقامہ:

''قرآن مجید کے بہت سے ترجمے دیکھنے میں آئے لیکن کوئی ترجمہ ایسا نظر قاصر سے نہ گزرا جس میں قرآن مجید کی عبارت شریفہ کا اصل مقصود محفوظ رہا ہو البتہ اگر کسی ترجمہ میں اصل مقصود کی مطابقت اور مراد خدا کی موافقت کا دعویٰ ہو سکتا ہے تو وہ محض ایک ترجمہ معلوم ہوتا ہے جس کو جناب مولانا المولوی سید فرمان علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے یہ ترجمہ اپنے اسلوب کی شائستگی اور روزمرہ کی خوبی اور تفاسیر حقہ کی مطابقت میں اپنا آپ نظیر ہے۔''

خصوصیات ترجمہ:

اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ بین السطور ترجمہ اتنا آسان اور رواں ہے کہ ایک طرف آیت پڑھتے جایئے دوسری طرف ترجمہ، مطلب آسانی سے سمجھ میں آتا چلا جائے گا۔ لفظ کی تشریح کے سلسلے میں قوسین میں متبادل لفظ یا جملہ استعمال کرنے سے ترجمہ میں اور روانی پیدا ہوگئی ہے۔ جو مطلب آیت میں واضح نہیں ہو پاتا اس کی توضیح حاشیہ پر اس طرح کی ہے کہ مطلب بہت آسان ہو جاتا ہے۔ شان نزول، مصداق آیات آیت سے مربوط واقعہ کو مستند اور معتبر حوالوں سے اس طرح پیش کیا ہے کہ قاری مطمئن ہو جاتا ہے۔ اہلسنت کی معتبر کتابوں کے حوالوں سے مطالب میں تقویت پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ جن امور

کی طرف توجہ کی گئی ہے:

ابتداء میں قرآن مجید کے مضامین کی مفصل فہرست ہے۔ جس میں جداگانہ ابواب قرار دیے مثلاً باب الاحکام، باب الفضائل وغیرہ۔

موضوع کی آیات کو مع تعداد آیات و پارہ وسورہ اور صفحہ لکھ دیا گیا ہے تاکہ آسانی سے موضوع سے متعلق آیت کو تلاش کیا جاسکے۔

ہر سورہ کے آیات کے شمار اور اعداد بھی لکھ دیے ہیں۔

مضامین کا عنوان صفحات کے کنارے جلی حروف میں تحریر کیا ہے۔

ہر سورہ کے آغاز میں حاشیہ پر اس سورہ کا خلاصہ بطور اختصار مندرج ہے۔

واقعات اور شان نزول مستند تفاسیر اور فضائل اہلبیت اہلسنت کی معتبر کتابوں سے مع حوالہ صفحہ، سطر، مطبع مندرج ہیں۔

بہادر علی شاہ (م ۱۳۳۵ھ)

مولانا قاری سید بہادر علی شاہ کی ولادت جلالپور جٹاں گجرات میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن ہی میں حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی روانہ ہوئے۔ اور وہاں مولانا قاری سید جعفر علی جارچوی (متوفی ۱۳۱۴ھ) سے دروس نظامی تمام کیا۔ اور اجازہ حاصل کیا۔ آپ خوش الحان قاری، خوش بیان خطیب، حاضر جواب مناظر، وجیہ خوش پوش نیک اور پاک نفس انسان تھے۔ آپ نے پنجاب میں بڑی محنت سے تبلیغ کی اور اتر پردیش میں مقبول خطیب قرار پائے۔

علم کلام اور فن مناظرہ میں ملکہ حاصل تھا۔ بڑے بڑے مناظروں کے جلسوں میں شرکت کی اور کامیاب وکامران رہے۔ حافظہ غضب کا تھا حوالے زبانی یاد تھے۔ بڑے سے بڑا عالم مقابلہ کے لیے تیار نہیں ہوتا تھا۔ زندگی بھر حق اہلبیت علیھم السلام کا دفاع کرتے رہے۔ سنبھلیڑہ ضلع مظفر نگر میں مولوی محمد قاسم نانوتوی سے یادگار مناظرہ کیا اور فتح حاصل کی۔ قرآن مجید پر مکمل عبور تھا۔ مناظرہ میں اکثر آیات قرآنی سے استدلال کرتے تھے۔ ۲۶ محرم ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء کو گجرات میں وفات پائی۔

دفتر تاریخ حصہ ہفتم میں صفحہ ۸۷ پر نواب محمد جعفر نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا ہے:

بداں مسکنش پور بعد جلال — کہ در پنج آبست این ارض پاک
مناظر بدو در غم شاہ دیں — دلی در بغل داشتہ داغ داغ
شش و بیست ماہ محرم ببد — کہ سید درین جابگشتہ ہلاک
بگفتا چنین جعفر دل حزیں — بہادر علی شاہ نیک آہ خاک

۱۳۳۵ھ

آپ نے اہم موضوعات پر کئی کتابیں تحریر کیں۔ صاحب ''مطلع انوار'' اور صاحب ''تذکرہ علماء امامیہ پاکستان'' نے آپ کی فہرست تالیفات میں ''تفسیر سورۂ یوسف'' کا ذکر کیا ہے۔ یہ تفسیر سورہ یوسف کی کامل تفسیر ہے جس میں اس سورہ کے احسن قصص ہونے کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے آیات کے رموز واسرار سلیقہ سے پیش کئے ہیں[1]۔

دیگر تالیفات:

۱ واقعات مناظرہ نگینہ

۲ دلیل الوصل فی جواب قوامع الفصل

۳ دلائل الصادقین تاریخ محمدی

آپ کے دو بیٹے تھے غلام علی اور مولانا سیف علی جو مشہور خطیب تھے ان کے فرزند حافظ ذوالفقار علی شاہ بھی پاکستان کے معروف خطیب تھے جن کی وفات ۱۹۸۲ء میں ہوئی۔

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص:۶۲، مطلع انوار ص:۱۳۱۔

غلام حسنین، کنتوری (م ۱۳۳۷ھ)

علامہ غلام حسنین کا شمار برصغیر کے جید علماء حکماء فلاسفہ میں ہوتا ہے۔ آپ علوم مشرقیہ کے مجدد تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ۱۷ربیع الاول ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء کنتور میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۲۵۴ھ میں لکھنؤ روانہ ہوئے اور مدرسہ شاہی میں داخلہ لیا۔ ۱۲۶۲ھ میں جناب مفتی محمد قلی طاب ثراہ کی صاحبزادی سے عقد ہوا۔ سید العلماء سید حسین، ممتاز العلماء سید تقی، مولانا سید احمد علی محمد آبادی جیسے علماء نے اجازوں سے نوازا۔

فقہ، اصول، تفسیر فلسفہ، کلام، کیمیا، طبیعات، طب وغیرہ میں مہارت حاصل تھی۔ کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ ''قانون شیخ بوعلی سینا'' کا اردو ترجمہ فصیح زبان میں کیا جسے نہایت معتبر ترجمہ مانا گیا ہے۔ جدید علم کلام میں آپ کی تصنیف ''انتصار الاسلام'' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

''اخبار الاخیار'' نامی اخبار نکالتے تھے، گھڑی سازی، صابون بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔ پریس لگایا تھا جس سے ممتاز العلماء سید محمد تقی کی تفسیر ''ینابیع الانوار'' شائع کرنا شروع کی تھی جس کے کچھ ہی حصے شائع ہو سکے۔ بہت عرصے تک ''تھافتہ الفلاسفہ'' نامی رسالہ نکالا، قومی وملی ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے اتحاد بین المسلمین کے حامی تھے۔ علماء اہل سنت کے ساتھ مل کر کام کئے۔ ندوۃ العلماء کی تعمیر میں مولانا شبلی نعمانی کے ساتھ رہے۔

سائنس کے تجربے، طبی تحقیقات، فلسفی مباحث آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات اپنے رسائل میں دیتے رہتے تھے۔ ۱۳ربیع الاول ۱۳۳۷ھ/ ۱۷دسمبر ۱۹۱۹ء فیض آباد میں رحلت کی اور کنتور میں آسودۂ لحد ہوئے۔ اسی رات چاند گہن بھی ہوا لوگوں نے اسے ہمہ گیر غم کی علامت مانا[1]۔

[1] مطلع انوار ص:۳۸۶۔

تفسیر آیۂ اینما

آپ نے آیۂ ''اَینَما تولوا فثم و جه الله'' کی محققانہ تفسیر لکھی، تفسیر کا اسلوب فلسفی و کلامی ہے۔ عیسائیوں کے اعتراضات کو عقلیہ ونقلیہ ادلہ کے ذریعہ رد کیا۔ اس علمی شاہکار کو دیکھ کر سلطان العلماء سید محمد بن غفران مآب نے اجازہ مرحمت فرمایا۔

دیگر آثار علمی:

التغنی فی القرآن

حواشی شرح کبیر

حواشی مغنی اللبیب

شرح اعجاز خسروی بفرمائش منشی نولکشور

رسالہ اکسیر ابیض بو علی سینا

شرح کلیات قانون شیخ الرئیس (اردو)

شواھد اردو (تذکیر و تانیث اردو)

انتصار الاسلام (۳جلد اردو)

زینبیہ درحال ازواج رسول اکرمؐ

رسالہ در اشکال وضو ۲۰۷ مسائل وضو

تردید مضامین سر سید احمد خاں در تہذیب الاخلاق

نورالعین فی شرح ابطال رؤیت بالعین

شرح زیارت ناحیہ بفرمائش نواب واجد علی شاہ

ترجمہ و شرح تشخیص جالینوس (فارسی)

مائتین در مقتل امام حسینؑ

ذوالجناحیہ حسینیہ

حسینیہ قرآنیہ

مفارقات حسینیہ و عثمانیہ[۱]

صاحب نزهة الخواطر:

''الشیخ الفاضل غلام حسنین بن السید محمد بخش الحسینی الموسوی الکنتوری، احدعلماء الشیعه و کبرائهم ولد بکنتور سبع عشرة خلون من ربیع الاول سنة تسع و اربعین و مائتین والف و قراء العلم علی المولوی السید احمد علی محمدآبادی و المولوی السید حسین والمولوی محمد تقی و تطبب علی اطباء لکهنؤ ثم سافرالی جودهپور للاسترزاق و اقام بها زماناً

و کان فاضلا بارعا فی الفنون العربیه والصناعیة معجبا بنفسه یدعی انه یعلم الکیمیا والسیمیا والریمیاء وان له الید الطولی فی سبعین علما[۲]**''**

---

۱ تالیفات شیعہ ص:۱۰۷۔

۲ نزہۃ الخواطر ج:۸، ص:۳۴۷۔

محمد حسین، محقق ہندی (م ۱۳۳۷ھ)

محقق ہندی، سلطان الذاکرین مولانا سید محمد حسین زیدی کا شمار چودہویں صدی کے نامور محققین میں ہوتا ہے۔ آپ کا تعلق سادات بارہہ سے تھا۔ ۱۳؍رجب ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کو لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد مولانا سید حسین زیدی بارہویں تھے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا سید ابراہیم صاحب، تاج العلماء سید علی محمد سے فقہ واصول کا درس لیا۔

۱۳۰۶ھ میں عراق تشریف لے گئے۔ نجف اشرف میں آیات عظام کے دروس خارج میں شرکت کر کے درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے اور اجازات حاصل کئے۔ آیت اللہ سید اسماعیل صدرؒ نے آپ کی تقلید کی اجازت دی۔ شیخ زین العابدین مازندرانی نے لکھا:

''لاحظت بعض تحریراته فی المسائل الاصولیة فوجدته من الاکابر.''

آقای شیخ محمد حسین مازندرانی:

''او ردته موارد الامتحان فوجدته فوق المامول''

علماء عراق نے ''محقق ہندی'' کے خطاب سے نوازا۔ علماء عراق آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور آپ کے قدرداں تھے۔

درس خارج:

آپ کا امتیاز ہے کہ آپ نے لکھنؤ میں نجفی طرز پر درس خارج دینا شروع کیا جس میں بڑی تعداد میں طلاب نے شرکت کی اس طرح حوزہ علمیہ لکھنؤ کا معیار بلند ہوا اور لکھنؤ ہی میں نجف کا لطف آنے لگا۔

آپ انتہائی مقدس، تارک الدنیا عالم تھے خداوند عالم نے ذہن وذکاوت غیر معمولی عطا کی تھی۔ غرباء پروری کا یہ عالم کہ سائل کو گھر کا تمام اثاثہ دے دیا گھر والے سمجھے کہ برتن قلعی کو جا رہے ہیں۔ کئی دن کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو کسی حاجت مند کو دے دیئے۔

صاحب مطلع انوار:

''خطیب ایسے کہ ان سے پہلے اس انداز اور آواز کا خطیب دیکھا نہ گیا تھا، ہزاروں کا مجمع اپنے بھی بیگانے بھی مجال ہے کہ آخری شخص تک آواز نہ جائے اور مخالف گرویدہ نہ ہو، برجستہ اور برمحل تقریر دلکش اور بھاری بھرکم انداز، علمی وقار ہر چیز ملحوظ رہتی تھی[1]۔''

آپ نے امروہہ، لکھنؤ، بمبئی، پٹنہ، کراچی میں یادگار مجالس خطاب کیں اور اپنی خطابت کا لوہا منوایا۔

۲۸؍ربیع الاول ۱۳۳۷ھ بروز پنجشنبہ محلّہ دال منڈی لکھنؤ میں وفات پائی اور شیر جنگ کے باغ میں سپرد خاک ہوئے۔

تفسیر اتقان البرہان:

تفسیر آیۂ معراج ہے، جو اردو زبان میں لکھنؤ سے شائع ہوئی یہ تحقیقی تفسیر ہے جس میں براہین عقلیہ ونقلیہ سے استفادہ کیا گیا ہے اور سر سید احمد خاں کے اعتراضات کو رد کیا ہے۔

دیگر آثار علمی:

حواشی ذخیرة المعاد (فقه)

کتاب الصلوٰة (رساله عملیه)

---

[1] مطلع انوار ص: ۵۲۵۔

تحقیق جدید (اصول فقه)

القول المفید فی مسائل الاجتهاد و التقلید (عربی طبع ۱۳۱۶ھ)

رسالة الجمعة (عربی)

رسالة اصالة الطهارة (عربی)

حدیقة الاسلام (۳ جلد)

دفع المغالطات فی اسرار الشهادات (فقه)

الوقف علی الاولاد (فقه)

حواشی قوانین الاصول (اصول فقه)

ترجمه نهج البلاغه

ترجمه صحیفه کامله

ترجمه وجیزه درایة[1]

---

۱ مطلع انوار ص:۵۲۶، تذکرہ بے بہا ص:۳۸۳۔

اولاد حسن، امروہوی (۱۳۳۸ھ)

نادرۃ الزمن مولانا سید اولاد حسن کا شمار چودہویں صدی کے ممتاز علماء اور مفسرین میں ہوتا ہے۔ والد ماجد مولانا سید محمد حسن طاب ثراہ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۲ء کو امروہہ محلّہ شفاعت پوتہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اس کے بعد مولانا تفضّل حسین صاحب سنبھلی سے استفادہ کیا۔ سطحیات کی تکمیل کے بعد لکھنؤ گئے اور سرکا مفتی محمد عباس شوشتری کے حلقہ درس میں شرکت کی آپ کا شمار مفتی صاحب کے ارشد تلامذہ میں ہوتا تھا۔ مفتی صاحب مرحوم آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے اور ذہانت وفطانت پر فخر کرتے تھے۔

صاحب تجلیات:

> ''جامع معقول ومنقول اور ادیب کامل تھے عرصے تک مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر رہ کر تحصیل وتکمیل علوم کی۔ نظم ونثر دونوں قسم کے ادب میں ان کے افادات کا ذخیرہ ہے نہایت متورع ومحتاط تھے[1]۔''

فقہ، اصول، فلسفہ، منطق میں مہارت حاصل تھی علم الفرائض میں لاثانی تھے۔ میراث کے مشکل سے مشکل مسائل آسانی سے حل فرما دیتے تھے۔ آپ نے تمام علم فرائض کے احکام کو کئی ہزار اشعار میں نظم کیا جس کا خلاصہ ''نظم الفرائض'' کے عنوان سے ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوا۔

امروہہ آنے کے بعد آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا بڑی تعداد میں طلباء نے آپ سے استفادہ کیا آپ کے تلامذہ میں ادیب اعظم مولانا ظفر حسن طاب ثراہ، مولانا سید محمد مجتبیٰ عرف مولوی چاند کے علاوہ شعروسخن میں سینکڑوں شاگرد تھے۔

---

۱ تجلیات سوانح مفتی محمد عباس شوشتری ص:۲۱۱۔

آپ کے اخلاق کا عام شہرہ تھا ہر مذہب کا انسان آپ کا احترام کرتا تھا نہایت درجہ منکسر المزاج، نیک کردار، پاکیزہ خصلت، متقی پرہیزگار اسلاف کا نمونہ تھے۔ خوشنویسی میں کمال حاصل تھا شیعہ جامع مسجد امروہہ کی استرکاری میں جو تحریرات اور قرآن پاک کی آیات کندہ ہیں وہ آپ ہی کے قلم جادو رقم کی سحرکاری کا نتیجہ ہیں۔

علمی قابلیت خاندانی ریاست، ذاتی وجاہت پر دینداری، اخلاق نے اور زیادہ عظمت بخشی۔ زیارات عتبات عالیات سے بھی مشرف تھے۔ شگفتہ مزاج، موزوں طبع شاعر شیریں مقال تھے سلیم تخلص تھا، فارسی اور اردو میں کلام کا ذخیرہ یادگار ہے۔

آپ کے نبیرہ مولانا سید احسن اختر صاحب سروش اس ذخیرہ کی اشاعت کی فکر میں ہیں خداوند عالم ان کو کامیابی عطا فرمائے۔

صاحب تذکرہ بے بہا:

''علاوہ فضائل پسندیدہ واوصاف حمیدہ مذکورہ کے فن شاعری میں بھی کمال تھا
سلیم تخلص کرتے تھے درس و تدریس کا سلسلہ انھیں کے دم سے جاری ہے
خوشنویسی میں بھی شہرہ آفاق تھے۔[1]''

تفسیر قرآن مجید پر گہری نظر تھی آپ نے تفسیر قرآن لکھنا شروع کی تھی جو نا تمام ہے۔

تفسیر انوار القرآن: آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی تفسیر لکھنا شروع کی تھی مگر عمر نے وفا نہیں کی اور یہ کام نامکمل رہ گیا تقریباً چار پاروں سے زیادہ کا ترجمہ مکمل کر لیا تھا اور سورہ الحمد، بقرہ اور آل عمران کی ۱۸۶ آیات کی تفسیر مکمل کی تھی کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس تفسیر کا مخطوطہ بخط مؤلف آپ کے پوتے مولانا سید محمد سیادت صاحب قبلہ کے پاس موجود ہے جس سے میں نے استفادہ کیا اور ضروری معلومات فراہم کیں۔ نسخہ بوسیدہ حالت میں ہے۔

---
۱ تذکرہ بے بہا ص: ۱۷۔

نمونہ ترجمہ:

سورہ الحمد

''شروع نام سے خدا بخشنے والا مہربان کے
سب تعریف واسطے اللہ جہانوں کے پروردگار بخشنے والے مہربان مالک روز جزا کا ہے۔ تیری ہی عبادت ہم کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں دکھا ہم کو سیدھی راہ اون لوگوں کی راہ جن پر تو نے فضل کیا ہے نہ اونکی جن پر غصہ ہوا نہ گمراہونکی۔''

اسلوب تفسیر: آپ کا اسلوب تفسیر بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ سورہ کی تفسیر کرنے سے پہلے اس سورہ کے خواص اور اس کی تلاوت کا ثواب بیان کرتے ہیں مثلاً سورہ بقرہ کے سلسلے میں ابی بن کعب کی روایت جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے نقل فرماتے ہیں کہ ''حضرت نے فرمایا جو شخص سورہ بقرہ کی تلاوت کرے وہ خدا کی بیحد رحمتوں میں غرق ہو گیا اور اس شخص کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا جس نے سال بھر راہ خدا میں حدود دیار اسلام کی نگہبانی کی ہو۔ اور اس عرصہ میں کافروں کا خوف اس کے دل سے نہ گیا ہو اس کے بعد فرمایا اے اُبی مسلمانوں کو اس سورہ کے جاننے اور سننے کا حکم دو کہ اس کا جاننا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا روز قیامت کی حسرت اور ندامت ہے اور جادوگر بیہودہ لوگ اس سورہ کے پڑھنے اور سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔''

''الٓمٓ ذالک الکتاب لا ریب فیه''

الٓمٓ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ''اکثر مفسروں کے نزدیک یہ الف انَا کی طرف اشارہ ہے اور لام اللہ کی جانب اور میم علم کی طرف یعنی میں وہ خدا ہوں کہ جو سب سے دانا ہوں۔ یا الف اشارہ ہے اللہ کی طرف اور لام جبرائیل کی اور میم محمد کی جانب یعنی حق تعالیٰ

نے قرآن کو جبرائیل کے واسطے سے محمدؐ کے پاس بھیجا۔ ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ حروف مقطعہ قرآن کے اسرار میں سے ہیں اور ہر شخص اون پر اطلاع نہیں رکھتا مگر اشخاص جو اللہ کی جانب سے تائید یافتہ ہیں یعنی حضرت رسالت پناہؐ اور ائمہ معصومینؑ اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر کتاب خدا میں ایک چیز خلاصہ تھی اور قرآن کا خلاصہ حروف مقطعہ ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حروف مقطعہ بندوں کے عاجز کرنے کو ہیں تاکہ جانیں کہ اس کتاب کی حقیقت میں کسی کو راہ نہیں اور کسی کی عقل اور اس کے کنہ معرفت سے آگاہ نہیں۔''

اس طرح آپ نے آیات کی مکمل تشریح فرمائی اور شان نزول کے علاوہ اس سے مربوط واقعہ کو بھی نقل کیا ہے۔ اگر یہ تفسیر مکمل ہوتی تو دنیائے تفسیر میں ایک تحقیقی تفسیر کا اضافہ ہوتا۔، کیا اچھا ہو کہ یہ تفسیر زیور طبع سے آراستہ ہو جائے۔

ڈاکٹر مولانا سید محمد سیادت صاحب قبلہ امام جمعہ امروہہ سے درخواست گذار ہوں کہ اس علمی سرمایہ کی اشاعت فرمادیں تاکہ مومنین استفادہ کرسکیں۔ آپ نے یکم شعبان ۱۳۳۸/ اپریل ۱۹۲۰ء میں رحلت فرمائی۔

دیگر آثار علمی:

الاشاعة فی شرح نهج البلاغه	نیرنگ زمانہ
دلائل حسینیہ	چراغ ایمان
نظم الفرائض ۱۳۲۱ھ	معلم الاطفال[1]

۱ تذکرہ علماء امروہہ ص:۷۷، تذکرۃ الکرام ص:۳۲۳، تواریخ واسطیہ ص:۲۹۶، تاریخ امروہہ ص:۲:۳۷۲۔

محمد ہارون، زنگی پوری (۱۳۳۹ھ)

زنگی پور وہ مردم خیز سرزمین ہے جہاں بڑی تعداد میں علماء و ادباء منصۂ شہود پر آئے۔ ان میں مولانا سید محمد ہارون کی ذات گرامی خصوصیت کی حامل ہے۔

آپ کی ولادت ۲۴/ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء کو جناب عبدالحسین صاحب کے گھر زنگی پور میں ہوئی۔ صرف ونحو کی تعلیم مولوی محمد سمیع زنگی پوری سے حاصل کی اور اس کے علاوہ مولانا محمد ہاشم مولانا سید علی حسین سے بھی تعلیمی سلسلہ رہا۔ پھر مولانا علی جواد صاحب طاب ثراہ کے پاس بنارس چلے گئے اور ان کے زیر سایہ کسب علم میں مصروف رہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے لکھنو کا قصد کیا اور جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لیا اور سرکار نجم العلماء کی سرپرستی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ''ممتاز الافاضل'' کی سند حاصل کی۔ مولوی فاضل پنجاب کا بھی امتحان دیا جس میں اعزازی وظیفہ بھی حاصل کیا اور اورینٹل کالج میں بحیثیت استاد تقرر ہوا اور ''پیسہ'' اخبار کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد لکھیم پور کھیری میں مدرس ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد سرکار نجم العلماء نے امروہہ بھیج دیا اور مدرسہ میں تدریس فرمانے لگے۔ وہاں سے دہلی چلے گئے اور دہلی کالج میں تدریس میں مشغول ہوئے۔ علالت کے سبب دہلی چھوڑ دی اور مونگیر کے ضلع حسین آباد میں قیام فرما ہوئے مگر وہاں بھی علیل رہے۔ ملازمت ترک کر کے لکھنؤ آ گئے اور مدرسۃ الواعظین میں صدر شعبۂ تصنیف وتالیف کا عہدہ سنبھالا۔

آپ جامع معقول ومنقول تھے۔ عصری تقاضوں کے پیش نظر اور جدید رجحانات کے تحت تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ آپ کی تحریریں علمی اور تحقیقی ہیں جو آج بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ علالت کے باوجود بھی جہاد بالقلم جاری رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۴۵ سال کی عمر میں دقیق تالیفات بطور یادگار چھوڑیں قرآن اور تفسیر پر گہری نظر تھی، تفسیر قرآن

کے سلسلے میں کئی کتابیں سپرد قلم کیں۔

۱. **امامت القرآن**: موضوعی تفسیر ہے خواجہ بک ایجنسی لاہور سے شائع ہوئی۔ ۴۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس تفسیر میں قرآن مجید کی ان ۲۷ آیات کی تفسیر و تشریح کی ہے جو امامت سے متعلق ہیں۔ اس کے عنوانات اس طرح ہیں: اہل اسلام کے اختلاف کا سبب، مسئلہ امامت میں مسلمانوں کے اختلافات کی وجہ ضرورت امام، امام کے شرائط، اوصاف امام، خلیفہ کے معنی، عام علماء کی آراء، تعداد خلفاء جیسے موضوعات پر قرآن کی آیات سے بحث کی ہے۔

۲. **توحید القرآن**: مطبوعہ لکھنؤ، موضوعی تفسیر ہے جس میں توحید خداوند عالم سے متعلق آیات قرآنی کی تفسیر و تشریح کی گئی ہے۔

۳. **خلاصۃ التفاسیر**: ڈاکٹر محمد سالم قدوائی رقمطراز ہیں: اس تفسیر کا عربی خطی نسخہ کتب خانہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں محفوظ ہے جو خود مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

ابتدائی الفاظ:

"**الحمدللہ الذی انزل علی رسولہ کتاباً قیما لینذر باساً شدیداً من لدنہ**"

آپ نے یہ تفسیر سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن طاب ثراہ کے حکم سے لکھی جس کا ذکر آپ نے اس طرح کیا ہے:

"یہ علماء کے خیالات سے ماخوذ اور تفسیروں کا خلاصہ ہے مولائی و سیدی حافظ الشریعۃ ملاذ الشریعۃ مولانا نجم الحسن صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں لکھی ہے۔"

کتاب کے ابواب کا عنوان مقدمہ رکھا ہے۔

پہلا مقدمہ: "اسامی القرآن واوصافہ" کے عنوان سے ہے جس میں قرآن مجید

کے اسماء کی تشریح کی گئی ہے اور بیشتر نام خود قرآن ہی سے ماخوذ ہیں۔

دوسرا مقدمہ: "**فی ان القرآن بحر لا ینزف و غوث لا ینقطع وفیہ کل مایحتاج الیہ الناس**" اس باب میں ثابت کیا ہے کہ ہر شئی کا علم قرآن میں موجود ہے اور وہ تمام امور جن کا انسان محتاج ہوتا ہے وہ سب جامع طور پر اس کتاب میں موجود ہے۔ مؤلف نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ جو بھی تفسیر کرے اس کے لیے لازم ہے کہ قرآن کا گہرا مطالعہ کرے اور اسے تفسیر بالرائے سے گریز کرنا چاہئے۔

تیسرا مقدمہ: "اعجاز قرآن" سے متعلق ہے۔ اس میں قرآن مجید کے لغوی معنی اور فنی اعجاز کو ثابت کیا ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت کی مثالیں پیش کی ہیں قرآن مجید نے جو پیشین گوئیاں کی تھیں مثلاً "**الٓم غلبت الروم**" "**أنذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون**" یہ پیشن گوئیاں کس طرح پوری ہوئیں یہ بھی اعجاز قرآن ہے۔ اس میں قوانین محکمہ ہیں۔ تحریف و تغیر ممکن نہیں ہے۔ گذشتہ اقوام کے واقعات، غرض جتنی باتیں بھی اعجاز قرآن کے لیے تھیں ان سب کا ذکر موجود ہے۔

چوتھا مقدمہ: "**فی المبحث عن نص القرآن و زیادتہ و تحریفہ و تغیرہ**" اس باب میں تحریف قرآن کا انکار کیا ہے۔ قرآن میں کسی بھی طرح کی کمی یا زیادتی نہیں ہوئی ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہی میں مدوّن ہو چکا تھا۔ تحریف قرآن کے سلسلے میں جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ سراسر غلط ہیں۔

پانچواں مقدمہ: "**فی معرفة معانی وجودہ الایات و معانی المتشابہ و تاویلہ**" اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ یوں تو کلام الٰہی بہت بہت آسان اور سادہ زبان میں ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس میں کچھ ایسی باتیں ہیں جن پر زیادہ غور کرنے سے مسائل سامنے آتے ہیں اور اگر یہ نہ ہوتا تو اس کی بہت زیادہ اہمیت نہ ہو پاتی۔

چھٹا مقدمہ: "**فی نبذ مما جاء فی ان علم القرآن کلہ انما ھو عند**

اهـل البیت علیهم السلام ''اس باب میں ثابت کیا ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ کے بعد ان کے اہلبیت کے پاس قرآن مجید کا کل علم تھا۔ یہ روایت بھی نقل کی ہے ''**قـد امـر رسـول الله ان یـقـتـدیٰ بـالقرآن و آل محمد** ''حضرت رسول اکرمؐ نے قرآن اور آل محمدؐ کی اقتداء کا حکم دیا۔

ساتواں مقدمہ: ''**فیـمـا ورد من فضل المداومة علی تلاوة القرآن و آدابهـا و مـا یتـعلق بهـا** ''قرآن مجید کی فضیلت اور اس کے فوائد پابندی سے مسلسل تلاوت کرنے کے فضائل اور آداب تلاوت پر روشنی ڈالی ہے۔

آٹھواں مقدمہ: ''**فی بیـان الـغرض المقصود من هذا التفسیر و ما بینت علیه فی التحریر** ''طرز تفسیر اور اپنے اسلوب کا ذکر کیا ہے اور تفسیر لکھنے سے پہلے کن کن امور کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

ان آٹھ مقدموں کے بعد تفسیر کا آغاز کیا سورہ الحمد کی معلوماتی تفسیر قلم بند کی پھر اس کے بعد دیگر سوروں کی تفسیر لکھی ہے۔

خاتمہ کی عبارت:

''**لا یـعـذب عـنـه مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض ولا اصـغـر مـن ذالک ولا اکبـر بـالا حاطة بالعلم لا بالذات لان الامـاکـن محدودة تحویها حدود اربعة فاذا کان بالذات لزمه الحوایة.**[1]''

علوم القرآن: یہ تفسیر مطبع یوسفی دہلی سے ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی۔ ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۴۹ ابواب ہیں جن میں مختلف علوم سے متعلق آیات کی تشریح کی گئی ہے جیسے علم الٰہی، علوم نبوت، امامت، ملائکہ، معاد۔

---

۱ ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص: ۲۳۸۔

علم ہندسہ، کیمیا، تعبیر خواب، علم اخلاق، مناظرہ، معانی و بیان، علم فقہ و نحو و صرف، علم اللغة وغیرہ[1]۔

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''عـالم بارع سید هارون حسینی زنگی پوری، یکی از اعلام قرن چهاردهم هجری می باشد. او آثار قرآنی متعددی دارد۔[2]''

صاحب تکمله نجوم السماء:

''**عهیـد الـفضائل حلیف الفواضل زبدة الفضلا الکرام عمدة الـنبـلا الاعـلام الـمولوی السید محمد هارون صاحب دامت مـکـارمـه الشـریف کـه طبـع نـقـاد و ذهن و قـادش حلال مشکـلات عـلـوم است. وفـضل و کمال و جلالت مقامش درامثـال او کـا لـقـمـربیـن النجوم پیوسته. در نصرت دین و اعـانـت شـرح مبیـن مـصـروف و نـاوجـود تادرستی مزاج و اشتغال علاج بتصنیف رسائل و تحقیق مسائل مشغول.**[3]''

دیگر آثار علمی:

آئینۂ عرب ترجمہ مناجاة الطرب، مطبوعہ لاہور

شہید اسلام

تعلیم الاخلاق

---

۱ مقدمہ قرآن ص: ۱۷۳۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص: ۸۳۴۔

۳ تکملہ نجوم السماء ج: ۲، ص: ۳۱۸۔

السیف الیمانی علی المسیح القادیانی — مطبوعه

الهیة والاسلام

ترجمه صحیفه کامله مع حواشی — مطبوعه

الجزیرة الخضراء والبحرالابیض

نوادرالادب من کلام سادة العجم والعرب

براهین الشهادة — مطبوعه

اثارة الشهادة — مطبوعه

مکالمه علمیه قادیانی و شیعه

ترجمه احقاق الحق — مطبوعه

اورادالقرآن — مطبوعه

صنادید وطن — مطبوعه

ردتناسخ

وفات:

۱۴ر جمادی الاول ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء کو رحلت فرمائی[۱]۔

[۱] مطلع انوار: ۶۲۸، تذکرہ بے بہا ص: ۴۴۳، تالیفات شیعہ: ص: ۴۶، الذریعہ ج: ۷، ص: ۲۲۱، معجم الدراسات القرآنیہ عند الشیعہ الامامیہ ص: ۲۰۱۔

مقبول احمد، دہلوی (م ۱۳۴۰ھ)

مولانا حاجی مقبول احمد دہلوی کا شمار چودہویں صدی کے اہم مترجمین قرآن میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء دہلی میں ہوئی۔ والد ماجد غضنفر علی اور دادا مراد علی دہلی کے دیندار افراد میں تھے۔ ایام رضاعت میں آغوش مادر اور سات برس کی عمر میں سایۂ پدری سے محروم ہوگئے۔ بڑے بھائی پیرجی حفیظ اللہ نے پرورش کی ابتدائی تعلیم اینگلو عربک ہائی اسکول میں حاصل کی۔ مرزا احمد بیگ نے سرپرستی فرمائی اور اپنی اولاد کی طرح پرورش کی۔ ۱۸۸۵ء میں مڈل پاس کیا۔ ۱۸۸۶ء میں اپنی تحقیق و جستجو سے شیعہ مذہب اختیار کیا اور اس کا اعلان جامع مسجد دہلی میں کرتے ہوئے مناظرہ کا چیلنج بھی کیا۔ ۱۸۸۷ء میں انٹرنس کا امتحان اور ۱۸۸۹ء میں مشن کالج سے ایف. اے. کا امتحان دیا۔ مولانا سید آفتاب حسین صاحب سے علوم دینیہ حاصل کیا اور طب میں بھی مہارت حاصل کی۔ ذاکری کا بھی شوق تھا۔ شعلہ بیان مقرر تھے۔ مزاحیہ خطابت، مناظرانہ اسلوب تھا۔ ۱۸۹۴ء میں راجہ باقر علی خاں والئ ریاست پنڈراول نے آپ کی علمی صلاحیت اور منتظمہ لیاقت دیکھتے ہوئے اپنا مصاحب بنالیا۔ راجہ صاحب کے انتقال کے بعد نواب حامد علی خاں نواب رامپور نے مدعو کیا اور آپ کو ریاست میں آڈٹ آفیسر رکھ لیا۔ بارہ سال تک اس منصب پر فائز رہے اور نواب صاحب کی فرمائش پر ترجمہ و تفسیر قرآن بھی لکھتے رہے جس میں مولانا اعجاز حسن بدایونی آپ کے معاون تھے۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں متعدد سفر کئے۔ ۱۹۲۰ء میں تقریباً سو آغا خانی حضرات کو شیعہ کیا۔ اہل بمبئی دل سے آپ کے قدرداں تھے۔ اسی زمانے میں حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔

۱۳۴۰ھ/ ۲۴ر ستمبر ۱۹۲۱ء دہلی میں رحلت کی اور درگاہ پنجہ شریف میں آسودۂ لحد

ہوئے۔ تصنیف وتالیف کا بڑا شوق تھا۔ قرآنیات پر گہری نظر تھی[۱]۔

ترجمہ قرآن باحاشیہ:

یہ ترجمہ مقبول پریس بازار چتلی قبر دہلی سے ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں شائع ہوا۔ جس پر علماء اعلام کی گرانقدر تقاریظ مندرج ہیں جن میں سرکار نجم الملت مولانا نجم الحسن، سرکار ناصر الملت مولانا ناصر حسین، باقر العلوم مولانا سید محمد باقر سرکار یوسف الملت مولانا یوسف حسین امروہوی، مولانا سبط نبی نوگانوی قابل ذکر ہیں۔ مرزا کاظم حسین محشر لکھنوی نے قطعہ تاریخ کہی

اے فاضل اکمل تری کوشش کے تصدق — وہ کام کیا کہیے جسے نقش یگانہ

کس حُسن سے تحریر کئے معنی قرآن — اردو کو عطا کر دیا ملبوس شہانہ

ہر جملہ کی تاثیر بیاں کر نہیں سکتا — ہر سطر کا گویا دل بسمل ہے نشانہ

خوبی فصاحت کو مخالف بھی جو دیکھے — دل سے ہو مسلماں نہ کرے کوئی بہانہ

لازم ہے نظارے کے لیے دیدۂ باطن — قرآن کے معنی ہیں نہیں ہے یہ فسانہ

اس باغ حقیقت میں سنے جس کو ہو سننا — دل کھینچتا ہے بلبل سدرہ کا ترانہ

محشر نے کہا جوش میں یوں مصرع تاریخ — یہ ترجمہ قرآن کا ہے مقبولِ زمانہ

نمونۂ ترجمہ سورہ والتین:

رحمٰن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

"قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی بیشک ہم نے انسان کو بہت ہی اچھے کینڈے پر بنایا۔ ہم نے اسے پست سے

[۱] مطلع انوار ص: ۶۴۲۔

پست حالت کی طرف پھیر دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیکیاں کرتے رہے کہ ان کے لیے بے انتہاء ثواب ہے تو (اے رسول) ان کے بعد تم کو قیامت کے بارے میں کون جھٹلائے گا؟ کیا خدا سب فیصلہ کرنے والوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے۔"

ترجمہ کے ساتھ مفید حاشیہ اور ضمیمہ ہے جسے مختصر تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ تفسیر کا ماخذ تفسیر صافی ہے۔ امامیہ عقائد کو بلاخوف بیان کیا ہے۔ آیات کے ذیل میں حضرات ائمہ علیہم السلام سے مروی تفسیر بیان کی ہے۔ زبان صاف اور سادہ ہے۔ یہ ترجمہ آج بھی مقبول ہے۔ جس کے متعدد ایڈیشن منظر عام پر آ چکے ہیں۔

مفتاح القرآن:

اس کتاب میں فضیلت قرآن، متشابہ آیات کی تشریح، تفسیر بالرائے کی ممانعت اور آخر میں سوروں کے خواص بیان کئے ہیں۔

دیگر آثار علمی:

- ترجمہ اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب
- مقبول پرائمری دینیات ۵ حصے
- زائچہ تقدیر
- فالنامہ دانیال
- تہذیب الاسلام ترجمہ حلیۃ المتقین علامہ مجلسی
- وظائف مقبول

اعجاز حسن، امروہوی (م ۱۳۴۰ھ)

سید المحققین مولانا سید اعجاز حسن طاب ثراہ مولانا سید علی حسن کے نامور فرزند تھے۔ آپکی ولادت ۱۹/ جمادی الاول ۱۲۶۶ھ/۱۸۴۹ء محلّہ گذری امروہہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اسکے بعد امروہہ کے بزرگ عالم دین مولانا سید احمد حسین کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ۱۲۹۴ھ میں لکھنو چلے گئے اور مفتی محمد عباس شوشتری سے تلمذ اختیار کیا اور میر حامد حسین صاحب عبقات سے بھی استفادہ کرکے عقائد وکلام تفسیر وحدیث میں ملکہ حاصل کیا۔

آپ میں قومی خدمات کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ ۱۰ محرم ۱۳۲۰ھ/۳۰/ اپریل ۱۹۰۲ء کے ہندو مسلم فساد میں سرکار موصوف نے قوم کے افراد کی دل کھول کر مدد کی۔ حالانکہ اسکے ردِعمل میں آپکو ذہنی جسمانی اور مالی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ تمام مقدموں کی پیروی آپ ہی نے کی۔ آخر میں تمام مقدمے آپ ہی کے حق میں ہوئے۔

سید ابدال محمد کے وقف کا مقدمہ لڑا اور اسمیں کامیابی ہوئی۔ دارالعلوم سید المدارس کی ترقی کے سلسلے میں کوشاں تھے۔ شیعہ کالج لکھنؤ کی تأسیس اور کتب دینیہ کی اشاعت میں بہت دلچسپی لی۔

علمی قابلیت، خاندانی ریاست، ذاتی وجاہت پر دینداری واخلاق وتقویٰ نے اور زیادہ جلا بخشی۔ ۱۹۱۹ء میں آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے اور اپنے بیگانوں میں قدر ومنزلت پائی۔ ۱۲۹۷ھ میں حج اور ۱۳۲۱ھ میں زیارات عتبات عالیات سے مشرف ہوئے۔ مفتی محمد عباس کے داماد تھے۔ ۱۹/ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ/۱۸/ جنوری ۱۹۲۲ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ نے ہر موضوع پر لکھا اور خوب لکھا۔ آپکی بیشتر کتابیں فارسی زبان میں ہیں۔ تفسیر

قرآن اور علوم قرآن پر گہری نظر رکھتے تھے۔

صاحب تکملہ نجوم السماء:

”وی از سادات امروهه و نیزاز فضلاء و مقدس و متورع راغب و حریص در مناظره است سلسله نسبش به امام علی نقی علیه السلام میرسد۔ سید موصوف از اولاد سید شرف الدین واسطی الملقب به شاه ولایت میرسد۔[1]“

۱۔ تفسیر الآیات:

یہ تفسیر فارسی زبان میں موضوعاتی تفسیر ہے جسمیں مختلف موضوعات پر آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی ہے۔ ریاضی پریس امروہہ سے شائع ہوئی۔ ۴۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ رضا لائبریری رامپور میں راقم نے مطالعہ کیا ہے۔

فقہی، اخلاقی، کلامی موضوعات کا انتخاب کیا گیا ہے۔

۲۔ تفسیر آیۃ لا ینال عھدی الظالمین:

فارسی زبان میں عہدہ الٰہی کی تشریح کرتے ہوئے ظالمین کے صفات بیان کئے ہیں۔ عقلی ونقلی ادلہ سے اثبات کیا ہے کہ عہدہ الٰہی ظالم کو نہیں مل سکتا۔

معارج الفرقان فی علوم القرآن:

”علوم قرآن کے موضوع پر اہم کتاب ہے۔“

دیگر تالیفات:

القام الحجر فی فم ابن الحجر (فارسی)

۱۔ تکملہ نجوم السماء ج:۲، ص:۲۵۷۔

کشف الخلافة

اسئلة المعترضين

ترجمه من لا يحضره الفقيه شيخ صدوق (كتاب طهارة)

مفاتيح المطالب فی خلافة علی بن ابی طالب

رساله جسيم نهج اليقين (فارسی)

جواهر مضيه فی مصطلحات فقيه (فارسی)

طريق الصلوٰة (فارسی)

معارج الفرقان فی علوم القرآن (فارسی)

مرقع كربلا (فارسی)

معيار الفضائل (فارسی)

دنباله اهل بطاله (فارسی)

فلاح دارين (اردو)

مذاهب العلماء فی يقين الخلفاء (اردو)

الاثابه بالاجابة فی رد فضائل صحابه (اردو)

رساله اصول دين (اردو)

تنقيد الاخيار و تعديل الاخيار (اردو)

تشقيق الاخيار و كشف الاستار (اردو)

باد سموم بهر سماخ الحصوم (اردو)

تشبية الاقران فی خليف القرآن (اردو)

اصول السنه المعروف به اجاره بديعه (اردو)

فلاح السائل (اردو)

نضارة البصاره (عربی)

القرآن والكتابة (عربی)

معراج العباد (عربی)

الشهابة فی تنجيم الصحابه (عربی)

احسن التقويم (عربی)

صلة الافعال (عربی)

غنية المصادر[1]

---

[1] تذکرہ علماء امروہہ ص:۵۹، تواریخ واسطیہ ص:۴۷۰، تاریخ سادات امروہہ ص:۳۶۵، تذکرۃ الکرام محمود احمد عباسی، تالیفات شیعہ:۲۰۵۔

محمد تقی (م ۱۳۴۱ھ)

چودھویں صدی کے گرانقدر مفسر قرآن مولانا محمد تقی لکھنوی، مولانا سید ابراھیم کے بڑے فرزند تھے۔لکھنؤ میں ۱۰/ ذی القعدہ ۱۲۹۲ھ/ ۹ دسمبر ۱۸۷۵ء بروز پنجشنبہ متولد ہوئے۔ سطحیات کی تعلیم میر حسن علی صاحب سے حاصل کی۔ اسکے علاوہ فقہ، اصول، منطق، فلسفہ کا درس خاندان کے بزرگ علماء تاج العلماء سید علی محمد، مولانا بچھن صاحب، مولانا علن صاحب، عماد العلماء میر آغا صاحب سے لیا۔تعلیم سے فراغت کے بعد عربی میں مقالہ لکھا۔الاشعۃ النورانیہ فی صلوٰۃ الجمعہ الاسلامیہ جس پر اجازہ ملا۔

آپ اپنے والد ماجد کی جگہ حسین آباد کے امام باڑے کی مسجد کی امامت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ نام و نمود اور شہرت سے دور تھے۔ گوشہ نشینی کی زندگی گذاری۔ درس و تدریس تصنیف و تالیف آپکا محبوب مشغلہ تھا۔نفیس اور نادر کتابوں پر مشتمل عظیم کتبخانہ ہے جو کتبخانہ ممتاز العلماء کے نام سے مشہور ہے[1]۔

آپ کی تفسیر قرآن پر گہری نظر تھی اور اس کا وسیع مطالعہ تھا۔

تفسیر سورۃ یوسف: سورہ یوسف کی گرانقدر تفسیر ہے جو ۵۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔مخطوطہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے کتبخانہ میں محفوظ ہے۔

تفسیر سورہ الحمد:

یہ تحقیقی تفسیر دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں ۳۰۸ صفحات ہیں اور حصہ دوم بھی ضخیم ہے۔اس کا مخطوطہ بھی مدرسۃ الواعظین لکھنو کے کتبخانہ میں محفوظ ہے۔

---

۱ تذکرہ بے بہا ص: ۱۰۵، نزہۃ الخواطر ج: ۸۔

تفسیر آیات فضائل:

یہ تفسیر چار جلدوں پر محیط ہے۔ جلد اول میں ۴۸۲ صفحات ہیں، جلد دوم میں ۲۸۸، جلد سوم میں ۱۸۰ اور جلد چہارم میں ۹۷ صفحات ہیں۔ پہلی دو جلدیں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے کتبخانہ میں محفوظ ہیں اور دوسری دو جلدیں کراچی میں مولانا آغا مہدی صاحب مرحوم کے کتبخانہ میں موجود ہیں[1]۔

دیگر آثار علمی:

ترجمہ خصال صدوق

ترجمہ معالم الاصول (خطی کراچی)

ترجمہ زبدۃ الاصول (کراچی)

حاشیہ فوائد الصمدیہ (مدرسۃ الواعظین)

حاشیہ عباب فی العلم الاعراب (کتبخانہ ممتاز العلماء)

ترجمہ کتاب السماء والعالم از بحار الانوار (مدرسۃ الواعظین)[2]

وفات:

آپ نے ۵/محرم الحرام ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء کو لکھنو میں رحلت کی اور حسینیہ جنت مآب میں آسودۂ لحد ہوئے۔

---

۱ مطلع انوار ص: ۵۰۶۔

۲ تالیفات شیعہ ص: ۲۰۶۔

عبدالعلی، ہروی (م ۱۳۲۱ھ)

چودھویں صدی کے بلند پایہ مفسر قرآن حضرت شیخ عبدالعلی ھروی کی ولادت ۱۲۷۷ھ کو مشہد مقدس میں ہوئی ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اس کے بعد مدرسہ فیض میں زیر تعلیم رہ کر اپنی فہم وفراست کے جوہر دکھائے۔ اساتذہ آپ کی ذکاوت وذہانت سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ سطحی دروس وہیں مکمل کئے آپ آیت اللہ محمد کاظم خراسانی کے ہمدرس تھے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ میں اعلیٰ مہارت حاصل کر کے علوم باطن اور تہذیب نفس کے مراحل طے کئے۔

ناصر الدین شاہ آپ کے علم وفضل کا بیحد احترام کرتا تھا اس نے وزارت خارجہ میں نیابت کا درجہ عطا کیا آپ نے اس منصب کو قبول کرتے ہوئے ایران میں بابیوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ ناصر الدین شاہ نے علامہ ہروی کے علوم سے استفادہ کو عام کرنے کے لیے ''ادارۃ المعارف'' قائم کیا جس کے سربراہ علامہ کو قرار دیا۔ ناصر الدین شاہ نے اپنے خرچے سے برلن کے کتبخانہ کو دیکھنے کے لیے بھیجا دو سال آپ وہاں مقیم رہے۔ ۱۳۲۰ھ میں کراچی آئے اور ہندوستان کے مختلف شہروں کے دورے کئے علامہ سید محمد سبطین سرسوی نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ مترجم کی حیثیت سے بھی ان کے ساتھ رہے۔ آپ نے پنجاب سے ماہنامہ رسالہ ''البرہان'' نکالا جس میں علمی اور تحقیقی مضامین شائع ہوتے تھے۔

آپ کو تفسیر قرآن میں مہارت حاصل تھی۔

تفسیر قرآن مجید:

ناصر الدین شاہ کے زمانے میں ایران میں ایک ایسا متن قرآن شائع ہوا جس کے حاشیہ پر تفسیر سے متعلق تمام احادیث جمع کی گئی تھیں۔ طریقہ کار شاہ کو بہت پسند آیا اس نے

امین الدولہ کے مشورہ سے علامہ ہروی کی خدمت میں اس کام کو مکمل کرنے کی تجویز پیش کی علامہ ہروی نے فرمایا کہ میں اس شرط پر یہ کام انجام دوں گا کہ ایک خاص دفتر اور محکمہ قائم کیا جائے جس میں دو متکلم، دو فلسفی، دو فقیہہ، دو محدث جید علماء ہوں اور ان سب کے مصارف شاہ برداشت کریں شاہ نے یہ تجویز قبول کی۔ چنانچہ کام شروع ہوا اور چھ ماہ میں صرف استعاذہ کی تفسیر بکمال دقت تیار ہوئی۔ ڈیڑھ سال تک یہ کام ''اہدنا الصراط المستقیم'' تک پہنچا بادشاہ نے چار سو نسخے طبع کرا کے علماء کی خدمت میں بغرض تبصرہ بھیجے سب نے بہت پسند کئے شاہ نے علامہ ہروی کو انعام واکرام سے نوازا اور کام جاری رکھنے کو کہا۔ وزراء نے مخالفت کی کہ اس طرح تو یہ تفسیر تمام عمر بھی مکمل نہیں ہو پائے گی۔ شاہ نے کہا اگر اس طرح صرف ایک پارہ کی تفسیر مکمل ہو جائے تو تمام تفاسیر سے بے نیاز کر دے گی۔ اتفاق سے اس سال ناصر الدین شاہ مرزا محمد بابی کے ہاتھوں قتل ہو گئے اور یہ کام مکمل نہ ہو سکا[1]۔

آپ کی دوسری تفسیری کاوش سورہ کہف کی ان آیات کی تفسیر ہے جس میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

تیسری کاوش تفسیر ''انا کل شئ خلقنا بقدر'' ہے جو ایک فلسفیانہ اور عالمانہ تفسیر ہے۔

دیگر تالیفات:

رسالہ قضا و قدر

ثبوت معراج جسمانی

مسئلہ امامت

ہدایت

مواعظ حسنہ

---

۱ تذکرہ بے بہا ص: ۲۵۶، مطلع انوار: ۳۱۱، تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص: ۱۶۴۔

حسین، سید، بلگرامی (م۱۳۴۴ھ)

چودھویں صدی کے نامور انگریزی مترجم قرآن سید حسین ۱۲۶۰ھ/ ۱۸۴۵ء میں متولد ہوئے۔ آپ کا وطن بلگرام تھا جو ایک علمی و ادبی سرزمین ہے۔ آپ کے والد بلگرام کے سربراہ آوردہ افراد میں تھے۔ مولانا سید حسین بلگرامی عماد الملک عالم و فاضل مدبر و منتظم تھے۔ خداوند عالم نے اعلیٰ فہم و فراست تدبر و تدبیر کی نعمت سے نوازا تھا۔ آپ نے قوم وملت کے لیے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

آپ کے بھائی مولانا سید علی بلگرامی اور سید حسن بلگرامی بھی ہندوستان کی نامور ہستیاں گذریں ہیں۔ مولانا سید حسین کو مختلف زبانوں میں عبور حاصل تھا۔ عربی، فارسی انگریزی کے مانے ہوئے ادیب تھے۔ حیدرآباد دکن میں مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ کر خدمات انجام دیں۔

ترجمہ قرآن

آپ کے علمی آثار میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ ہے جس سے آپ کی انگریزی ادب پر گرفت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ ترجمہ بہت پسند کیا گیا اور علمی حلقوں میں بہت زیادہ سراہا گیا[1]۔

آپ کی وفات ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں ہوئی۔

۱ مطلع انوار ص:۲۰۲۔

زیرک حسین، امروہوی، ڈاکٹر (م۱۳۴۵ھ)

چودھویں صدی کے مایہ ناز مترجم قرآن ڈاکٹر سید زیرک حسین رضی مشہور شاعر و ادیب سید مومن حسین صفی کے فرزند تھے۔ ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء کو محلّہ گذری امروہہ میں متولد ہوئے۔ عصری تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم کی طرف بھی رجحان رہا۔ آگرہ طبیہ کالج سے ڈاکٹری کی۔ عربی وفارسی ادب میں مہارت حاصل تھی۔ خط نسخ و نستعلیق عمدہ لکھتے اور باکمال خوشنویس تھے۔

ادیب کامل، جامع معقول و منقول نہایت درجہ منکسر المزاج نیک کردار، پاکیزہ خصلت متقی و متورع تھے۔ فن مناظرہ میں ملکہ رکھتے تھے۔ دفاع اہلبیتؑ شیوہ تھا۔ زندگی بھر دشمنان اہلبیت سے برسر پیکار رہے۔ دفاع حق آل محمد علیہم السلام کی غرض سے آگرہ میں ''ریاض رضی'' کے نام سے مطبع قائم کیا جہاں سے بڑی تعداد میں کتب شائع ہوئیں۔ مولانا مقبول احمد دہلوی اور مولانا اعجاز حسن امروہوی آپ کے ہمدرس تھے۔

نجف اشرف و کربلا معلّٰی کی زیارات سے مشرف ہوئے اور وہیں عرصۂ دراز تک مقیم رہے۔ اعزا و اقارب نے بہت کوشش کی کہ واپس آجائیں مگر واپس نہیں آئے۔ وہاں شادی کر لی۔ دولڑکے پیدا ہوئے ایک کو آغا عفیف الحسن اور دوسرے کو حاجی لطیف الحسن کہتے تھے۔ آغا لاولد تھے اور حاجی پاکستان چلے گئے تھے۔ بہت عرصے بعد امروہہ واپس تشریف لائے اور قرآن مجید کا ترجمہ کیا پھر کربلا جا کر ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء میں وفات ہوئی[1]۔

صاحب تواریخ واسطیہ:

''(آپ) خط نسخ و نستعلیق عمدہ لکھتے ہیں خوشنویس باکمال ہیں جوانھوں نے اپنے والد سے حاصل کیا ہے۔ شعرگوئی و تاریخ گوئی میں ارجمند، علم فارسی و عربی میں بہرہ مند ہیں۔ حمیدہ خصائل پسندیدہ شمائل ہیں۔ بڑے صاحب

۱ تذکرہ علماء امروہہ ص:۱۰۴۔

وضع ذکی الطبع اسم بامسمیٰ ہیں کالج طبی آگرہ کے پاس یافتہ ہیں بعہدہ بنو ڈاکٹری ملازم سرکار ہیں انگریزی میں اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے ہیں غرضکہ بڑے نیک بخت نیک سیرت بین الاقران لائق وفائق ہیں[1]۔''

صاحب تاریخ سادات امروھه جمال احمد صاحب:

''آپ فن خوشنویسی وشاعری میں استاد تھے اور ڈاکٹری بھی پاس تھے اور عالم وفاضل تھے[2]۔''

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''زیرك حسین، ترجمه وتفسیر قرآن کریم به زبان اردو انجام داده است و در حاشیه کتاب دربارۂ تاثیرات آیات و حساب جمل و تعویذات سخن به میان آورده است۔[3]''

ترجمہ قرآن مجید[4]:

آپ کا علمی وادبی کارنامہ ترجمہ قرآن ہے۔ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں دہلی سے شائع ہوا ،راقم نے اسی ترجمہ کو ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء میں میر انیس اکیڈمی محلّہ حقانی امروہہ سے مبسوط مقدمہ اور انڈیکس کے ساتھ دیدہ زیب جلد میں شائع کیا ہے۔ سلیس وبامحاورہ ترجمہ ہے۔ سلیس وشیریں زبان استعمال کی گئی ہے۔ حاشیہ پر ہر آیت کے خواص وفوائد تحریر ہیں۔ جن سے آیات قرآنی کے اسرار ورموز منکشف ہوتے ہیں۔ صرف انھیں خواص کو بیان کیا گیا ہے

۱ تواریخ واسطیہ ص:۴۸۴۔
۲ تاریخ سادات امروہہ ص:۳۵۶۔
۳ طبقات مفسران شیعہ:۱۱۳۴۔
۴ کتاب نامہ بزرگ قرآن ج:۴، ص:۱۵۶۴۔

جو معتبر ومستند کتب میں حضرات ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں۔ حواشی کی مدد سے قرآن مجید سے روحانی علاج کیا جاسکتا ہے۔

اس ترجمہ کو علماء شیعہ اور علماء اہلسنت دونوں نے معتبر سمجھا ہے۔ عمدۃ العلماء مولانا محمد مرزا لکھنوی مقیم کربلا نے اس کی توصیف ان الفاظ میں کی:

''بخدمت جناب مستطاب علام فہام زبدۃ الاطیاب سیادت مآب السید زیرک حسین المقلب بہ ضیاء الاسلام بعد سلام!

معروض آنکہ آپ کے مطبوعہ کلام مجید کے پارے حقیر کی نظر سے گذرے۔ پروردگار عالم آپ کو اجر جمیل عطا فرمائے کہ آپ نے ترجمہ میں بہت تندہی سے کام لیا ہے جہاں تک میں نے غور کیا ترجمہ صحیح پایا اور زیادہ خوشی اس بات سے ہوئی کہ اس ترجمہ میں صرف محاورہ ہی محاورہ کا خیال نہیں رکھا گیا بلکہ لفظی ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے جو محاورے کا پہلو لیے ہوئے ہے۔

لہٰذا یہ ترجمہ پہلے تمام لفظی اور بامحاورہ ترجموں سے زیادہ مفید ہے۔''

عالم اہلسنت مولانا عبدالصمد حنفی دریا آبادی از بہاولپور اس طرح رطب اللسان ہیں:

''یہ پہلا ترجمہ ہے جسے میں نے بحیثیت ادائے مطالب جناب شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ کا ہم پلہ پایا۔ اور بحیثیت سلاست اس سے بہتر پایا۔''

چونکہ آپ شاعر اور ادیب تھے اس لیے ادب کی آمیزش سے ترجمہ میں لطافت پائی جاتی ہے۔ سورہ الحمد کا منظوم ترجمہ ملاحظہ ہو:

خدا کو ہر اک حمد ہے برقرار — جو ہے سب جہانوں کا پروردگار
وہ بخشندہ ہے اور بڑا مہرباں — خداوند روز جزا بیگماں
تری ہی پرستش سے ہم شاد ہیں — تجھی سے طلبگار امداد ہیں
دکھا تو ہمیشہ ہمیں سیدھی راہ — کیا تونے جن پر کرم انکی راہ

نہ ان کی ہوا جن پہ قہر و عتاب   نہ ان کی جو ہو ویں بہک کر خراب

سورہ الضحیٰ میں ''وَوَجَدَکَ ضآلا فَهَدَی'' کا معنی خیز ترجمہ کیا
'تجھے گمنامی کی حالت میں پایا۔ پس (لوگوں کو تیری طرف) راہ دکھائی''
جبکہ بہت سے مترجمین نے ضآلا کا ترجمہ گمراہی کیا ہے۔

نمونہ ترجمہ سورہ انشراح:

''کیا ہم نے کشادہ نہیں کیا تیرے لیے تیرے سینے کو؟ اور ہم نے اتار لیا تجھ پر سے تیرا بوجھ جس نے تیری کمر توڑ دی تھی اور ہم نے بلند کیا تیری خاطر سے تیرے ذکر کو پس یقیناً سختی کے ساتھ نرمی ہے۔ یقیناً تکلیف کے ساتھ راحت ہے پس جس وقت تو فارغ ہو جائے تو (اپنا جانشین) قائم کر دے اور اپنے رب کی طرف راغب ہو۔''

دیگر آثار علمی

الخلفاء مطبوعہ آگرہ

المذاہب مطبوعہ آگرہ

ترجمہ جوش کبیر

گستاخی مطبوعہ آگرہ

تفهیم القرآن مطبوعه مقبول پریس، دهلی ۱۳۲۹ھ

معین القرآء ریاض رضی آگرہ ۱۳۲۴ھ

مثنوی رضیه مرضیه (فارسی) مطبوعه ریاض آگره ۱۳۲۴

ثمرة المکاشفه مقبول پریس دهلی ۱۳۳۵ھ[1]

---

۱ تالیفات شیعہ ص:۵۸۹۔

محمد رضا، لاہرپوری (م ۱۳۴۶ھ)

چودہویں صدی کے اہم مفسر قرآن مولانا محمد رضا صاحب علم و فضل، تقدس اور زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ عقائد و کلام، تفسیر و حدیث کے علاوہ فقہ و اصول میں اچھی دسترس رکھتے تھے۔ درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف میں بھی مصروف رہتے تھے۔

آپ کے تقدس و ورع سے راجہ امیر الدولہ بہادر بہت زیادہ متاثر تھے انھوں نے آپ کو اپنی مسجد میں پیشنماز رکھا اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔

آپ نے بڑی تعداد میں نوجوانوں کو معارف اسلامی سے روشناس کرایا اور علوم اہلبیت کی ترویج حق المقدور کرتے رہے۔

تفسیر قرآن: آپ کے علمی آثار میں تین پاروں کی تفسیر قرآن ہے جو آپ نے اس دور کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر لکھی[1]۔

دیگر تالیفات:

کتاب المناظره

تحفهٔ محمد رضا (فقه)

سفر نامه

آپ کی وفات ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء میں ہوئی[2]۔

---

۱ مطلع انوار ص:۵۴۰۔

۲ پیام اسلام ۲۴ مارچ ۱۹۵۶ء، تالیفات شیعہ: ۲۰۷۔

آقا حسن (م ۱۳۴۸ھ)

قدوۃ العلماء مولانا سید آقا حسن کی ولادت ۲۶ ربیع الاول ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء کولکھنو میں ہوئی۔ آپکے والد ماجد مولانا سید کلب حسین نصیر آباد کے بلند مرتبہ عالم دین تھے۔ ابتدائی کتب مولانا سبط محمد ابن خلاصۃ العلماء سید مرتضیٰ سے پڑھیں اور اعلیٰ سطح کی تعلیم مولانا میر آغا صاحب اور علن صاحب سے حاصل کرکے عراق روانہ ہوئے۔ نجف اشرف میں شیخ محمد حسین مازندرانی، شیخ زین العابدین، شیخ محمد حسین مامقانی، مرزا شہرستانی کربلائی سے کسب فیض کیا اور فقہ، اصول، تفسیر وحدیث، عقائد وکلام میں ملکہ حاصل کیا۔ آیات عظام نے آپکی علمی لیاقت کو دیکھ کر اجازات سے نوازا۔ ۱۳۱۳ھ میں عمادالعلماء میر آغا صاحب نے گرانقدر اجازے سے سرفراز کیا۔ آپ بڑے فعال اور محنت کش تھے ہر وقت قومی خدمت انجام دینے میں منہمک رہتے تھے۔ آپ نے ۱۳۱۹ھ میں انجمن صدر الصدور قائم کی، شیعہ کالج کی تحریک چلائی۔ لکھنو میں مدرسہ جعفریہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۳۲۸ھ میں انجمن یادگار علماء قائم کی ۱۳۳۷ھ میں شیعہ بیت المال قائم کیا۔

آپ نے پنجشنبہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ/۱۲ ستمبر ۱۹۲۹ کو رحلت کی اور حسینیہ غفرانمآب مین سپرد لحد کئے گئے[1]۔

ذیل البیان فی تفسیر قرآن:

یہ تفسیر ''اخبار الناطق'' میں قسط وار شائع ہوئی، روائی اور تاریخی تفسیر ہے جس میں کلامی استدلال بھی پایا جاتا ہے۔ مطبع عمادالاسلام لکھنو سے ۱۳۴۲ھ میں کتابی شکل میں بھی طبع ہوئی۔

۱ تذکرہ بے بہا ص:۵۸، مطلع انوار:۳۹۔

صاحب نزهة الخواطر:

''الشيخ الفاضل آقا حسن بن كلب عابد بن كلب حسين بن محمد حسين الحسيني الشيعي النصير آبادى ثم اللكهنوى، احد علماء الشيعه و مجتهديهم ولد للثلاث بقين من ربيع الاول سنة اثنتين و ثمانين و مائتين و الف فى لكهنو و نشاء فى مهد العلم و قراء المبادى من العلوم الالية على السيد سبط محمد و كتب المعقول و المنقول و الفقه، الاصول على السيد ابى الحسن بن السيد بنده حسين اللكهنوى و على المولوى مير آغا المعروف بعماد العلماء و سافرالى العراق و حضر دروس علمائها و نال الاجازة فى الاجتهاد و رجع الى الهند. و اشتغل بالدرس و لافادة و الافتاء، و كان يصلى بالجماعة فى الحسينية الاصفية فى الجمعة و العيدين[1]''

دیگر تالیفات:

رساله حرمان الزوجه عن العقار (فقه استدلالی عربی)

رساله غسل واجب لنفسه هے یا واجب لغیره

ترجمه عماد الکلام غفرانمآب[2]

۱ نزہۃ الخواطر ج:۸، ص:اول۔

۲ تالیفات شیعہ ص:۲۰۶۔

ذاکر حسین، بارہوی (م ۱۳۴۹ھ)

چودہویں صدی کے نمایاں محشی قرآن مولانا ذاکر حسین کی ولادت ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء کو پہرسر میں ہوئی کیونکہ آپ کے والد گوہر علی صاحب وہیں رہتے تھے وہ بڑے مشہور طبیب تھے۔ وہیں تعلیم و تربیت ہوئی علوم جدیدہ اور قدیمہ حاصل کرنے کے بعد خدمت خلق اور تبلیغ دین میں مصروف ہوئے۔ انتہائی قوی الحافظہ ذہین نکتہ شناس عالم تھے۔ لکھنؤ، بہرائچ، آگرہ، بھرپور، اجمیر، اٹاوہ کے مبلغ دین مصلح احوال تھے، زہد و وریٰ میں بے مثال جہاں جاتے لوگوں کو پابند شریعت بناتے۔ مسجدیں آباد کرتے اور لوگوں کو مسائل سے آشنا کرتے تھے۔ شہرت اور نام و نمود سے دور تھے۔ سادہ زندگی گذاری، تفسیر قرآن کا وسیع مطالعہ تھا۔

حاشیہ قرآن:

آپ نے قرآن مجید پر عربی میں حاشیہ لکھا جس میں آیات قرآنی کے رموز و اسرار کو واضح کیا گیا۔

مثنوی در مکنون شائع ہو چکی ہے۔ انگریزی میں بھی لکھتے تھے۔ صحیفہ کاملہ کے ترجمے میں بھی مدد کی۔

آخر عمر میں لکھنؤ آکر رہے اور نذر باغ میں تقریباً ۶۵ سال کی عمر میں یکم رجب ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء کو رحلت کی اور اپنے مکان مسکونہ میں آسودہ لحد ہوئے[۱]۔

۱؎ مطلع انوار ص: ۲۸۸۔

محمد اعجاز حسن، بدایونی (۱۳۵۰ھ)

آپکی ولادت ۱۴/ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء کو بمقام سرسی ضلع مراد آباد ہوئی۔ والد ماجد مولانا محمد جعفر حسن تھے۔ ابتدائی تعلیم والد کے علاوہ مولانا سید شبیر حسین سرسوی، مولوی مظفر علی خانصاحب، ملا باقر مرادآبادی، مولوی سید کرار حسین سے حاصل کی۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً امروہہ، نوگانواں، میرٹھ کے مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ اسکے بعد لکھنؤ چلے گئے اور جامعہ ناظمیہ میں سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب سے شرح لمعہ اور قوانین الاصول پڑھیں۔ ۱۳۲۵ھ میں ''ممتاز الافاضل'' کی سند حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۳۲۶ھ میں ککرولی ضلع مظفر نگر میں دینی خدمات میں مصروف ہوئے۔ ۱۳۲۸ھ میں سرکار نجم العلماء نے مدرسۂ عالیہ رامپور میں مولوی فاضل کیلئے مدرس مقرر کرایا۔ اسی زمانے میں مولوی مقبول احمد دہلوی نے شعبۂ تصنیف و تالیف آپکے سپرد کر دیا۔ جسکی بنا پر متعدد کتب تحریر کیں۔ ۱۳۳۷ھ میں شیعہ اسکول لکھنؤ میں ملازم ہوئے۔ ۱۳۴۲ھ میں جامعہ ناظمیہ میں استاد مقرر ہوئے۔ اور مدرسۃ الواعظین میں بھی تدریس کرتے تھے۔ اس زمانے میں مناظرے اور تبلیغ کے سلسلے میں برصغیر کے متعدد شہروں کا سفر کیا۔ رنگون، زنجبار، ممباسہ اور عدن جاکر تبلیغی فرائض انجام دیئے۔ مزارات مکہ اور مدینہ کے انہدام پر احتجاج میں بڑے جوش و خروش سے شریک ہوئے۔ آپ اسلام اور تشیع کی سربلندی کیلئے ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے۔ مدرسۃ الواعظین کیلئے آپکی بیشمار خدمات ہیں آپ عربی اور اردو کے قادر الکلام مصنف اور شیریں بیان خطیب تھے۔

۱۵/ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ/۲۳/مارچ ۱۹۳۲ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں تقریر کرتے ہوئے دل کا دورہ پڑا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

قرآن مجید کا گہرا مطالعہ تھا۔[۱]

۱۔ برھان المجادلہ فی تفسیر آیۃ المباھلہ:

یہ آیت مباہلہ **فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم**....الخ (مطبوعہ) کی تفسیر ہے۔

اسکے علاوہ قرآن سے متعلق کئی کتابیں لکھیں۔

۲. **تجوید القرآن ۲ حصے مطبوعه**

۳. **کتاب فضل القرآن**

۴. **مقدمات القرآن. مطبوعه**

۵. **لغات القرآن**

۶. **فهرست الفاظ قرآن**

دیگر کتب:

هدیه جعفریه ترجمه اعتقادیه شیخ صدوق

ایضاح الفرائض (میراث)

معراج النحو

وجیزة الصرف

حل لغات نهج البلاغه

حاشیه بر سیوطی

شرح الفیه

[۱] مطلع انوار ص:۴۸۳۔

مصائب اهلبیت

نجم الهدایة

شمس الاعتقاد

احکام جماعت

شجرة الانبیاء و الائمه

ایضاح الاشکال

خزینهء هدایت

ترجمه فصول المهمه ابن صباغ مالکی

ترجمه احتجاج طبرسی

الرجم بجواب عبد الشکور ۲ جلد

ازاله خرافات شکوریه

غضنفر علی، بی. اے. (طبع ۱۳۵۱ھ)

آپ کو شعر و ادب میں خاص شغف تھا۔ آپ نے پارہ اول کی منظوم تفسیر لکھی جو "تفسیر پارہ الم" کے نام سے مشہور ہے۔

یہ تفسیر ۱۳۵۱ھ میں دہلی سے شائع ہوئی[۱]۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۲۰۶، قرآن نمبر ص:۹۴۳، امامیہ مصنفین کی تصانیف ج:۱ ص:۸۔

فیاض حسین، خواجہ (م ۱۳۵۱ھ)

مولانا حافظ فیاض حسین ایوبی ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء کو کیرانہ ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد خواجہ قاسم علی نیک اور پرہیزگار بزرگ تھے انھوں نے خواجہ فیاض حسین کو حفظ قرآن کے لیے مدرسہ میں داخل کرایا۔ خواجہ صاحب نے دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور کیرانہ کی مسجد انصاریان میں کئی سال تک روزانہ بعد نمازِ عشاء ایک پارہ روز سناتے رہے۔ خوش الحانی، حفظ کی روانی کا چرچا دور دور تک تھا۔

عربی فارسی کی تعلیم کے لیے منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں داخلہ لیا۔ اس کے بعد لکھنؤ گئے اور سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب سے کسب علم کیا۔ جامعہ ناظمیہ کی آخری سند "ممتاز الافاضل" اور سلطان المدارس کی سند صدر الافاضل حاصل کی۔ تکمیل درس کے بعد منصبیہ کالج میرٹھ میں نائب مدرس اعلیٰ منتخب ہوئے۔ آپ نے ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں رحلت فرمائی اور میرٹھ میں آسودۂ لحد ہوئے[۱]۔

اسلامی صحیفہ:

آپ نے قرآن مجید کے چودہ سوروں کا ترجمہ اور ان کے خواص تحریر کئے جو "اسلامی صحیفہ" کے نام سے شائع ہوا[۲]۔

دیگر آثار علمی:

انیس المحدثین و رفیق الواعظین

۱ مطلع انوار ص ۴۰۹

۲ امامیہ مصنفین کی تصانیف ج ۱ ص ۲۰

تعلیم نسواں

رسالہ قرأت

نخبۃ الاحکام

مناسک حج

مرتضیٰ حسین، حکیم (طبع ۱۳۵۱ھ)

سید بدر علی مرحوم کے فرزند تھے۔ قصبہ ایرایاں سادات ضلع فتح پور سے تعلق تھا۔ آپ عالم و فاضل جامع معقولات و منقولات تھے۔ آپ کی مشہور کتاب ''التکمیل'' ہے جس میں آیۂ

> **''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیتُ لکم الاسلام دینا''**

کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور اس کا نزول ۱۸ ذی الحجہ، ۱۰ ہجری ثابت کیا ہے۔ اور مولانا شبلی نعمانی کے نظریہ کو غلط ثابت کیا ہے کہ یہ آیت یوم عرفہ ۹ ذی الحجہ کو نازل ہوئی۔

کتاب ۳۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی[1]۔

---

[1] تالیفات شیعہ، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۳۔

یوسف حسین، امروہوی (م ۱۳۵۲ھ)

چودہویں صدی کے بلند مرتبہ مفسر قرآن سرکار یوسف الملت مولانا سید یوسف حسین مجتہد، مولانا حاجی مرتضیٰ حسین محلّہ دانشمندان کے فرزند اکبر تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء کو امروہہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور رامپور جا کر مولانا محمد امین شاہ آبادی سے معقولات کا درس لیا۔

۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں ''مدرسہ سید کاظم طباطبائی''، میں قیام کر کے درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔

اس وقت آیۃ اللہ محمد کاظم طباطبائی آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی، آقای شیخ علی قوچانی، آقای ضیاء الدین عراقی، آقای محمد کاظم خراسانی، آقای ابوتراب خوانساری کا فیض جاری تھا۔ آپ نے آیت اللہ سید محمد کاظم طباطبائی اور آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی کے درس خارج میں شرکت کی اور اجازہ ہائے اجتہاد حاصل کئے۔

آیات عظام نے اجازہ ہائے اجتہاد میں آپ کے تبحر علمی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی فقہی اعلیٰ صلاحیتوں کا ذکر فرمایا۔

۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں وطن واپس تشریف لائے اور تشنگانِ علوم کو سیراب کرنے لگے۔

انگریزوں کے خلاف فتویٰ: جب آپ نجف اشرف سے ہندوستان واپس آئے تو پہلی جنگ عظیم ختم ہو چکی تھی اور ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف تحریک شباب پر تھی یہاں تک کہ علماء نے حکومت برطانیہ کی فوج اور پولیس کی ملازمت حرام قرار دے دی۔ آپ نے بھی برطانوی فوج میں ملازمت کی، حرمت کا فتویٰ صادر فرمایا۔ فتویٰ صادر ہوتے ہی برطانوی حکام میں کھلبلی مچ گئی۔ آپ کا یہ اقدام انگریز کلکٹر مراد آباد کو پسند نہیں آیا۔ اس نے سخت اظہار

ناراضگی کیا اور مولانا سے فتویٰ واپس لینے پر اصرار کیا۔ آپ نے انکار فرمایا جس کی بنا پر آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیے گئے۔ مگر نتیجہ کے پیش نظر اس اقدام سے باز رہا۔ آپ کی جرأت پر سر محمد یعقوب جو اس وقت ضلع مراد آباد کے مسلم لیڈر تھے مبارکباد دینے امروہہ آئے اور دیگر قائدین ملت نے آپ کے اس اقدام کو سراہا اور پسند کیا۔

امروہہ میں آپ مدرسہ نور المدارس میں بحیثیت پرنسپل منتخب ہوئے۔ یہ مدرسہ مغربی اتر پردیش کے مدارس میں ممتاز تھا۔ یو. پی. کے اکثر پبلک اور گورنمنٹ اسکولوں میں علوم مشرق کے اساتذہ اس درسگاہ کے سابق طلباء ہوتے تھے۔

۱۹۲۲ء میں جناب سید محمد حسنین ڈپٹی کلکٹر کے اصرار پر منصبیہ عربی کالج میرٹھ کے پرنسپل منتخب ہوئے۔ آپ کی نگرانی میں مدرسہ نے ہر حیثیت سے غیر معمولی ترقی کی اور علمی و ادبی رسالہ ''الہادی'' جاری کیا جس میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔

۱۹۲۶ء میں مولانا سید عباس حسین صاحب ناظم دینیات شیعہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی وفات کے بعد آپ کا تقرر ان کی جگہ ہوا۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں وائس چانسلر تھے جو آپ کا بیحد اکرام و احترام کرتے تھے۔ آپ تا وفات اس عہدہ پر فائز رہے۔ یونیورسٹی اکیڈمک کونسل کے ممبر بھی رہے۔ یونیورسٹی میں فرائض اس خوش اسلوبی سے انجام دیئے کہ ہر وائس چانسلر آپ سے متاثر تھا۔

آپ انتہائی سادہ طبیعت انسان تھے۔ مزاج میں بلا کی انکساری تھی۔ درس و تدریس و تصنیف و تالیف میں بے انتہا محنت کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کی صحت خراب رہنے لگی۔ علی گڑھ میں اچھے اطباء کا علاج کرایا مگر طبیعت میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ امروہہ تشریف لائے علالت میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۶ سال کی عمر میں تقدس کا یہ آفتاب ۱۳۵۲ھ/ نومبر ۱۹۳۳ء کو غروب ہو گیا اور عزاخانہ نور الحسن محلّہ دانشمندان کی شہ نشین میں آسودۂ لحد ہوئے۔

تفسیر یوسفی:

یہ تفسیر تیسویں پارہ عم کی علمی، ادبی، تاریخی، تحقیقی تفسیر ہے۔ احسن المطابع میرٹھ سے ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی۔

آیات کی تحلیل اور لغوی معنی کی اس طرح وضاحت کی کہ ترجمہ آسان ہو گیا ہے

صرفی بحث میں صیغوں اور اس کے مصدر کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اختلاف قرآت کا بھی بیان ہے۔

ترکیب نحوی: کے ذیل میں آیات کو علم نحو کے ذریعہ مکمل طور سے حل کیا ہے۔

تفسیر کا عنوان قائم کر کے آیت سے متعلق واقعہ اور اس کا شانِ نزول بیان کیا اور تحقیقی بحث کر کے مطلب کو کاملاً واضح کیا ہے۔

تحقیق مفسر کے عنوان کے ذیل میں آیت کے سلسلے میں علماء مفکرین اور فلاسفہ کی آراء اور جدید علوم کا سہارا لے کر علمی نکات اخذ کئے ہیں جو فہم آیت میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ استدلال میں فلسفہ کی جھلک نمایاں ہے۔ علم کلام سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔

افسوس کہ یہ تفسیر نامکمل ہے اگر کامل تفسیر ہوتی تو دنیائے تفاسیر میں امتیازی حیثیت کی حامل ہوتی۔

دیگر آثار علمی:

- حاشیہ بر کفایۃ الاصول (عربی)
- جوابات شافیہ
- توضیح المعالم – شرح معالم الاصول
- رسالہ جعفریہ
- ترجمہ و حواشی نہج البلاغہ
- ذخیرۃ العباد (رسالہ عملیہ)
- ترجمہ و حواشی اصول کافی
- توضیح الرکعات عن آیات الصلوٰۃ[1]

[1] تذکرۂ علماء امروہہ ص:۲۲۳، تالیفات شیعہ در شبہ قارہ ہند ص:۲۰۷، مولانا یوسف حسین حیات وخدمات۔

علی اظہر، فخر الحکماء (م ۱۳۵۲ھ)

آپ کی ولادت رمضان ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۱ء کو کھجوہ ضلع سارن بہار میں ہوئی۔ والد ماجد مولوی سید حسن تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اس کے بعد لکھنؤ گئے۔ ۱۲۸۹ھ میں علامہ کنتوری نے مدرسہ ایمانیہ قائم کیا تھا۔ آپ اس کے پہلے گروپ میں تھے۔

۱۲۹۷ھ میں زیارات عراق وایران کے لیے گئے۔ ۱۳۰۱ھ میں آرہ میں مطب قائم کیا اور خدمت خلق میں مصروف ہوئے۔ ۱۳۱۰ھ میں بہیرہ سادات میں اہلسنت سے مناظرہ کر کے کامیاب ہوئے۔ ۱۳۲۲ھ میں عراق گئے اور آقای شیخ حسین مازندرانی، شیخ محمد طہٰ، سید کاظم طباطبائی، آقای صدر نے اجازوں سے سرفراز فرمایا۔

۱۳۲۴ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ادارہ ''اصلاح'' اور ''الشیعہ'' قائم کر کے شیعہ دار المصنفین قائم کیا جس کی خدمات آج بھی جاری ہیں۔

آپ نے ۱۲رشعبان ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء کو رحلت فرمائی[1]۔

تفسیر قرآن پر گہری نظر تھی ترجمہ کے ساتھ تفسیر بھی لکھی۔

مولانا حافظ فرمان علی صاحب مرحوم:

''(ترجمہ کو) شروع کئے چند ہی روز گزرے تھے کہ یہ معلوم کر کے کہ صدر المتکلمین فخر العلماء جناب مولانا حکیم سید علی اظہر صاحب دامت افاداتہ نے ترجمہ مع تفسیر لکھنا شروع کیا ہے بلکہ بعض اجزاء اس کے شائع بھی ہو گئے تھے، میرا جی چھوٹا جاتا تھا اور اپنی محنت کو بیکار سمجھنے لگا تھا کہ اتفاقاً اسی زمانہ میں لکھنؤ جانا ہوا اور جناب ممدوح سے ایک نورانی مجلس میں ملاقات

[1] مطلع انوار ص:۳۴۶۔

ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت تک جتنا ترجمہ کر چکا تھا۔ میرے ساتھ تھا بہت اشتیاق سے کچھ تھوڑا سنا اور سن کر بزرگانہ شفقت اور کمال قدردانی کی راہ سے فرمایا کہ واقعی ترجمہ کرنا تمہارا ہی حق ہے۔ میں ترجمہ نہیں کرونگا تم ہی اس کو پورا کرو۔[1]

مولانا حافظ فرمان علی صاحب کی اس تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر مکمل نہیں ہو پائی۔ درمیان ہی میں آپ نے کام روک دیا تھا۔

دیگر آثار علمی:

مناظره امجدیه،عربی

حاشیه شرح تهذیب،عربی

حاشیه قطبی، عربی

حاشیه شرح مبین، عربی

حاشیه ملا حسن، عربی

حاشیه حمدالله، عربی

حاشیه ملاجلال

نخبة القرأء ، فارسی

ذوالفقار حیدر

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم

تشفی اهل السنه والخوارج

تبصرة السائل

[1] ترجمہ قرآن حافظ فرمان علی۔

رفع الوثوق عن نکاح الفاروق، الآل والاصحاب

تنقید بخاری ۵ جلد

رد ملاحده

کشف الظلمات بجواب آیات بینات ۴ جلد

رساله وضو

تاریخ الاذان

تصحیح تاریخ، رساله الجمره

المرافعات رد رساله شاه عبدالعزیز دهلوی[1]

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۳۲۔

غلام حسین، حیدر آبادی (م ۱۳۵۲ھ)

آپ کی ولادت ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء میں ہوئی۔ بنگلور کے خاندان سادات سے تعلق تھا۔ والد ماجد میر اشرف حسین تھے۔ اجداد بنگلور سے حیدر آباد دکن منتقل ہو گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم حیدر آباد میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے عراق کا سفر کیا اور نجف اشرف میں بزرگ اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ آپ کی علمی استعداد کو دیکھتے ہوئے آقای شیخ زین العابدین مازندرانی نے اجازۂ مرحمت فرمایا، ان کے علاوہ شیخ محمد حسین مازندرانی، آقای سید ابوالقاسم بن سید علی طباطبائی نے بھی گرانقدر اجازوں سے سرفراز فرمایا۔

آپ جامع معقول ومنقول تھے۔ بے مثال خطیب ومقرر تھے۔ عربی و فارسی تکلم پر کامل قدرت رکھتے تھے۔ آپ نے ۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ/۲ جولائی ۱۹۳۳ء یکشنبہ حیدر آباد دکن میں رحلت فرمائی۔ اور دائرہ میر مومن میں دفن ہوئے۔ آپ نے مختلف آیات کی تفسیر تحریر کی۔

تفسیر آیہ قربیٰ:

آیت" **قل لا اسئلکم علیه اجراً الاالمودة فی القربیٰ** " کی تحقیقی تفسیر لکھی جس میں معتبر ومستند کتب سے استفادہ کیا۔

تفسیر آیہ تطہیر:

آیت" **انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیراً** " کی محققانہ تفسیر ہے۔

تفسیر آیہ مباہلہ: آیت" **فقل تعالوا ندع ابنانا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم الخ** " آیت کی شان نزول اور اس آیت کے مصادیق حضرت علی مرتضیٰؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ امام حسنؑ وامام حسینؑ سے متعلق تشریح کی گئی ہے۔

دیگر آثارِ علمی:

شمس الهدیٰ
اثبات النبوة والرسالة فی النبی و السلالة
کتاب التوحید
کتاب فی رد الشیخیه
کتاب فی رد التناسخ
کتاب الامامة والولایة
کتاب الآیات الالهیه فی النفوس الاهویته
کتاب فی مراتب الروح والنفس
شرح اصول فقه
شرح قصیده خلیلیة[1]

[1] مطلع انوارص:۳۸۹، تذکرۂ بے بہا:۲۷۵، خورشید خاور ص:۲۷۱۔

برکت علی شاہ (طبع ۱۳۵۴ھ)

مولانا سید برکت علی شاہ گوشہ نشین نے مولانا رفیع الدین (م ۱۲۳۳ھ) کے ترجمہ پر اعتماد کرتے ہوئے مختلف موضوعات پر آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی۔ تالیف کا نام ''کتاب مبین'' ہے۔

عناوین ایمان، جہاد، گمراہی، شک در نبوت، فدک وغیرہ۔

یہ کتاب ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں خواجہ بک ایجنسی، لاہور سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۴۔

بادشاہ حسین، شیخ، سیتاپوری (م ۱۳۵۶ھ)

چودہویں صدی کے نامور انگریزی مفسر قرآن شیخ بادشاہ حسین کی ولادت سیتاپور میں ہوئی۔ آپ کے والد فدا حسین دیندار اور مومن تھے۔ شیخ بادشاہ حسین جید الاستعداد علم و فضل میں شہرت یافتہ تھے۔ عربی، فارسی اور انگریزی میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ سنسکرت سے ایم.اے. تھے۔ دینی معلومات بھی خوب تھی نہایت متواضع، متشرع، وضعدار خوش اخلاق پاکباز اسلام کے فدائی اور مبلغ تھے۔ بڑی تعداد میں مضامین لکھے جو مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ علوم اہلبیت کی ترویج میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ قرآن مجید سے بہت شغف تھا۔ قرآن مجید کے سلسلے میں مستشرقین کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے۔ سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن طاب ثراہ نے آپ کی قرآن شناسی دیکھ کر قرآن مجید کی تفسیر وترجمہ لکھنے کا حکم دیا۔ آپ نے سرکار کے حکم پر فوراً عمل کیا اور انگریزی میں تفسیر لکھنے کا آغاز کیا۔ نصف سے زیادہ کام مکمل ہو چکا تھا۔ موت نے مہلت نہ دی اس طرح یہ کام پندرہ پاروں تک ہی ہوسکا پھر اس کے بعد سرکار نجم العلماء نے سید افتخار حسین صاحب سے باقی پاروں کی تفسیر مکمل کرائی۔ شیخ بادشاہ کی یہ تفسیر مع مقدمہ دو جلدوں میں انجمن مؤید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے ۱۳۵۰ھ میں شائع ہوئی۔ یہ تفسیر انگریزی زبان کی اہم تفاسیر میں شمار کی جاتی ہے۔ آپ کی وفات ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ میں سیتاپور میں ہوئی[1]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''شیخ بادشاہ حسین هندی یکی از اعیان تفسیری قرن چهاردهم هجری. در هندوستان می باشد، مؤلف محترم که

[1] مطلع انوار ص:۱۲۲، الذریعہ ج:۴، ص:۲۶۷۔

مطالب کتاب را از دیگر تفاسیر گرد آوری نموده و به زبان انگلیسی ترجمه کرده است ولی او خود قبل از پایان چاپ تفسیر از دنیا رفته است۔[1]

[1] طبقات مفسران شیعہ ص:۸۵۲۔

محمد خاں لغاری (م۱۳۵۹ھ)

جناب محمد خاں لغاری سندھی زبان پر عبور رکھتے تھے۔آپ چودہویں صدی کے نامور سندھی مفسر قرآن تھے۔

ضیاءالایمان: یہ تفسیر دو جلدوں میں سندھی زبان میں شائع ہوئی۔[1]

[1] مجلۂ توحید جلد:۲ شمارہ:۱، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

علی، سید، حائری (م۔۱۳۶۰ھ)

چودھویں صدی کے مایہ ناز مفسر قرآن شمس العلماء مولانا سید علی حائری ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۶ء کو لاہور میں متولد ہوئے۔ والد ماجد مولانا سید ابولقاسم حائری بلند مرتبہ عالم وفاضل تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد متوسطات کا درس والد ماجد سے لیا۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے عازم عراق ہوئے اور سرکار میرزا محمد حسن شیرازی کے درس میں شرکت کی۔ انکے علاوہ آقای میرزا حبیب اللہ رشتی، آقای سید کاظم طباطبائی، آقای محمد کاظم خراسانی، علامہ سید ابوالقاسم طباطبائی سے استفادہ کرکے اجازے حاصل کئے۔

وطن واپس آنے کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ آپکے علم وفضل کا بڑا چرچا تھا۔ لاہور کے ارباب علم آپ سے ملاقات کو شرف سمجھتے تھے۔ سرنواب ذوالفقار علی خاں۔ علامہ اقبال۔ سر شیخ عبدالقادر آپکے ارادتمندوں میں تھے۔ علامہ اقبال کی نماز جنازہ بھی آپ ہی نے پڑھائی تھی۔

آپکا عظیم الشان کتبخانہ تفسیر کے نادر ذخیرے اور لاجواب قلمی کتابوں پر مشتمل تھا اور ملک کے مشہور کتبخانوں میں شمار ہوتا تھا۔ حکومت برطانیہ نے ''شمس العلما'' کا خطاب دیا آپنے وسن پورہ لاہور میں شاندار مسجد تعمیر کرائی، مجالس ومحافل کا انعقاد کیا۔

تفسیر نویسی کے دوران علیل ہوکر شنبہ ۳ رجمادی الثانی ۱۳۶۰ھ/۲۸ جون ۱۹۴۱ء کو لاہور میں رحلت کی اور کربلا گامے شاہ میں والد علام کے پہلو میں دفن کئے گئے[1]۔

تفسیر لوامع التنزیل:

[1] مطلع انوار ص:۳۴۱۔

مولانا سید علی حائری کے والد مولانا ابوالقاسم حائری نے تفسیر لکھنا شروع کی تھی تیرہ پاروں کی تفسیر مکمل ہوگئی تھی ۱۳۲۴ھ میں انکی وفات ہوگئی۔ آپ نے ستائیسویں پارے کے سورہ قمر تک اسی نہج اور اسلوب پر تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں مبسوط تفسیر ہے۔ آیات کی تشریح انتہائی محققانہ انداز سے کی ہے تفسیر کی روش کلامی ہے۔ یہود ونصاریٰ کے اعتراضات کے بھرپور جوابات دیئے ہیں۔

بعض دیگر آثار:

- غایة المقصود ۴ جلد
- منہاج السلامہ
- رسالہ الغدیر
- احکام الشکوک
- میزان الاعمال
- تحذیر المعاندین
- مفید الصبیان
- عشرہ کاملہ
- فتاویٰ حائری ۸ جلد
- رسالہ سکوت امیر المومنینؑ
- لمعہ معانی در سجدہ بر خاک شفا
- رسالة الھدیٰ در احکام سجدہ
- سیف الفرقان
- حدیث قرطاس
- مقدمات نماز.

تقریباً پچاس کتابیں سپرد قلم کیں۔

جعفر حسین شاہ (م ۱۳۶۰ھ)

آپ کی ولادت ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء کو موضع استر زئی ضلع کوہاٹ میں ہوئی۔ آپ کے والد مولانا سید میر جعفر تھے۔ آپ نے دینی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ دینی تعلیم کے علاوہ عصری تعلیم بھی حاصل کی اور ہائی اسکول میں استاد منتخب ہوئے۔ مگر طبیعت کا میلان دینی تعلیم کی طرف رہا۔ اس سلسلے میں بہت زیادہ کوشاں رہے چنانچہ آپ کی ملاقات مولانا مرزا یوسف حسین جیسے عالم دین سے ہوئی۔ آپ کی دینی تعلیم کی طرف رغبت دیکھتے ہوئے مولانا مرزا یوسف حسین نے ہمت افزائی کی اور دینی تعلیم کی طرف رغبت دلائی۔ غرضکہ آپ نے مولانا سے درس شروع کر دیا۔ مولانا مرزا یوسف حسین نے انتہائی شفقت و محبت سے تعلیم دی۔ مرزا یوسف حسین پاراچنار چلے گئے تو آپ بھی پاراچنار چلے گئے اور وہاں استفادہ کرتے رہے۔ جس سے آپ کی علمی استعداد میں بہت اضافہ ہوا اور درسیات پر عبور حاصل ہو گیا۔ عربی، فارسی، انگریزی زبانوں میں مہارت حاصل ہوئی تاریخ وعرفانیات میں اچھی دستگاہ پیدا ہوگئی۔ اس کے علاوہ آپ پشتو زبان کے قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ آپ کے مراثی اور قصائد کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کا تخلص ''ریختونی'' تھا۔ جس کے معنی راستگو کے ہیں۔ آپ کے پشتو اشعار پشتو ادب میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے علاوہ آپ دینی خدمات میں ہر وقت مصروف رہے۔ تبلیغ دین آپ کا خاندانی وطیرہ تھا کیونکہ آپ کے والد ماجد بھی زبردست مبلغ اور مروج شریعت تھے[1]۔

منظوم ترجمۂ قرآن: مولانا جعفر کا اہم کارنامہ قرآن مجید کا پشتو منظوم ترجمہ ہے جو چار سال کی مسلسل محنت اور جانفشانی کا ثمرہ ہے یہ ترجمہ پشاور پاکستان سے شائع ہوا۔

۱ مطلع انوار ص:۱۴۸۔

اس ترجمہ کی اشاعت سے پشتو زبان لوگوں میں قرآن فہمی اور قرآن خوانی کا جذبہ پیدا ہوا۔ ہر خاص وعام نے ترجمہ کو پسند کیا اور بھرپور استفادہ کیا[1]۔

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص:۷۲۔

غلام علی اسماعیل (حاجی ناجی م۱۳۶۱ھ)

چودھویں صدی کے نامور مفسر قرآن غلام علی اسماعیل ممبئی میں ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء کو متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حاجی اسماعیل جو جمال بھائی ہیر جی مسکا والا کی تبلیغ سے اپنے بیٹے غلام علی کے ساتھ شیعہ اثنا عشری ہوئے۔

حاجی ناجی نے مذہبی تعلیم ملا قادر حسین مدراسی سے حاصل کی جن کو مرجع وقت آیت اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی نے خوجہ جماعت میں تبلیغ کے لیے متعین کیا۔ عربی فارسی کی تعلیم مولانا سید غلام حسین حیدر آبادی سے حاصل کی جو اس وقت مہوہ میں مقیم تھے۔

ان بزرگ اساتذہ سے کسب فیض کر کے حاجی ناجی درجہ کمال تک پہنچے اور تقریر و تحریر دونوں میں ملکہ حاصل کیا۔ آپ نے اپنی تقاریر کے ذریعہ بڑی تعداد میں آغا خانی خوجے اور دیگر مسلمانوں کو حلقہ بگوش تشیع کیا۔ خوجہ برادری میں دینداری کو بیدار کیا اور اسلامی معاشرہ تشکیل دینے میں نا قابل فراموش خدمات انجام دیں۔

جناب مولانا میر آغا صاحب لکھنوی نے ''خیر الذاکرین'' کا خطاب دیا۔ ۱۳۱۱ھ میں زیارات کے لیے عراق گئے اور آیت اللہ شیخ محمد حسین سے ملاقات کی تو انھوں نے فرمایا آپ زیارتوں کے لیے بار بار کیوں آتے ہیں جب کہ آپ کا تبلیغی مشن زیارتوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔[۱]

آپ نے یکم ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو ماہنامہ رسالہ ''راہ نجات'' نکالنا شروع کیا ۱۳۱۴ھ میں احمد آباد پرنٹنگ پریس خریدا جس کا نام ''اثنا عشری پرنٹنگ پریس'' رکھا۔ اس پریس کی وجہ سے بھاؤنگر چھوڑ کر احمد آباد بسایا اور گجراتی رسم الخط میں دعاؤں زیارتوں اور قرآن مجید کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔

---

۱ خورشید خاور ص:۲۸۱۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''مولانا غلام علی بن حاجی اسماعیل بھاونگری هندی یکی از کاوشگران معارف قرآن امامیه در دیار هندوستان در قرن چهاردهم هجری می باشد۔''[۱]

انوار البیان فی تفسیر القرآن:

یہ تفسیر دو جلدوں میں گجرات سے شائع ہوئی۔ اس میں بڑی تقطیع پر قرآنی آیات کو گجراتی رسم الخط میں بھی لکھا گیا ہے تا کہ عربی نہ جاننے والے بھی آسانی سے تلاوت کر سکیں۔

آیات کا ترجمہ سلیس گجراتی زبان میں ہے اور مختصر تفسیر بیان کی ہے۔ یہ گجراتی زبان میں بہت زیادہ مقبول ہوئی اور علمی حلقوں میں خاطر خواہ پذیرائی ہوئی۔[۲] پہلی مرتبہ ۱۹۰۱ء میں احمد آباد سے شائع ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں بھاونگر ۱۹۷۲ء کراچی ۱۹۹۷ء میں دوبارہ بھاونگر سے شائع ہوئی اس پر مولانا محمد حسین نجفی کی توصیفی تقریظ مندرج ہے۔

وفات:

۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء کو آپ نے رحلت فرمائی۔

دیگر تالیفات:

راہ نجات نور ایمان

باغ ہدایت[۳]

---

۱ طبقات مفسران شیعہ ص:۸۴۲۔

۲ کتاب نامہ بزرگ قرآن کریم ج:۲، ص:۶۱۲، الذریعہ ج:۳، ص:۷۵۔

۳ خورشید خاور ص:۲۸۲۔

اولاد حیدر فوق، بلگرامی (م۱۳۶۱ھ)

خان بہادر سید اولاد حیدر فوق کی ولادت ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۴ء میں کواتھ ضلع رہتاس (بہار) کے خوشحال اور زمیندار خانوادہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد آرہ ضلع اسکول سے انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ایف.اے کیا۔ وطن واپس آنے کے بعد زمینداری کا کام دیکھنے لگے۔

۱۹۱۱ء سے ۱۹۳۵ء تک ضلع شاہ آباد ڈسٹرکٹ بورڈ کے بطور نمائندہ سرکار ممبر رہے۔

۱۹۱۹ء میں خان بہادر کے خطاب سے نوازے گئے۔

ایک عرصے تک اعزازی مجسٹریٹ (درجہ اول) کی حیثیت سے قوم وملک کی خدمت انجام دیتے رہے اور قصبہ کواتھ میں میونسپلٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے نمایاں کام کئے۔ جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی دوسری شادی قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی اتر پردیش میں ہوئی[1]۔

آپ کا عصری تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم کی طرف خاصہ رجحان تھا۔ کتب بینی اور قرآن شناسی محبوب مشغلہ تھا۔ سیرت نگاری اور تذکرہ نویسی میں مہارت حاصل تھی۔ سیرت رسولؐ کے علاوہ ائمہ علیہم السلام کی تفصیلی سوانح حیات قلمبند کی جس کی مثال اردو زبان میں اس سے پہلے نہیں ملتی۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی جس کی پہلی جلد بلامتن سورہ حمد تا سورہ آل عمران نظامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی جو آپ کی علمی وادبی کاوشوں کا شاہکار ہے۔

دیگر تالیفات:

اسوۃ الرسول (تین جلد)

۱ مطلع انوار ص: ۱۱۸، نجوم الارض ص: ۴۳۔

الزہراؑ

سراج المبین (۲ جلد)

سرو چمن (سوانح امام حسن)

ذبح عظیم

صحیفۃ العابدین

ماثر الباقریہ

آثار جعفریہ

علوم کاظمیہ

تحفہ رضویہ

تحفۃ المتقین (سوانح امام محمد تقی)

سیرۃ النقی

العسکری

در مقصود (سوانح امام زمانہ)

تاریخ بہار اڑیسہ

گلدستہ مومنین

قاتلان حسین کی روبکاری

المحاسن والاضداد

ذکر الطیار

دیوان[1]

آپ کی وفات ۲۰ر رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ/۱۲ اکتوبر ۱۹۴۲ء بروز جمعہ وطن ہی میں

۱ تالیفات شیعہ ص: ۴۸۵۔

ہوئی اور امامباڑہ کلاں قصبہ کواتھ کے وسطی دروازے کے سامنے آسودۂ لحد ہوئے۔

جناب شریف الحسن بلگرامی نے تاریخ وفات کہی

جسکا کلک واسطے تھا ترجمان اہلبیت
جس نے روشن کر دیا نام و نشان اہلبیت
جعفری ملت میں جو تھا اولیں اہل قلم
سوگیا وہ کہتے کہتے داستان اہلبیت

۱۹۴۲ء

شریف حسین، بھریلوی (م ۱۳۶۱ھ)

آپکی ولادت ۱۲۸۴ھ ۱۸۶۷ء میں سید امام علی سبزواری کے یہاں بھریلی ضلع انبالہ مشرقی پنجاب میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حسب دستور وطن میں حاصل کی۔ مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد لاہور گئے اور اہل علم کی صحبت اختیار کر کے پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل مولوی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ گورنمنٹ سینٹرل ماڈل اسکول لاہور کا مشہور ہائی اسکول تھا آپ وہاں عربی و فارسی کے استاد مقرر ہوئے اور تیس سال تک اسی ادارہ سے وابستہ رہ کر خدمات انجام دیتے رہے۔

لاہور میں مولانا ابوالقاسم حائری، مولانا عبدالعلی ھروی جیسے علماء سے تفسیر وحدیث، فقہ واصول میں استفادہ کیا۔ محنت اور لگن سے دینی تعلیم میں مشغول رہے۔ مولانا عبدالعلی ھروی کے خاص معتمد تھے اور علامہ ھروی کی تقاریر کا اردو میں ترجمہ کرتے تھے۔

علماء لکھنو اور علامہ ھروی سے لفظ 'امیؑ' کے بارے میں بحث ہوئی تو مولانا شریف حسین ہی علامہ کی طرف سے جواب لکھتے تھے۔ آپ بڑے عابد، زاہد، سخی، غریب پرور اور طلباء نواز تھے۔ مساجد، امام باڑوں، مدارس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ تفسیر قرآن سے خاص شغف تھا۔ نوجوانوں کو قرآن شناسی سے آگاہ کرتے تھے۔ گھر گھر جا کر لوگوں کو قرآن کی تعلیم کی طرف متوجہ کرتے۔ ۲۹ ذی الحجہ سے ۸ ربیع الاول تک مسلسل مجالس عزا کا اہتمام کرتے تھے۔

خدمت خلق کے جذبے سے سرشار۔ ۱۹۲۹ء میں بھریلی میں طاعون کی بیماری پھیلی تو مولانا شریف حسین تنہا بزرگ تھے جو بغیر کسی امتیاز مذہب وملت ہر ایک کی عیادت کے لئے گئے اور لوگوں کی مدد کی۔

۲۴۔۱۹۲۵ کے قحط میں راتوں کو لوگوں کے گھروں پر کھانا پہونچایا۔ حج و زیارت سے مشرف ہو چکے تھے۔ آپکو ترجمے میں مہارت حاصل تھی۔ کئی اہم کتابوں کے ترجمے کئے[1]۔

تفسیر آثار حیدری:

امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف منسوب تفسیر کا ترجمہ ہے جسمیں مختلف آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ یہ ترجمہ کتبخانہ لاہور کیلانی پریس لاہور سے شائع ہوا ۶۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن (متوفی ۱۳۵۸ھ) اور مولانا سید محمد ھارون زنگی پوری (متوفی ۱۳۳۹ھ) کی تقاریظ مندرج ہیں جو ۱۳۰۸ھ کی تحریر شدہ ہیں جس میں ترجمہ کی تعریف کی گئی ہے۔

ترجمہ سلیس اور با محاورہ ہے محسوس ہی نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے یا اردو میں مستقل تفسیر یہ نسخہ رضا لائبریری رامپور میں راقم کی نظروں سے گذرا۔

آقا بزرگ تہرانی:

"آثار حیدری فی ترجمه تفسیر العسکری علی صاحبه السلام بلغة اردو للفاضل المعاصر السید شریف حسین صاحب الهندی طبع فی الهند علیه تقریظ العلامه السید نجم الحسن صهر المفتی محمد عباس التستری اللکهنوی.[2]"

۱ مطلع انوار ص:۲۷۵۔

۲ الذریعہ ج:۱،ص:۸۔

دیگر آثار علمی:

ترجمہ مودة القربیٰ (مطبوعه)

ترجمہ کوکب دری (مطبوعه)

ترجمہ نزهه اثنا عشریه از مرزا محمد کامل دهلوی

ترجمہ تحفۂ رضویه مطبوعه)[1]

۱ تالیفات شیعہ ص:۳۶۔

محمد علی، دہلوی (م۱۳۶۷ھ)

چودھویں صدی کے بلند مرتبہ مترجم قرآن شمس الواعظین مولانا قاری شیخ محمد علی نے تقریباً ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء کو وجود ہستی زیب تن کیا۔ آپ کا تعلق کشمیری برہمن خانوادے سے تھا۔ والد ماجد کے دل میں ایمان کی کرن پھوٹی اور وہ مشرف بہ اسلام ہوئے چنانچہ آپ کی اولاد بھی اسی راہ پر گامزن رہی۔ مولانا محمد علی نے مولوی فاضل، منشی فاضل، ملا فاضل کے امتحانات پاس کئے اور اچھی علمی استعداد پیدا کی۔ آپ کی علمی لیاقت کو دیکھتے ہوئے ۱۹۲۰ء میں انگلو عربک اسکول دہلی میں مدرس رکھا گیا۔ انتہائی لگن اور محنت سے تدریس کے فریضہ کو ادا کیا اور اس کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین میں بھی مصروف رہے۔

دہلی میں پیش نماز بھی تھے اور لوگوں کو احکام و مسائل سے روشناس کراتے تھے۔ آخر میں آپ نے سونی پت میں سکونت اختیار کر لی اور وہاں تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔ قومی اور سماجی کاموں میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت اہل سونی پت سے چھ ہزار روپیہ کا چندہ کر کے اہل رسولپور کے تباہ حال خاندانوں کی امداد کے لیے روانہ ہوئے۔ دہلی سے ۲۲ میل دور بلب گڑھ ضلع گڑگاؤں پہنچے تھے کہ بلوائیوں نے آپ کو شہید کر دیا اور تمام روپیہ چھین لیا یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب ۱۹۴۷ء کے فسادات چل رہے تھے اور مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا جا رہا تھا۔ آپ نے اپنی قوم کے مظلوموں کی امداد کی خاطر جام شہادت نوش کیا۔ عالم باعمل اور زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ ادبیات میں بھی اعلیٰ مہارت حاصل تھی۔ مولانا مقبول احمد صاحب دہلوی کی وفات پر یادگار تاریخ بھی کہی تھی[1]۔

ماہ ربیع الاول بلہ، آہ شب چاردہ، واحسرتا

مقبول احمد مولوی، رفتہ ازیں دارِ فنا

[1] مطلع انوار ص:۵۸۴۔

در سرزمین ہند، آہ شد ماتمش صبح و پگاہ

عالم بد و بے اشتباہ بر وعظِ او عالم گواہ

محنت بسے برد از جہاں، راحت ندید ازین و آن

اللہ باشد مہرباں، باشد مقامش در جنان

آن آفتاب مومنین، غائب شدہ زیر زمیں

پیر و جوان اندوہ گیں در پنجہ کردندش دفیں

مقبول احمد ناگہاں، رفتہ ازین فانی جہاں

سال و فاتش این بخواں در خلدشد آن مہماں

۱۳۴۰ھ

ترجمہ قرآن:

مولانا شیخ محمد علی کا یادگار علمی کارنامہ ترجمہ قرآن ہے جو خلاصۃ التفاسیر کے ساتھ ۱۹۳۸ء/ ۱۳۴۸ھ میں مطبع اثنا عشری دہلی سے شائع ہوا جو تقریباً ۹۶۸ صفحات پر مشتمل ہے[1]۔

ترجمہ سادہ اور سلیس اردو زبان میں ہے۔ حاشیہ پر مندرج ضروری توضیحات حضرات معصومین علیہم السلام کی احادیث کی روشنی میں ہیں اور آیت کی مکمل طور سے تشریح کی ہے۔ زبان کی سلاست کا اندازہ سورہ الحمد کے ترجمہ سے کیا جا سکتا ہے۔

نمونۂ ترجمہ:

''ابتداء کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت رحیم اور مہربان ہے۔

ہر قسم کی تعریف دو جہاں کے پالنے والے خدا کے لیے ہے (جو) نہایت رحم کرنے والا مہربان (ہے) (اور جو) روز جزا کا حاکم (ہے) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ

[1] کتاب نامہ بزرگ قرآن کریم ج:۴، ص:۱۵۶۹۔

ہی سے مدد چاہتے ہیں ہمیں راہ راست پر ثابت قدم رکھ (جو) ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور (جو) گمراہ ہیں''

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''شیخ محمدعلی م ۱۳۶۷ھ) ترجمه و حواشی قرآن رابه زبان اردو در دهلی، هندوستان به چاپ رسانده است[1]''

آخر صفحات پر جناب سید افضل حسین رضوی ثابت لکھنوی کا قطعہ تاریخ مندرج ہے

وہ قرآں جس کی ہو تفسیر اہلبیت سے مروی
موافق فہم کے ہو ترجمہ آساں عبارت میں
کیا ہے ترجمہ ایسا ہی اک ذیشان عالم نے
ملا جب محمد (۹۲) سے علی (۱۱۰) نام اس کا ظاہر ہے
جناب شمس نے چھپوایا یہ قرآن برسوں میں
رضائے رب اگر چاہو تو ہدیہ دے کے لو فوراً

دوسرا قطعہ تاریخ دہلی کے مشہور شاعر جناب آغا شاعر قزلباش دہلوی نے لکھا

اعجاز ہے کلام خدا کا حقیقتاً — وہ ہے علیم بندہ بہت بے کمال ہے
شاعر نے ایک مصرعے میں لکھا یہ فی البدیہہ — کاوش کو جانتا ہے جو نازک خیال ہے
معجز نما کلام الٰہی کا سال طبع
کیا پاک ترجمہ ہے کہ جو بے مثال ہے

۱۳۴۸ھ

قرآن مجید کا یہ نسخہ میں نے جناب ماسٹر ظفر عباس نقوی ابن غلام مصطفیٰ مرحوم کندرکوی کے پاس دیکھا جو اس وقت رام پور جین انٹر کالج میں ٹیچر ہیں۔ یہ نسخہ انتہائی نفیس و پاکیزہ ہے۔

۱۔ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۳۶۔

محمد رضی، زنگی پوری (م ۱۳۷۰ھ)

چودہویں صدی کے قابل فخر مفسر قرآن مولانا سید محمد رضی کا تعلق زنگی پور ضلع غازی پور سے تھا۔ سطحیات واعلیٰ تعلیم اپنے ماموں علامہ سید محمد ہارون زنگی پوری سے حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل ومولوی فاضل پاس کیا۔ لکھنؤ میں قیام کے زمانے میں آپ کی تحریری صلاحیتوں اور آپ کے مقالات ومضامین کی گہرائی کا اندازہ تمام علمی حلقوں میں ہوا۔

۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء میں جامع العلوم جوادیہ کی تاسیس مولانا سید محمد سجاد صاحب بنارسی نے کی تو پرنسپل کے عہدہ کے لیے مولانا سید محمد یوسف زنگی پوری کا اور وائس پرنسپل کے طور پر مولانا سید محمد رضی کا انتخاب ہوا۔ ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء میں مولانا سید محمد یوسف کے انتقال کے بعد آپ پرنسپل ہوئے اور مولانا سید ظفر الحسن صاحب وائس پرنسپل بنائے گئے۔

مولانا محمد رضی عالم شہیر ومحقق بصیر تھے آپ نہ صرف منطق وفلسفہ بلکہ تاریخ اسلام علم کلام اور عربی ادب کے بھی ماہر تھے۔ آپ کے عربی ادب کا نمونہ مدرسہ جوادیہ کے فخر الافاضل کی سند ہے۔ شعر وسخن کا بھی ذوق رکھتے تھے منیر زنگی پوری تخلص تھا۔ تصنیف و تالیف کا بہت شوق تھا بے شمار تحقیقی مضامین الواعظ، اصلاح، البرہان میں شائع ہوتے رہتے تھے[1]۔

تفسیر رضی:

ہز ہائی نس نواب سر رضا علی خاں آف رامپور نے ۱۹۴۳ء یا ۱۹۴۴ء میں ایک جامع تفسیر قرآن لکھوانے کا منصوبہ بنایا اور اس کا انچارج خطیب اعظم سید محمد دہلوی کو بنایا۔ ممبران میں حافظ کفایت حسین صاحب، مولانا سید محمد داؤد زنگی پوری اور مولانا سید محمد رضی

۱۔ خورشید خاور ص:۳۶۶۔

زنگی پوری تھے۔ شروع شروع میں آپ چار ماہ کے لیے رامپور جاتے تھے اور آٹھ مہینے جوادیہ بنارس میں رہ کر تفسیر نویسی کا سلسلہ جاری رکھتے تھے بعد میں رامپور کے قیام کی مدت بڑھ گئی اور آپ نے مدرسہ کی سربراہی مولانا سید ظفر الحسن صاحب کے سپرد کردی۔

ابھی یہ تفسیر لکھی جارہی تھی کہ ملک تقسیم ہوگیا ہر طرف قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگیا، بورڈ کے کچھ ممبران پاکستان چلے گئے اور یہ بورڈ منحل ہوگیا جس کے سبب یہ اہم اور علمی کام پائے تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔

مگر اس کے باوجود مولانا محمد رضی صاحب نے ہمت نہیں ہاری اور وہ نوٹس جو آپنے رامپور میں تحریر کئے تھے اسے یکجا کیا اور تفسیر رضی کے نام سے الجواد بکڈ پو سے شائع کیا۔ تفسیر نہایت جامع اور مانع ہے۔ اہم موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔ اگر یہ تفسیر مکمل ہوتی تو تفسیر کے میدان میں ایک تحقیقی اور علمی گرانقدر اضافہ ہوتا[1]۔

اس تفسیر کی جامعیت کا اندازہ مقدمہ تفسیر قرآن سے لگایا جاسکتا ہے جس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

مقدمہ تفسیر رضی حصہ اول:

اوراق ۱۷۹، سطریں ۲۵-۲۸ سائز ۳۳×۲۰ خط نستعلیق

عنوانات:

دین ومذہب عین فطرت انسانی ہیں

حجیت عقل

بحث الہیات

[1] مطلع انوار ص:۵۴۱۔

ہستی باری تعالیٰ کا وجود

توحید صانع عالم

خدا کا اصول تصرف وقانونی حکمت

خیر وشر، جبر واختیار

تقدیر وبداء

حدوث عالم

ابطال مادیت

حصہ دوم:

اوراق ۱۸۷، سطریں ۲۶-۳۰

عناوین:

نبوت عامہ، نبوت خاصہ، ختم نبوت، حیات مسیحؑ، حشر ونشر، تناسخ، قرآن اور اہلبیتؑ

مولانا نے اپنی اس تفسیر کے ذریعہ پوری کوشش کی ہے کہ ان مباحث کو عقل ونقل کی روشنی میں نئی نسل کے سامنے رکھ کر قرآن فہمی کی دعوت دی جائے۔

دیگر آثار علمی:

قاتلان حسین کی گرفتاری	مطبوعہ
اسلام کا اقتصادی نظام	مطبوعہ
ابطال مادیت	مطبوعہ
سیاست علویہ	مطبوعہ

سوط عذاب علی المسرف المرتاب

دیوان اردو **غیر مطبوعہ**[1]

وفات:

رامپور میں قیام کے دوران آپ کی حالت بگڑی ، رامپور سے بنارس لائے گئے ۔۱۳/اگست ۱۹۵۱ء کو بنارس پہنچے اور ۱۸/ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ/ ۱۵/اگست ۱۹۵۱ء کی صبح رحلت فرمائی اور بڑے امامباڑے میں آسودۂ لحد ہوئے۔ ''رضی عصر'' سے آپ کا سن وفات ۱۳۷۰ھ نکلتا ہے۔

۱؎ تالیفات شیعہ:۲۰۶۔

امیر حسن، سہا، دہلوی (م ۱۳۷۰ھ)

آپ نے یکم جنوری ۱۸۶۴ء/۱۴/ربیع الاول ۱۲۸۱ھ کو عالم ہستی میں قدم رکھا۔ آپ کا تعلق دہلی سے تھا۔ والد ماجد مولانا سید غضنفر علی خانصاحب اپنے وقت کے بلند مرتبہ عالم دین اور مصنف تھے آپ نے سطحیات کا علم اپنے پدر بزرگ مولانا سید نجف علی خانصاحب (متوفی ۱۲۹۸ھ) اور والد بزرگوار سے لیا۔ حدیث کا درس مولانا سید عبدالرحمٰن نقوی اور مولانا سید احمد حسین صاحب سے لیا۔ علم طب بھی خاندان کے بزرگوں سے حاصل کیا۔ آپ عصری اور دینی تعلیم میں یکساں عبور رکھتے تھے۔ علمی لیاقت کو دیکھتے ہوئے ایجوکیشن منسٹری میں ملازم رکھا گیا جہاں آپ نے محنت ولگن سے تعلیمی شعبہ میں خدمات انجام دیں تصنیف وتالیف کا بچپن سے شوق تھا۔ اہم کتابوں کے ترجمے بھی کئے اور خود مستقل طور پر کتابیں بھی لکھیں۔

صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان نے آپ کے تراجم کی فہرست میں دو تفسیروں کے ترجموں کا ذکر کیا ہے۔ ایک احمد ملاجیون کی تفسیر کا سلیس زبان میں ترجمہ کیا دوسرے شیخ محی الدین ابن عربی کی معرکتہ الآراعرفانی تفسیر کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمے بیحد مقبول ہوئے[1]۔

ان کے علاوہ آپ نے دیگر اہم کتابوں کے ترجمے کئے۔

اسنی المطالب

بھجۃ النظر (حدیث)

تشریح افلاک (علم ھیت)

نفۃ الاسرار (علم رمل)

خواص الاشیاء تین جلد

۱؎ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص:۴۷۔

تالیفات:

رساله الظفر فی علم الجفر

رشیدیه (مناظره)

احوال قبر (مناظره)

القول المشهور فی احوال القبور (مناظره)

پاکستان بننے کے بعد حیدرآباد (سندھ) ہجرت کر گئے اور ۲۱/نومبر ۱۹۵۰ء کو حیدرآباد میں جان بحق ہوئے اور وہیں دفن کئے گئے[1]۔

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص:۴۷۔

افتخار حسین (م ۱۳۷۰ھ)

چودہویں صدی کے ممتاز مفسر قرآن سید افتخار حسین سشن جج کا تعلق قصبہ ارزانی پور ضلع غازی پور کے علمی، ادبی اور معزز خانوادہ سے تھا۔ آپ نے اگرچہ وکالت کا علم حاصل کیا تھا مگر طبیعت کا میلان مذہبیت کی طرف تھا۔ آپ سشن جج کے عہدہ پر فائز ہوئے مگر اس کے باوجود مذہبی کتب کا مطالعہ اور مذہب کی جانکاری کا سلسلہ جاری رکھا۔

قرآن شناسی سے بہت لگاؤ تھا۔ قرآنیات کے سلسلے میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن طاب ثراہ بھی آپ کی قرآن شناسی کے مداح ہو گئے۔ سرکار نجم العلماء نے جب قرآن کا انگریزی ترجمہ کرانا چاہا تو آپ کی نظر انتخاب شیخ بادشاہ حسین مرحوم پر پڑی۔ موصوف نے پندرہ پاروں کی تفسیر وترجمہ مکمل کیا اور وفات کر گئے۔ اس کے بعد سرکار طاب ثراہ کی نظر سید افتخار حسین صاحب پر پڑی اور آپ نے اس تفسیر وترجمہ کو مکمل کیا۔ یہ ترجمہ قلمی صورت میں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں محفوظ ہے۔ یہ تفسیر انگریزی ادب کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ مگر افسوس ابھی تک آخر کے پندرہ پارے چھپ نہیں سکے[1]۔

آپ نے ۷/محرم ۱۳۷۰ھ/۱۹۶۲ء میں رحلت کی۔

[1] مطلع انوار ص:۱۰۳۔

راحت حسین، گوپالپوری (م ۱۳۷۴ھ)

گوپالپور صوبہ بہار کا وہ مردم خیز قصبہ ہے جہاں کے علماء وادباء نے علم وادب کی خدمات میں نمایاں حصہ لیا۔ ان نامور اہل علم میں حضرت مولانا سید راحت حسین طاب ثراہ کی ذات گرامی خصوصیت کی حامل ہے۔ آپ کی ولادت ۵؍رجب ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء کو سید ظاہر حسین کے گھر گوپالپور میں ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام سید حیدر رضا تھا۔

سطحیات کی تکمیل کے بعد مولانا سید حسن باخدا، مولانا سید عابد حسین، مولانا سید محمد مہدی، مولانا سید نظر حسین سے قطبی، شرائع الاسلام، حریری کا درس لیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ میں لکھنؤ کا قصد کیا اور سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر باقر العلوم مولانا سید محمد باقر سے شرح لمعہ اور مولانا سید ظہور حسین سے حماسہ، متنبّی، مطول اور مولانا سید عابد حسین سے تصریح، صدرا، قاضی مبارک، شرح تجرید کا درس لیا۔

طب کی تعلیم حکیم سید امیر حسن و حکیم سید عابد حسین سے حاصل کی۔ لکھنؤ میں تقریباً چھ سال قیام رہا خسر معظم مولانا سید نثار حسین صاحب پالوی کی تحریک پر ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ میں عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں علماء مجتہدین آقا سید کاظم خراسانی، آقا سید کاظم یزدی طباطبائی، آقا ملا رضا، آقا شیخ علی گونا آبادی سے کسب فیض کر کے فقہ، اصول، تفسیر و حدیث، عقائد و کلام میں ملکہ حاصل کیا۔ آپ تقریباً ۱۴؍سال نجف اشرف میں تحصیل علم میں مصروف رہے اور آیات عظام نے گرانقدر اجازات سے نوازا۔

ہندوستان واپس آنے کے بعد حسین آباد ضلع شیخ پورہ میں قیام کیا اور مصروف تبلیغ ہوئے۔ جمعہ و جماعت کا سلسلہ قائم کیا، ایک عرصہ تک وہیں مقیم رہے دیگر شہروں سے بھی مومنین نے آپ کو دعوت دی۔ ۱۹۵۱ء میں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے صدر مدرس نامزد

ہوئے۔ ۳-۴ سال یہ خدمت انجام دی پھر ضعف و علالت کے سبب وطن تشریف لے گئے۔ علالت کا سلسلہ چلتا رہا غرض یہ کہ ۲۶؍رمضان ۱۳۷۴ھ/۱۹؍مئی ۱۹۵۵ء بروز جمعہ آپ نے رحلت فرمائی۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

”عالم شیعی سید راحت حسین بن سید ظاهر حسین رضوی هندی گوپالپوری یکی از کا و شگران قرآنی در قرن چهاردهم هجری می باشد۔ اثر قرآنی او که توسط مطبع اصلاح کهجوا به چاپ رسیده است۔[1]“

تفسیر انوار القرآن:

اردو زبان میں علمی، تحقیقی، تاریخی، ادبی تفسیر قرآن ہے سب سے پہلے یہ تفسیر مولانا سید اظہار الحسن عشروی کے زیر اہتمام اصلاح پریس لکھنؤ سے ماہوار رسالہ ”الشمّس“ کے نام سے چھپی۔ چالیس صفحات پر تفسیر ہوتی تھی ان پر الشمّس کا ٹائٹل لگایا جاتا تھا جب مولانا راحت حسین صاحب گوپالپور آ کر رہنے لگے تو ایک مرد مومن نے دستی پریس آپ کو ہدیہ کیا اور تفسیر کے چالیس صفحات ماہوار اسی طرح چھپتے رہے۔ ۱۳۵۵ھ میں یہ تفسیر منظر عام پر آئی۔ جس میں مقدمہ قرآن، تفسیر سورۂ فاتحہ، بقرہ، آل عمران شامل ہے۔[2]

تفسیر کی خصوصیات:

آیات کا ترجمہ بامحاورہ ہے، الفاظ کی تشریح معتبر لغات کے ذریعہ کی گئی ہے۔

[1] طبقات مفسران شیعہ ص: ۸۷۵۔

[2] کتاب نامہ بزرگ قرآن ج: ۲، ص: ۶۲۶، دائرۃ المعارف تشیع ج: ۳، ص: ۵۴۳، نقباء البشر ج: ۲، ص: ۷۱۷، معجم الدراسات القرآنیہ ص: ۳۳۳۔

آیات کی نحوی وصرفی ترکیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔
الفاظ کی تشریح علم معانی وبیان اور عربی قواعد کی روشنی میں کی ہے۔
اعتراضات کے جوابات میں مباحث کلامی وفلسفی سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔
عیسائی، یہودیوں کے اعتراضات کے علاوہ اہل ہنود اور آریہ سماج حضرات کے مستدل اور شافی جوابات ان کی معتبر ومستند کتابوں سے دیے ہیں۔
قادیانیوں کے جوابات عقلی ونقلی ادلہ سے دیے ہیں۔
توحید، نبوت، امامت، معاد کے سلسلے میں شبہات کو انتہائی انبساط کے ساتھ دور کیا۔
''قرآن قدیم ہے یا حادث'' اس موضوع پر عالمانہ بحث کر کے صدیوں پرانا مسئلہ فیصل کیا ہے۔
روایات ائمہ علیہم السلام کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔
آیات کے ذیل میں اہم مسائل مورد بحث لائے گے ہیں جیسے عصمت انبیاء علیہم السلام نبی سے سہو نہیں ہوسکتا اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ کیا قرآن کا غیر قرآن ناسخ ہوسکتا ہے۔ جیسے موضوعات پر دقیق بحث کی گئی ہے۔
یہ تفسیر رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔
افسوس عمر نے وفا نہیں کی اور تفسیر نامکمل رہ گئی اگر یہ تفسیر کامل ہوتی تو تفسیر کی دنیا میں گرانقدر تفسیر کا اضافہ ہوتا۔

دیگر آثار علمی

رسالہ اجتہاد و تقلید
کتاب مرشد امت (قلمی)
منازل آلام

رسالہ شکیات نماز (عربی)
تحریف قرآن
عصمت انبیاء
مختار آل محمد
رسالہ قاطع الالجاج
استنصار فی حرمة الادبار (اردو)
رافع التباس
معلم شرافت
تعدیة النکاح
توشہ آخرت (رسالہ عملیہ)
رسالہ بسط الیدین
رسالہ در زکوٰة
رسالہ ھدایة المومنین
رافع الابہام[۱]

۱۔ تذکرہ بے بہا ص: ۱۶۲، مطلع انوار: ۲۳۲، خورشید خاور ص: ۱۵۵، نجوم الارض ص: ۶۷، توشہ آخرت، تالیفات شیعہ ص: ۴۸۱۔

باقر علی خاں، نجفی (م ۱۳۷۶ھ)

چودھویں صدی کے گرانقدر مترجم قرآن مولانا باقر علی خاں نجفی کی ولادت ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ مولانا محمد حسین محقق ہندی سے تلمذ کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے نجف اشرف تشریف لے گئے۔ نجف کے آیات عظام سے کسب فیض کے بعد ہندوستان واپس آئے۔ تبلیغ دین سے خاص شغف تھا۔ لندن چلے گئے وہاں انگریزی زبان پر عبور حاصل کیا۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد حیدرآباد، علی گڑھ، لکھنؤ میں درس وتدریس میں مشغول رہے۔ آخرکار پنجاب کے محکمۂ تعلیم سے وابستہ ہوگئے اور ایک عرصے تک گورنمنٹ ہائی اسکول باغبان پورے میں عربی کے استاد مقرر رہوئے۔

ملازمت سے ریٹائر ہوکر میانوالی ہی میں رہے اور وہیں ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء میں وفات ہوئی۔ آپ کا یادگار کارنامہ انگریزی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ ہے۔

ترجمہ قرآن انگریزی:

آپ نے ترجمہ لندن سے واپس آکر کیا ترجمہ کے ساتھ مفید حاشیہ بھی تحریر کیا[1]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''باقر علی خان (م ۱۳۷۶ ق) ترجمہ و حواشی قرآن رابہ زبان انگلیسی در لکھنؤ انجام دادہ است۔[2]''

ڈاکٹر عقیقی بخشایشی صاحب طبقات مفسران شیعہ سے تسامح ہوا ہے انھوں نے لکھا ہے کہ باقر علی خاں نے ترجمہ لکھنؤ میں کیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ ترجمہ میانوالی پاکستان میں کیا تھا۔

۱ مطلع انوار ص:۱۲۴، تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص:۵۷، کتابنامہ بزرگ قرآن کریم ج:۴، ص:۱۸۶۸

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۳۸۔

محمد احمد، سونی پتی (م ۱۳۷۸ھ)

مولانا سید علی جان کے فرزند تھے جنکا تعلق عابدی سادات سے تھا آپکے جدامجد سید نصر اللہ شمس الدین التمش کے زمانے میں نیشا پور ایران سے ہندوستان تشریف لائے اور رضیہ سلطانہ کی اتالیقی حاصل کی۔ اسکے بعد آپکے اجداد اعلیٰ منصبوں پر فائز رہے۔ آپ مولانا عمار علی صاحب تفسیر عمدۃ البیان کے پوتے تھے۔

مولانا سید محمد احمد کی ولادت ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔ والدہ ماجدہ نے فرزند کی تعلیم وتربیت کی اور دینی تعلیم کے حصول کی طرف راغب کیا۔ آپ نے والدہ کے زیرسایہ قدیم وجدید علوم میں مہارت حاصل کی اور مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں تعلیم حاصل کر کے "واعظ" کی سند حاصل کی اور دو سال تک اتر پردیش اور پنجاب میں تبلیغی دورے کئے اس سے پہلے آگرہ اور متھرا میں آریہ سماج تحریک کو ناکام بنانے کے لئے ایک وفد کے ہمراہ بڑی خدمات انجام دے چکے تھے۔ آپ نے تقریر وتحریر کا کبھی معاوضہ نہیں لیا چونکہ زمیندار تھے لہذا بڑے وقار سے رہتے تھے۔

سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن طاب ثراہ کے ہمراہ زیارات عتبات عالیات سے مشرف ہوئے اور عراق میں مقیم ہندوستانیوں کی بہت زیادہ مدد کی۔

آپ بڑے عابد زاھد متقی پرہیزگار نیک کردار پاکباز فعال بزرگ عالم تھے۔ مدرسۃ الواعظین میں انجمن موئد العلوم کے شعبہ تصنیف وتالیف میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں پریس کی نگرانی فرمائی، تقریریں کیں، علمی وتحقیقی مضامین لکھے۔ باوجود بیماری اورضعف کے قومی امور کیلئے دور دراز کے سفر بھی کئے۔ قومی خدمت کیلئے ہر وقت

آمادہ رہتے تھے۔

تفسیر قرآن مجید:

صاحب مطلع انوار اور صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان نے آپکی تالیفات میں تفسیر قرآن کا ذکر کیا ہے۔

صاحب تذکرہ بے بہا:

''قرآن مجید کی ایک نایاب تفسیر زیر تصنیف ہے جو انشاء اللہ اپنی ترتیب اور علمی حیثیت سے ایک بالکل جدید لطیف شئ ہوگی[1]۔''

صاحب تذکرہ بے بہا مولانا سید محمد حسین صاحب کے زمانے میں یہ تفسیر زیر تصنیف تھی جو کہ اہم اور علمی تفسیر تھی معلوم نہیں ہوسکا یہ تفسیر زیور طبع سے آراستہ ہوئی یا نہیں۔

دیگر تالیفات:

ختم نبوت

شہادت عظمیٰ

وفات:

آپنے ۲۴ / اکتوبر ۱۹۵۸ء/ ۱۳۷۸ھ لاہور میں رحلت کی اور ملتان میں آسودۂ لحد ہوئے[2]۔

۱۔ تذکرہ بے بہا ص: ۴۰۷۔

۲۔ مطلع انوار ص: ۴۸۱، تذکرہ علماء امامیہ پاکستان: ۲۵۹۔

علی حیدر (م ۱۳۸۰ھ)

کھجوہ ضلع سارن صوبہ بہار میں ۱۳۰۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ کے والد ماجد مولانا علی اظہر صاحب جید عالم دین تھے۔

والد اور دادا مولانا سید حسین باخدا سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۲۱ھ میں ہائی اسکول کا امتحان پاس کیا۔۱۳۲۲ھ میں والد کے ساتھ زیارات عتبات عالیات سے مشرف ہوئے۔ وطن واپس آنے کے بعد والد کا تصنیف و تالیف میں ہاتھ بٹانے لگے۔ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں لکھنؤ گئے اور تحصیل علوم دین میں مصروف ہو گئے۔ باقر العلوم مولانا سید محمد باقر صاحب آپ سے غیر معمولی محبت اور پدرانہ شفقت فرماتے تھے۔ ۱۳۲۵ھ میں لاہور گئے اور نیشنل کالج میں داخلہ لیا دو سال پڑھنے کے بعد ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ ۱۳۳۶ھ میں سلطان المدارس لکھنؤ سے ''صدرالافاضل'' کی سند حاصل کی۔وطن جا کر مدرسہ سلیمانیہ میں تدریس کرنے لگے اور اپنی ذات کو تبلیغ دین کے لیے وقف کر دیا۔

۱۳۴۰ھ میں آپ سلطان المدارس لکھنؤ میں آخری درجہ کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۸ء تک مدرسہ میں رہے اور ''الکلام'' کے نام سے ماہنامہ جاری کیا جس میں احقاق الحق، نہج البلاغہ اور عروۃ الوثقیٰ کے ترجمے قسطوار شائع کیے۔

۱۳۴۷ھ میں والد کے انتقال کے بعد تصنیف و تالیف اور ماہنامہ ''اصلاح'' کی تمام ذمہ داریاں آپ کے کاندھوں پر آئیں۔آپ نے یہ تمام علمی، تحقیقی، صحافتی خدمات بحسن و خوبی انجام دیں۔آپ کو قرآن مجید میں غور و فکر کرنے کا بہت شوق تھا۔قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بھی لکھی[1]۔

۱۔ مطلع انوار ص: ۳۵۴۔

تفسیر قرآن: آپ نے گیارہ پاروں کی تفسیر مکمل کر لی تھی مگر وہ زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔

مولانا مرتضیٰ حسین فاضل:

''ضعف اور علالت کا سلسلہ بڑھتا جاتا تھا جس قدر ممکن تھا لکھتے تھے اور مولانا سید محمد باقر صاحب اسے مکمل کرتے تھے۔ اس زمانے میں تفسیر کا آغاز کیا اور گیارہ پارے مکمل کئے۔ یہ تفسیر ۱۳۴۹ھ جلد ۳۴ سے مجلۂ اصلاح میں شائع ہوئی۔''

دیگر آثار علمی:

تصویر عزا

جوہر قرآن

تاریخ ائمہ

سوانح حضرت ابوبکر دو جلد

سوانح حضرت عمر

شہادت عظمی

فقہ الشیعہ ترجمہ کتاب الصلوٰۃ عروۃ الوثقیٰ غیر مطبوعہ

ترجمہ نہج البلاغہ ۱۰۷ خطبات

مناظرہ مامون رشید

فضائل امیر المومنین

احادیث حضرت عائشہ

فضائل ولی الباری من احادیث صحیح البخاری

عقد ام کلثوم

تصویر بنی امیہ

اعجاز الولی

قرآن ناطق

ثقل اکبر

مجالس انوار

مجالس اطفال

تحفۂ مومنات

مشاہیر خواتین اسلام

حضرت سکینہ

سوانح حضرت علی[1]

وفات:

۱۶ رمضان ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں رحلت ہوئی۔

۱؎ تالیفات شیعہ ص:۴۷۱۔

اقبال حسین، لاہوری (م۱۳۸۲ھ)

آپ لاہور کی علمی نامور شخصیت تھے۔۱۳۸۲ھ میں وفات ہوئی قرآنیات سے گہرا شغف تھا۔انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھتے تھے۔آپ کا علمی کارنامہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ ہے۔قرآن کے حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں[1]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''سید اقبال حسین لاهوری ترجمه و حواشی قرآن را به زبان انگلیس در پاکستان انجام داده است۔[2]''

آپ نے تقریباً ۱۹۶۲ء میں رحلت کی۔

مولانا مرتضیٰ حسین فاضلؔ:

''سید اقبال حسین صاحب لاہوری نے قرآن مجید کا ترجمہ وحواشی کا کام شروع کیا تھا اور جہاں تک مجھے یاد ہے پانچ پارے مکمل کر چکے تھے۔۱۹۶۲ء کے قریب رحلت کی۔ترجمہ ان کے گھر میں موجود تھا[3]۔''

---

۱ کتاب نامہ بزرگ قرآن ج:۴،ص:۱۵۶۸۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۳۷۔

۳ رسالہ توحید ج:۲،شمارہ:۱،ص:۱۵۱۔

حفاظت حسین، بھیکپوری (م۱۳۸۴ھ)

مولانا سید محمد ابراہیم کے فرزند تھے۔۱۳۰۹ھ بھیکپور بہار میں ولادت ہوئی۔ابتدائی تعلیم حسب دستور وطن ہی میں حاصل کی اسکے بعد پٹنہ میں حافظ مولانا فرمان علی صاحب کے زیر سرپرستی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ میں کسب علوم کرتے رہے۔اعلیٰ تعلیم کیلئے لکھنؤ کا عزم کیا اور سلطان المدارس سے صدر الافاضل کی اعلیٰ سند حاصل کی۔اس دوران باقر العلوم سید محمد باقر صاحب سے فقہ واصول، مولانا سید محمد ھادی سے فقہ، مولانا سید محمد رضا سے منطق و معانی و بیان، مولانا سید محمد امین کابلی سے صدرا اور مولانا فضل حق سے حمد اللہ اور تفسیر بیضاوی کا درس لیا۔اسکے علاوہ پٹنہ یونیورسٹی سے بی اے اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی سند لی۔۱۹۲۰ء میں سرکاری اسکول میں ہیڈ مولوی کے عہدے پر تقرری ہوئی اور ۱۹۵۲ء گورنمنٹ ہائی اسکول مظفر پور سے سبکدوش ہوئے۔آپ نیک سیرت اعلی کردار کے بزرگ تھے۔تصنیف وتالیف محبوب مشغلہ تھا۔۱۹۶۴ء میں آپکی وفات ہوئی۔

۱. تفسیر معارف القرآن:

یہ تفسیر قرآن علمی سرمایہ ہے علمی اور دقیق مفاہیم پر مشتمل ہے جو کہ غیر مطبوعہ ہے۔

۲ تفسیر آیہ تطہیر:

یہ تفسیر اصلاح کھجوا سے ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی اسمیں اہلبیت کا اثبات عقلی ونقلی ادلہ سے کیا ہے ۷۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

دیگر آثار علمی:۔

فدک (مطبوعه)

ذکر الثقلین (مطبوعه)

مواعظ القرآن

چهارده معصومؑ[1]

[1] نجوم الارض ص:۵۸،مطلع انوار:۲۱۰،تالیفات شیعہ در شبہ قارہ ھند ص:۲۰۵۔

دلدار حسین، کندرکوی (م۱۳۸۵ھ)

مولانا سید دلدار حسین نقوی ۱۸۸۵ء میں کندر کی ضلع مراد آباد میں متولد ہوئے آپ کے والد سید ذاکر حسین تھے۔ابتدائی دینی تعلیم مولانا سید ممتاز حسین سرسوی سے حاصل کی پھر مدرسہ منصبیہ میرٹھ میں زیر تعلیم رہے اس کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے لکھنؤ گئے اور مدرسہ ناظمیہ میں سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن طاب ثراہ کے زیر تربیت تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ میں مشغول ہوگئے۔لکھنؤ میں قیام کے دوران باقر العلوم مولانا سید محمد باقر، مولانا سید ظہور حسین،مولانا سید سبط حسن جیسے روحانی اساتذہ سے کسب فیض کر کے عقائد و کلام،تفسیر وحدیث کے علاوہ فن مناظرہ میں مہارت حاصل کی۔تکمیل الطب لکھنؤ میں داخلہ لیا اور طبابت میں مہارت حاصل کی اور راجا چرکھاری کے مخصوص طبیب منتخب ہوئے۔۲۲ سال اصغر آباد ضلع علی گڑھ میں گذارے اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان جا کر راولپنڈی میں سکونت اختیار کی۔اور تبلیغ دین میں مصروف ہوگئے۔روحانی وجسمانی علاج بھی کرتے رہے بازار کوہائی میں آپ نے مطب قائم کیا تھا۔لیاقت آباد راولپنڈی میں نماز عیدین آپ ہی ادا کراتے تھے۔آپ نے ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میں راولپنڈی میں وفات پائی۔

تفسیر آیات:

قرآن مجید کی آیات کی تفسیر لکھی ا

دیگر تالیفات:

القول الصحیح فی ولادت المسیح

(ردعقائد سرسید احمد خاں)

شمع ھدایت (ردقادیانیت)

بشارت المسیح (ردسرسید احمد خاں)

حیات المسیح

کتاب المجالس

نسخه های طب[1]

---

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص:۹۶، تالیفات شیعہ ص:۴۱۰۔

محمد سعید (م ۱۳۸۷ھ)

سعید الملت مولانا سید محمد سعید کے والد ناصر الملت مولانا سید ناصر حسین اور دادا سید المتکلمین میر حامد حسین صاحب عبقات الانوار تھے۔ آپ کی ولادت ۸/محرم ۱۳۳۳ھ/ ۱۱/نومبر ۱۹۱۴ء لکھنؤ میں ہوئی۔ فقہ، اصول، فلسفہ، کلام، تفسیر وحدیث کی تعلیم والد ماجد کے علاوہ مولانا سید حامد حسین عرف سید صاحب، مولانا امجد حسین، مولانا مظفر علی خاں، مولانا ظہور حسین رحمۃ اللہ علیہم سے حاصل کی۔ ۱۹۳۱ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب کا امتحان دیا۔ ۱۹۳۲ء میں نہائی دروس کے لیے عراق روانہ ہوئے اور نجف اشرف میں آقای سید حسن، آقای شیخ ضیاء الدین عراقی، آقای سید جواد تبریزی، آقای شیخ عبدالحسین رشتی، آقای شیخ ابراہیم رشتی، آقای سید ابوالحسن اصفہانی سے بھر پور استفادہ کیا اور اجازات حاصل کئے۔ دوشنبہ ۲۷/شعبان ۱۳۵۶ھ/ یکم نومبر ۱۹۳۷ء کو وطن واپس آئے۔

نجف اشرف میں قیام کے دوران دو کتابیں عربی میں لکھیں ''الامام الثانی عشر'' اور ''مدینۃ العلم'' خلاصہ عبقات الانوار یہ دونوں عراق ہی میں طبع ہوئیں۔ لکھنؤ میں آپ نے اعلیٰ پیمانے پر تبلیغی امور انجام دیئے۔ قومی وملی خدمات میں نمایاں طور پر حصہ لیا، تصنیف وتالیف میں بھی مصروف رہے۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۱ء تک عبقات الانوار اور شرح خطبہ معصومیہ لکھنے میں مصروف رہے۔ اس کے علاوہ تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ مزار قاضی نور اللہ شوشتری کی نوسازی اور کتب خانہ ناصریہ کی تنظیم آپ کے یادگار کارنامے ہیں۔

۱۲/جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ/ ۱۷/ستمبر ۱۹۶۷ء بروز یک شنبہ رحلت فرمائی اور آگرہ میں مزار شہید ثالث کے نزدیک والد کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے[1]۔

---

[1] مطلع انوار ص:۵۴۶۔

تصنیف وتالیف کا بہت شوق تھا،تفسیر قرآن میں اعلیٰ استعداد رکھتے تھے۔تفسیر قرآن سے متعلق آپ نے دو آثار چھوڑے:

۱ تفسیر آیۃ التطہیر :

اس تفسیر میں سورہ احزاب کی ۳۳ ویں آیت ''اِنَّمَا یُرِیْدُاللہ **لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطھرکم تطھیراً** '' کی عربی زبان میں تفسیر بیان کی ہے۔ کلامی اصولوں کو بنیاد بنا کر روایات عامہ وخاصہ سے استفادہ کیا ہے۔

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''این تفسیر در یک جلد به زبان عربی، شامل شرح آیه ۳۳ سورۂ احزاب می باشد که مؤلف محترم به شیوه کلامی با بهره گیری از روایات و احادیث عامه به تفسیر آن پرداخته است[1]''۔

۲تفسیر آیۃ الولایۃ:

یہ تفسیر عربی زبان میں ہے۔آیۂ ولایت کی تفسیر بیان کی ہے کلامی اسلوب کے پیش نظر خلافت حضرت علی علیہ السلام سے متعلق روایات عامہ وخاصہ سے استدلال کیا ہے۔
ان دونوں تفسیروں کے نسخے بخط مؤلف کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ میں موجود ہیں۔

صاحب طبقات مفسران شیعه:

''این اثر قرآنی دریک جلد به زبان عربی پیر امون تفسیر آیۂ ولایت به سبک کلامی با بهره گیری از روایات و احادیث ائمه در مورد خلافت و امامت علیؑ می باشد هر دو نسخه اصلی به

[1] طبقات مفسران شیعہ ص:۸۸۵۔

خط مؤلف در کتابخانه صاحب عبقات در لکهنؤ موجود می باشد[1]''

دیگر تالیفات:

الامام الثانی عشر مطبوعه نجف ۱۳۵۵ھ (عربی)

شرح خطبه حضرت فاطمه زهرا (عربی)

عبقات الانوار (فارسی)

مسانید العصمة

[1] طبقات مفسران شیعہ ص:۸۸۵، بحوالہ دائرۃ المعارف تشیع ج:۴، ص:۵۷۰، مقدمہ عبقات ص:۱۴۹، معجم الدراسات القرآنیۃ عندالشیعہ الامامیہ ص:۱۰۔

حسن نواب، رضوی (طبع ۱۳۸۸ھ)

سید حسن نواب رضوی صاحب نے ۴۷ عنوانات کے تحت آیات قرآنی کو جمع کر کے ان کا ترجمہ وتفسیر تحریر کی جو ''صراط مستقیم'' کے نام سے مشہور ہے۔

۱۳۸۸ھ/ اکتوبر ۱۹۶۸ء فرنٹیر ایکس چینج پریس راولپنڈی پاکستان سے شائع ہوئی[1]۔

۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱ امامیہ مصنفین کی تصانیف ج:۱،ص:۱۱۔

حیدر حسین، نکہت (م ۱۳۹۰ھ)

مولانا حیدر حسین کا تعلق وزیر گنج لکھنو سے تھا۔ آپکا شمار لکھنو کے جید علماء میں ہوتا تھا۔ آپکی ولادت ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں ہوئی۔ سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر باقر العلوم مولانا سید محمد باقر اور مولانا سید ھادی صاحب سے کسب فیض کیا۔ تقریباً ۱۹۱۸ء میں سلطان المدارس کی آخری سند "صدرالافاضل" حاصل کی۔ فقہ، اصول، منطق، فلسفہ، تفسیر وحدیث میں اعلیٰ صلاحیت کے علاوہ شعروادب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ عربی وفارسی میں برجستہ شعرگوئی کی قابلیت تھی۔ لکھنو سے باہر زیادہ رہنا ہوا۔ بمبئی میں بیشتر وقت تبلیغ کی مومنین بمبئی آپ کو دل و جان سے چاہتے تھے۔ مدرسہ ناظمیہ اور سلطان المدارس میں ایک عرصے تک تدریس کی اور مجالس کو بھی خطاب کرتے تھے۔ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں وفات پائی۔

تفسیر قرآن:

یہ تفسیر سورہ دخان تک ہے زبان میں ادبی چاشنی پائی جاتی ہے۔ صاف وسادہ رواں تفسیر ہے جو بخط مصنف۔ مولانا سید ابن حسن قبلہ کربلائی کے کتبخانہ کراچی میں محفوظ ہے[1]۔

۱ مطلع انوار، ص:۲۱۱۔

احمد علی، مرزا، امرتسری (م۱۳۹۰ھ)

چودھویں صدی کے نامور مترجم قرآن مرزا احمد علی کی ولادت مارچ ۱۸۸۴ء کو شہر امرتسر میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد منشی مرزا محمد مہدی ایک دیندار اور مذہبی انسان تھے۔ مولانا مرزا احمد علی کمسنی ہی میں سایۂ پدر سے محروم ہو گئے۔ ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم مولانا خلیفہ عبدالرحمٰن مدرس اعلیٰ مدرسہ تائید الاسلام امرتسر، مولانا عبدالباقی، مولانا نجم الدین، مولانا فیض اللہ، مولانا عبدالصمد سے حاصل کی۔ ان کے علاوہ عربی ادب مولانا ثناء اللہ امرتسری سے پڑھا۔ شیعہ علماء میں مولانا سید ابوالقاسم (متوفی ۱۹۰۶ء) اور حضرت مولانا سید علی حائری (متوفی ۱۹۴۰ء) سے کسب علم کیا اور اعلیٰ استعداد کے حامل ہوئے۔ ایف اے کرنے کے بعد فوج میں ملازمت مل گئی جہاں ترقی کر کے اکاؤنٹنٹ جنرل کے عہدے تک پہنچے۔ بچپن ہی سے آپ کی طبیعت کا میلان علوم دین اور خدمت اسلام کی طرف تھا۔ مگر حالات و واقعات نے سرکاری ملازمت کرنے پر مجبور کر دیا لیکن اس کے باوجود بھی خدمت دین میں مشغول رہ کر اپنا فریضہ پورا کرتے رہے۔ امرتسر میں بڑی تعداد میں اہلسنت رہتے تھے جنھوں نے آپ کو پریشان کر رکھا تھا مگر مولانا نے ان لوگوں کا جوانمردی سے مقابلہ کیا اور علمی دلائل سے انھیں لاجواب کیا۔ اس کے سلسلہ میں آپ نے بہت زیادہ مطالعہ کیا دن و رات کتب بینی کر کے ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ آپ نے علماء اہلسنت سے یادگار مناظرے بھی کئے۔ اور عوام کے درمیان عالمانہ تقریریں کر کے شیعیت کے خلاف ہونے والے پروپگنڈہ کو باطل کیا۔ اس کے علاوہ آریوں، سکھوں، عیسائیوں سے بھی مناظرے کئے اور حقانیت اسلام ثابت کی۔ احمدیوں اور بہائیوں کو بھی ہمیشہ شکست

فاش دی۔ آپ کو فن مناظرہ میں ملکہ حاصل تھا۔ بڑی سے بڑی دلیل کو آسانی سے باطل کر دیتے تھے۔

حافظہ قوی تھا کتابوں کے حوالے اور عبارتیں زبانی یاد تھیں۔ امرتسر کے علاوہ دیگر شہروں میں بھی مناظرے کئے۔ برما سیلون، عراق و ایران اور حجاز میں دشمنان اسلام سے نبرد آزما رہے اور ان کی یلغار کا جواب دیتے رہے۔ آپ کو مذاہب عالم کے عقائد پر گہری نظر تھی اور ہر وقت ان کے عقائد پر بحث کرنے کے لیے تیار رہتے تھے اور ہر مذہب کے مقابلہ میں اسلام اور علوم اہلبیت کی برتری ثابت کرنے میں کامیاب رہتے تھے جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں آپ نے غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا اور پیروے اہلبیت علیھم السلام بنایا۔

آپ بلند پایہ خطیب و مبلغ تھے آواز میں جاذبیت تھی۔ خود اعتمادی کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑے عالم سے نڈر ہو کر مقابلہ کرتے۔ دعوت حق کے سلسلے میں بڑی سے بڑی صعوبت برداشت کرنے کے لیے آمادہ رہتے اور اکثر پیدل سفر کرتے تھے۔ جہاں بھی ضرورت محسوس کرتے تھے بلا خوف و خطر پہنچ جاتے۔ جب اہلسنت کے اخبارات و رسائل نے شیعیت کے خلاف لکھنا شروع کیا تو آپ نے لاہور سے ''شیعہ'' اخبار کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جس میں اہلسنت کے جوابات شائع ہوتے تھے۔ آپ کو لکھنے پڑھنے کا بڑا شوق تھا۔ اہم موضوعات پر کتابیں تحریر کیں جن کی تعداد پچاس کے قریب ہے۔

لوامع القرآن:

ترجمہ قرآن مجید آپ کی گرانقدر علمی یادگار ہے یہ ترجمہ شیخ غلام حسین اینڈ سنز لاہور، خورشید عالم پریس لاہور سے شائع ہوا[1]۔

۱۔ کتاب نامہ بزرگ قرآن کریم ج:۴،ص:۱۵۶۹، تذکرہ علماء پنجاب ج:۱،ص:۱۰۵۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

"میرزا احمد علی (م ۱۳۹۰ ه) ترجمه و حواشی قرآن را به زبان اردو در سال فوق انجام داده است و در لاهور پاکستان چاپ و انتشار یافته است[۱]"

حاشیہ پر تفسیر لوامع التنزیل کا خلاصہ بیان کیا ہے جس میں علمی و تحقیقی نکات کے ذریعہ آیات قرآن کی تشریح کی گئی ہے۔ روایات معصومین علیہم السلام کو مقام استشہاد میں پیش کیا ہے۔ ترجمہ کی زبان سادہ اور سلیس ہے۔ سید حمید حسین نے تاریخ وفات کہی:

جناب مولوی احمد علی کی سعی جمیل — بنی ہے مہبط انوار علم القرآن
کلام حق کی یہ تفسیر منتخب وہ ہے — کہ جس سے تازہ ہو ایمان پختہ تر ایقان
ہر ایک لفظ ہے نکتہ سرائے یسرنا — ہر ایک جملہ ہے توفیق حق کی اک برھان
جو پوچھا سال طباعت حمید خوش دل سے — کہا ہے شمع ہدایت "لوامع القرآن"

یہ ترجمہ ۸۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

دیگر تالیفات:

راهنمائے شیعه (مناظره)

سیر الاولین تاریخ امویین. ناشر اداره ثقافت اسلامیه لاهور

اثر الولاء بجواب اسرار روایات کربلا در جواب خادم حسین میرزائی

مراة القادیانیه

دلیل العرفان (رد قادیانیت)

[۱] طبقات مفسران شیعہ ص: ۱۱۳۴۔

پرواز قیاس رد گروه پرویزی

لوح باب و بها

سلک الجواهر (رد اسماعیلیه)

فتح حیدری (مناظره)

ظفر المبین در مناظرۂ معین الدین

فتح المبین در جواب ملا کرم الدین

میزان المقال در مناظره چکوال

مفاتح البرکات بجواب شوائظ البرقات رد آیات بینات محسن الملک

هاویه درباری معاویه

الانصاف فی الاستخلاف رد رساله قاضی اکمل

تصنیف و تالیف کے علاوہ آپ تعمیری کاموں میں بھی مصروف رہے پاکستان میں کئی مدارس کی تاسیس کی اور مختلف ادارے قائم کئے۔

۲ر جون ۱۹۷۰ء بروز پنجشنبہ مطابق ۶ ر ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ کو نوے برس سے زیادہ عمر پا کر لاہور میں وفات پائی اور حسینیہ ہال موچی دروازے میں دفن ہوئے۔

جناب ابوظفر نازش رضوی نے قطعہ تاریخ کہی

بولا ہاتف دیکھ — وہ ہے ساکن باغ ارم[۱]
۱۹۷۰ء — ۱۳۹۰ھ

[۱] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص: ۲۲، مطلع انوار ص: ۹۲، تالیفات شیعہ: ۵۲۶، امامیہ مصنفین ج: ۱ ص: ۲۱۔

احمد علی، وفا خانی، پروفیسر (م۱۳۹۰ھ)

پروفیسر میر احمد علی وفا خانی ان اہم شخصیات میں تھے۔ جو دینی اور عصری علوم میں یکسر مہارت رکھتے تھے۔ معقولات و منقولات کو بیحد محنت و مشقت سے حاصل کیا۔ آپ ایم.اے. بی او ایل. بی ٹی عربی و فارسی کے لکچرر تھے اور علوم دین میں فاضل تھے۔ قرآن شناسی کا بہت شوق تھا۔ قرآن کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ ترویج قرآن کے لیے مسلسل کوشش کرتے، زیادہ سے زیادہ لوگ قرآن سمجھیں اس لیے آپ نے قرآن مجید کی انگریزی میں تفسیر لکھی جو خلیل شیرازی نے ۱۹۶۴ء میں کراچی سے شائع کرائی۔ یہ آپ کا علمی یادگار کارنامہ ہے جس سے آپ کے قرآنی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ تفسیر علمی حلقوں میں بہت زیادہ پسند کی گئی اور خاطر خواہ نوازا گیا۔

آپ کی دوسری تالیف امام حسین علیہ السلام کی سوانح ہے جو King of Martyrs کے نام سے شائع ہوئی۔

آپ نے علمی خدمات کے علاوہ قوم کی تعمیری خدمت بھی انجام دی۔ مدراس میں حسینی یتیم خانہ قائم کیا اور قوم کے بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں ہائی اسکول کا قیام کیا تا کہ قوم کے بچے آسانی سے تعلیم حاصل کرسکیں۔ آپ کی وفات ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء کراچی میں ہوئی اور وہیں دفن کئے گئے[۱]۔

۱؎ مطلع انوار ص:۱۱۹، تذکرۃ علماء امامیہ پاکستان ص:۲۶۔

محمد رضی، رضوی، کشمیری (م۱۳۹۲ھ)

آپ کا تعلق علمی و ادبی خانوادے سے تھا۔ آپ کے والد ماجد مولانا سید محمد رضوی اپنے وقت کے بلند مرتبہ عالم دین تھے۔ انھوں نے حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تعلیم حاصل کی۔ زیادہ وقت نجف اشرف میں گذرا۔ ۳؍ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ کو کراچی میں رحلت کی اور نجف اشرف میں سپرد لحد کئے گئے۔

مولانا سید محمد رضی کے دادا علامہ سید مرتضیٰ کشمیری فقیہہ اور صاحب کشف و کرامات عالم تھے۔

رضی صاحب نیک کردار بلند اخلاق عالم تھے۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا بہت شوق رہا۔ آپ کی تالیفات کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔ ایک طویل مدت تک تہران میں مقیم رہے۔

توضیح البیان فی تفسیر القرآن: آپ کے آثار علمی میں اس تفسیر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جو ایک علمی و ادبی شاہکار ہے۔

دیگر تالیفات:

لماذا اخترنا الاسلام — لماذا اخترنا مذهب الشيعه
تحفة الرضوية — فوارق الشيعه فی عصور الظالمين
علی لاسواه — فتاوی الاماميه
ثمرة العلم — المثل الاعلی[۱]

۱؎ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص:۲۵۷، تالیفات شیعہ ص:۵۴۲۔

مہدی پویا، مرزا (م ۱۳۹۳ھ)

چودہویں صدی کے گرانقدر مترجم قرآن مرزا مہدی پویا نے ۱۳۱۶ھ/ ۱۹۰۰ء ایران کے مشہور شہر یزد میں وجود ہستی زیب تن کیا۔ آپ کا خانوادہ یزد کا مشہور خانوادہ تھا۔ والد ماجد حاجی مرزا محمد حسن اپنے وقت کے مشہور عالم تھے۔ آقا پویا نے ابتدائی تعلیم کے مراحل یزد میں طے کئے اور بہت کم مدت میں علوم متداولہ کا درس حاصل کیا اور علوم منقولہ و معقولہ میں مہارت حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں ایران چھوڑ کر عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں آیت اللہ سید کاظم طباطبائی کی صحبت پر فیض سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے ساتھیوں میں آیۃ اللہ محسن الحکیم بھی تھے۔ نجف اشرف کی علمی اور روحانی فضا میں تزکیہ نفس تہذیب نفس کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے۔ ۲۳ سال کی عمر میں نجف سے ہندوستان آئے اور مدراس میں سکونت پذیر ہو کر مشغول تبلیغ دین ہوئے۔ ڈیڑھ سال مدراس میں قیام کے بعد رامپور چلے گئے۔ رامپور میں نواب صاحب نے آپ کا استقبال کیا اور انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ ان سے پیش آئے۔ رامپور سے میسور چلے گئے اور میسور یونیورسٹی میں عربی و فارسی کے پروفیسر منتخب ہوئے۔ میسور یونیورسٹی میں عربی و فارسی کے حوالے سے آپ کی یادگار خدمات ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے کے بعد کراچی منتقل ہو گئے اور وہاں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ کراچی میں پریس لگایا جس سے نشر و اشاعت کا کام ہوتا رہا۔

آپ نے کراچی میں مدرسہ جعفریہ کی بنیاد رکھی اور حسینیہ ایرانیان قائم کیا اس کے علاوہ مختلف مساجد اور مدارس کی مالی امداد کرتے رہے۔

آپ کو مختلف زبانوں پر عبور تھا۔ عربی، فارسی، انگریزی بے تکاں بولتے اور تقریر کرتے تھے۔

تفسیر قرآن:

آپ کا علمی کارنامہ انگریزی میں تفسیر قرآن ہے جو میر احمد علی کے ترجمے کے ساتھ کراچی حبیب برادرز کی جانب سے عمدہ طباعت کے ساتھ منظر عام پر آ چکی ہے۔ جسے کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔

دیگر تالیفات:

اصالت قرآن مجید

ارکان اسلام

بحث ماورای طبعیی قرآن مجید

آپ کی وفات ۱۶/ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ/ ۱۷ جولائی ۱۹۷۳ء کراچی میں ہوئی۔ آقای سید حسن محلاتی نے نماز جنازہ پڑھائی اور باغ خراسان کراچی میں سپرد لحد ہوئے۔[۱]

۱؎ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص: ۳۶۶، مطلع انوار ص: ۳۷۔

محمد عسکری، پروفیسر (م۱۳۹۳ھ)

آپ نے انگریزی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جس پر سیٹھ محمد علی حبیب نے حاشیہ لکھا اور کراچی سے بلا متن ۱۹۵۶ء میں مترجم کا نام لکھے بغیر تعارف نامے کا اضافہ کر کے اسے چھاپا سرورق پر ہے Foot Notes By M.H. Shakir۔ یہ ترجمہ متن کے ساتھ تہران سے اور نظر ثانی کے بعد قم ایران سے شائع ہوا[1]۔

[1] مجلّہ توحید جلد:۲ شمارہ:۱، ۱۴۰۵ھ۔

مجتبیٰ حسن، کامونپوری (م۱۳۹۴ھ)

عالم، محقق، مورخ، مفسر علامہ سید مجتبیٰ حسن کی ولادت کا مونپور ضلع غازی پور ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ والد ماجد سید محمد نذیر دیندار اور مذہبی بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس لکھنؤ میں حاصل کی۔ بچپن ہی سے شعر و ادب کی طرف رجحان تھا۔ تعلیم و تعلم میں طرز نو کے خواہش مند تھے۔ عربی فارسی بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات دیئے۔ ۱۹۳۱ء میں ''صدرالافاضل'' کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی محمد علی، مولانا سید محمد ہادی، مولانا سید محمد رضا، مولانا عالم حسین، مولانا سبط حسن کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ تعلیمی فراغت کے بعد پٹنہ کے مدرسہ میں تدریس کرنے لگے اور اس کے ساتھ عربی، فارسی اردو میں مقالات لکھتے رہے۔ طبیعت میں جولان تھا۔ نئے نئے موضوعات پر قلم اٹھاتے تھے۔ تاریخ پر گہری گرفت تھی۔ کچھ نیا کرنے کا جذبہ تھا۔ اسی لیے نہائی دروس کے لیے نجف کے بجائے ''جامعہ ازہر'' مصر کا انتخاب کیا۔ ۱۹۳۵ء میں مصر گئے اور ۱۹۳۶ میں الازہر میں داخلہ منظور ہوا ''ام المومنین ام سلمہ'' پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مصر میں قیام کے دوران انقلابی نظریات، ادبی تحریکات اور مشہور علمی شخصیات کو قریب سے دیکھا۔ آپ نے مصر میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ ''صحیفہ کاملہ'' کے مطالعہ کو عام کیا اور بڑے بڑے علماء و مفکرین کو دعوت مطالعہ دی جس کے نتیجہ میں ان حضرات نے بڑی تعداد میں وقیع مقالات تحریر کئے۔ پانچ سال مصر میں قیام کے بعد نجف و کربلا ہوتے ہوئے لکھنؤ آئے۔ مدرسہ ناظمیہ، لکھنؤ یونیورسٹی میں تدریس کی پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شیعہ شعبۂ دینیات میں لکچرر منتخب ہوئے۔ آپ نے فن خطابت وتقریر میں جدید نفسیاتی

اسلوب کا اضافہ کیا۔ آپ کامیاب خطیب اور علمی حلقوں میں محبوب مقرر تھے۔

۲۳؍سال تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں صدر شعبہ شیعہ دینیات کی حیثیت سے کام کرنے کے بعد ۲۷؍جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ/ ۱۸؍جولائی ۱۹۷۴ء سوا تین بجے علی گڑھ میں وفات پائی۔ قرآنیات پر گہری نظر رکھتے تھے آپ نے متعدد سوروں کی تفسیریں لکھیں[1]۔

تفسیر سورہ عصر

تفسیر سورہ ممتحنہ

تفسیر توحید

تفسیر سورہ والشمس

تفسیر سورہ آیہ نور

تفسیر آیہ تطہیر

تفسیر آیہ خلافت

مطالعہ آیات قرآن

علوم قرآن

سورہ اخلاص ثلث قرآن کے برابر

اعجاز قرآن

قرآن مجید کی نزولی ترتیب

تاریخ قرآن مجید

قرآن اور علوم جدیدہ

مقدمہ تفسیر قرآن

آیات احکام

---

[1] مطلع انوار ص:۶۴۲۔

مضامین قرآن کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے

قرآن کے علوم پنجگانہ

قرآن اور زندگی

قرآن و حدیث کا فرق

علم نحو کی مشق بذریعہ قرآن[1]

یہ سب تصانیف غیر مطبوعہ ہیں۔

دیگر آثار علمی:

اقوام عالم میں عورت کا معیار	(مطبوعہ)
حضرت یوشع بن نون	(۱۹۵۱)
کربلا	(۱۹۵۰)
مقتل الحسین ابوالفداء	
مقتل الحسین از عقبہ بن سمعان	(۱۹۶۳ء)
مقتل ضماک بن عبداللہ مشرقی	(۱۹۷۴ء)
مقتل الحسین از سیوطی	
مقتل الحسین یعقوبی	(۱۹۵۴ء)
کائنات قبل و بعد اسلام	(۱۹۵۳ء)
اسلام کا پہلا فلسفی	
حکیم الٰہی علی بن ابی طالبؑ	
علم حدیث کا ابتدائی مطالعہ	

---

[1] ایک فرد ایک ادارہ سوانح علامہ کا مونپوری ص:۲۱۱۔

احادیث فضائل اهلبیت پر ایک نظر

حضرت علی کے خطوط کا سرسری جائزہ

افضلیت حضرت علیؑ

فتح مکہ سے کربلا تک (۱۳۷۰ھ)

جنگ اور اسلام

حسین مظلومؑ کا پهلا قدم

اسلامی تعلیمات

حضرت رباب زوجه امام حسینؑ

قاضی شریح کا کردار

تبرکات کا تاریخی جائزہ[۱]

۱؎ سوانح علامہ کامونپوری ص:۱۹۲۔

مظہر علی (م۱۳۹۴ھ)

مولانا مظہر علی (م۱۹۷۴ء) نے سورہ آل عمران کی آیۃ ''**اِنَّ اللہ اصطفی آدم و نوحاً**''...الخ کی تفسیر تحریر کی ہے۔امامیہ کتب خانہ لاہور سے شائع ہوئی۔[۱]

۱؎ تالیفات شیعہ ص:۲۰۵۔

امداد حسین کاظمی (م۱۳۹۵ھ)

چودہویں صدی کے نامور مترجم قرآن مولانا سید امداد حسین کاظمی ۱۳۱۹ھ/ نومبر ۱۹۰۱ء میں جناب عباس علی کے گھر متولد ہوئے۔ آپ کے دادا مولانا سید رمضان علی کاظمی مشہدی اپنے عہد کے زاہد وابرار اور بلند پایہ فقیہہ تھے۔ لکھنؤ اور امروہہ میں پسندیدہ ذاکر تھے۔

مولانا امداد حسین نے سطحیات کا علم وزیر آباد گوجرانوالہ اور لاہور میں حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی، فاضل، مولوی فاضل اور ادیب فاضل اور بی.اے. پاس کیا۔ اس کے ساتھ گورمکھی میں گیانی کی سند لی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تبلیغ دین میں مصروف ہوئے۔ مختلف شہروں میں جا کر تبلیغ کی جموں کشمیر اور پونچھ میں آپ کے مواعظہ حسنہ بہت مقبول تھے۔ راجہ جگت دیو سنگھ والئ پونچھ نے خلعت اور ''ابوالفضل ثانی'' کا خطاب دیا۔ اس کے علاوہ آسام، مدراس، بنگال اور اترپردیش میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

لکھنؤ نجف و کربلا کے علماء نے گرانقدر اجازات سے نوازا۔ تصنیف و تالیف محبوب مشغلہ تھا۔ اہم رسائل و جرائد میں بکثرت مضامین شائع ہوتے تھے۔ رسالہ ''صوفی'' کی ادارت بھی کی۔ بعض انگریزی منظومات و مضامین لندن کے رسالہ ''VICTORY'' اور دہلی کے رسالہ ''POSTALCOMRADE'' میں شائع ہوئے۔ ''معارف اسلام'' لاہور میں اکثر مقالات شائع ہوتے رہتے تھے۔ علم حدیث میں مہارت رکھتے تھے عموماً کتاب ''الکافی'' کا مطالعہ کرتے۔ قرآنِ مجید کا مطالعہ اور ترجمہ وتفسیر سے والہانہ عشق تھا۔ سائنس اور قرآن آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ علم مناظرہ سے بھی اچھی واقفیت تھی[1]۔

آپ کا علمی کارنامہ ترجمہ وتفسیر قرآن ہے۔

۱؎ مطلع انوار ص: ۱۰۸، تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص: ۴۴۔

تفسیر المتقین:

قرآن مجید کی مختصر اور جامع تفسیر ہے۔ بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر آیات کی تفسیر و تشریح کی گئی ہے۔ یہ تفسیر ۱۳۸۱ھ میں پاکستان سے شائع ہوئی۔ اس کے متعدد ایڈیشن منظر عام پر آ چکے ہیں[1]۔

اسلوب تفسیر:

حاشیہ پر مشکل الفاظ کے لغوی معنی اس کا مصدر، صیغہ اور باب مندرج ہے۔
انبیاء کرام کے واقعات جو مستند روایتوں میں مرقوم ہیں درج کیے ہیں۔
اکثر مقامات پر مفسرین کے ذاتی نظریات اور ان کے اقوال سے اختلاف کر کے نفس مسئلہ پر جرح کی ہے۔
قرآن مجید میں جہاں واحد کے لیے جمع یا جمع کے لیے واحد، مونث کے لیے مذکر، مذکر کے لیے مونث کا صیغہ لایا گیا ہے اس کی وجہ بیان کی گئی ہے۔
بعض آیات کی تفسیر میں مسلک اہلبیت کی تائید کے لیے کتب اہلسنت سے استشہاد کیا ہے۔
بعض آیات پر مخالفین کے اعتراضات کے تسلی بخش تحقیقی جوابات دیے ہیں۔
آیات کی ترکیب نحوی بھی کی ہے۔
قرآن مجید کے شروع میں آیات کی انڈکس ہے جو نہایت کارآمد اور مفید ہے جس کے ذریعہ آسانی سے آیت کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔
تفسیر میں کوئی ایسا لفظ یا فقرہ نہیں ہے جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

۱؎ کتاب نامہ بزرگ قرآن ج:۴، ص:۱۵۶۷۔

آیات کی تشریح میں عصری علوم سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

علماء کی آراء:

مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضلؔ لکھنوی:

''ترجمہ لفظی اور نحوی وصرفی پابندیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حواشی غیر مناظرانہ اور مختصر وسادہ زبان میں لکھے گئے ہیں جہاں کہیں عقیدہ وعمل کی بحث ہے وہاں افراط وتفریط سے دامن بچایا ہے۔ حتی الامکان تفسیر صافی اور روایات آل محمدؑ کے بغیر کوئی بات کہنے سے اجتناب فرمایا ہے نہ دعویٰ اجتہاد ہے نہ خیال برتری۔''

مولانا سید نجم الحسن کراروی :

''ترجمہ میں خوبی یہ ہے کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور تفسیر میں خوبی یہ ہے کہ اس کا دارومدار ارباب عصمت وطہارت کے ارشادات عالیہ پر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے ترجمے اور تفسیر کی عرصۂ دراز سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔''

مولانا سید نصیر اجتہادی :

''ترجمہ سلیس اور عمدہ ہے تفسیری حواشی کو راسخون فی العلم اہلبیت علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے قرآن ناطق وقرآن صامت کا یہ علمی امتزاج فکرونظر کے لیے کوثر رشد وہدایت ہے[۱]۔''

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''امداد حسین پاکستانی ترجمہ و تفسیر قرآن مبین را به زبان اردو انجام داده که توسط انتشارات انصاف پبلشنگ کمپنی

۱؎ مقدمہ قرآن ص:۲۴۔

لاهور او ۷۸۰ صفح به سال ۱۳۸۱ه به چاپ رسیده است[۱]۔''

دیگر آثار علمی:

تحقیق مهدیٔ	مطبوعه
فتنۂ تفسیر بالرائے	مطبوعه
الفاطمۂ	مطبوعه
برکات محرم بجواب بدعات محرم	مطبوعه
تطبیق الشهادة	مطبوعه
اعمال واجبه	مطبوعه
معلم الاسلام	مطبوعه
اخلاق المعصومین	مطبوعه
استقرار حق عزاداری	(قلمی)
حق سادات	(قلمی)

وفات:

آپ نے ۱۴؍رمضان ۱۳۹۵ھ/۲۲؍ستمبر ۱۹۷۵ء کو رحلت کی اور ۱۵؍رمضان کو گجرات پاکستان میں آسودۂ لحد ہوئے۔ مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۱؎ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۳۴۔

محمد جعفر، بجنوری (م ۱۴۰۰ھ)

مولانا سید محمد جعفر زیدی کی ولادت ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۸ کو میمن سادات ضلع بجنور کے علمی وادبی خانوادہ میں ہوئی۔ آپ کے اجداد کا شمار جید علماء میں ہوتا تھا۔

ابتدائی تعلیم گھر کے بزرگوں سے حاصل کی پھر منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں داخلہ لیا۔ میرٹھ میں قیام کے دوران سرکار یوسف الملت مولانا یوسف حسین امروہوی سے خصوصی تلمذ رہا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۳۳ء میں بریلی کے امام جمعہ منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں پاکستان منتقل ہوگئے۔ ۱۹۵۶ء میں شیعہ جامع مسجد اسلام پورہ لاہور میں امام جمعہ کے فرائض انجام دینے لگے۔ ماہنامہ ''پیام عمل'' کا اجرا کیا۔ جس میں تحقیقی مضامین شائع ہوتے تھے۔ آپ نے ۲۸؍ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ/ ۷ نومبر ۱۹۸۰ء کو رحلت فرمائی۔ اور درگاہ گامے شاہ میں دفن ہوئے۔

تفسیر آیہ تطہیر:

آپ نے آیہ تطہیر ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا'' کی تفسیر لکھی اور معتبر کتب سے ثابت کیا یہ آیت اہلبیت علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

دیگر آثار:

مسئلہ فدک، صحابیت کا قرآنی تصور، اہمیت پردہ[1]

۱؎ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان فارسی ص: ۲۸۰۔

سید علی، گوپالپوری (م ۱۴۰۰ھ)

حجۃ الاسلام مولانا سید علی قمی، مولانا سید راحت حسین طاب ثراہ کے فرزند تھے۔ آپکا وطن گوپالپور بہار تھا آپکی ولادت ۱۵؍رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ/ ۲۹؍اگست ۱۹۱۲ء بروز پنجشنبہ نجف اشرف میں ہوئی۔ سطحیات کا درس والد علام سے لیا۔ ہندوستان آنے کے بعد لکھنو میں زیر تعلیم رہے۔ اسکے بعد قم ایران تشریف لے گئے۔ جہاں جید اساتذہ سے کسب علم کیا بالخصوص آقائی سید شہاب الدین مرعشی سے کسب فیض کیا۔ تقریباً ۳۵ سال راجہ صاحب اترولہ ضلع گونڈہ کے یہاں امام جمعہ وجماعت رہے۔

اترولہ میں یادگار خدمات انجام دیں جنھیں مومنین اترولہ آج تک یاد کرتے ہیں۔ آپ نے ساری زندگی تبلیغ دین کے لئے وقف کردی تھی۔ آپ بردبار، کم سخن، بااثر بزرگ تھے۔ زہد وتقویٰ میں بے مثال تھے۔ آپنے گرانقدر آثار علمی چھوڑے[1]۔

تفسیر رموز التنزیل:

۲ جلد اس تفسیر میں اھلبیت سے متعلق آیات قرآن کی تفسیر بیانکی ہے اور کتب اھلسنت سے استفادہ کیا ہے۔ ادارہ نور الاسلام فیض آباد سے شائع ہوئی جلد اول ۱۹۸۴ء میں اور جلد دوم ۱۹۸۵ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

دیگر تالیفات:

الفرقة الناجیه فی الاسلام (مطبوعه)
جنات المعارف[2]

۱؎ نجوم الارض ص: ۱۱۰۔
۲؎ تالیفات شیعہ ص: ۴۶۸۔

آپ نے مسعودی کی کتاب (اثبات الوصیہ کا بھی ترجمہ کیا تھا)

وفات:

آپنے ۸ربیع الاول ۱۴۰۰ھ/۲۷جنوری ۱۹۸۰ کو اترولہ میں رحلت کی۔

علی صفدر

مولانا سید علی صفدر کا علمی کارنامہ ’’تفسیر اساس البیان‘‘ ہے جو دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ جلد اول ہمدرد پریس راولپنڈی پاکستان سے شائع ہوئی جس میں چند سوروں کی تفسیر مندرج ہے۔

دوسری جلد میں ۳۸ سوروں کی تفسیر ہے۔ ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہمدرد پریس راولپنڈی سے شائع ہوئی۔ قیمت ڈھائی روپیہ ہے[۱]۔

---

[۱] امامیہ مصنفین کی تصانیف ج:۱،ص:۶،تالیفات شیعہ در شبہ قارۂ ہند۔

علی اطہر مرغوب نقوی

آپ اردو شعر و ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ قرآن مجید کے کچھ سوروں کا منظوم ترجمہ کیا۔ اس کتاب کا نام ''گلشن جنت'' رکھا جس میں سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی، سورہ ملک کا منظوم ترجمہ مع خواص آیات ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب سرفراز قومی پریس لکھنؤ سے ۱۳۷۱ھ میں شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین کی تصانیف ج:۱ص:۲۴، تالیفات شیعہ در شبہ قارۂ ہند ص:۵۲۵۔

احمد شاہ قاضی

مولانا قاضی سید احمد شاہ، آپ نے قرآن کا ترجمہ اور مختصر تفسیر لکھی جس کا نام ''**لمع العرفان فی توضیح القرآن**'' ہے۔ غیر مطبوعہ[1]

[1] قرآن مجید نمبر:۲، سیارہ ڈائجسٹ، کراچی ص:۹۱۰۔

محمد علی خاں، نواب

نواب محمد علی خاں نبیرۂ سبحان علی خانصاحب کی کتاب ''منافقین'' ہے جس میں ان آیات کی تفسیر کی گئی ہے جو منافقین سے متعلق ہیں۔

نظامی پریس، لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

دوسری کتاب ''صالحین'' ہے جس میں ان آیات کو جمع کیا گیا ہے جن میں لفظ ''صالحین'' آیا ہے۔ نظامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

تیسری ''متقین'' ہے جس میں متقین سے متعلق آیات کی تشریح کی گئی ہے[1]۔

---

[1] تالیفات شیعہ، امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۵۹۔

پندرہویں
صدی ہجری

مشتاق حسین شاہدی

آپ نے ۱۹۳۸ء میں پنڈی گھیب ضلع اٹک میں عالم ہستی میں قدم رکھا۔ آپ کے والد امیر احمد تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ درس نظامی مولانا سید گلاب علی شاہ نقوی مدرس اعلیٰ مخزن العلوم جعفریہ ملتان سے حاصل کیا۔ اس کے علاوہ مولانا سید محمد بادشاہ نقوی مولانا قمر الزماں چھولسی و ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن امروہوی، مولانا مصطفیٰ جوہر صاحب جیسے جید اساتذہ سے کسب فیض کیا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ میں تدریس کی پھر اس کے بعد تبلیغ کی غرض سے افریقہ چلے گئے۔ افریقہ سے واپس آنے کے بعد مستقل کراچی میں سکونت اختیار کی اور اسکول میں معلم بن گئے۔ افریقہ میں قیام کے دوران بہت سے لوگوں کو علوم اہلبیت کے ذریعہ اہلبیت کا پیروکار بنایا اور تعلیمات ائمہ علیھم السلام سے ان کے قلوب کو منور کیا۔

مسجد نور ایمان کراچی میں نماز جمعہ سے پہلے درس قرآن دیتے تھے اور تفسیر قرآن کے رموز و اسرار سے مومنین کو روشناس کراتے تھے۔ عربی، فارسی انگریزی زبانوں میں مہارت تھی۔ کناڈا، امریکہ، برطانیہ میں مجالس کے سلسلے میں سفر کئے۔ آپ تصنیف و تالیف میں بھی مصروف رہے۔ سورہ الحمد اور سورہ الاخلاص و سورہ آیۃ مودۃ کی معلوماتی تفسیر لکھی جس سے آپ کی قرآن شناسی کا علم ہوتا ہے[1]۔

دیگر تالیفات:

خاک پاک

اسلام اور سائنس

---

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص: ۳۵۰، تالیفات شیعہ: ۴۴۔

افتخار حسین نقوی

مولانا سید افتخار حسین نقوی نجفی ۱۹۵۱ء جنگل بیرہ منظر آباد میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ مخزن العلوم جعفریہ ملتان میں زیر تعلیم رہے۔ اس کے بعد عراق روانہ ہوئے۔ وہاں جید اساتذہ سے استفادہ کیا جن میں شیخ محمد علی افغانی، آقای شیخ بشیر حسین، شیخ عباس کوجانی، آقای اشرفی علامہ سید ساجد نقوی قابل ذکر ہیں۔

ماہ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ میں بعثی حکومت نے گرفتار کرلیا۔ ۲۸؍روز قید میں رہے، رہائی ملنے کے بعد کویت کے راستے ملتان پہنچے۔ کچھ مدت تک مدرسہ مخزن العلوم جعفریہ میں تدریس کی اور محلّہ جھک کے امام جمعہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۸ء میں جامعہ اہلبیت اسلام آباد میں درس دینے لگے اور وہاں ماہنامہ ''الذہرا'' کا اجرا کیا۔

آپ نے آیت اللہ مظاہری کی تفسیر سورہ یٰسین کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ مکتبۃ الرضا کراچی سے شائع ہوا جس میں ۴۴ ابواب ہیں ۶۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

دیگر آثار:

احکام صیام، آداب مجالس و محافل، گناہان کبیرہ، تحریک حسینی، صفات شیعہ و فضائل شیعہ، مشکلات جنسی جوانان، نظریہ مہدویت، ترجمہ مقام زن در اسلام، ترجمہ داستان راستان

احمد علی، میر (ایم.اے.)

انگریزی ترجمہ قرآن

طبع ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء

ناشر محمد خلیل شیرازی کراچی

صفحات ۱۹۲۸

ترجمہ کے ساتھ مختصر تفسیر بھی درج ہے جو انگریزی ادب و بیان کے لحاظ سے لاجواب ہے۔

سورہ نصر کا ترجمہ:

1. When coneth the help of God and the vistory.
2. And thau seest people entering the religion of God in multitudes.
3. Celebrate then the praise of thy Lord and seek thou his pratection (for) verily he is of turning.

یہ ترجمہ مکتبۃ العلوم کراچی میں راقم کی نظروں سے گذرا۔

حسین بخش، جاڑا، نجفی

پندرہویں صدی کے عظیم الشان مفسر قرآن مولانا حسین بخش جاڑا کی ولادت ۱۹۲۰ء کو جاڑا ڈیرہ اسماعیل خاں میں ہوئی۔ آپ کے والد ملک اللہ یار تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا سید محمد باقر نقوی جانیوال کی خدمت میں صرف ونحو، فقہ واصول کی تعلیم حاصل کی۔ اوراسی طرح مولانا سید یار شاہ نجفی ومفتی جعفر حسین صاحب سے استفادہ کیا۔ ۱۹۴۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان دیا بعدازاں متعدد مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیئے جس میں مدرسہ محمدیہ جلالپور، ننگیانہ، مدرسہ صادقیہ خانپور، شامل ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم محمدیہ سرگودھا میں تدریس کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے عراق روانہ ہوئے اور نجف اشرف میں مشغول تحصیل ہوے۔ آیت اللہ خوئی، آیت اللہ عبداللہ شیرازی، آیت اللہ باقر زنجانی، آیت اللہ میرزا حسن یزدی، آیت اللہ میرزا بجنوردی سے بھرپور استفادہ کیا۔ اورفقہ واصول میں مہارت حاصل کی۔

۱۹۵۶ء میں آپ پاکستان واپس آئے اوراپنے وطن جاڑا میں مدرسہ باب النجف کی بنیادرکھی جہاں بڑی تعداد میں طلاب، تحصیل علوم دینیہ میں مصروف ہیں[۱]۔

وفات:

۱۹۹۰ء میں وفات ہوئی۔

آپ کا علمی شاہکار تفسیر قرآن ہے جو چودہ جلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے۔

تفسیر انوارالنجف فی اسرارالمصحف: ۱۴جلد، جامعہ علمیہ باب النجف جاڑا ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں، ثنائی برقی پریس سرگودھا سے شائع ہوئی نویں جلد ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی۔

---

[۱] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص:۸۳۔

اسلوب تفسیر:

آیات کی شان نزول، مصداق آیات اور آیت سے متعلق واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ضروری آیات کی تشریح حل لغت وکلامی بحث کے ذریعہ مسئلہ کو واضح کیا ہے۔ حضرات محمد وآل محمد علیہم السلام کی روایات کی روشنی میں آیات کی وضاحت کی ہے۔ نتیجۃً بحث کی شکل میں نکات بیان کئے ہیں تاکہ قارئین کو فہم آیات میں آسانی ہوجائے۔

تفسیر کی چودہویں جلد جو ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے جس کی قیمت ۱۶ روپیہ ہے مکتبہ انوار النجف دریا خاں سے شائع ہوئی[1]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

"تفسیر "انوار النجف فی اسرار المصحف" به زبان اردو که توسط مکتبة انوار النجف پیشاور پاکستان به سال ۱۴۰۲ ھ در ۱۵ جلد شامل تمام سورهای قرآن می باشد[2]"

دیگر آثار علمی:

اصحاب الیمین	معیار شرافت
لمعة الانوار فی عقاید الابرار	المجالس الفاخره
سیاست اسلامی	نماز امامیه
فکر اسلامی	

دین و اسلام ترجمه امامت و ملوکیت در جواب خلافت و ملوکیت مولانا مودودی

المجالس المرضیه مولانا محمد باقر[3]

۱ امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۸۔
۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۸۴۔
۳ امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۸۔

مجاور حسین رضوی، الحسینی

پندرہویں صدی کے نامور مترجم قرآن ڈاکٹر مجاور حسین رضوی نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۲۱ء میں فاضل کیا جید الاستعداد تھے۔ آپ نے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کی اور خدمت دین کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ آپ کو تصنیف وتالیف کا شوق تھا۔ آثار علمی میں ترجمہ قرآن کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

ترجمہ قرآن الکریم:

ترجمہ ۱۲/شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ/ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۲ء کو دار الاشاعت کتاب اخلاق محمد ۵۳ پیر کالونی کراچی سے شائع ہوا۔ ترجمہ سادہ اور عام فہم ہے جو عصری تقاضوں کو پورا کرنے کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ حاشیہ پر آیات کی شان نزول اور اس آیت سے مربوط واقعہ اور مصداق آیت کی نشاندہی بھی ہے۔ واقعات انبیاء علیہم السلام اور اس سے ماخوذ نتائج کو بہت سلیقہ سے پیش کیا ہے۔ علمی نکات اور اسرار آیات کو انتہائی ماہرانہ فن سے رقم کیا ہے[1]۔

تفسیر کے سلسلہ میں اختلاف علماء کو بیان کرکے اسے حل کرنے کی سعی کی ہے۔ قارئین کی سہولت کے پیش نظر ہر پارے کے شروع میں پارے کا خلاصہ مختصراً تحریر کیا ہے تاکہ قاری کو ایک نظر میں پارے کے مشمولات کا علم ہوجاے۔

قرآن کے آخر میں تعارف وحقائق قرآن کریم کے عنوان سے اہم موضوعات پر تحقیقی بحث چودہ لمعات پر مشتمل ہے۔ جیسے عقیدہ توحید، عقیدہ نبوت، حفاظت قرآن منجانب خدا، سورہ الحمد کی غلط تفسیر اور اس کی تصحیح، عبس وتولّٰی کی تفسیر، قرآن میں تقدیر کا مفہوم، معراج رسول جسمانی تھی یا روحانی۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۲۰۶۔

اس ترجمہ پر جناب مولانا محمد نقی صاحب قبلہ کی تقریظ مندرج ہے جس میں آپ نے اس ترجمہ کو اردو ادب میں باوقار اضافہ قرار دیا۔

راقم نے یہ ترجمہ رضا لائبریری رامپور میں دیکھا اور اس کا مطالعہ کیا۔

مترجم علمی اور ادبی شخصیت کے حامل تھے اس کے علاوہ آپ کی گرانقدر تالیف ''اخلاق محمدؐ'' ہے جو تین جلدوں میں کراچی سے شائع ہو چکی ہے جو بیحد مقبول ہوئی۔

محمد حسن صلاح الدین، نجفی

آپ کی ولادت ۱۹۴۸ء اسکردو بلتستان میں ہوئی والد ماجد قاسم صاحب دیندار انسان تھے۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم کے مراحل بلتستان میں طے کئے اور عازم عراق ہوئے۔

۱۹۶۴ء میں نجف اشرف میں تحصیل علوم اہلبیت علیہم السلام میں مصروف ہوئے۔ اور امام خمینی کے فقہ کے درس خارج آیۃ اللہ بجنوردی کے درس خارج اصول فقہ میں شرکت کی آقای مدرس افغانی سے ادبیات کا علم حاصل کیا اور علامہ محمد صادق سے تفسیر کا درس لیا۔

۱۹۷۴ء میں عراقی حکومت نے علماء اور طلباء پر مظالم ڈھانا شروع کئے جس کی بنا پر حوزہ علمیہ نجف کے حالات دیگر گوں ہو گئے طلباء حوزہ ترک کرنے پر مجبور ہوئے علماء کو گرفتار کیا گیا۔ چنانچہ آپ بلتستان واپس آ گئے اور وطن ہی میں مصروف تبلیغ ہو گئے۔ ۱۹۷۹ء میں دانشگاہ اہلبیت اسلام آباد میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے پھر دوبئ میں دین مبین کی تبلیغ کی اور لوگوں کو معارف اسلام سے روشناس کرایا۔ آپ کو فقہ اصول، حدیث و تفسیر میں اعلیٰ صلاحیت حاصل ہے۔ آپ کا علمی کارنامہ تفسیر قرآن مجید ہے جس سے آپ کی علمی استعداد کا اندازہ ہوتا ہے[1]۔

دیگر تالیفات:

فدک (عربی)

معاد (فارسی)

توحید، جدید نظریات کی روشنی میں (اردو)

ولایت فقیہ (اردو)

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص:۲۸۸۔

محمد حبیب الثقلین، امروہوی

حضرت مولانا سید محمد صاحب قبلہ مجتہد طاب ثراہ کے فرزند تھے۔ ۲۴؍شوال ۱۳۳۶ھ کو بمقام محلّہ شفاعت پوتہ، امروہہ میں متولد ہوئے۔ تاریخی نام سید مظہر العجائب تھا۔ تعلیم کا آغاز معروف درسگاہ دار العلوم سید المدارس امروہہ سے ہوا۔ ابتدائی عربی کتب وصرف ونحو مولانا سید محمد مجتبیٰ نوگانوی اور مولانا سید محمد باقر حسین امروہوی سے پڑھیں۔

تیرہ سال کی عمر میں فارسی کی معروف کتب گلستاں و بوستاں منشی سید مبارک حسین صاحب سے تکمیل کیں۔ پھر مدرسہ کے درسی نظام میں شریک ہو کر اپنے پدر علام کے زیر تربیت مولوی، عالم کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی اس کے بعد عربی ادب کے اعلیٰ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور فاضل فقہ کیا۔ رسائل و مکاسب شیخ مرتضیٰ انصاری جیسی اہم کتب والد علام سے پڑھیں اور مدرسہ کی آخری سند ''سید الافاضل'' سے شرفیاب ہوئے۔

ابتداء ہی سے انگریزی زبان وادب سے شغف رہا۔ ہائی اسکول انٹرمیڈیٹ کے امتحانات بھی پاس کئے اور انگریزی سے بی.اے. کیا اور اسی دوران دار العلوم سید المدارس میں استاد مقرر ہوئے۔ تین سال تک عالم، فاضل کے طلباء کو درس دیتے رہے پھر یوپی پبلک کمیشن سے استاد کی حیثیت سے تقرری عمل میں آئی۔ عربی سے ایم.اے. کیا اور یونیورسٹی میں پوزیشن حاصل کی۔ ایک عرصے تک گورنمنٹ کالج امروہہ اور للت پور جھانسی میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیے۔

پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۷ء میں کراچی چلے گئے اور رضا ڈگری کالج کراچی میں پروفیسر منتخب ہوئے۔ پھر ویسٹ پاکستان پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب ہو کر گورنمنٹ کالج ٹھٹھ سندھ چلے گئے۔ علمی تحقیق کا سلسلہ جاری رہا۔ تعلیمات حدیث نبوی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گرانقدر تحقیقی مقالہ لکھا جس پر سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی۔

والد ماجد کے زیر سایہ رہ کر عنفوان شباب سے ہی مجالس پڑھنے کا شوق رہا اور بہت جلد امروہہ کی عظیم مجالس میں اور دیگر مقامات پر تقریر کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی زیارات مشاہد مقدسہ نجف اشرف کربلا، کاظمین سے بھی شرفیاب ہوئے۔ اپریل ۱۹۸۳ء میں شعبہ اسلامی کی کانفرنس میں حکومت عراق کی دعوت پر شرکت کی جو امن اور اتحاد بین المسلمین کے سلسلے میں بغداد میں منعقد ہوئی تھی۔

آپ کو شروع ہی سے تصنیف وتالیف کا شوق تھا۔

تلخیص و ترجمہ مجمع البیان:

آپ کا تفسیر کے اعتبار سے اہم کارنامہ علامہ طبرسی کی معروف تفسیر قرآن ''مجمع البیان'' کا ترجمہ اور اس کا خلاصہ ہے جو کئی جلدوں میں کراچی سے شائع ہوا۔ یہ خلاصہ بہت پسند کیا گیا کم وقت میں قارئین بڑی تفسیر سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ آپ نے طوالت کے پیش نظر نحوی مباحث کو ترک کر دیا مگر بامحاورہ ترجمہ اور ادب کی چاشنی سے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ خود مستقل کتاب ہو[1]۔

دیگر تالیفات:

خلاصہ بحار الانوار علامہ مجلسیؒ

فضائل آل محمد

نقش الا اللہ بر صحرا نوشت

علاج الاسقام[2]

---

۱ تذکرہ علماء امروہہ ص:۱۴۹۔

۲ گلہائے صدرنگ ص:۴۴۔

محمد صادق، سید

پندرہویں صدی کے عظیم المرتبت مترجم قرآن مولانا سید محمد صادق کی ولادت ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ءکواس علمی اوراجتہادی خانوادہ میں ہوئی جسے ''خانوادۂ نجم العلماء'' کہا جاتا ہے۔ والد ماجد حجۃ الاسلام مولانا سید محمد کاظم طاب ثراہ جید عالم اور مجتہد تھے۔ آپکے جد سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن اعلیٰ اللہ مقامہ امروہہ سے لکھنو گئے اور وہاں مدرسہ ناظمیہ کی سربراہی کی۔ سرکار نجم العلماء کو برصغیر میں مرجعیت حاصل تھی۔ آپکے تبحر علمی کے علماء عراق وایران معترف تھے۔

مولانا سید محمد صادق نے سطحیات کی تعلیم گھر میں والدعلام سے حاصل کی پھر مدرسہ ناظمیہ میں زیرتعلیم رہ کر مدرسہ کی آخری سند "ممتاز الافاضل" امتیازی نمبروں سے حاصل کی۔ بعدازاں عازم عراق ہوئے اور زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہوئے مراجع کرام سے استفادہ کیا۔ آیت اللہ محمد حسین نائینی نے اجازہ سے نوازا۔

''فانّ الفاضل الخبير السيد محمد صادق حفيد حجة الاسلام و المسلمين مولانا السيد نجم الحسن قد استجاز منى ووجدته اهلاً للاجازه فاجزته''

حررہ

محمد حسین النائنی

آپ جیدالحافظہ، فقیہ، متکلم، ادیب، فلسفی اور بلند پایہ مصنف تھے۔ عربی ادب کے استاد کامل تسلیم کئے جاتے تھے حماسہ، متنبّی، دیوان رضی، دیوان ابوتمام کے سینکڑوں اشعار ازبر تھے نہج البلاغہ کی عبارتیں حفظ بغیر دیکھے ان کتابوں کی تدریس فرماتے تھے۔[1]

[1] تذکرہ علماء امروہہ ص:۱۶۳۔

آپ مدرسہ ناظمیہ میں تشنگان علوم کو سیراب کرتے اورشیعہ عربی کالج میں بھی تدریس فرماتے تھے ہروقت آپکے گرد طلباء کا ہجوم رہتا تھا۔ اورآپ انتہائی شوق کے ساتھ انکے مسائل حل کرنے میں منہمک رہتے تھے۔ انتہا تو یہ ہیکہ میں نے دیکھا کہ آپ راستہ چلتے طلباء کے دروس کی گتھیاں سلجھاتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ آخری عمر میں بصارت سے معذور ہوگئے تھے مگر اسکے باوجود تدریس کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور آپ اسی حالت میں پابندی سے مدرسہ میں درس دیتے رہے۔ مگر جب بہت زیادہ ضعیف ہوگئے تو گھر ہی پر طلباء کو درس دیتے تھے۔ آپکو فقہ اور اصول میں استنباطی صلاحیت حاصل تھی۔ فسخ نکاح مجنون کے سلسلے میں آپنے رسالہ تحریر کیا۔ سرکار مفتی اعظم سید احمد علی طاب ثراہ نے اسے ملاحظہ کرکے اجازہ تحریر فرمایا جسمیں آپکی فقہی استنباطی صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔

''اما بعد فانّ السيد الحسيب النصيب ذوالشرف الباسق السيد محمد صادق حفيد علامه الزمن آية الله العظمىٰ مولانا السيد نجم الحسن قد استحصل من جامعتنا الشهادة النهائيه وصنف رسائل شتىٰ فى السنة مختلفه منها رساله استنباطيه فى فسخ نكاح المجنون قد قرأت على وشممت منها رائحة قوة الاستنباط واليفتة اهلاً للاجازه فاجزته ان يروى عنى كل ما ساغ روايته عن مشائخى الكرام والله ولى الانعام''

حرّرہ

السید احمد علی

آپکا علمی وادبی شاہکار ترجمہ قرآن ہے۔

کلام اللہ مترجمہ[1]

قرآن مجید کا یہ ترجمہ مجاہد بکڈپو لکھنؤ سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔

خصوصیات ترجمہ:

۱۔ یہ ترجمہ تفسیری مآخذ سے مکمل مطابقت وہم آہنگی رکھتا ہے۔

۲۔ ترجمہ کی زبان میں ادبی چاشنی پائی جاتی ہے۔ الفاظ کا استعمال انتہائی احتیاط کے ساتھ کیا گیا ہے جو لفظ جہاں صرف کیا ہے وہ برمحل ہے۔

۳۔ ترجمہ میں اس بات کا بطور خاص خیال رکھا گیا ہیکہ مذہبی عقائد ونظریات مثلاً جبرو اختیار عصمت انبیاء وائمہ، شفاعت، وسیلہ، تقیہ وغیرہ سے ترجمہ مختلف نہ ہونے پائے۔

۴۔ ترجمہ کے علاوہ جو حاشیہ لکھا گیا ہے وہ عصری مسائل کو پیش نظر رکھکر لکھا گیا ہے۔

۵۔ حاشیہ کو مختصر تفسیر کہا جاسکتا ہے کیونکہ اسکے مطالعہ سے قاری کو کافی معلومات حاصل ہوتی ہے اور جو شکوک وشبہات ذہن میں ہوتے ہیں انکے شافی جوابات مل جاتے ہیں۔

۶۔ روایات واحادیث کے منابع کو صریحاً ذکر کیا ہے۔

یہ ترجمہ اپنی صاف ستھری زبان کے تحت بہت مقبول ہوا۔ علماء کرام نے اسے ادبی شاہکار تسلیم کیا۔

مفتی اعظم سید احمد علی طاب ثراہ:

’’زبدۃ العلماء مولانا سید محمد صادق صاحب ممتاز الافاضل سلمہ کا ادبی شاہکار تاریخی، مذہبی وقار کا آشکار کرنے والا ترجمہ قرآن مجید روشناس خلق ہو رہا ہے۔ ترجمے کی جو زحمتیں ہوتی ہیں اور مشکلیں پڑتی ہیں۔ اسکو مترجم کا دل

۱؎ کتابنامہ بزرگ قرآن کریم ج:۴، ص:۱۵۶۹۔

خوب جانتا ہے یا وہ شخص جو اس وادی میں گامزن ہوتا ہے۔ جو مقامات میری سماعت میں آئے ہیں انکی صفائی زبان اور ادائے حق ترجمہ کی مثالیں جو میں نے پائی ہیں ان سے میرا دل لذت اندوز ہوا ہے[1]۔‘‘

حجۃ الاسلام مولانا سید خورشید حسن امروہوی امام جمعہ ’’گیا‘‘ ترجمہ کے سلسلے میں اس طرح رطب اللسان ہیں۔

’’بلا شبہ یہ ترجمہ تحقیق و تدقیق کا ایک روشن شاہکار ہے۔ اس میں عصمت انبیاء عدل باری تعالیٰ اور جبر واختیار ایمان ابو طالب اور دیگر کلامی امور کا لحاظ رکھتے ہوئے آیات قرآنی کا جو ترجمہ لکھا گیا ہے اور حواشی پر انکی علمی توجیہ کرتے ہوئے بین الاسلامی اختلافات کی جس خوبصورتی کے ساتھ تحقیق کی گئی ہے اس سے میں بہت زیادہ متاثر ہوا۔ میری نظر قاصر میں یہ ترجمہ اردو تراجم میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔‘‘ فقط

سید خورشید حسن عفی عنہ

یکم جنوری ۱۹۶۵ء

ایران کے مشہور رسالہ "خیابان" میں اس ترجمہ وتفسیر کے بارے میں شائع ہوا

”از جملہ تفاسیر جلیله که در هندوستان چاپ شده تفسیری است که آقای سید محمد صادق دامت برکاته آل حجة الاسلام حضرت نجم العلماء ......آن را تحریر فرموده از بدائع تحقیقات که بافکار فرزندان عصر نو مناسبت نامه می وارد دامتش بر ساخته است[2]،

۱؎ مقدمہ قرآن۔

۲؎ مجلّہ خیابان مطبوعہ ایران۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''مولانا سید محمد صادق (م ۱۴۰۴ھ) استاد ادبیات شیعہ در دانشگاہ عربی، لکھنؤ ترجمہ و حواشی قرآن را باتفسیر عالمانہ و ادبیانہ بہ زبان اردو انجام دادہ است[۱]''

آپکی بلند پایہ شخصیت علمی حلقوں میں معروف تھی آپکو تدریس وتحریر دونوں میں کمال حاصل تھا۔ آپنے ہر موضوع پر لکھا اور خوب لکھا سیکڑوں مضامین رسائل میں شائع ہوئے۔ آپکے دو رسالے ''نغمۃ الفواد'' اور ''نشید الاقبال'' دیکھنے سے یہ حقیقت پوری طرح منکشف ہوجاتی ہے کہ عربی نظم کا فارسی نظم میں ترجمہ کرنے کی آپ میں اعلیٰ صلاحیت پائی جاتی تھی۔

دیگر تالیفات:۔

ترجمہ نہج البلاغہ

وجود حجت

ترجمہ صحیفہ علویہ

ہاشمی جواہر پارے

حقیقت بداء

سبد گل (دیوان اردو)

سردار قریش

سمط اللئالی (عربی نثر)

اسلام ومساوات

دیوان (عربی اشعار)

[۱] طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۳۸۔

گائو کشی اور اسلام

مولود حرم

شہید کربلا

متعہ اور اسلام

اتنی اعلیٰ صلاحیتوں کے باوجود آپ شہرت اور ناموری سے دور تھے۔ مزاج میں سادگی بلا کی پائی جاتی تھی۔ تواضع وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

وفات:

آپ نے ۱۴۰۵ھ/۲۸ مارچ ۱۹۸۴ء کو لکھنؤ میں رحلت کی۔ راقم الحروف نے جنازہ میں شرکت کی تھی۔ بڑی تعداد میں علماء وفضلاء کا مجمع تھا۔ تاج العلماء سید محمد زکی طاب ثراہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حسینیہ غفران مآب میں آسودۂ لحد ہوئے۔

ملک محمد شریف (م ۱۴۰۶ھ)

مولانا ملک محمد شریف نے ۱۹۱۴ء میں کوٹلہ شاہ رسول بخش، شجاع آباد ضلع ملتان میں وجود ہستی میں قدم رکھا۔ آپ کا خانوادہ سنی المذہب تھا۔ آٹھ سال کی عمر میں تحصیل علوم دین میں مشغول ہوئے اور جامعہ عباسیہ بہاولپور میں داخلہ لے کر مولانا غلام محمد گھولوی، مولانا اسرار الحق مولانا خیر محمد سے تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ المصابیح کا درس لیا۔

۱۹۳۰ء میں اپنی جستجو اور تلاش کے بعد مذہب شیعہ اختیار کیا اور سلطان المدارس لکھنؤ میں زیر تعلیم رہ کر مولانا الطاف حیدر، مولانا صغیر حسین، مولانا عبد الحسین، مولانا محمد عارف، مولانا ابن حسن نونہروی جیسے جید اساتذہ سے کسب فیض کر کے فقہ و اصول، عقائد و کلام، تفسیر و حدیث میں مہارت حاصل کی۔

۱۹۳۷ء میں عالم، ۱۹۳۸ء میں فاضل ادب اور ۱۹۴۰ء میں فاضل فقہ کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے دیا۔

مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ وطن واپس تشریف لے گئے اور تبلیغ دین میں مصروف ہوئے اور بڑی تعداد میں لوگوں کو پیرو اہلبیت علیہم السلام بنایا۔ آپ کو فن مناظرہ میں بھی ملکہ حاصل تھا۔ لہٰذا بہت سے علماء سے مناظرے کئے جس میں فتح و کامرانی ملی۔

دو سال تک پیلی راجن ضلع بھاولپور میں تدریس کی اور ۱۹۴۶ء میں سرکاری مدرس منتخب ہوئے اور ۱۹۸۰ء میں سرکاری ذمہ داری سے سبکدوش ہوئے۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا بڑا شوق تھا۔ وقت کی ضرورت کے پیش نظر کتابیں لکھیں۔ ترجمہ میں بھی اچھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے عربی فارسی کی اہم کتابوں کے ترجمے کئے اور انھیں اردو قالب میں ڈھالا[1]۔ آپ کے ترجمہ میں ''ترجمہ تفسیر فرات کوفی'' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ تفسیر

[1] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص: ۳۱۴۔

دوسری صدی کی اہم تفسیر ہے جسے ابو محمد اسماعیل بن عبدالرحمٰن کوفی معروف بہ ''سدی'' (متوفی ۱۲۷ھ) نے تصنیف کیا۔ آپ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی تھے اور آپ کا شمار اجلہ تابعین میں ہوتا تھا۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان میں اس تفسیر کے بارے میں تحریر کیا ''اسماعیل سدی نے اپنی تفسیر کی اسناد کو ابن مسعود اور ابن عباس سے نقل کیا ہے اور سابق مفسرین نے سفیان ثوری، شعبہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ تفسیر سدی کامل ترین اور بہترین تفسیروں میں سے ہے۔ آغا بزرگ تہرانی نے بھی الذریعہ میں اس تفسیر کی عظمت پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ ترجمہ مکتبۃ الساجد ملتان سے ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء منظور پریس سے شائع ہوا جو ۴۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ یہ ترجمہ متعدد بار شائع ہو چکا ہے ترجمہ با محاورہ ہے اور عام فہم ہے جسے مقبولیت عام حاصل ہے۔

دیگر تصانیف و تراجم:

ترجمه خصائص امیرالمومنین نسائی

ترجمه کنوز المعجزات قطب الدین راوندی

ترجمه ینابیع المودة شیخ سلیمان قندوزی

ترجمه الامامة والسیاسة ابن قتیبه

خلاصه بصائر الدرجات

کتاب سلیم بن قیس هلالی

اثبات الوصیه

عیون المعجزات محدث حسین

مناقب امیرالمومنین هاشم بحرانی

مناقب آل ابی طالب ابن شهر آشوب

رياض النضره محب الدين طبرى

مخزن كرامات

علیؑ ولی[1]

آپ کی وفات ۱۹۸۶ء میں ہوئی اور ملتان میں آسودہ لحد ہوئے۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۲۰۷۔

فیروز حسین قریشی

مولانا فیروز حسین قریشی ہاشمی کا شمار پاکستان کے ارباب علم وادب میں ہے۔آپ نے قرآن مجید کی تفسیر تحریر فرمائی۔دو پاروں کی تفسیر منظر عام پر آ چکی ہے۔

مجمع البرہان فی تفسیر القرآن:

جلد ا: اس جلد میں پہلے پارہ کی تفسیر ہے مدرسہ امامیہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں پاکستان سے شائع ہوئی۔۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔علماء کرام کی گرانقدر تقاریظ مندرج ہیں جن میں مولانا سید ضمیر الحسن رضوی قاضی سعید الرحمٰن (م ۱۹۸۹ء) مولانا مرزا یوسف حسین (م ۱۹۸۸ء) مولانا سید محمد عارف (م ۱۹۸۸ء) مولانا سید محمد حسنین سابقی اور علامہ حسین بخش جاڑا (م ۱۹۹۰ء) قابل ذکر ہیں۔

جلد دوم: صفر المظفر ۱۴۰۶ھ میں مدرسہ امامیہ تونسہ شریف سے شائع ہوئی۔۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۵۵، امامیہ مصنفین کی مطبوعہ تصانیف ج: ا، ص: ۲۴۔

آغا مہدی، سید، رضوی (م ۱۴۰۶ھ)

پندرہویں صدی کے مایہ ناز مفسر قرآن مولانا آغا مہدی رضوی نے ۱۹ شوال ۱۳۱۶ھ/۲ مارچ ۱۸۹۹ء لکھنؤ کے علمی خانوادہ میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد مولانا سید محمد تقی تھے۔ ابتدائی تعلیمی مراحل گھر پر والد سے طے کئے اس کے بعد درس نظامی اس وقت کے جید علماء وفضلا سے حاصل کیا اور مدرسۃ الواعظین میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔ مختلف شہروں کے دورے کئے۔ آپ کو طالب علمی ہی کے زمانے سے لکھنے پڑھنے کا شوق تھا۔ تاریخ میں گہری مہارت رکھتے تھے۔ عقائد وکلام اور فن مناظرہ میں بھی اچھی استعداد تھی۔ ۱۹۲۶ء میں انجمن خدام عزا لکھنؤ قائم کی جس سے آپ کی تقریباً پچاس کتابیں شائع ہوئیں۔ آپ کی پہلی کتاب ۱۹۲۴ء میں ''شہداء کربلا'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔

آپ نے ۱۱۶۲ مضامین لکھے جو مختلف رسائل اور جرائد میں شائع ہوئے۔ ۱۶ سال رسالہ الواعظ کے مدیر رہے۔ آپ کی ادارت میں رسالہ نے بہت ترقی کی۔ اور کئی یادگار نمبر شائع کئے۔

۱۹۶۰ء میں لکھنؤ سے کراچی چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ کراچی میں گرانقدر علمی ادبی وتعمیری خدمات انجام دیں۔ آپ کی تالیفات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ۲۷۹ ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱ نصرة النعیم فی تفسیر بسم الله الرحمن رحیم

۲ الحجة البالغه در تفسیر سوره فاتحه

۳ تعلیقات تفسیری رضوی

۴ مانزل فی اهلبیت فی القرآن

۵ تعلیمات قرآن و تفسیر اهلبیت

آپ کا شمار ہندوستان کے کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے۔ آپ جامع معقول ومنقول، نیک سیرت اعلیٰ کردار پاک باز عالم تھے۔ ضعیفی میں بھی بروقت خدمت دین کے لیے آمادہ رہتے۔ آپ کا موعظہ دل پذیر ہوتا تھا۔ آپ نے ۸۱۹۷ مجالس کو خطاب کیا۔ آپ نے اصلاح قوم ومعاشرہ کا بیڑا اُٹھایا۔ کئی مناظروں میں بھی شرکت کی اور دشمن کو لاجواب کیا۔

دیگر تالیفات:

تاریخ شیعه

بررسی بنات سید الکائناتؐ

تاریخ لکهنؤ

عبائر الانوار (٦ جلد)

العلیؑ

العبدالصالح سوانح حضرت عباس

تاریخ سلطان العلماء(سید محمد)

سوانح غفران مآب (سیددلدار علی)

تاریخ سیدالعلماء (سید حسین)

مرأة الانساب (فارسی)

ترجمه نحو میر

اسواق الذهب فی المکاتیب والخطب

تذکرة الحیوان

۱۴۰۶ھ میں کراچی میں رحلت کی اور وہیں آسودۂ لحد ہوئے[۱]۔

---

[۱] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص:۶، تالیفات شیعہ:۵۵۳۔

مرتضیٰ حسین، فاضل لکھنوی (م ۱۴۰۷ھ)

شہر لکھنؤ کی علمی وادبی شخصیت فاضل لکھنوی۔ آپ کی ولادت ۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۴۱/ یکم اگست ۱۹۲۳ء کو محلّہ راجہ بازار لکھنؤ میں ہوئی۔

آپ کے والد مولانا سید سردار حسین نقوی عرف قاسم آغا اپنے عہد کے باوقار علمی بزرگ تھے۔ گھر میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عابدیہ کٹرہ ابوتراب خاں میں تعلیمی سلسلہ کو آگے بڑھایا بعدہ سلطان المدارس میں تعلیمی مراحل بڑی ذہانت اور تیز رفتاری سے طے کیے اور مدرسہ کی آخری سند ''صدرالافاضل'' حاصل کی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کی علمی تشنگی نہیں بجھی اور مدرسہ ناظمیہ میں داخلہ لیا اور جید اساتذہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کر کے مدرسہ ناظمیہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' بھی حاصل کی۔

اس کے علاوہ شیعہ عربی کالج سے عماد الادب، عماد الکلام، لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب، پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل، منشی فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ دینی تعلیم کے مراحل طے کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ادب، تاریخ وثقافت پر بھی کام کرتے رہے اور جدید تعلیمی اداروں سے مربوط رہے۔ بہت سے تحقیقی کام انجام دینے کے بعد عراق کا قصد کیا اور نجف اشرف میں حصول علم میں منہمک ہوئے۔ اس عظیم علمی مرکز میں مختصر سے قیام کے باوجود وہاں کے اکابر سے جو علمی مباحثے اور مذاکرے کیے اس کے سبب اکابرین علماء نے آپ کے علمی مقام اور تحقیقی کاوشوں کو سراہا اور اہم علمی سند ''اجازہ روایت حدیث سے سرفراز کیا جس کی بناپر ''شیخ الحدیث'' کے لقب سے ملقب ہوئے ان علماء میں آیۃ اللہ شہاب الدین مرعشی، آیۃ اللہ شیخ محمد رضا طبسی، آیۃ اللہ سید مروج جزائری آقا بزرگ تہرانی، آیۃ اللہ سید محمد حسن لکھنوی کربلائی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے صدر اسلام کے جغرافیائی مسائل ومعاملات، سیرت، حدیث، تفسیر اور فقہ کے موضوعات پر اہم تحقیقی کام انجام دینے کی خاطر مختلف ممالک کے سفر کیے۔ عراق، شام، کویت، ایران، امریکہ، بنگلا دیش کی اہم شخصیات سے ملاقاتیں اور وہاں کے کتب خانوں کے دورے کر کے اسلامی وشیعی ثقافت کا احیاء کیا۔

آپ نے مذہب اور ادب کی یکساں طور پر خدمات انجام دیں۔ سماجی اور سیاسی خدمات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا انتہائی خلیق، ملنسار، منکسر المزاج، غرباء پرور پابند وقت درددل رکھنے والے عظیم انسان تھے۔

آپ نے زندگی بھر قلم سے جہاد کیا، آپ کے آثار علمی کی تعداد مطبوعہ وغیر مطبوعہ تقریباً ۳۱۰ ہے جو بوستان فاضل میں شائع ہوئی ہے۔ آپ کے تحقیقی مقالات اردو وعربی انسائیکلو پیڈیاز میں شائع ہوئے۔ تفسیر قرآن پر دقیق نظر رکھتے تھے۔

تفسیر قرآن:

یہ تفسیر اردو زبان میں ہے جو مجلۂ توحید اردو تہران سے ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء سے قسطوں میں مسلسل شائع ہوتی رہی۔ عصری تقاضوں کے پیش نظر لکھی گئی ہے جس میں قرآن کے رہنما اشاروں کو مختصر وسادہ، معنی ومطالب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مشکل الفاظ کی تشریح، آیات سے مربوط واقعات اور علمی تحلیل سے اس تفسیر کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

مطبوعہ دیگر آثار علمی:

اسرار الصلوٰۃ مطبوعہ لاہور

اسلام میں خواتین کا حصہ

آخری تاجدار امت

اوصاف حدیث، انوارالآیات

امام حسین کی تعلیمات

تاریخ تدوین حدیث

تذکرۂ مجید

ترجمہ نہج البلاغہ

جہاد حسینی

چہل حدیث

حسین اور غم حسینؑ

حقوق اموات

حیات حکیم

خطیب قرآن

خواتین اور عاشورا

رسول اور اہلبیت رسولؐ

الحکومت الاسلامیہ

سفیر سیدالشہداء

صلح امام حسنؑ

فضائل علی علیہ السلام

الفضل الجلی فی حیا ت محمد قلی

متعہ اور قرآن

مستند دعائیں

نہج البلاغہ کا ادبی مطالعہ

صحیفۂ علویہ

ہدیہ علویہ

ہمارا پیام

مثنوی ابر گہربار

گلستان حکمت

گلد ستۂ افکار مثنویات حالی

گلستان ادب

کلیات فیضی

کلیات غالبؔ

کتاب المومن

عودھندی

شرح غزلیات نظیری

سفرنامہ حج و زیارات

شرح قصائد عرفی

دستوراخلاق

دروس القواعد

تذکرہ مولانا باقرالعلوم

بیت مقالہ قزوینی

تاریخ عزاداری

تذکرۂ ریاض الفردوس

جناح القواعد

انیس اور مرثیہ

اردو ادب میں شیعوں کا حصہ

آیۃ اللہ خمینی قم سے قم تک

اردو قواعد و انشاء

احوال آتش

اسماء اللہ تعالیٰ

انتخاب ذوق

انتخاب ناسخ

اصول اسلام اور ہم

اسلامی معاشرہ

اقبال کی کہانیاں

شرح انتخاب قصائد خاقانی

تشیع اور رہبری[1]

وفات:

علم و ادب کا آفتاب ۲۷/ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ/۲۳/اگست ۱۹۸۷ء، ۹ بجے صبح لاہور میں غروب ہوا اور رہائشی محلّہ کے قبرستان شاہ کمال میں آسودۂ لحد ہوئے۔[2]

۱ تالیفات شیعہ ص:۶۴۳۔

۲ سوانح مرتضیٰ حسین۔ مصنفہ مولانا سید حسین مرتضی۔

قائم رضا نسیم، امروہوی (م ۱۴۰۷ھ)

آپکی ولادت امروہہ کے علمی و ادبی خانوادے میں ۲۷/رجب ۱۳۲۶ھ/۲۴/اگست ۱۹۰۸ء دوشنبہ بوقت اذان صبح امروہہ میں ہوئی۔ کمسنی میں والد ماجد جناب برجیس حسین کا سایہ شفقت اُٹھا اسکے بعد دادا فرزدق ھند جواد حسین شمیم امروہوی کا سایہ عاطفت سر سے اٹھا۔ ایسے حالات میں تعلیم و تربیت صحیح طرح ممکن نہ تھی لیکن قدرت کا انتظام کہ ایک ایسی مہربان ماں کی آغوش ملی جس میں پرورش پاکر آپ نا صرف زیور شرافت و انسانیت سے آراستہ ہوئے بلکہ جذبہ علم دین و ادب بھی پیدا ہوا۔

قرآن اور ابتدائی تعلیم کا آغاز بروز عید غدیر ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۲۹، ۲۱ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہوا پھر آپ علمی مراحل کو خود طے کرتے چلے گئے۔ عربی فارسی بورڈ اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی کامل، عالم فاضل ادب وفقہ اور نور المدارس امروہہ کی آخری سند حاصل کی۔ لکھنو، رامپور، میرٹھ، کراچی، خیر پور میں زیادہ قیام رہا۔ ایک مدت تک نور المدارس امروہہ میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اسکے علاوہ مدرسہ باب العلم نوگاواں سادات کے صدر مدرس اور منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں مدرس، جوبلی انٹر کالج لکھنو میں عربی کے معلم، چرچ مشن ہائی اسکول لکھنؤ میں ہیڈ مولوی اور پروفیسر انچارج شعبہ فارسی اورینٹل انٹر کالج رامپور جیسے ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے۔

۱۵/مئی ۱۹۵۰ کو پاکستان کی طرف ہجرت کی اور ریاست خیر پور (سندھ) میں قیام کیا۔ خیر پور سے سہ روزہ اخبار 'مراد' نکالا اور خود ہی اسکی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی۔ یہ اخبار ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۱ء تک نصف اردو اور نصف سندھی زبان میں شائع ہوا۔ اسکے بعد کراچی چلے گئے اور مرکزی حکومت پاکستان کے قائم کردہ "ترقی اردو بورڈ" کراچی سے

وابستہ ہو گئے اور اردو زبان کی بسیط لغت کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی اس کام کی تکمیل کے بعد حکومت پاکستان کی خواہش پر کلام اقبال کی شرح لکھنے میں مصروف ہوئے۔

رامپور کے قیام کے دوران نواب رضا علی خاں والئی ریاست رامپور سے بھی بسلسلہ شعرو سخن خاص قرب رہا۔ مولانا کو شاعری سے خاص شغف تھا بالخصوص صنف مرثیہ پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ آپکو اردو میں جدید مرثیہ کا بانی کہا جاتا ہے۔ ۳۰۰ کے قریب مرثیے کہے جو لاجواب ہیں۔

آپ پاکیزہ نفس، نیک باطن، پرخلوص با اخلاق بامروت اور مجسم شرافت تھے۔ آپکی کشادہ پیشانی پر اعلیٰ ظرفی کے آثار اور انکے سینے میں انسانیت نواز دل موجود تھا۔ برابر والوں سے گفتگو میں عالمانہ شان اور چھوٹوں کے ساتھ انکا شفقت و محبت کا انداز منفرد تھا۔ آپکی ذات مذہب و ادب کا حسین سنگم تھی۔ لکھنے پڑھنے کا شوق فطرت میں رچا بسا تھا۔ قرآن شناسی میں کافی مہارت تھی۔

۱. ترجمہ وحاشیہ تفسیر اصفیٰ:

یہ تفسیر ملا فیض کاشانی کی تفسیر صافی کا خلاصہ ہے۔ جسے مولانا نے اردو کے قالب میں ڈھالا۔ نور المدارس امروہہ سے اسکی اشاعت ہوئی اسکا قلمی نسخہ مولانا اعجاز حسن صاحب امروہوی کے کتبخانہ سے حاصل کر کے اسپر حاشیہ لکھا اور ترجمہ کیا۔ ترجمہ کی زبان صاف ستھری اور شستہ ہے۔

۲. ترجمہ پارہ عم یتساءلون:

تیسویں پارہ کا اردو اور سندھی زبان میں ترجمہ کیا جو مہربان بک سینٹر خیر پور سے شائع ہوا جسے بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی[1]۔

[1] ارمغان نسیم ص:۱۸۵۔

دیگر تالیفات:۔

ترجمہ صحیفہ کاملہ (مطبوعہ)
ترجمہ توضیح المسائل آقائی خوئی
تسبیح فاطمہ (منظوم)
مومن آل ابراھیم (منظوم)
دعائے فاطمہ (منظوم)
فرھنگ اقبال
مراثی نسیم ۳ جلد
ترجمہ مناسک حج
دینیات کی کتاب ۵ حصے
مرثیہ جوش
رئیس اللغات
نسیم اللغات
نسیم اردو
روح انقلاب (منظوم)
اردو ادب
برق و باراں (منظوم)
نثر اردو
قران السعدین
نظم اردو

تسہیل القواعد (۴ حصے)

تاریخ خیر پور

رموز غیب

مرقع غم

الصرف

رثائے محسن الحکیم

النحو

گلزار نسیم (۵ حصے)

آپ نے ۱۴۰۷/ ۱۹۸۷ میں کراچی میں رحلت کی اور وہیں آسودۂ لحد ہوئے[1]

[1] تذکرہ علماء امروہہ ص:۱۳۴، تالیفات شیعہ در شبہ قارہ ھند ص:۲۰۶۔

علی نقی، نقوی، سید العلماء (م ۱۴۰۸ھ)

پندرہویں صدی کے نامور مفسر قرآن سید العلماء سید علی نقی نقوی کی ولادت ۲۶/رجب ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق خانوادہ حضرت غفرانمآب سے تھا جسے ''خاندان اجتہاد'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد ممتاز العلماء ابوالحسن صاحب جید عالم دین تھے۔

۱۳۲۷ھ میں والد ماجد کے ساتھ عراق گئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں سطحیات کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۳۲ھ میں جب آپ کی عمر ۹ سال تھی ہندوستان واپس آئے اور والد ماجد سے استفادہ کرتے رہے اور مولانا سید محمد عرف میرن صاحب سے بھی پڑھتے رہے اس کے بعد آپ نے جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس کے ایک ساتھ امتحانات دیئے جامعہ ناظمیہ سے ممتاز الافاضل اور سلطان المدارس سے صدرالافاضل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے۔ اس طرح آپ سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب اور سرکار باقر العلوم سید محمد باقر صاحب کے شاگرد رشید رہے۔

۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے عازم عراق ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور فقہ واصول میں مہارت حاصل کی آیات عظام نے صریحاً اجتہاد کے اجازے عطا کئے استاد المجتہدین آقای مرزا محمد حسین نائینی تحریر فرماتے ہیں:

''بلغ مرتبة سامية من الاجتهاد مقرونه بالصلاح و الرشاد''

یعنی اجتہاد کے بلند ترین درجہ پر حسن عمل کے جوہر کے ساتھ پہنچ گئے ہیں۔

اس کی تصدیق کرتے ہوئے حوزہ علمیہ قم کے بانی آیت اللہ شیخ عبدالکریم یزدی تحریر

فرماتے ہیں:

''صح مارقمه دامت بر کاته''

آیت اللہ شیخ محمد حسین اصفہانی لکھتے ہیں

''فاز بالمراد و جاز مرتبة الاجتهاد''

اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور درجۂ اجتہاد پر فائز ہوئے۔

آیت اللہ سید ابراہیم معروف میرزا آقای شیرازی رقمطراز ہیں:

''صعد زروة الاجتهاد مشفوعة بالصلاح والسداد ضليعا بردالفروع الى الاصول و تطبيق الدليل على المدلول''

''اجتہاد کی بلند چوٹی پر پہنچ گئے جس کے ساتھ حسن کردار کا جوہر بھی موجود ہے اور وہ فروع فقہ کو اصول کی طرف راجع کرنے اور دلیل کو مدلل پر منطبق کرنے میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔''

آیت اللہ شیخ ضیاء الدین عراقی تحریر فرماتے ہیں

''جدوا اجتهد الى ان بلغ مراتبة و وصل الى مرتبة الاجتهاد والاستنباط''

ان کے علاوہ دیگر آیات عظام نے گرانقدر اجازے عنایت فرمائے[1]۔

آیت اللہ سید محسن امین عاملی، آقای شیخ جواد بلاغی، شیخ محمد حسین کاشف الغطاء اور آقای سید عبدالحسین شرف الدین موسوی جیسے علماء نے آپ کے علم کلام میں مہارت کا لوہا مانا ہے۔

نجف اشرف میں سب سے پہلی جو کتاب لکھی وہ وہابیت کے خلاف تھی جو ''کشف النقاب عن عقائد عبدالوہاب'' کے نام سے شائع ہوئی۔

[1] سید العلماء حیات و کارنامے ص:۳۸۔

دوسری کتاب ''اقالة العاثر فی اقامة الشعائر''، لکھی جس میں عزاداری امام حسین علیہ السلام کا جواز ثابت کیا۔ تیسری کتاب ''السیف الماضی علی عقائد الاباضی'' خوارج کی رد میں۔

رمضان ۱۳۵۰ھ میں آپ ہندوستان واپس آئے اور امامیہ مشن قائم کیا جس سے آپ کی کتب شائع ہوئیں۔

۱۹۳۲ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی سے وابستہ ہوئے اور ستائیس برس تک طلباء کو فیضیاب کرتے رہے۔

۱۹۵۹ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے آپ کو شیعہ دینیات کے شعبہ میں بحثیت ریڈر مدعو کیا اور آپ علی گڑھ میں قیام پذیر ہوگئے۔ ۱۹۷۷ء میں لکھنؤ کے کچھ لوگوں نے آپ کے لکھنؤ کے مکان میں آگ لگادی جس میں ہزاروں کتب نذر آتش ہوگئیں۔

آپ زبردست خطیب بھی تھے مختلف ممالک میں مجالس کو خطاب کیا۔ آپ کی تقریر و تحریر یکساں تھی مجالس میں علمی، تحقیقی مطالب بیان فرماتے تھے۔

آپ نے یکم شوال ۱۴۰۸ھ/ ۱۸ رمئی ۱۹۸۸ء کو لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور عقب مسجد تحسین علی خاں نزد حسینیہ جنت مآب آسودہ لحد ہوئے[1]۔

تفسیر قرآن:

یہ تفسیر قرآن سات جلدوں میں کشمیر سے ۱۳۷۵ھ میں اور ادارۂ علمیہ عبدالعزیز روڈ لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ جلد اول ۱۳ رصفر ۱۳۷۵ھ میں مکمل ہوئی۔

یہ تفسیر قرآن مجید کی کامل تفسیر ہے۔ تفسیر میں شان نزول، اسباب نزول کے علاوہ آیت کے مصادیق کی نشاندہی بھی کرائی گئی ہے۔

ہر پارہ میں سورہ کے مشمولات کو بطور خلاصہ پیش کیا ہے۔

[1] خورشید خاور ص:۲۶۳۔

حل لغت کے سلسلے میں بھی دقت سے کام لیا۔

قرآن مجید پر کئے جانے والے قدیم وجدید اعتراضات کے جوابات انتہائی محققانہ انداز میں دیئے ہیں۔ضعیف اور فرسودہ روایات نقل کرنے سے قطعاً گریز کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید مہمل قصے کہانیوں کی کتاب نہیں۔آپ نے جدید تحقیقات کو آیات قرآنی پر منطبق کرنے سے بھی اجتناب کیا۔

وہ آیات جن کے معانی مختلف جماعتوں کی طرف سے مشکوک کئے جاتے ہیں ان کی مکمل وضاحت کی ہے۔نظم آیات اور ترتیب کلمات کو بھی مدنظر رکھا ہے مجمل مبین عام، خاص، ناسخ منسوخ کا خاص خیال رکھا ہے۔

صفات الٰہی، علم غیب، جبر واختیار، فلسفہ عبارت قرآنی مثالوں کے اسباب، نسخ اور بدا، بعثت انبیاء، عصمت انبیاء، وسیلہ، مسئلہ خلافت، عصمت ائمہ علیہم السلام جیسے اہم موضوعات پر آیات و احادیث کی روشنی میں استدلال کیا ہے۔آپ مولانا عبدالماجد دریاآبادی سے بیحد متاثر تھے جابجا ان کے نظریات کو بھی پیش کیا ہے۔

اس تفسیر سے قبل ''مقدمہ تفسیر'' لکھا جو انتہائی معلوماتی ہے۔

دیگر آثار علمی:

مذہب کی ضرورت

مادیت کا علمی جائزہ

مذہب اور عقل

اسلامی عقائد

لارڈ رسل کے ملحدانہ خیالات کی رد

الدین القیم، اسلام کی حکیمانہ زندگی

اصول دین و قرآن

اسلام اور انسانیت

عالمی مشکلات کا حل

اصول و ارکان دین

اسلام کا پیغام پسماندہ اقوام کے نام

نظام تمدن اور اسلام

شیعیت کا تعارف

مذہب شیعہ ایک نظر میں

النجعہ فی اثبات الرجفۃ

الرد القرآنیہ علی الکتب المسیحیہ مذہب باب و بہا

البیت المعمور فی عمارۃ القبور

خلافت و امامت

خدا کا ثبوت

تذکرہ حفاظ شیعہ

ذات و صفات

خدا پرستی اور مادیت کی جنگ

معراج انسانیت

رہنمایان اسلام

تاریخ اسلام

مطلوب کعبہ

مولود کعبہ

مقصود کعبہ

رہبر کامل

ابو الائمہ کی تعلیمات

روز غدیر

تاجدار کعبہ

حدیث حوض

سیدہ عالم

حضرت علی کی شخصیت علم و اعتقاد کی منزل میں

السبطان فی موقفیھما

امام حسن مجتبیٰ

شھیدانسانیت

موجود حجت[1]

---

[1] تالیفات شیعہ: ۵۴۸، سید العلماء حیات و کارنامے ص: ۵۳۔

کرار حسین، پروفیسر (م: ۱۴۲۰ھ)

پاکستان کی معروف علمی شخصیت پروفیسر سید کرار حسین جو شعبہ تعلیم سے وابستہ تھے۔ کوٹہ جستھان میں ۸؍ستمبر ۱۹۱۱ء کو متولد ہوئے۔ بلوچستان یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے منصب سے سبکدوش ہوئے زندگی بھر قلم و قرطاس کی خدمت کرتے رہے۔ مفکر، دانشور، مصنف اور مفسر تھے۔ قرآنیات کا گہرا مطالعہ تھا۔ آپ نے قرآن مجید سے متعلق کئی کتابیں لکھیں۔ ۷؍نومبر ۱۹۹۹ء کو کراچی میں وفات ہوئی۔

مطالعہ قرآن:

تفسیر سورہ والتین، اسلامک کلچر کراچی سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کا دوسرا حصہ ۱۹۸۸ء میں مون پرنٹرز کراچی سے شائع ہوا۔ جدید اسلوب کی حامل فکر انگیز تفسیر ہے۔

قرآن اور زندگی: مختلف موضوعات کو قرآن مجید کے تناظر میں پیش کیا ہے، خراسان اسلامک ریسرچ سینٹر، کراچی سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی[1]۔

---

[1] امامیہ مصنفین ج: ۱، ص: ۲۵۔

ظفرحسن، سید، امروہوی (م ۱۴۱۰ھ)

ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن، جناب سید دلشاد علی کے فرزند تھے۔ ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء میں محلّہ حقانی امروہہ میں متولد ہوئے۔

ابتدائی تعلیم دارالعلوم سید المدارس امروہہ اور امام المدارس میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے لکھنؤ کا قصد کیا اور جامعہ ناظمیہ میں زیر تعلیم رہ کر سرکار نجم العلماء سید نجم الحسن، ملک الناطقین سید سبط حسن اور مولانا عالم حسین صاحب سے استفادہ کیا۔

پنجاب یونیورسٹی سے ایم.ایل.سی. کا امتحان پاس کیا تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۱۲ء تک تھیوسوفیکل ہائی اسکول کانپور میں سات سال بطور ہیڈ مولوی کام کیا پھر اس کے بعد بحیثیت فارسی لکچرر خدمات انجام دیں۔

آپ ہمیشہ سے شدید المطالعہ تھے۔ عربی، فارسی کے علاوہ انگریزی کتابوں کا بھی مطالعہ کرتے تھے۔ اسٹرالوجی، زیولوجی، سائیکلوجی وغیرہ مضامین سے بھی خاص دلچسپی تھی۔

۱۹۱۴ء میں کانپور میں قیام کے دوران ذاکری کا آغاز کیا ''شمس الواعظین'' کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ مقبول ذاکر بھی تھے۔ ایک منبر پر ۲۰-۲۰ سال مجالس کو خطاب کیا۔ لاہور میں ۲۶ ؍سال تک عشرہ مجالس کو خطاب کیا۔

آپ نے امروہہ میں شیعہ آرٹ اسکول قائم کیا جس میں قوم کے بچوں کو صنعت و حرفت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پارکر کالج مرادآباد میں اردو اور فارسی کی تعلیم دیتے تھے۔ مرادآباد سے علمی وادبی رسالہ ''نور'' کا اجراء کیا جو دس سال تک مرادآباد سے شائع ہوتا رہا۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے اور ۱۹۵۳ء میں کراچی میں مدرسۃ الواعظین کی بنیاد رکھی۔ ۲۱۳۲ گز ناظم آباد میں زمین الاٹ کرائی اور انتہائی جانفشانی سے چندہ جمع کر کے چار

سال میں عالیشان عمارت تعمیر کرائی جس میں ایک مسجد سہ منزلہ بلڈنگ جو ۱۶ ؍کمروں پر مشتمل ہے، دوہال، دوگیلریاں اور تین خوبصورت گیٹ ہیں یہ ادارہ آج بھی اپنی آب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے۔

ادیب اعظم کی ساری زندگی تصنیف وتالیف میں گذری۔ آپ کی تالیفات کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے۔ تفسیر قرآن سے خاص شغف تھا آخری عمر میں آپ نے اہم تفسیر تحریر فرمائی۔[1]

تفسیر القرآن:

یہ تفسیر اردو زبان میں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے ہر جلد میں چھ چھ پاروں کی تفسیر ہے۔[2] پہلی جلد ۱۹۷۷ء میں شمیم بک ڈپو کراچی سے شائع ہوئی۔ جس میں سورہ فاتحہ سے سورۂ مائدہ تک کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

دوسری جلد ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی جس میں ساتویں پارے سے بارہویں پارہ تک کی تفسیر ہے، ۳۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

تیسری جلد ۱۹۸۱ء میں شمیم بک ڈپو سے شائع ہوئی سورہ یوسف سے سورہ فرقان تک کی تفسیر ۴۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اسی طرح چوتھی اور پانچویں جلدیں بھی اسی ضخامت کے ساتھ شمیم بک ڈپو سے شائع ہوئیں۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''مولانا سید ظفر حسن امروہوی تفسیر قرآن مجید را به زبان

---

۱ تذکرہ علماء امروہہ ص: ۱۲۳۔

۲ کتاب نامہ بزرگ قرآن کریم ج: ۴، ص: ۱۵۶۵۔

اردو به پنج جلد انجام داده است[1]۔''

خصوصیات تفسیر:

تفسیر نہ زیادہ مختصر ہے نہ زیادہ طولانی، نہ تو پڑھنے والے کی طبیعت اکتا جائے اور نہ اتنی مختصر کہ لب شوق چاٹتا رہ جائے۔

ضروری اور اہم مطالب بالاختصار بیان کئے گئے ہیں۔

ایسی روایات کے نقل کرنے سے احتراز کیا ہے جو روایتاً و درایتاً صحیح نہیں ہیں۔

دقیق اور غریب الفاظ کے استعمال سے پرہیز کیا ہے۔

عبارت عام فہم اور سادہ و سلیس ہے۔

صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ آیات کے مفہوم پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کو بھی حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ قاری کے دل میں کسی طرح کی خلش باقی نہ رہ جائے۔

جدید علوم سے بھی حسب ضرورت استفادہ کیا ہے تا کہ تفسیر عصری تقاضوں کو پورا کر سکے۔

جدید مسائل کا حل بھی تفسیر میں موجود ہے۔

پیچیدہ مباحث اور لا حاصل بحثوں سے اجتناب کیا ہے۔

بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اس تفسیر کے ذریعہ نوجوانوں کو قرآن فہمی کی دعوت دی جائے۔ آپ نے تفسیر کا آغاز تیسویں شب قدر ماہ رمضان ۱۳۹۵ھ میں کیا یہ تفسیر اپنے اسلوب و نہج کے اعتبار سے دیگر تفاسیر میں اہم مقام رکھتی ہے۔

---
۱ طبقات مفسران شیعہ ص: ۱۱۳۸۔

آپ نے قرآنیات کے موضوع پر متعدد کتب قلمبند کیں جن میں:

رموز القرآن:

قرآن کے علمی نکات بیان کئے گئے ہیں۔

ترجمہ قرآن مع حاشیہ: جو ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔

قصص القرآن: قرآن میں ذکر شدہ، واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

حقائق القرآن: فضائل اہلبیت علیہم السلام سے متعلق آیات کی تفسیر۔

مجمع الآیات: مطبوعہ ۱۹۴۴ء قرآن کی انڈکس

تحریف قرآن: مطبوعہ ۱۹۵۴ء کراچی

اصحاب رسول ۳ جلد	۱۹۱۶	قضایائے امیر المومنین	۱۹۲۶ء
آئینۂ اسلام	۱۹۱۸ء	شیعہ دینیات کورس	۱۹۲۲ء
الشہید	۱۹۲۴ء	جنت البقیع	۱۹۲۵ء
مناظرہ تقدیر و تدبیر	۱۹۲۹ء	حقیقت روح	۱۹۳۰ء
جواز عزا	۱۹۳۹ء	حقیقی اصحاب رسول	۱۹۲۷ء
دینی کہانیاں ۲ جلد	۱۹۳۸ء	تحفۃ الابرار ترجمہ جامع الاخبار	۱۹۳۸ء
مذہبی مکالمہ	۱۹۳۹ء	سرفروشان ملت	۱۹۳۹ء
خواتین اسلام	۱۹۳۹ء	شیعہ دینیات ۲ حصے	۱۹۴۰ء
مصباح المجالس	۱۹۴۱ء	تحفۃ المومنین	۱۹۴۲ء
مجالس خواتین	۱۹۵۲ء	محافل و مجالس	۱۹۵۲ء
حقائق اسلام	۱۹۵۲ء	مختار نامہ	۱۹۵۲ء
ترجمہ حدیث کساء	۱۹۵۲ء	حکومت الٰہیہ و سیاست علویہ	۱۹۵۲ء

حیات بعدالموت	۱۹۵۳ء	تحقیق حدیث قرطاس	۱۹۵۴ء
تحقیق حدیث فدک	۱۹۴۴ء	تحقیق مسئلہ متعہ تحقیق تقیہ	۱۹۵۴ء
تحقیق مسئلہ خمس	۱۹۵۴ء	جواز مراسم عزا	۱۹۴۱ء
قاتلان حسین کا مذہب	۱۹۵۴ء	یزید بن معاویہ	۱۹۵۴ء
عقد ام کلثوم	۱۹۵۴ء	تحقیق ایمان ابوطالب	۱۹۵۴ء
تحقیق مسئلہ خلافت		تحقیق مسئلہ بیعت یزید	۱۹۵۴ء
تحقیق لفظ آل واہلبیت	۱۹۵۴ء	اہلبیت ومنازل روحانیت	۱۹۵۵ء
سکینہ بنت الحسین	۱۹۵۵ء	واقعات کربلا پر تحقیقی نظر	۱۹۵۵ء
واقعہ کربلا کی مختصر تاریخ	۱۹۵۶ء	اہلبیت کا احسان اسلام پر	۱۹۵۴ء
اہلبیت اوراسلام	۱۹۵۹ء	اخلاق الائمہ	۱۹۵۴ء

مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہر آشوب مازندرانی ۱۹۶۳ء

الشافی ترجمہ اصول کافی ۵ کلینی ۱۹۶۴ء[1]

وفات:

علم وادب کا یہ آفتاب شوال ۱۴۱۰ھ/ ۸رمئی ۱۹۸۹ء کو کراچی میں غروب ہوا اور جامعہ امامیہ میں آسودۂ لحد ہوئے۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۲۰۷۔

صفدر حسین، نجفی (م ۱۴۱۰ھ)

پندرہویں صدی کے ممتاز مفسر قرآن مولانا سید صفدر حسین نجفی کی ولادت ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء میں علی پور ضلع مظفر گڑھ کے نواح میں ہوئی۔ آپ کے والد سید غلام سرور نقوی تھے۔ سات سال کی عمر میں عم معظم مولانا سید محمد بادشاہ نجفی سے کسب علم کیا۔ سطحیات کی تکمیل کے بعد ۱۹۵۱ء میں عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں آیات عظام سے کسب فیض کر کے فقہ، اصول، تفسیر، حدیث میں اعلیٰ مہارت حاصل کی۔ نجف اشرف میں آیۃ اللہ ابوالقاسم خوئی، آیۃ اللہ محسن الحکیم آقای شیخ تقی اور دیگر علماء سے استفادہ کر کے ۱۹۵۶ء میں پاکستان واپس تشریف لائے۔ پاکستان آ کر آپ نے جامعۃ المنتظر لاہور میں بطور پرنسپل تدریس کے فرائض سنبھالے اور مدرسہ کی ترقی میں دن ورات مشغول ہو گئے۔ یہ مدرسہ پاکستان کا مثالی مدرسہ ہے جس میں بڑی تعداد میں تشنگانِ علوم دینی سیراب ہو رہے ہیں۔

آپ نے ۵۶ سال کی عمر میں ہزاروں علماء وفضلاء کی تربیت کی اور سینکڑوں دینی درسگاہیں قائم کیں۔ آپ کا شمار پاکستان کے صف اول کے علماء اور مبلغین میں ہوتا تھا۔ آپ نے ترویج دین کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ ملک اور بیرون ملک آپ کے ہزاروں شاگرد تحریک اسلامی کے کام کو آگے بڑھانے میں سرگرم ہیں۔ ملت اسلامیہ اور بالخصوص ملت جعفریہ کے درمیان آپ کی ذات گرامی ہمیشہ غیر متنازعہ اور بزرگ عالم دین کی حیثیت سے تسلیم کی جاتی رہی۔ خصوصاً تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے قیام کے دوران آپ نے ملت کے وسیع تر مفاد کے لیے ایک متفقہ پلیٹ فارم کے قیام کے لیے جو کوششیں کیں وہ قومی تاریخ کا حصہ ہیں۔ آپ اپنے زہد وتقویٰ اور فہم وفراست کی بدولت معاشرے کے مختلف طبقات میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ تصنیف و

تالیف کا بہت شوق تھا۔ اہم کتابیں تصنیف کیں اور ترجمے کیے[1]۔

ترجمہ قرآن مع حواشی:

''یہ ترجمہ سلیس اور رواں اردو زبان میں ہے حاشیہ پر مفید اور جامع مختصر تفسیر لکھی ہوئی ہے۔ طباعت دیدہ زیب ہے لاہور سے اس کی اشاعت ہوئی[2]۔''

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''سید صفدر حسین ترجمہ و تفسیر قرآن کریم رابہ زبان اردو انجام دادہ است۔[3]''

ترجمہ تفسیر نمونہ:

تفسیر نمونہ (فارسی) اس دور کی اہم تفاسیر میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ تفسیر آیۃ اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی دامت برکاتہ کے زیر نظر تصنیف کی گئی۔ علماء ایران کی ایک جماعت کی علمی کاوش کا نتیجہ ہے جن میں آقای محمد رضا آشتیانی، آقای محمد جعفر امامی، آقای سید حسن شجاعی، آقای سید نور اللہ طباطبائی، آقای محمود عبد الٰہی، آقای محسن قرائتی، آقای محمد محمدی شامل ہیں۔

یہ تفسیر نہایت جامع اور وسیع موضوعات پر مشتمل ہے قرآن شناسی، اور قرآنی معلومات کے لیے انمول ذخیرہ ہے۔ اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ علماء کی ضرورت کو بھی پورا کرتی ہے اور عوام بھی اس سے خاطر خواہ استفادہ کرتے ہیں۔ آیات قرآنی کی

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص۱۳۶، خورشید خاور ص ۱۹۸

۲ کتاب نامہ بزرگ قرآن ج۴ ص ۱۵۶۵

۳ طبقات مفسران شیعہ ص ۱۱۳۸

جدید اور عصری علوم کے ذریعہ تشریحات اس تفسیر کا خاصہ ہے جس کے ذریعہ عوام کی دلچسپی برقرار رہتی ہے اور وہ شوق سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔

مولانا صفدر حسین نجفی نے فارسی سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کر کے اردو تفاسیر میں ایک اہم علمی اضافہ کیا۔ ترجمہ نہایت سلیس اور رواں ہے۔ محسوس ہی نہیں ہوتا یہ ترجمہ ہے یا اردو زبان میں لکھی جانے والی تفسیر۔ ۲۷ رجلدوں میں شائع ہونے والا ترجمہ اس کی پہلی جلد ۱۴۰۴ھ جامعۃ المنتظر لاہور سے شائع ہوئی۔ جس میں سورہ حمد تا سورہ بقرہ کی تفسیر ہے۔ ۴۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ دیگر جلدیں مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور سے شائع ہوتی رہیں۔ ۲۷ ستائیسویں جلد مصباح القرآن ٹرسٹ سے ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی جو ۴۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس طرح یہ کامل تفسیر قرآن لاہور سے شائع ہوئی۔

آپ کا دوسرا اہم علمی کارنامہ آیۃ اللہ جعفر سبحانی کی تفسیر موضوعی ''منشور جاوید'' کو اردو قالب میں ڈھالنا ہے۔

ترجمہ تفسیر منشور جاوید:

یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے موضوعات سے متعلق آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی گئی ہے جس میں توحید، عدل، نبوت، امامت، معاد کے علاوہ دیگر اہم اور جدید موضوعات سے متعلق آیات کی محققانہ تفسیر اور تشریح کی ہے۔ یہ ۷ جلدوں میں مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ اس کی پہلی جلد کی اشاعت ۱۴۱۰ھ میں ہوئی۔ ساتویں یعنی آخری جلد ۱۴۱۶ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی جو ۳۶۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس تفسیر کی علمی حلقوں میں بہت زیادہ پذیرائی ہوئی اس طرح اردو زبان میں تفصیلی تفسیر موضوعی کا اضافہ ہوا جس سے خاطر خواہ استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے متعدد ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔

ترجمہ استادانہ فن کا مظہر ہے۔ با محاورہ اردو کا استعمال اور الفاظ کے انتخاب سے ترجمہ میں جامعیت پیدا ہوگئی ہے۔

دیگر آثار علمی:

حقوق اور اسلام

ترجمہ تذکرۃالخواص سبط بن جوزی

ترجمہ حکومت اسلامی امام خمینی

ترجمہ توضیح المسائل امام خمینی

عرفان المجالس ۲ جلد

سعادت الابدیۃ (ترجمہ) شیخ عباس قمی

ترجمہ معدن الجواہر شیخ محمد علی کراجکی

ترجمہ رسالۃ المواعظ شیخ عباس قمی

ترجمہ ارشاد القلوب دیلمی

ترجمہ العقائد شیخ مظفر

شیعہ دوازدہ امامی، شیخ محمد جواد

دین حق از نگاہ عقل

ترجمہ چھل حدیث

مبادی حکومت اسلامی

ترجمہ الارشادشیخ مفید

حدود اور تعزیرات

فرقۂ یزیدی

مناسک حج

کتاب زیارات

انتخاب تاریخ طبری

ترجمہ منتہی الآمال شیخ عباس قمی

جہاد اکبر[1]

ان کے علاوہ سینکڑوں مضامین پاکستان کے رسائل میں شائع ہوئے۔

وفات:

۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور لاہور میں آسودہ لحد ہوئے۔

---

[1] تالیفات شیعہ: ۴۸۵۔

محمد شفا نجفی (طبع ۱۴۱۰ھ)

حجۃ الاسلام مولانا محمد شفا نجفی کا شمار پاکستان کے بزرگ علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نے اعلیٰ تعلیم نجف اشرف میں اس وقت کے جید آیات عظام سے حاصل کر کے فقہ اصول، تفسیر و حدیث میں مہارت حاصل کی۔

وطن واپس آنے کے بعد تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے درس و تدریس آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ آپ بلند پایہ استاد ہیں۔ اسلام آباد کی معروف درسگاہ جامعہ اہلبیت میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ بڑی تعداد میں آپ کے شاگرد ہیں جو مختلف ممالک میں تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

آپ نے آیۃ اللہ العظمیٰ ابوالقاسم خوئی طاب ثراہ کی تفسیر ''البیان فی تفسیر القرآن'' کو اردو قالب میں ڈھالا۔ یہ تفسیر معانی و مطالب کے اعتبار سے معرکۃ الآرا تفسیر ہے۔

ترجمہ البیان فی تفسیر القرآن:

یہ تفسیر ماہ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ/ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں عظمت برادرز پرنٹرز لاہور سے شائع ہوئی جو جامعہ اہلبیت اسلام آباد کی بیسویں پیشکش ہے۔

اس تفسیر کی جامعیت کا اندازہ مؤلف کی علمی جلالت سے لگایا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور حاضر میں جو بھی تفسیر اور علوم قرآن پر قلم اُٹھاتا ہے اس کی کتاب میں اس تفسیر کی کوئی نہ کوئی جھلک ضرور نظر آتی ہے۔

مترجم تحریر : تحریر فرماتے ہیں

''اس علمی سرمایہ کی جامعیت اور امتیاز کے پیش نظر جامعہ کے پرنسپل

حجۃ الاسلام شیخ محسن علی نجفی نے یہ زریں تجویز پیش کی کہ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کر کے جہان اہل تشیع پر عائد الزامات کا جواب دیا جائے وہاں اس ترجمہ کے ذریعہ علم اور اردو داں اہل مطالعہ کی خدمت کی سعادت بھی حاصل کی جائے۔ چنانچہ انھوں نے اس بار گراں کو حقیر کے ناتواں دوش پر رکھ دیا و حملہ الانسان اور آیۃ اللہ العظمیٰ السید الخوئی کے فرزند ارجمند حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمد تقی خوئی سے اس کام کی تائید حاصل کرنے کے بعد اس کتاب کا ترجمہ کا آغاز کیا گیا اور حجۃ الاسلام حاج شیخ محسن علی نجفی کے زیر نظر اصل کتاب سے تطبیق کے بعد قارئین کی خدمت میں اسے پیش کیا جا رہا ہے[۱]۔''

---

۱ مقدمہ تفسیر ص:۵۔

ریاض حسین، قدوسی (طبع ۱۴۱۱ھ)

مولانا ریاض حسین قدوسی نے آقای سید محمد ہاشم دستغیب شیرازی کی تفسیر سورہ یٰسین بنام ''قلب قرآن'' کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔

یہ تفسیر ۲۶۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ولی العصر ٹرسٹ لاہور سے ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۱۹۲۔

محمد یوسف حسین آبادی (طبع ۱۴۱۶ھ)

مولانا محمد یوسف حسین آبادی علم و ادب کا وہ معتبر نام ہے جو ایک عرصے سے سکردو بلتستان میں زبان و ادب کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۳ء تک کے عرصے میں آپ نے صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، تفسیر و حدیث کا درس مختلف اساتذہ سے لیا جن میں حجۃ الاسلام محمد سعید، حجۃ الاسلام شیخ احمد علی ایرانی اساتذہ میں آیۃ اللہ شاہ آبادی، آقای شیخ جعفر، آقای علی اسلامی کے نام قابل ذکر ہیں۔

آپ کا سب سے اہم کارنامہ بلتی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ ہے کیونکہ ابھی تک اس زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ نہیں ہوا تھا۔ اس طرح شاید قدرت کو یہ کام آپ ہی کے دست مبارک سے منظور تھا لہٰذا موصوف کو ترجمہ کے سلسلے میں اولیت حاصل ہے جو مذہب کی خدمت کے ساتھ ساتھ زبان کی بھی قدر دانی ہے۔ محترم سید محمد رضوی ڈائریکٹر الہدیٰ ثقافتی سنٹر سکردو بلتستان تحریر فرماتے ہیں:

''ممتاز دانشور و ادیب جناب محمد یوسف حسین آبادی نے بلتی زبان میں پہلی بار قرآن مجید کا ترجمہ کر کے لاکھوں بلتی فرزندان توحید پر احسان کیا ہے۔ ان کی یہ کاوش نہ صرف ترجمہ کے اعتبار سے لائق صد تحسین ہے بلکہ بلتی زبان و ثقافت کے احیاء کی راہ میں ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگی۔ زبان کے علاوہ بلتی رسم الخط کے فروغ کے لیے بھی ایک عظیم خدمت ہے۔ انھوں نے فارسی رسم الخط پر خاص علامات لگا کر جدید بلتی رسم الخط متعارف کرایا ہے۔ یہ خود ایک بڑا کارنامہ ہے کیونکہ بعض محققین بلتی زبان کے احیاء کے لیے متروکہ ''اگے'' رسم الخط کو زندہ کرنے کے لیے در پے ہیں۔ جس کی بادی النظر میں کوئی

افادیت نظر نہیں آتی۔ بلتی ترجمہ قرآن کی اشاعت سے اس زبان سے واقف لوگوں میں قرآن فہمی عام ہوجائے گی جس کا اجر یقیناً فاضل مترجم کو ملے گا۔[1]'

یہ ترجمہ ۱۲ر مئی ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوا۔ اگست ۱۹۹۳ء تک نظر ثانی کی گئی۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔

اسلوب ترجمہ نگاری:

ترجمہ میں مروجہ بلتی زبان استعمال کی ہے۔ اس سلسلے میں قدامت پسندی اور جدت پسندی کی درمیانی راہ اختیار کی ہے۔

بلتی زبان کے وہ قدیم الفاظ جو متروک ہو کر عام لوگوں کے لیے ناقابل فہم ہو چکے ہیں ان کے استعمال سے احتراز کیا ہے۔ دیگر زبانوں کے وہ الفاظ جو بلتی میں متبادر ہو کر اس کا حصہ بن چکے ہیں انھیں ترجمے میں استعمال کیا ہے۔

بلتی زبان کے لہجوں میں سکردو کے لہجے کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے جبکہ دیگر وادیوں کے لہجوں کو بھی مختلف مقامات پر جگہ دی گئی ہے۔ ترجمہ کی عبارت کو تحت لفظی کی بے جان سی عبارت کے بجائے عربی الفاظ کی رعایت کے ساتھ بامحاورہ بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ کلام پاک کی تاثیر قاری کی روح تک پہنچ سکے۔ زبان و بیان کو بالغانہ اور معیاری رکھنے پر خاص توجہ دی ہے۔ جن مقامات پر متن کے عربی الفاظ کو ترجمے میں مجبوراً استعمال کیا ہے وہاں حاشیہ پر اس کے لغوی معنی درج کر دئے گئے ہیں۔ اس طرح اختلافی مقامات پر متبادل ترجمے کو بھی حاشیہ میں متصلاً درج کر دیا ہے۔

بلتی زبان کی تاریخ:

بلتی قوم تبّتی برمائی نسل سے تعلق رکھتی ہے لیکن مختلف دیگر اقوام من جملہ ترکوں،

[1] حرف تعارف۔

مغلوں، دردوں اور آریائیوں کے اختلاط کی وجہ سے آج کے بلتی لوگ دوسری تبّتی برمائی اقوام سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ یہ زبان بلتستان کے علاقہ کشمیر، لداخ اور پوریک کے علاوہ چینی ترکستان میں اقصای چین کے باشندوں کی زبان ہے نیز تبت، بھوٹان، سکم اور چین کے بعض علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

تقریباً ساڑھے چھ سو سال قبل ایران کے معروف بزرگ میر سید علی ہمدانی کے ہاتھوں یہ خطہ نور اسلام سے روشن ہوا۔ اسلام نے نا صرف بلتیوں کے عقائد و نظریات تبدیل کئے بلکہ ان کی ثقافت اور تہذیب پر بھی گہرے نقوش چھوڑے۔ اسلام اور اس کی آفاقی تعلیمات سے شغف اور محبت کے جذبے بلتی قوم میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ اسی لیے یہ خطہ ان علاقوں میں سے ایک ہے جس کی سو فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

ایم.ایچ.شاکر (طبع ۱۴۱۶ھ)

انگریزی ادب میں اعلیٰ استعداد رکھتے تھے آپ کا علمی کارنامہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ ہے جو مقبول عام ہوا۔

القرآن الحکیم (انگریزی ترجمہ)

ایم ایچ شاکر

ناشر دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان ۱۹۹۵ء

طبع اول: انصاریان، قم ایران ۱۹۹۲ء

ترجمہ علمی وادبی اور سلیس زبان میں ہے۔

سورہ والعصر کا ترجمہ

1. I swear by time
2. Most surely man is in loss
3. Except those who believe and do good and enjoin on each other and enjoin on each other patience

یہ ترجمہ دارالثقافۃ الاسلامیہ، پاکستان کراچی میں راقم کی نظروں سے گذرا۔

قیصر عباس (طبع ۱۴۱۷ھ)

آپ کا شمار پاکستان کے ارباب علم وادب میں ہوتا ہے فن ترجمہ نگاری میں مہارت رکھتے ہیں۔ آپ کا اہم کارنامہ ''تفسیر پیام قرآن'' جو آیت اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی کی زیر نگرانی لکھی گئی ہے۔ فارسی سے اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ تفسیر موضوعی تفسیر ہے جو توحید نبوت، امامت اور معاد جیسے موضوعات پر مشتمل ہے۔

۱۴۱۷ھ میں مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور سے چند جلدوں میں شائع ہوئی۔

طالب جوہری (طبع ۱۴۱۷ھ)

علامہ طالب جوہری عالم، فاضل، متکلم، مفسر اور بلند مرتبہ خطیب و ذاکر اہلبیت ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۵۸ھ/۳۱ / اگست ۱۹۳۹ء گورکھ پور یو. پی. ہند میں ہوئی وطن حسین گنج ضلع سارن بہار ہے والد ماجد مولانا مصطفیٰ جوہر طاب ثراہ اپنے عہد کے ممتاز خطیب اور بلند پایہ عالم دین تھے۔ ۱۹۴۹ء میں کراچی چلے گئے۔

ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی کراچی یونیورسٹی سے اسلامیات میں ایم .اے. کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے عراق روانہ ہوئے اور نجف اشرف میں آیت اللہ سید ابوالقاسم خوئیؒ ''آیت اللہ باقر الصدر'' امام خمینی، جیسے روحانی اساتذہ سے کسب فیض کیا اور فقہ اصول، فلسفہ عقائد و کلام میں مہارت حاصل کی۔ ۱۹۶۵ء میں نجف اشرف سے کراچی واپس آئے اور والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ذکر امام حسین علیہ السلام میں مصروف ہوئے اور ان کے جانشین قرار پائے۔

آپ کی خوبی یہ ہے کہ تقاریر کی مصروفیات کے باوجود تحریر کا دامن نہیں چھوڑا اور قلم و قرطاس کی خدمت میں بحمد للہ مصروف ہیں تقریر و تحریر کے رنگ میں بھی کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ قرآنیات کا گہرا مطالعہ ہے مجالس میں آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہیں فلسفہ جدید آپ کا دلچسپ موضوع ہے۔ آپ کا علمی کارنامہ تفسیر قرآن مجید ہے۔

تفسیر احسن الحدیث (دو جلد):

یہ تفسیر امام بارگاہ باب العلم نشاط کالونی لاہور چھاونی سے ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی۔ نہ زیادہ مفصل ہے نہ زیادہ مختصر حسب ضرورت آیات کی تشریح کی ہے، جدید ادبی

پیرائے میں لکھی ہے زبان نہایت شستہ اور سادہ علمی مطالب سے لبریز ہے۔ دقیق موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔ مثلاً رحمٰن ورحیم کا فرق، رحمٰن عہد قرآن سے پہلے لفظ رحمٰن کے مقدم کرنے کا سبب، ربوبیت کا عالمی تصور، نظام خلق، تقدیر، تنفس، نظام غذا، اسباب حمد، حدوث مادہ، ذات واجب الوجوب ، جبر و تفویض، اقسام ہدایت، ہدایت فطری، اکتسابی، آیات کا باہمی ارتباط، قرآن کا دعائیہ اسلوب، انجیل اور سورہ حمد کا تقابلی مطالعہ، کائناتی انکشافات، اخبار بالغیب، فرشتوں کی ماموریت، حروف مقطعات کا جائزہ، مقطعات کے ابعاد وجہات جیسے مطالب پر عالمانہ بحث کی ہے۔

عصر حاضر میں قرآن شناسی کے سلسلے میں اہم تفسیر ہے۔ اگرچہ یہ تفسیر مکمل نہیں ہے امید کی جاتی ہے کہ مؤلف محترم تفسیر کو جلد پائے تکمیل تک پہنچا کر علمی دنیا میں نئی تفسیر کا اضافہ فرمائیں گے۔

محمد رضی (م۱۴۲۰ھ)

پندرہویں صدی کے نمایاں مفسر قرآن حجۃ الاسلام سید محمد رضی مجتہد کا تعلق اس خانوادے سے ہے جو برصغیر میں خانوادہ ''نجم العلماء'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ حجۃ الاسلام سید محمد طاب ثراہ کے فرزند اور سرکار نجم العلماء سید نجم الحسن نوراللہ مرقدہ کے پوتے تھے۔ سرکار نجم العلماء امروہہ سے ہجرت کر کے لکھنؤ چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی اور مدرسہ ناظمیہ قائم کیا۔

مولانا سید محمد رضی کی ولادت ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء میں ہوئی سرکار نجم العلماء کے زیر سایہ تربیت ہوئی گھر کا ماحول خالص مذہبی تھا ہر وقت علمی مباحث زیرغور رہتے تھے۔ لہٰذا بچپن سے شریعت کی باتیں کانوں میں رس گھولتی رہتی تھیں۔ بچپن سے دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا ابتدائی تعلیم والد ماجد اور خانوادے کے علماء سے حاصل کی درس اعلیٰ کے لیے جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لیا اور مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' حاصل کی۔ مدرسہ ناظمیہ سے فراغت کے بعد عازم عراق ہوئے اور دیار مرتضویؑ میں مشغول درس و بحث ہوئے۔ نجف اشرف میں قیام کے دوران درسیات میں آپ نے بہت محنت و جانفشانی کی اور زیادہ وقت بحث و مباحثہ میں گذار کر فقہ، اصول منطق و فلسفہ، تفسیر و حدیث میں اعلیٰ استعداد پیدا کی۔ آپ کی علمی عظمت اور عرفانی جلالت کو دیکھتے ہوئے آیات عظام نے گرانقدر اجازوں سے نوازا آپ ذہین، زکی اور جید الحافظہ تھے کئی زبانوں پر عبور تھا عربی، فارسی، انگریزی کے اعلیٰ مقرر اور بہترین مترجم تھے۔ انگریزی میں ای.ایف.آئی لندن سے فرسٹ کلاس سند یافتہ تھے۔

۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۹ء تک مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ کے وائس پرنسپل رہے اور تشنگانِ علوم دینیہ

کو سیراب کرتے رہے۔

لکھنؤ میں پبلک جونیر اسکول کی بنیاد رکھی۔ مرکز اتحاد الاسلام غیر منقسم ہند کے صدر رہے، رابطۂ فکر اسلامی کے ممبر، جمعیۃ العربیہ اور پاکستان کے جنرل سکریٹری بھی رہے۔

آپ نے بسلسلہ تبلیغ دنیا کے بیشتر ممالک کے دورے کیے، یورپ ایشیاء، افریقہ کے مختلف ممالک میں پرچم حق بلند کیا۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۴ء تک مشرقی افریقہ اور اس کے قریبی جزائر میں بھی بحیثیت مبلغ دورے کیے۔

آپ کو حکومت پاکستان کی جانب سے ''ستارۂ امتیاز'' کا اعزاز حاصل ہوا اور پاکستان کی مقامی کونسل (مجلس شوریٰ کے ممبر) منتخب ہوئے۔

۱۹۸۳ء میں اسلامی وفد حکومت پاکستان کی طرف سے بغداد بسلسلہ امن و دوستی گیا تو آپ اس کے اہم رکن تھے[۱]۔ تصنیف و تالیف کا بہت شوق تھا قرآنیات پر گہری نظر تھی۔

درس قرآن حکیم:

یہ دروس اس تفسیر قرآن کا مجموعہ ہے جو ریڈیو پاکستان سے نشر ہوتے تھے اس میں ۲۶۸ دروس ہیں۔ دو جلدوں میں ادارۂ نشر علوم دینیہ کراچی سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی جلد اول دوئم ۹۷۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس میں ترجمہ اور تفسیر کے علاوہ حل لغات، صرفی و نحوی تحلیل کے علاوہ تاریخی و جغرافیائی تحقیقات کو بھی پیش کیا ہے۔ یہ تفسیر چونکہ ریڈیو پر نشر ہوتی تھی اس لیے علمی مطالب کو آسان اور عام فہم زبان میں بیان کیا ہے۔ آیات قرآنی کو حل کرنے کے سلسلے میں عقلی و نقلی درس سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

سورۂ والنجم کی آیت ''ماضل صاحبکم و ماغویٰ'' میں ''ضل'' کے معنی کی تشریح کرتے

---

[۱] تذکرہ علماء امروہہ ص:۱۵۱، گلہائے صدرنگ ص:۴۲۔

ہوئے فرماتے ہیں ضلّ کے معنی گمراہی کے لینا شان رسالت میں توہین ہے۔ ضلّ کے معنی پوشیدہ اور چھپے ہوئے کے ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم کو پوشیدہ پایا لوگ تم کو جانتے نہیں تھے، تمہارے فضل وشرف سے واقف نہیں تھے تو اس نے تمہاری شخصیت کو پہنچوایا۔

دوسری جگہ ''واستغفر لذنبک'' کا ظاہری ترجمہ یہ ہے کہ اپنے گناہوں سے استغفار کرو اس کے سلسلے میں آپ فرماتے ہیں اس آیت میں دوسروں کو استغفار کا طریقہ سکھانا مقصود ہے۔ اس طرح بیشتر قرآنی آیات کی علمی تشریح کی گئی ہے جو انتہائی مفید ہے۔

دیگر تالیفات:

نجم الافکار (عربی مطبوعہ)

حقوق نسواں (اردو مطبوعہ)

شہادت کبریٰ (اردو مطبوعہ)

وفات:

علم وادب کا یہ آفتاب ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء کو کراچی میں غروب ہوا اور وہیں آسودۂ لحد ہوئے۔

سردار نقوی، امروہوی (م ۱۴۲۱ھ)

پروفیسر سید سردار محمد نقوی، جناب انوار محمد نقوی کے فرزند تھے۔ ۲۱/مارچ ۱۹۴۱ء بروز جمعہ امروہہ میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ ابھی سن شعور کو پہنچے ہی تھے کہ ملک تقسیم ہو گیا اور ۱۹۴۸ء میں پاکستان چلے گئے۔ اعلیٰ تعلیم کے مراحل طے کرتے ہوئے ۱۹۶۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم۔ایس سی۔ پاس کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۶۵ء تک اسسٹنٹ ڈائریکٹر جیالوجیکل سروے آف پاکستان ہوئے۔ ۱۹۶۵ء تا ۱۹۷۰ء لیکچرر شعبہ جیالوجی گورنمنٹ کالج کوئٹہ کے عہدہ پر فائز رہے۔ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۳ء انچارج نیشنلائزیشن سیل ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن کراچی اور سیکریٹری بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کراچی ۱۹۷۵ء تک رہے۔ ۱۹۹۳ء میں ڈی جے کالج سے پروفیسر کی ذمہ داری نبھا کر سبکدوش ہوئے۔

اس کے علاوہ آپ جن اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔

سندھ پبلک سروس کمیشن، آرٹس کونسل آف پاکستان کراچی، اکیڈمک کونسل شاہ ولایت ایجوکیشنل ٹرسٹ، ڈائرکٹر پبلی کیشنز اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، سیکریٹری پاک ایران فرینڈشپ ایسوسی ایشن، ۱۹۶۳ء سے ۲۰۰۰ء تک مختلف ادبی، مذہبی، تاریخی موضوعات پر کم وبیش ۱۴۰۰ ایڈیو اسکرپٹس اردو، انگریزی زبان میں تحریر کئے اور ان تقریروں کے ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں یعنی فرانسیسی، ترکی، ہندی اور سواحلی وغیرہ میں نشر ہوئے۔ ٹیلی ویژن پر متعدد تقریروں کے علاوہ کئی مرثیے بھی نشر ہوئے[1]۔

آپ کو عصری علوم پر جس طرح مہارت حاصل تھی اسی طرح قرانیات پر بھی گہری نظر تھی۔ آپ نے قرآن مجید کے مختلف سوروں کی علمی، تحقیقی تفسیر تحریر کی جو کئی جلدوں میں

۱؎ مجموعہ مراثی سردار نقوی۔

''مطالعہ قرآن'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔

مطالعہ قرآن:

تفسیر سورہ فجر

۱۹۸۴ء میں اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے شائع ہوئی۔

مطالعہ قرآن:

تفسیر سورہ اخلاص

۱۹۸۵ء میں اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے شائع ہوئی۔

مطالعہ قرآن:

تفسیر سورہ فلق اور سورہ الناس

۱۹۸۵ء میں اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے شائع ہوئی۔

مطالعہ قرآن:

تفسیر سورہ الکافرون

اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے طبع ہوئی۔

مطالعہ قرآن:

تفسیر یاایتھا النفس المطمئنۃ

۱۹۸۵ء میں اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر کراچی سے طبع ہوئی۔

پروفیسر سردار نقوی کو چونکہ عصری علوم پر اچھی گرفت تھی اس لیے آپ نے تفسیر میں عصری علوم کا بھرپور استعمال کر کے تفسیر کو عصری تفسیر بنا دیا۔ آپ نے آیات قرآنی کے ذیل

میں جدید علوم کے قوانین کا برمحل استعمال کر کے نئی نسل میں قرآن شناسی کا ذوق پیدا کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

آپ ادیب و شاعر بھی تھے۔ اس لیے زبان میں ادب کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔ سخت اور پیچیدہ الفاظ کے استعمال سے گریز کر کے تفسیر کو آسان اور سلیس بنایا ہے۔

دیگر آثار علمی:

کربلا شناسی

تھذیبوں کا تصادم اور تفاھم

مستقبل کی نسلوں کے نام حضرت علی کا پیغام

فاطمہ، فاطمہ ھے (ترجمہ) ڈاکٹر علی شریعتی

مسلمان عورت اور عصر حاضر ''

ھنر در انتظار موعود ''

پرسہ

گریہ فرات (مراثی)

چھار زندان انسان[۱]

ترجمہ از شھر دنیا تا دنیائے شھر ڈاکٹر محمد خاتمی صدر ایران

وفات:

۱۰ر ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ/ ۵ر فروری ۲۰۰۱ء بروز پیر بوقت اذان فجر کراچی میں رحلت کی اور قبرستان وادی حسین میں سپرد خاک ہوئے۔

---

[۱] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۲۵۔

ذیشان حیدر، جوادی (م ۱۴۲۱ھ)

پندرہویں صدی کے مشہور مترجم قرآن علامہ ذیشان حیدر جوادی کی ولادت کراری ضلع الہ آباد میں ۲۲ رجب ۱۳۵۷ھ/ ۱۷ر ستمبر ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔ آپ کے والد مولانا سید محمد جواد صاحب عالم باعمل تھے۔

ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کر کے لکھنؤ گئے اور معروف درسگاہ جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لے کر جید اساتذہ سے کسب علم کیا درجہ قابل تک تحصیل علم کے بعد عازم عراق ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تقریباً دس سال رہ کر فقہ واصول حدیث وتفسیر میں مہارت حاصل کی۔ نجف اشرف میں آپ نے آیت اللہ باقر الصدر آیت اللہ سید ابوالقاسم الخوئی، آیت اللہ محسن الحکیم طباطبائی سے کسب فیض کیا آقای باقر الصدر آپ پر بہت زیادہ مہربان تھے۔

ہندوستان واپس آنے کے بعد ایک عرصے تک مظفر پور (بہار) کی کمرہ جامع مسجد میں پیش نمازی کے فرائض انجام دیئے۔

مضمون نگاری اور تصنیف وتالیف کا جوانی ہی سے شوق تھا۔ آپ کے مضامین اس وقت کے موقر جرائد میں شائع ہوتے تھے۔

الہ آباد میں آپ نے ''کارخیر کمیٹی'' اور ''تنظیم خمس وزکوٰۃ'' کا قیام کیا جن کے ذریعہ غریب ومفلس مومنین کی مدد کی جاتی تھی اس کے علاوہ آپ نے ''مدرسہ انوار العلوم'' قائم کیا جس میں سینکڑوں طلباء مشغول تحصیل علوم اہلبیت علیھم السلام ہیں۔ آپ نے اپنے وطن میں تحریک دینداری چلائی اور لوگوں کو پابند شریعت بنایا۔

آپ کا موعظہ دلپذیر ہوتا تھا زبان میں اثر اتنا تھا کہ موعظہ سے متاثر ہو کر لوگ شریعت پر عمل کرنے کا عہد لے کر اُٹھتے تھے۔ آپ کی مجالس بھی اصلاحی ہوتی تھیں۔ مجالس

کے ذریعہ قوم کو اصلاحی پیغام دیتے تھے۔ الہ آباد میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں آپ کا نمایاں حصہ ہے۔

خطیب اعظم مولانا غلام عسکری صاحب مرحوم آپ کی خدمات سے بیحد متاثر ہوئے اور انھیں ادارۂ تنظیم المکاتب سے منسلک ہونے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا۔ پہلے ممبر بنے پھر نائب صدر اور آخر میں تنظیم المکاتب کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ ادارہ تنظیم المکاتب کی ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے اور ادارہ کو بام عروج پر پہنچایا۔ ایک طویل مدت تک ابوظہبی میں خدمات انجام دیں وہاں کے مومنین آپ کو بہت زیادہ چاہتے تھے۔

بڑی تعداد میں ہندو بیرون ہند منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے تھے اور ولولہ انگیز تقریر کرتے تھے۔ آپ کی علمی خدمات اور فعالیت سے متاثر ہو کر رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ خامنہ ای مدظلہ نے ہندوستان میں مہاراشٹر کے لیے اپنا نمائندہ منتخب فرمایا۔ اس سبب سے آپ ابوظہبی چھوڑ کر ممبئی منتقل ہوئے اور وہاں خدمات کا آغاز کر کے ''ادارۂ اسلام شناسی'' قائم کیا۔ مگر افسوس کہ آفتاب علم وعمل ۱۰ر محرم ۱۴۲۱ھ/ ۱۵ر اپریل ۲۰۰۰ء کو ابوظہبی میں غروب ہوا جسد خاکی ہندوستان لایا گیا اور ۱۶ر اپریل کو الہ آباد میں آسودہ لحد ہوئے[۱]۔

آپ کا شمار کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے آپ کے فرزند مولانا احسان حیدر صاحب قبلہ نے آپ کی تحریر کردہ تصنیف، تالیف اور ترجمہ کی تعداد تین سو سے زائد تحریر کی ہے جن میں سے اکثر نایاب ہو چکی ہیں۔ آپ کا علمی شاہکار ترجمۂ قرآن مجید ہے جس کا منصوبہ آپ نے نجف اشرف کے قیام کے دوران بنایا تھا جو بحمد اللہ پورا ہوا۔

ترجمہ قرآن موسوم بہ انوار القرآن: یہ ترجمہ ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء میں کیا جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا ایڈیشن تنظیم المکاتب لکھنؤ سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا

---

۱ خورشید خاور ص: ۱۴۹۔

دوسرا ایڈیشن ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء میں انصاریان پبلیکیشنز قم ایران سے شائع ہوا جو ۱۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔شروع میں رئیس الواعظین مولانا سید کرار حسین صاحب مرحوم کا مضمون ہے جس میں آپ نے تفصیل سے ترجمہ کے محاسن بیان فرمائے ہیں۔ڈاکٹر پیام اعظمی صاحب کا تحریر کردہ قطعۂ تاریخ ہے۔

اے پیام اس بزم میں ہے شمع بھی تنویر بھی
دیکھئے ہے ترجمہ کے ساتھ ہی تفسیر بھی

۱۹۹۰ء

''کچھ اپنی باتیں'' کے عنوان سے مترجم علیہ الرحمہ نے ترجمہ کرنے کی غرض وغایت بیان فرمائی ہے۔

''میں اس سلسلے میں نہ دوسروں کی تنقید کا قائل ہوں نہ تنقیص کا میرے ذہن میں صرف دو ہی باتیں تھیں جن کے تحت یہ کام کرنا چاہتا تھا اور آج بھی انھیں کے پیش نظر خدمت انجام دے رہا ہوں۔''

۱. ایک ایسا ترجمہ مختصر تفسیر کے ساتھ منظر عام پر آجائے جس سے طلاب علوم کو معنی قرآن کے سمجھنے میں سہولت ہو اور وسیع ترین مطالب کے بجائے الفاظ ومعانی قرآن پر توجہ مرکوز رہے۔
۲. ترجمہ وتفسیر کے ذیل میں قدم قدم پر اس مقصد کی طرف توجہ دلائی جائے جس کے لیے قرآن حکیم نازل ہوا ہے اور جو اس کی آیات کا واقعی مدعا اور مقصد ہے۔''

اس مترجمہ قرآن پر پُر مغز اور تحقیقی حاشیہ مندرج ہے جو فہم آیات اور درک مطالب میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

ترجمہ کی زبان سادہ اور سلیس ہے عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے۔ جدید لب ولہجہ کا یہ ترجمہ دیگر تراجم میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

نمونہ ترجمہ سورہ الضحیٰ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

''قسم ہے ایک پہر چڑھے دن کی (۱) اور قسم ہے رات کی جب وہ چیزوں کی پردہ پوشی کرے (۲) تمہارے پروردگار نے نہ تم کو چھوڑا ہے اور نہ تم سے ناراض ہوا ہے۔(۳) اور آخرت تمہارے لیے دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔(۴) اور عنقریب تمہارا پروردگار تمھیں اسقدر عطا کرے گا کہ خوش ہو جاؤ (۵) کیا اس نے تم کو یتیم پا کر پناہ نہیں دی ہے (۶) اور کیا تم کو گم گشتہ پا کر منزل تک نہیں پہنچایا ہے (۷) اور تم کو تنگ دست پا کر غنی نہیں بنایا ہے (۸) لہٰذا! تم یتیم پر قہر نہ کرنا (۹) اور سائل کو جھڑک مت دینا (۱۰) اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو برابر بیان کرتے رہنا۔(۱۱)''

حواشی پر مطالب کی تشریح اس حد تک کی گئی ہے کہ مدعائے قرآن کی وضاحت ہو جائے بیجا واقعات نقل کرنے سے گریز کیا گیا ہے اور آیات سے بنی نوع انسانی کی اصلاح کے لیے مطالب اخذ کئے تاکہ انسان عبرت حاصل کرسکے۔

چند آثار علمی:

ترجمہ اقتصادنا شهيد باقر الصدر
فلسفتنا
ابو طالب مومن قريش ترجمہ استاد عبداللہ خنيزی
امام صادق اور مذاهب اربعہ ترجمہ
انوار عصمت (خلاصہ كتاب الخصال شيخ صدوقؒ)
ترجمہ كتاب معالم المدرستين علامہ مرتضیٰ عسكری

خطائے اجتہادی کی کرشمہ سازی

نظریہ عدالت صحابہ

اصول و فروع

حسین منی مجموعہ مجالس

محافل و مجالس ۲ جلد

مطالعہ قرآن

ذکر و فکر

عقیدہ و عمل

عقیدہ و جہاد

مجموعہ احادیث قدسیہ

نقوش عصمت

انامن الحسین

سعید اختر، گوپالپوری (م۱۴۲۳ھ)

سرزمین گوپالپور صوبہ بہار میں یکم رجب المرجب ۱۳۴۵ھ/ ۵ جنوری ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حکیم سید ابوالحسن صاحب تھے۔

ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۷ء تک جامع العلوم جوادیہ عربی کالج میں زیر تعلیم رہے اور بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات پاس کئے، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ہائی اسکول کیا۔ قیام افریقہ کے دوران تنزانیہ گورنمنٹ کا سواحلی زبان کا امتحان نمایاں امتیاز سے پاس کیا۔

دسمبر ۱۹۵۹ء میں تنزانیہ گئے جہاں لنڈی، عروشیہ، اور دارالسلام جماعتوں میں دسمبر ۱۹۶۹ء تک امام جمعہ و جماعت رہے۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۸ء تک آپ کی تمام صلاحیتیں اور کوششیں افریقہ میں دین حق کی تبلیغ کے لیے وقف رہیں۔ آپ نے ''بلال مسلم مشن'' قائم کیا۔ اس مشن کے ذریعہ کینیا اور تنزانیہ میں تبلیغ کا کام شروع ہوا۔ افریقہ کے مشرقی کنارے پر مقامی افراد مذہب شیعہ اثنا عشری سے روشناس ہوئے۔ اور افریقی نژاد لوگ شیعہ ہونے لگے۔ ۱۹۶۸ء میں تنزانیہ اور ۱۹۷۰ء میں کینیا میں مشن کو رجسٹرڈ کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ رسائل، کتب، اور مراسلت کے ذریعہ مشن کا حلقہ اثر اتنا وسیع ہوگیا کہ پولینڈ، گیانا تک ایمان کی روشنی پھیل گئی۔ گیانا میں تو اتنی آبادی ہوگئی کہ ایک ادارہ ''شیعہ پایونیر ایسوسی ایشن'' کے نام سے قائم کیا گیا۔ مشن کے شعبے مختلف شہروں میں قائم کئے گئے اور اسکول وغیرہ کا قیام عمل میں آیا۔ بڑے پیمانے پر کتب کی اشاعت کی گئی اور دو رسالوں کا اجرا ہوا ایک انگریزی اور دوسرا سواحلی زبان میں۔ تصنیف و تالیف آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں آپ کی کتابوں کے ترجمے شائع ہوئے جن میں انگریزی، فرنچ،

اٹالین، جاپانی، تھائی، انڈونیش، نائجیر یائی قابل ذکر ہیں۔

''ادارہ مجمع جھانی'' ایران سے بڑی تعداد میں آپ کی کتب شائع ہوکر مختلف ممالک میں تقسیم کی گئیں لوگ آپ کی تحریروں کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں[1]۔

ترجمہ تفسیر المیزان:

آپ کا سب سے اہم علمی کارنامہ علامہ محمد حسین طباطبائیؒ کی تفسیر ''تفسیر المیزان'' کا انگریزی ترجمہ ہے۔ یہ تفسیر فلسفی وکلامی تفسیر ہے۔ جسے محققین نے عالم اسلام کی اہم ترین تفسیر قرآن شمار کیا ہے جو اعلیٰ مطالب اور دقیق مفاہیم پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کو عربی زبان سے انگریزی قالب میں ڈھالنے میں آپنے بھرپور فن اور صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ زبان کی روانی اور سلاست سے محسوس ہی نہیں ہوتا یہ ترجمہ ہے یا انگریزی زبان میں لکھی جانے والی مستقل تفسیر۔ مغربی ممالک یورپ وغیرہ میں یہ تفسیر بہت مقبول ہوئی صرف مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی اس سے استفادہ کرتے ہیں اور اپنے اعتراضات کے جوابات پڑھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یورپ کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں یہ تفسیر موجود نہ ہو۔

یہ تفسیر تقریباً ۹ جلدوں میں سازمان تبلیغات اسلامی ایران سے شائع ہوئی۔ یورپ میں بھی اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

دیگر آثار:

خورشید خاور

اتمام حجت

کربلا شناسی

---

[1] ڈائمنڈ جوبلی نمبر ص:۵۱۔

ازواج امام حسین

نظام زندگی

اشعریت

امامت

غناکی حرمت[1]

وفات:

۱۴۲۳ھ/۲۰/جون۲۰۰۲ءکوتنزانیہ میں وفات ہوئی۔

---

[1] تالیفات شیعہ ص:۱۶۸۔

محسن علی، شیخ (طبع ۱۴۲۶ھ)

حجۃ الاسلام مولانا شیخ محسن علی مدظلہ العالی کا شمار پندرہویں صدی کے نامور مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۰ء بمقام منتوکہ بلتستان کے علمی وادبی خانوادے میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد مولانا حسین جان (متوفی ۱۳۷۴ھ) سے حاصل کی ان کی وفات کے بعد بلتستان کے نامور عالم دین مولانا سید احمد الموسوی سے تلمذ کیا۔ ۱۳۸۲ھ میں مدرسہ مشارع العلوم حیدرآباد سندھ میں داخلہ لیا اس کے بعد دارالعلوم جعفریہ خوشاب میں مولانا شیخ محمد حسین صاحب سے کسب علم کیا۔ دو سال قیام کے بعد جامعۃ المنتظر لاہور میں زیر تعلیم رہ کر علامہ صفدر حسین نجفی مرحوم سے استفادہ کیا۔

۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۶ء میں عراق روانہ ہوئے اور نجف اشرف میں آیت اللہ ابوالقاسم خوئی اور آیت اللہ شہید باقر الصدر سے فیضیاب ہوئے نجف اشرف میں آٹھ سال قیام کے بعد پاکستان واپس آئے اور اسلام آباد ''جامعۂ اہلبیت'' کی بنیاد رکھی جہاں ہزاروں کی تعداد میں تشنگان علوم اہلبیتؑ سیراب ہو رہے ہیں۔ یہ درسگاہ پاکستان کی ممتاز درسگاہ ہے۔ ۱۹۷۹ء میں اس درسگاہ سے ''ماہنامہ الذہرا'' کا اجراء کیا جس میں علمی وتحقیقی مضامین شائع ہوتے تھے[۱]۔

آپ قرآنیات کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں آپ کی علمی یادگار تفسیر قرآن مجید ہے۔

الکوثر فی تفسیر القرآن: یہ تفسیر ادارہ جامعۃ الکوثر اسلام آباد پاکستان سے ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔ جدید لب ولہجہ اور نئے اسلوب کی حامل تفسیر جس میں اولاً ہر سوہ کے شروع میں سورہ کا خلاصہ بیان کیا ہے تاکہ قاری کو پڑھنے سے پہلے سورہ کے مشمولات کا علم ہو جائے۔ اس کے بعد آیات کا سلیس زبان میں ترجمہ

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (اردو) ص:۲۶۶۔

بعدہ تفسیر کلمات کے عنوان سے ہر ہر لفظ کی صرفی، نحوی، لغوی وضاحت کی ہے۔ اس کے بعد آیات کی تفسیر مع شان نزول اور اس سے مربوط واقعات کا بھی ذکر کیا ہے۔

تیسرے نمبر پر ''اہم نکات'' کے عنوان تفسیر کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

عصری تقاضوں کے پیش نظر اعتقادی، فقہی، سماجی، سائنسی، تاریخی، اقتصادی اور دیگر اہم موضوعات پر عالمانہ استدلال اور منطقی انداز میں گفتگو کی ہے۔ شرعی دلائل کے علاوہ عقلی، منطقی دلائل سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ مستشرقین کے اعتراضات کے مسکت جوابات دئے ہیں۔

اس تفسیر سے قبل آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا تھا۔

ترجمہ قرآن مجید مع حاشیہ:

اس کا پہلا ایڈیشن دارالقرآن جامعہ اہلبیت اسلام آباد پاکستان سے ۱۴۲۱ھ/ دسمبر ۲۰۰۰ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۴۲۲ھ/ مارچ ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا۔ ترجمہ نہایت جامع ہے۔

نمونہ ترجمہ:

سورہ تکاثر

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

''ایک دوسرے پر فخر نے تمہیں غافل کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ تم قبروں کے پاس تک جا پہنچے ہو، ہرگز نہیں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ پھر ہرگز نہیں، تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے ہرگز نہیں! کاش تم یقین علم رکھتے۔ تو تم ضرور جہنم کو دیکھ لیتے پھر اسے یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پوچھا جاسکتا ہے۔''

دیگر آثار علمی:

النہج السوی فی معنی المولیٰ والولی. (عربی زبان میں نجف اشرف سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی۔)

المعجم المفهرس لتاليف اهل السنة فی فضائل اهلبيت

محنت کا اسلامی تصور

اسلامی فلسفہ اور مارکسزم[1]

---

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (اردو) ص:۲۶۸۔

نیاز حسین نقوی (طبع ۱۴۲۶ھ)

مولانا سید نیاز حسین صاحب کا شمار پاکستان کے ارباب علم وفن میں ہوتا ہے۔ اعلیٰ علمی استعداد کے حامل ہیں سطحیات کی تعلیم پاکستان میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے قم تشریف لے گئے اور وہاں جید اساتذہ سے کسب علم کیا۔ آپ کا اہم کارنامہ تفسیر قرآن ہے۔

انوار الحجۃ فی تفسیر المصحف:

یہ تفسیر زیرنظر مولانا سید نیاز حسین نقوی لکھی گئی جسے محققین کی ایک جماعت نے تحریر کیا، موئسسہ امام المنتظر قم ایران سے ۱۴۲۶ھ میں شائع ہوئی۔ محققین حضرات جنھوں نے یہ تفسیری خدمت انجام دی۔ ان میں مولانا سید محمد نقوی، مولانا سید محمد حسن نقوی، مولانا سید علی نقی نقوی، مولانا سید مجتبیٰ حیدر شیرازی، مولانا علی اصغر سیفی، مولانا غلام محمد مجاہدی دامت برکاتھم قابل ذکر ہیں۔

تفسیر جدید لب ولہجہ کی عام فہم سادہ اور سلیس ہے۔ عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر آیات کی تشریح کی گئی ہے۔

اسلوب نگارش:

سب سے پہلے سورہ کے مشمولات کو بطور خلاصہ بیان کیا، اس کے بعد سوروں کے اسماء کی وجہ تسمیہ بیان کی، سورہ کی شان نزول، خصوصیات سورہ، فضائل سورہ کے علاوہ ہر ہر آیت کی لغوی، ادبی، تشریح کی گئی ہے۔

مشکل آیات کی حاشیہ پر وضاحت کی ہے اعتراضات کے شافی جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

تقریباً ۱۴ قدیم وجدید تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

پہلی جلد میں تفصیلی مقدمہ درج ہے جس میں تعارف قرآن، اقسام وحی، اصول تفسیر، ظواہر کتاب، محکم ومتشابہ آیات کا تعارف، قرآن مجید میں متشابہات کا فلسفہ، مفسرین کے نظریات، ناسخ ومنسوخ کی بحث اور اس کا فلسفہ، مسئلہ تحریف قرآن جیسے موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

حسین سحرؔ، پروفیسر (طبع ۱۴۲۷ھ)

آپ علم وادب کی معروف شخصیت ہیں۔ اردو ادب میں آپ کو خاص مقام حاصل ہے۔ علمی وادبی کارنامہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے جو ادبی حلقوں میں کافی مقبول ہوا۔

فرقان عظیم:

اشاعت اول	۲۰۰۶ء
ناشر	شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

سورہ نصر کا ترجمہ

(اے پیغمبر) مدد آجائے جب اللہ کی
اور ہو جائے حاصل فتح
جوق در جوق آرہے ہیں لوگ سب اللہ کے دین میں
تو اپنے رب کی تسبیح وثناء کے ساتھ اس سے مغفرت مانگیں
یقیناً وہ معافی دینے والا ہے۔

ترجمہ سورہ کوثر

(اے پیغمبر) عطا فرمائی ہم نے آپ کو کوثر
تو اپنے رب کی خاطر آپ ادا کیجئے نماز اور کیجئے قربانی
یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہوگا

مصطفیٰ حسین انصاری (م ۱۴۲۷ھ)

ریاست جموں وکشمیر کے مایہ ناز عالم دین اور ، مفسر قرآن مولانا مصطفیٰ حسین انصاری کی ولادت ۶ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ/۳۱ مارچ ۱۹۴۵ خانقاہ سوختہ نواکدل سرینگر کے ایک معزز علمی ومذھبی خانوادے میں ہوئی۔

آپ کے والد ماجد مولانا حسن علی انصاری خود روحانی وعلمی شخصیت کے مالک تھے۔ مولانا مصطفیٰ نے ابتدائی تعلیم گھر پر والد ماجد سے حاصل کی اور انکے محضر میں ہی قرآن، احادیث اوراصول دین سیکھ لئے۔ مروجہ تعلیم مقامی تعلیمی ادارے سے حاصل کی اور گورنمنٹ ہائی اسکول رنگ ٹینگ نواکدل سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ مزید اسلامی تعلیم کیلئے لکھنو گئے جامعہ ناظمیہ میں جید اساتذہ سے کسب علم کیا اور ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی۔

۱۹۶۴ء میں عراق کے شہر نجف اشرف چلے گئے جہاں باب مدینۃ العلم کے عرفانی و علمی سایہ میں بزرگ علمائے دین اور اساتذہ سے کسب فیض کرتے رہے اور حوزہ علمیہ میں مراجع عظام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے اپنا منفرد مقام بنایا۔

فقہ، اصول، تفسیر۔ حدیث تاریخ اور فلسفہ سے آراستہ ہوکر روحانی پیشوائی کی صف میں قدم رکھا۔ عراق میں جب حوزہ علمیہ بعثی ظلم وجور کی موج میں آگیا تو آپ اپنے چند رفقاء کے ساتھ پاکستان چلے گئے اور وہاں تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور لاہور بورڈ سے F.A. کا امتحان بھی پاس کیا۔ عراق میں آپنے آیت اللہ محسن الحکیم آیت اللہ الخوئی آیت اللہ باقر الصدر آقای مدرس افغانی، آقای سید عبدالکریم کشمیری جیسے اساتذہ کے دروس میں شرکت کی۔ پاکستان میں کچھ عرصے قیام کے بعد پھر عراق چلے گئے اور ۱۹۷۱ء میں کشمیر واپس تشریف لائے۔ کشمیر میں قیام کے بعد آپنے شہر شہر قریہ قریہ تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا اور تحریر و

تقریر کے ذریعہ علوم ومعارف اھلبیت کی ترویج میں مشغول ہوگئے۔ آپ شعلہ بیان خطیب بھی تھے۔ سحر انگیز بیان ہوتا تھا۔ کشمیری اور اردو زبان میں خطابت کرتے تھے۔ آپنے سجاد آباد سرینگر کی جامع مسجد میں تاریخ ساز خطبے دئے اور سوالات کے شافی جوابات بھی دیئے۔ گاوکدل سرینگر کی مسجد میں باطل عقائد کے خلاف آپکا علمی جہاد ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔ آپکو تصنیف وتالیف سے خاص شغف تھا۔ تفسیر قرآن اور قرآن شناسی میں مہارت رکھتے تھے[1]۔

تفسیر کشف الانیق فی شرح قانون العمیق : آپ نے تفسیر نویسی کا آغاز ۱۹۷۷ء میں کیا۔ آپنے یہ تفسیر کشمیری زبان میں لکھی جو سفینہ پبلشنز سرینگر سے شائع ہوئی ۱۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ قرآن پاک کے پہلے پارہ کا کشمیری ترجمہ وتفسیر ہے جو سورہ الحمد اور سورہ البقرہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ ''ترجمہ وتفسیر کرنچ کیا ضرورت'' کے عنوان کے تحت تفسیر کی انفرادیت پر روشنی ڈالی ہے۔ ''قرانک ست پرن دال'' اور فضائل بسم اللہ کے بعد آیات کی تفسیر وترجمہ سادہ اور سلیس کشمیری زبان میں کیا ہے۔

دوسری تفسیر اردو زبان میں ہے۔

تفسیر منہاج القرآن:

اس تفسیر کی پہلی جلد ۲۰۰۲ء میں سرینگر سے شائع ہوئی جو ۲۹۰ صفحات پر مشتمل ہے دوسری جلد ۳۰۵ صفحات پر مشتمل ہے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی دوسری جلد میں سورہ آل عمران سورہ النساء اور سورہ المائدہ کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

تفسیر منہاج القرآن کا اسلوب تحریر۔

سب سے پہلے بہ تناسب موضوع یا طوالت تفسیر آیات قرآنکی خاص تعداد کو لکھا گیا ہے۔

آیات کا اردو ترجمہ یا بہ الفاظ دیگر آیات الٰہی سے ماخوذ مطالب کو سادہ اور سلیس

---

[1] ماہنامہ سفینہ ماہ جون: ۲۰۰۶ء۔

زبان مین بیان کیا ہے۔

کتب تفاسیر و احادیث کے مطالعہ کے بعد مؤلف نے نہایت تدبر وتفکر کے ساتھ آیات کی تفسیر لکھی ہے اور تفسیر میں درج ذیل نکات کا خیال رکھا ہے۔

جہاں ضرورت ہوالفاظ کے معنی مختصر انداز میں پیش کئے ہیں۔

بعض آیات کی شان نزول بیان کی ہے لیکن اس میں مؤلف نے اپنے اسلوب تفسیر کی رعایت کی ہے۔

بعض جگہوں پر آیات کی مناسبت سے تاریخی واقعات قلمبند کئے ہیں۔

کسی کسی جگہ مناسب اور بہ وقت علمی وسائنسی مباحث بھی چھیڑے گئے ہیں۔

روایات کے ذریعہ قرآن فہمی کو قاری کیلئے آسان بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

قرآن کے بعض موضوعات (مثلاً صبر، توکل، قناعت، شجاعت، جہاد) کو قرآن کی دوسری آیات کے ذریعہ واضح کیا ہے۔

یہ تفسیر ایک علمی اور تحقیقی تفسیر ہے مگر افسوس کہ مکمل نہ ہوسکی تیسری جلد بھی آمادہ تھی لیکن زیور طبع سے آراستہ ہونے سے پہلے ہی مولانا دارالبقا کی طرف کوچ کر گئے[1]۔

اپنی اس تفسیر کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

''میں نے اس تفسیر میں سیدھی اور صاف بات بتانے کی کوشش کی ہے اور اس بات پر معتبر روایات شواہد میں قلمبند بھی کئے ہیں اور جہاں آیات الٰہی کا اشارہ یا مقصد تھا اسکو کھل کے پیش کیا۔ ہر تاریخی واقعہ کو کلام الٰہی ارشاد رسول اکرم اور اہلبیت عظام کی آراء میں تحریر کیا ہے۔''

منابع تفسیری:

تفسیر مجمع البیان، تفسیر برھان بحرانی، تفسیر روح المعانی آلوسی تفسیر کبیر فخر الدین

[1] ماہنامہ سفینہ سرینگر ماہ جون: ۲۰۰۶ء۔

رازی، تفسیر درمنثور، سیوطی، تفسیر عیاشی، تفسیر بیضاوی کے علاوہ کتب احادیث وتواریخ کے حوالے موجود ہیں۔

دیگر تالیفات:

آفتاب نبوت مطبوعه ۱۹۷۰ کروٹ

انتقام ، قبیله ، آخری تبسم

گلستان تطهیر کی مهکتی کلیاں

سیرت النبی صلی الله علیه و آله و سلم

جلوه طور

مردآهن سوانح مولا علیؑ

امام غائب بجواب امام غائب مطبوعه ۱۹۸۱

المیزان

اسلام میں حق طلاق

نور سے نور تک

میرے جگر کا لهو

مجرم

خیابان

رخت سفر

وفات:

شب جمعہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ/۲۷ اپریل ۲۰۰۶ء کو اسپتال میں رحلت کی اور سرینگر میں آسودۂ لحد ہوئے۔

امان اللہ کربلائی، قاری (طبع ۱۴۲۷ھ)

مولانا قاری امان اللہ کربلائی کو سندھی زبان میں مہارت حاصل ہے۔ آپ کو قرآن شناسی کا شوق پہلے ہی سے تھا۔ سندھی زبان بولنے والوں پر سندھی زبان میں ترجمہ کر کے احسان عظیم کیا۔ ترجمہ سے آپ کی اعلیٰ استعداد کا اندازہ ہوتا ہے۔ ترجمہ رواں اور سادہ زبان میں ہے۔ یہ ترجمہ مولانا حافظ فرمان علی مرحوم کے اردو ترجمہ سے سندھی قالب میں ڈھالا ہے۔

آپ کی یہ کوشش لائق تحسین ہے۔

القرآن الحکیم	سندھی ترجمہ
طبع دوم	۲۰۰۶ء
صفحات	۸۸۰
ناشر	پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ

یہ نسخہ مکتبۃ العلوم کراچی میں راقم نے دیکھا ہے۔

ابن حسن کربلائی (م ۱۴۲۸ھ)

پندرہویں صدی کے ممتاز مفسر قرآن مولانا ابن حسن کربلائی خانوادہ باقر العلوم کی نمایاں شخصیت تھے۔ مولانا سید محمد باقر آپ کے نانا اور مولانا سید محمد ہادی صاحب آپ کے دادا تھے۔ مولانا سید ابن حسن کی ولادت ۴؍رمضان ۱۳۴۹ھ/۲۴؍جنوری ۱۹۳۱ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید محمد حسن (شہید) کا شمار جید علماء و فضلاء میں ہوتا تھا۔ مولانا سید محمد حسن اپنے بڑے صاحبزادے مولانا سید محمد مہدی صدر الافاضل جو بغرض تکمیل علوم دینیہ عراق گئے تھے ان کے انتقال کی وجہ سے عراق مع اہل و عیال عراق ہجرت کر گئے تھے اور کربلا معلیٰ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس وقت مولانا سید ابن حسن صاحب سند الافاضل کے طالب علم تھے۔

لہٰذا آپ نے عراق کے حوزہ علمیہ میں آیات عظام سے استفادہ کیا اور فقہ، اصول، تفسیر و حدیث میں ملکہ حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ کراچی چلے گئے، خوجہ شیعہ اثنا عشری جامع مسجد کھارادر میں امام جمعہ و جماعت کے فرائض انجام دیے آپ کے زہد و تقویٰ علم و اجتہاد، تفقہ و بصیرت، عبادت و ریاضت، سیرت و کردار کے سب قدرداں تھے۔ قومی، سماجی اور دینی امور میں آپ کی رائے فیصلہ کن سمجھی جاتی تھی۔ آپ نے ''جمع بین الصلاتین'' کے اہم موضوع پر اردو زبان میں انتہائی گرانقدر تالیف پیش کر کے مخالفین کے تمام اعتراضات باطل کئے۔

دوسری تالیف ''انوار الہدایۃ فی معرفۃ الولایۃ'' ہے جو زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔

وفات:

آپ نے ۲۸؍شعبان ۱۴۲۸ھ/ ۱۱؍ستمبر ۲۰۰۷ء سہ شنبہ کراچی میں رحلت کی اور وادیٔ حسین میں دفن ہوئے آپ کی اہم یادگار تفسیر قرآن ہے۔

تفسیر منہج البیان فی تفسیر القرآن:

یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اس کی پہلی جلد کراچی پاکستان سے ۱۹۸۶ء/۱۴۰۶ھ میں شائع ہوئی جو ۵۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کے آغاز میں تفصیلی مقدمہ درج ہے جس میں عظمت قرآن، تنزیل قرآن، ترتیل قرآن، قرأت قرآن، تدوین قرآن، اعجاز قرآن ناسخ ومنسوخ جیسے موضوعات پر استدلالی بحث کی گئی ہے۔

یہ تفسیر سورہ الحمد اور سورہ البقرہ کی عام فہم اور آسان زبان میں ہے۔

ابتداء تفسیر:

''الحمدلله المتعال بجلال قدسه عن مجانسة المخلوقات المتنزه بكمال ذاته عن مشابيهه المصنوعات المتقدس بكبرياء عظمته عن مماثلته الممكنات المتفضل على عباده بار سال الرسل بالآيات البينات..... الخ''

اس تفسیر کی نگارش میں تقریباً بیس کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جن میں تفسیر مجمع البیان، التبیان، تفسیر عیاشی، تفسیر قرطبی، تفسیر قمی، تفسیر البرہان، تفسیر صافی، کتاب التوحید، معانی الاخبار، عیون الاخبار الرضا، علل الشرائع قابل ذکر ہیں۔

تفسیر علمی وادبی ہونے کے علاوہ تاریخی حیثیت کی بھی حامل ہے۔ اس تفسیر کی برصغیر ہندوپاکستان میں ہی پذیرائی نہیں ہوئی بلکہ عراق، ایران، شام، لبنان اور دیگر عرب ممالک کے اہل علم اور صاحبان فکر ونظر نے بھی نہایت گرانقدر الفاظ میں اس تفسیر کی توصیف کی۔

مگر افسوس کہ مولانا کے مسلسل مرض وعلالت کے سبب یہ تفسیر مکمل نہ ہوسکی یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ یہ کتاب کتب خانہ سلطان المدارس لکھنؤ میں محفوظ ہے۔

محمد، محسن (م۱۴۲۹ھ)

پندرہویں صدی کے نامور مترجم قرآن مولانا سید محمد محسن کی ولادت ۱۹۲۲ء کو اس عظیم خانوادے میں ہوئی جسے ''خانوادۂ نجم العلماء'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے دادا سرکار نجم الملت مولانا سید نجم الحسن طاب ثراہ امروہہ سے ہجرت کر کے لکھنؤ چلے گئے تھے۔ جنھیں برصغیر ہند میں مرجعیت حاصل تھی۔ آپ کے فتاویٰ برصغیر میں رائج تھے۔ آپ جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کے سربراہ تھے۔ سرکار نجم العلماء کے دونوں فرزند مجتہد تھے۔ مولانا سید محمد مجتہد دوسرے مولانا سید محمد کاظم مجتہد۔ مولانا سید محمد کاظم کے دو فرزند ہوئے مولانا سید محمد صادق مترجم قرآن دوسرے مولانا سید محمد محسن آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر خاندان کے علماء سے حاصل کی پھر جامعہ ناظمیہ میں سرکار نجم العلماء کے زیر نگرانی اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ شروع کیا سرکار نجم العلماء آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی نگاہ رکھتے تھے۔

آپ نے جامعہ ناظمیہ میں مولانا سید خورشید حسن امروہوی، حافظ کفایت حسین، مولانا ایوب حسین سرسوی، مولانا سید محمد رضی، مولانا سید محمد ہاشم، مولانا سید محمد صادق طاب ثراہم سے کسب فیض کر کے مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' حاصل کی۔ سرکار مفتی اعظم سید احمد علی صاحب نے اجازہ سے سرفراز فرمایا۔

تعلیمی فراغت کے بعد تبلیغی سفر کا آغاز کیا مختلف شہروں میں رہ کر خدمت دین انجام دی۔ ایک طویل عرصے تک بصراوی مسجد کلکتہ میں امام جمعہ وجماعت رہے۔ کچھ عرصے دارالعلوم سید المدارس امروہہ میں بحیثیت پرنسپل خدمت انجام دی۔ آخری عمر میں لکھنؤ ہی میں رہے اور شیعہ کالج میں طلباء کو اسلامیات کی تعلیم دینے لگے۔ تدریسی مشاغل کے علاوہ تصنیف وتالیف میں بھی مصروف رہے۔ آپ کا علمی وادبی شاہکار منظوم ترجمہ قرآن ہے۔

منظوم ترجمہ قرآن:۔ یہ ترجمہ نظامی پریس لکھنؤ سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ ترجمہ کا آغاز ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء میں کیا اور ۲۴ جون ۱۹۸۶ء کو یہ ترجمہ پائے تکمیل کو پہنچا۔ جس میں بیس ہزار اشعار ہیں۔ اس ترجمہ کو علمی وادبی حلقوں میں بہت زیادہ پسند کیا گیا اور ارباب علم وادب نے اپنی گرانقدر آرا سے نوازا۔

گورنر بنگال پروفیسر سید نورالحسن صاحب نے تحریر کیا:

''جناب سید محمد محسن صاحب قبلہ نے کلام پاک کا اردو نظم میں ترجمہ فرما کر اردو والوں کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اردو نثر میں بہت سے ترجمے اب تک ہو چکے ہیں اور عوام کو مستفید کر رہے ہیں لیکن یہ منظوم ترجمہ ہے جو دل پر ایک خاص اثر قائم کرتا ہے جس سے کلام مجید کی اہمیت ان لوگوں کی نظروں میں بھی پوری طرح ابھر آتی ہے جو عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ میں اردو والوں کی طرف سے مولانا کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے یہ نعمت ہم تک پہنچائی[1]۔''

جناب سید سبط رضی صاحب سابق وزیر تعلیم اتر پردیش رقمطراز ہیں:

''قرآن پاک کا سلیس اردو زبان مین نثری ترجمہ بذات خود ایک کارنمایاں ہے لیکن منظوم ترجمہ اپنی تمام دشواریوں کے پیش نظر ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ آپ نے اس کارنامہ کو جس سعی بلیغ کے ساتھ سرانجام دیا وہ تاریخ ساز اور لائق تحسین وآفرین ہے۔''

نمونہ: منظوم ترجمہ سورہ طارق

بنام خدا کرتے ہیں ابتداء   ترس اور رحم کھاتا ہے جو سدا
بلا شبہ اس آسمان کی قسم   نکلتا جو اس سے ہے اس کی قسم

۱ مقدمہ قرآن مولانا محمد محسن۔

نکلتا ہے کیا تم سمجھتے ہو کیا   ہے روشن ستارا نکلتا سدا
کوئی شخص ایسا نہیں بر ملا   حفاظت کا اس پر ملک اک سدا
تو انسان اس پر تو ڈالے نظر   کہ کس شے سے پیدا ہوا سر بسر
اچھلتے ہوئے پانی سے لا کلام   اور اس بات میں بھی نہیں شک کا نام
جو پیٹھ اور سینہ کی بھی ہڈیاں   انھیں سے نکلتا ہے وہ بے گماں
تو وہ رب کہ جس نے کہ پیدا کیا   تمہیں ایسے نطفہ سے ہے برملا
وہ کر سکتا پیدا ہے بار دگر   ہے قادر کہ دے دے حیات دگر
وہ دن ہوگا باتیں چھپی سب تمام   وہ ظاہر سبھی کر دی جائیں گی عام
تو منکر کو اس حشر کے لا کلام   خود ہی علم ہو جائے گا بس تمام
نہیں رکھتا طاقت کہ ٹالے عذاب   یہ ممکن نہیں رفع کر دے عذاب
وہ ناصر نہ پائے گا اپنا کوئی   مدد کر دے اس کی نہ ہوگا کوئی
تو اس آسماں کی ہے بیشک قسم   ہے بارش ہمیں ہوتی جس سے بہم
اس طور پر اس زمیں کی قسم   جو ارزاق کرتی ہے ہم کو بہم
جو دانوں کے روئیدہ ہونے کے وقت   ہے پھٹتی وہ کتنی ہی ہوتی ہو سخت
کہ قرآن اس میں نہیں ہے کلام   یہ ہے فیصلہ کرنے والا مدام
یہ حق اور باطل ہے اس میں ضرور   اور اس بات کو تم سمجھنا نہ دور
مٹانے کو کفار حق کے یہ سب   ہیں بھر پور کوشاں جو شاہ عرب
ادھر میں سزا کا بھی ان کی نظام   بنائے ہوئے ہوں جدا لا کلام
نبی چھوڑو کفار کو ان کے حال   اسی پر رکھو جو بھی ان کا ہے حال
زیادہ نہیں رہنے دو تھوڑے روز   رہیں وہ اسی حال پر بس ہنوز

مولانا نے ترجمہ میں سادہ اور سلیس زبان استعمال کی ہے

دیگر آثار علمی:

آپ نے رسالہ ''مجاہد'' کا اجراء کیا جو ۱۹۳۹ء سے ۱۹۶۹ء تک جاری رہا اس کے علاوہ کتاب ''تاریخ معصومین''، حالات جناب مختار، ترجمۂ دعائے کمیل (منظوم)

وفات:

آپ نے ۳؍صفر المظفر ۱۴۲۹ھ/ ۱۱ فروری ۲۰۰۸ء بروز دوشنبہ رحلت کی اور حسینیہ غفرانمآب میں دفن ہوئے۔

مسرور حسن، مبارکپوری (۱۴۳۰ھ)

مولانا مسرور حسن مرحوم پندرہویں صدی ہجری کے نمایاں مفسرین قرآن میں سے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۶۵ھ/ یکم اپریل ۱۹۴۵ء کو مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی۔ والد ماجد حکیم عبدالمجید مشہور حکیم تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اس کے بعد جوادیہ عربی کالج بنارس میں زیر تعلیم رہے۔ بنارس میں کچھ عرصہ قیام کے بعد لکھنؤ روانہ ہوئے اور سلطان المدارس میں مولانا سید محمد صاحب، مولانا الطاف حیدر صاحب، مولانا سید علی صاحب وغیرہ سے استفادہ کرکے صدرالافاضل کی سند حاصل کی۔ بعدہٗ مدرسۃ الواعظین میں نادرۃ الزمن مولانا ابن حسن نونہروی سے فیضیاب ہوئے اور مختلف شہروں کے تبلیغی دورے کئے۔ اس کے بعد حوزہ علمیہ قم ایران میں مصروف تحصیل ہوئے۔ ۱۹۸۳ء میں سازمان تبلیغات سے منسلک ہوئے اور افریقہ وغیرہ تبلیغ کے لیے گئے۔ ایک طویل عرصے سے مارشس میں امام جمعہ و جماعت تھے۔ تصنیف و تالیف کا بہت شوق تھا ذاکری و خطابت بھی کرتے تھے۔ کامٹی ناگپور مجلس پڑھنے گئے تھے وہیں قلبی دورہ پڑا اور ۱۴۳۰ھ/ دسمبر ۲۰۰۹ء میں جان بحق ہوئے میت وطن لائی گئی اور وطن ہی میں آسودۂ لحد ہوئے[۱]۔

مجید البیان فی تفسیر القرآن:

آپ نے تفصیلی تفسیر لکھنے کا منصوبہ بنایا تھا مگر افسوس کہ اس کی پہلی ہی جلد منظر عام پر آسکی جس میں صرف ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی تفسیر ہے۔ محرم ۱۴۳۰ھ/ جنوری ۲۰۰۹ء میں فخر الاطباء اکیڈمی بیت المجید مبارکپور سے شائع ہوئی۔ ۶۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی تاریخ تکمیل ۱۴؍شوال ۱۴۲۹ھ/ ۱۴؍اکتوبر ۲۰۰۸ چہارشنبہ قم مقدسہ ایران ہے۔ مقدمہ

---

۱ شجرۂ طیبہ تذکرہ علماء شیعہ مبارکپور ص: ۸۸۔

حجۃ الاسلام مولانا نثار احمد صاحب زین پوری نے لکھا۔

اس تفسیر میں سترہ فصلیں ہیں

پہلی فصل	اصول تفسیر اور تفسیر قرآن کی نزاکت
دوسری فصل	قرآن سے متعلق بعض امور کی وضاحت
تیسری فصل	بسم اللہ پر ہر دور میں لکھنے کی مختلف جہت
چوتھی فصل	بسم اللہ سرآغاز خلقت وحقیقت محمدیت
پانچویں فصل	بسم اللہ تمام آسمانی کتابوں کی زینت
چھٹی فصل	بسم اللہ اور زمانہ جاہلیت
ساتویں فصل	بسم اللہ کی عظمت
آٹھویں فصل	زبان معصومین سے بسم اللہ کی فضیلت
نویں فصل	ہر کام میں بسم اللہ کی اہمیت
دسویں فصل	ترک بسم اللہ کی ممانعت
گیارہویں فصل	بزم خاصان خدا میں بسم اللہ کی کرامت
بارہویں فصل	تاثیر بسم اللہ کی حکایت
تیرہویں فصل	بسم اللہ جزو ہر سورہ
چودہویں فصل	بسم اللہ کی بآواز بلند قرأت
پندرہویں فصل	نقطۂ بسم اللہ کی حقیقت
سولہویں فصل	افادات علماء ملت
سترہویں فصل	بسم اللہ کے بارے میں اقوال علماء اہل سنت

دیگر آثار علمی:

امام منتظرؑ	**مطبوعہ**
تلخیص ار جح المطالب	
اسلامی انقلاب اور اقوام عالم کا مستقبل	
فلسفہ اخلاق	
امام جعفر صادق رئیس مذہب شیعہ	
تحفۂ سجادیہ	**(ادعیہ)**
تحفۂ مجیدیہ	**(ادعیہ و زیارات)**
زیارت قبور مومنین	
قرآن مکرم اور ہم	
برکات رحمانیہ فی شرح خطبہ شعبانیہ (زیر طبع)	
خطابات و خطبات ج ا	**(زیر طبع)**
یادداشت و شخصیات	**(غیر مطبوعہ)**
ہندوستان میں عزاداری کی تاریخ	**(غیر مطبوعہ)**
قلم اپنا (مضامین)	**(غیر مطبوعہ)**
مبارکپور کے شیعہ علماء و زعماء	**(غیر مطبوعہ)[۱]**

۱ مجید البیان فی تفسیر القرآن صفحہ آخر۔

محمد شاکر نقوی، امروہوی

الدرالفاخر البحرالذاخر مولانا سید محمد شاکر دام ظلہ العالی کی ولادت ۲/ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ/۱۲مئی ۱۹۲۹ء کو سرزمین امروہہ پر ہوئی۔ آپ کے والد حاجی سید احمد صاحب مرحوم ریاست اکبر پور ضلع سیتاپور میں کورٹ آف آرٹ تھے۔

۱۹۳۴ء میں سیدالملت مولانا سید محمد امروہوی نے رسم بسم اللہ ادا کرائی۔ اس کے بعد محلّہ حقانی کے پرائمری اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

دینی تعلیم کا آغاز دارالعلوم سید المدارس امروہہ سے کیا جہاں مولانا ڈاکٹر سید محمد حبیب الثقلین، مولانا سید صابر حسین، سیدالملت مولانا سید محمد، مولانا فخرالحسن، منشی مشتاق حسین جیسے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

۱۹۴۵ء میں تکمیل درس کے لیے لکھنؤ تشریف لے گئے جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لیا اور اس طرح درجہ مولوی الف سے تحصیل علم کا سلسلہ شروع کیا۔

قوانین الاصول کا درس مولانا محمد مہدی زنگی پوری، فلسفہ و منطق مولانا کاظم حسین فقہ واصول سرکار مفتی احمد علی، شرح باب حادی عشر مولانا خورشید حسن امروہوی، ادبیات کا درس مولانا سید رسول احمد گوپالپوری سے لیا۔ اور مولانا ایوب حسین، مولانا محمد ہاشم صاحب سے بھرپور استفادہ کیا۔ مدرسہ کی آخری سند ممتاز الافاضل امتیازی نمبرات کے ساتھ حاصل کی۔ سیدالعلماء مولانا سید علی نقی نقوی سے گھر پر رسائل کا خصوصی درس لیا۔

آپ کی علمی استعداد کو دیکھتے ہوئے ۱۹۵۱ء میں جبکہ آپ زیر تعلیم تھے مدرسہ میں مدرس رکھے گئے۔

سرکار مفتی اعظم احمد علی صاحب مدرسہ کے پرنسپل تھے۔ مفتی صاحب کو آپ سے بیحد

محبت تھی۔ پدرانہ شفقت فرماتے تھے۔ ماہ مبارک رمضان میں مفتی صاحب اپنی مسجد میں بعد نماز ظہر موعظہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا بھی آپ کے موعظہ میں شرکت کے لیے گئے مفتی صاحب کی نگاہ جب آپ پر پڑی تو منبر سے یہ کہتے ہوئے اتر آئے کہ اس موعظہ کو میرا شاگرد مکمل کرے گا۔

مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی سب حیرت زدہ رہ گئے آج مفتی صاحب قبلہ یہ کیا فرمارہے ہیں۔ سارا مجمع مولانا کی طرف دیکھنے لگا آپ نے مفتی صاحب سے بہت اصرار کیا کہ حضور میں کہاں آپ کے موعظہ کو مکمل کرسکتا ہوں مگر استاد محترم کا حکم تھا اگرچہ یہ آپ کا سخت امتحان تھا مگر مفتی صاحب کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے موعظہ کہنا شروع کیا۔ آپ نے اسی نہج واسلوب پر موعظہ کہا جس اسلوب پر بیان جاری تھا۔ سامعین نے داد وتحسین سے نوازا اور آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کا اقرار کیا۔

مدرسہ کے نظم وضبط کے سلسلے میں سرکار مفتی اعظم آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے جب بھی مفتی صاحب لکھنؤ سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو آپ ہی مدرسہ کی نگرانی فرماتے تھے۔

۱۹۶۸ء میں مفتی صاحب کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوا۔ اس کے بعد امیر العلماء مولانا سید حمید الحسن صاحب مدرسہ کے پرنسپل منتخب ہوئے۔ آپ کی نگرانی میں مدرسہ نے ارتقائی سفر طے کیا اور مولانا بھی آپ کے ہمراہ مدرسہ کی ترقی میں کوشاں رہے۔ آپ نے مکمل طور پر اپنی ذات والا صفات کو مدرسہ کے لیے وقف کردیا ہے۔ ہر وقت مدرسہ کی ترقی اور تعلیمی معیار کی بلندی طلباء میں اخلاقی وتہذیبی قدروں کے تحفظ کے لیے سرگرداں رہتے ہیں۔

آپ کا انداز تدریس بھی منفرد ہے فلسفی مباحث کو مثالوں کے ذریعہ اتنا آسان کر دیتے ہیں کہ طلباء کے لیے وہ درس سہل ہو جاتا ہے۔ آپ فلسفہ و منطق کے تدریس کے علاوہ

علم ہیئت میں بھی عبور رکھتے ہیں۔اس علم کی معروف کتاب ''تصریح'' کا درس آپ ہی کے ذمہ ہے۔علم ہیئت کے اصول وقوانین کو طلباء کے ذہنوں پر اس طرح نقش کردیتے ہیں کہ وہ آسانی سے سمت قبلہ دریافت کر لیتے ہیں۔

راقم کو بھی آپ سے تلمذ حاصل ہے۔آپ کی مصروفیت کا یہ عالم ہے کہ مدرسہ کے علاوہ گھر پر بھی بڑی تعداد میں طلباء درس لینے آتے ہیں جن میں دیگر مدارس کے طلباء بھی شامل ہوتے ہیں۔آپ درسیات کے علاوہ طلباء کو تزکیہ نفس اور تہذیب نفس کے علاوہ شئون روحانیت کے تحفظ کی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں۔

طبیعت میں بلا کی سادگی پائی جاتی ہے نام ونمود سے دور گوشۂ مدرسہ میں مصروف تبلیغ رہتے ہیں۔مومنین کی حاجت روائی اوران کی مدد کرنا محبوب مشغلہ ہے۔کثیر تعداد میں آپ کے شاگرد دنیا میں تبلیغ دین میں مشغول ہیں۔

تصنیف وتالیف کا شوق عہد شباب سے تھا۔ پہلا مضمون ۸/جولائی ۱۹۵۵ء میں پردے کے موضوع پر ''پیام اسلام'' میں شائع ہوا جسے بہت پسند کیا گیا بالخصوص سید العلماء مولانا سید علی نقی مرحوم نے اس کی بہت زیادہ تعریف کی۔اس کے بعد سے مسلسل مضامین ہندوستان کے مؤقر جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

آپ عربی وفارسی کے مسلّم ادیب ہیں جس کا ثبوت آپ کا عربی وفارسی کلام ہے۔ منطق وفلسفہ کے علاوہ تفسیر قرآن پر بھی آپ کی دقیق نظر ہے۔

تفسیر کلینی:

یہ تفسیر ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں عربی زبان میں تحریر فرمائی جو ابھی زیر طبع ہے۔اس تفسیر کا اسلوب منفرد ہے۔

ثقۃ الاسلام شیخ محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الکافی'' میں احادیث کے

ذیل میں جو آیات قرآنی مستعمل ہوئی ہیں ان کی تفسیر روایات کے ذریعہ کی ہے۔جس میں چھ سو سے زائد آیات شامل ہیں۔

ابتداء:

''الحمدلله الذی کان وحده ولم یکن دونه نعلم نفسه بنفسه ولم یکن متنفس سواه.... اما بعد فهذا و کیف اقول ماهذا و کیف ادعی انه کافی یکفی و کیف اجتری للتهدیة الی حضور الثقلین المتروکتین و عینای تنظر المقنطرات من التفاسیر و التراجم حولهما لدونهما حاجبات لظهورهما لا یمکن زیارت و جههما نا طقاً او صامتاً ''

اس تفسیر کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جب اس تفسیر کا بعض حصہ حوزہ علمیہ قم کے استاد بزرگوار حضرت آیۃ اللہ احمد عابدی نے ملاحظہ فرمایا تو آپ نے فوراً مولانا کو انتہائی احترام وعقیدت کے ساتھ خط لکھا جس میں اس تفسیر کو قم روانہ کرنے اوراسے شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

بسم الله الرحمن الرحیم

سماحة سیدی و مولای الجلیل الاجل الاستاد آیة الله السید محمد شاکر دامت برکاته وجوده الشریف

سلام علیکم و رحمة الله و برکاته منکم الدعا

''امّا بعد، بخشی از تفسیر شما بدست من رسید تفسیری ابتکاری و شریف و عالمانه بود که صمیمانه تشکر و امتنان دارم و مشتاق هستم هر چه زود ترکل تفسیر را ارسال

بفرمائید تا بنده انشاء الله آن را درقم در آستانه مقدسه
حضرت معصومه سلام الله علیها به طبع برسانم

استدعا دارم

احمد عابدی

قم ایران

دیگر آثار علمی:

(۱) آپ کی معرکۃ الاراء تصنیف ''الظفرہ علی الطفرہ'' ہے۔ علماء ایران و ہند نے قدردانی کی اور داد وتحسین سے نوازا۔

(۲) الحکمة البالغه فی شرح الشمس البازغة (عربی، قلمی)

(۳) توضیح الرسائل: ترجمہ رسائل شیخ مرتضیٰ انصاری (بحث قطع و ظن)

(۴) ترجمه تصریح (هیئت)

(۵) ترجمه حمدالله

(۶) ترجمه صدرا

(۷) ترجمه شرح تجرید

(۸) خدمات جامعه ناظمیه

(۹) حیات سرکار مفتی اعظم

(۱۰) حیدری نصاب

(۱۱) جعفر تواب

(۱۲) تاریخ هزبری

(۱۳) کتاب موسیٰ (رد اسما عیلیه)

خداوند قدس آپ کے سایہ مبارک کو قائم و دائم رکھے۔ (آمین)

جعفر حسین استرزئی

محترم سید جعفر حسین استرزی پشتو زبان کے ارباب علم وادب میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ آپ کو قرآن مجید کے مطالعہ کا بڑا شوق ہے۔ آپ کا علمی و ادبی کارنامہ قرآن مجید کا پشتو زبان میں منظوم ترجمہ ہے۔ ترجمہ آپ نے پشاور پاکستان میں کیا جسے اہل علم وادب نے پسند کیا[1]۔

صاحب طبقات مفسران شیعه :

''مترجم آن دانشمند محترم سید جعفر حسین استرزئی از پژوهشگران شیعه در عصر معاصراست۔ این ترجمه به صورت منظوم و به لغت پشتو درپیشاور پاکستان انجام پذیر فته است[2]۔''

مولانا مرتضیٰ حسین فاضلؒ :

''سید جعفر صاحب استرزئی پایاں ضلع کوہاٹ نے پشتو میں ترجمہ نظم کیا یہ ترجمہ پشاور پاکستان سے چھپ چکا ہے[3]۔''

---

۱ کتاب نامہ بزرگ قرآن ج:۴، ص:۱۵۴۰۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۳۰۔

۳ مقالہ مولانا مرتضیٰ حسین فاضل مشمولہ توحید ص:۱۵۸۔

شمیم الحسن

آپ اردو زبان کے ارباب علم وادب میں ممتاز ہیں۔ اردو ادب پر عبور حاصل ہے۔ آپ کا علمی وادبی کارنامہ قرآن مجید کا منظوم ترجمہ ہے۔

منظوم ترجمہ قرآن مجید[۱]

یہ ترجمہ مکمل پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''مترجم آن دانشمندان محترم شمیم الحسن که از پیروان امامیه درهندوستان می باشد قرآن را به زبان اردو به صورت منظوم ترجمه نموده است[۲]۔''

۱ کتاب نامہ بزرگ قرآن ج:۴،ص:۱۵۴۰۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۳۰۔

محمد زکی، سید

آپ نے قرآن مجید کے بیس سوروں کا ترجمہ کیا جو بغیر متن عربی کے زرین آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوا تقریباً ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے[۱]۔

۱ امامیہ مصنفین کی تصانیف ج:۱،ص:۲۳۔

محمد اسحاق نجفی

مولانا شیخ محمد اسحاق نجفی نے آیۂ نجوی کی تفسیر لکھی جس کا نام ''تحقیق آیۂ نجوی'' ہے۔جس میں سورہ مجادلہ کی ۱۳ آیت کی تفسیر بیان کی ہے۔

یہ کتاب کراچی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۱۷۶۔

محمد فضل حق

آپ نے سورہ الحمد کی تفسیر لکھی جو ''البیان'' کے نام سے معروف ہے،معلوماتی تفسیر ہے۔جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی سے شائع ہوئی۔

۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے[1]۔

آپ کی دوسری تالیف ''حکایات القرآن'' ہے جس میں قرآن مجید کی روشنی میں حالات انبیاء علیہم السلام لکھیں ہیں۔جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی سے شائع ہوئی۔۵۲۸ صفحات پر مشتمل ہے[2]۔

[1] امامیہ مصنفین کی تصانیف ج:۱ص:۳۰۔

[2] تالیفات شیعہ ص:۲۷۳۔

شاکرحسین،موسوی نجفی

مولانا سید شاکرحسین موسوی صاحب نے قرآن پاک کا بلتستانی زبان میں ترجمہ کیا جونہایت سلیس اور روان ہے[۱]۔

[۱] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان شمالی علاقہ جات ص:۲۰۷۔

محمد احسن زیدی

ڈاکٹر آف ریلجنز اینڈ سائنس

آپ عصری علوم بالخصوص سائنس میں مہارت رکھتے ہیں۔قرآنیات سے خاص شغف ہے۔مطالعہ قرآن محبوب مشغلہ ہے۔آپ نے ملازمت کی ذمہ داری کے باوجود قرآن مجید کا سلیس زبان میں ترجمہ کیا۔ترجمہ عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے۔زبان نہایت شستہ اور سادہ ہے۔

تعبیر القرآن، کے عنوان سے جناب سید محمد عسکری عابدی نوگانوی نے شائع کیا ہے۔جوتقریباً ۱۰۰۰ اصفحات پر مشتمل ہے۔

ملنے کا پتہ: C/85 سادات کالونی ڈرگ روڈ کراچی

سورہ الفیل کا ترجمہ:

''اے نبی کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیا اللہ نے ہاتھی والوں کی چال اور مکر کو بیکار و بے نتیجہ نہیں کر دیا تھا۔اوران پر حملہ کے لیے ابابیل پرندوں کو مسلط ہو جانے کے لیے بھیجا گیا تھا اور وہ ابابیل پرندے ہاتھیوں والوں پر مٹی کے ڈھیلے برسا رہے تھے۔ انھیں ایسی ماردی گئی کہ جگالی کے لیے تیار کئے ہوئے بھوسے کی مانند ہو گئے۔

عرض ناشر میں سید محمد عسکری عابدی نے ترجمہ کی اشاعت کی اہمیت بیان کی ہے۔دیباچہ سید برکت حسین رضوی کا ہے جس میں ترجمہ کی خصوصیات اور انفرادیت پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ نسخہ مکتبۃ العلوم کراچی میں راقم نے دیکھا۔

طیب آقا، جزائری، لکھنوی

آیت اللہ مفتی طیب آقا جزائری کی ولادت ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء کولکھنؤ میں ہوئی۔آپ کے والد ماجد مفتی محمد علی صاحب اور دادا مفتی محمد عباس شوشتری تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر جامعہ ناظمیہ میں زیر تعلیم رہ کر جامعہ کے جید اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ عربی فارسی بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کیے۔ تکمیل دروس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے عراق روانہ ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں گیارہ سال تحصیل کر کے فقہ، اصول، عقائد وکلام میں ملکہ حاصل کیا۔ نجف میں قیام ہی کے دوران آپ نے نماز جمعہ کے سلسلہ میں کتاب لکھی ”**لمعہ ساطعہ**“ جو بہت مشہور ہوئی۔ نجف سے کراچی واپس آئے اور درس وتدریس میں مشغول ہوئے اس کے بعد لاہور میں امام جمعہ منتخب ہوئے ”ادارہ علوم آل محمد“ قائم کیا۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد ایران چلے گئے۔ آج کل قم مقدسہ میں مقیم ہیں۔ آپ کی تالیفات کی بڑی تعداد ہے[1]۔

التعلیقات علی تفسیر القمی:

آپ نے علامہ علی بن ابراہیم ”قمی کی تفسیر جو ”تفسیر قمی“

کے نام سے مشہور ہے اس پر حاشیہ لکھا یہ تفسیر حاشیہ کے ساتھ قم مقدسہ ایران سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ حاشیہ علمی اور تحقیقی ہے[2]۔

---

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص:۱۴۵۔

۲ تالیفات شیعہ ص:۲۰۳۔

محمد حسن رضوی، امروہوی

پندرہویں صدی کے نامور مفسر قرآن ڈاکٹر مولانا محمد حسن رضوی کی ولادت ۲۰ رصفر ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ والد ماجد مولانا سید انیس الحسنین مرحوم بلند پایہ عالم دین تھے۔ رضوی صاحب نے سندھ یونیورسٹی حیدرآباد سے ادبیات عربی وفارسی میں بی اے کیا۔ ساتھ ہی ساتھ مدرسہ مشارع العلوم حیدرآباد سے دینی تعلیم حاصل کی پھر جامعہ عربیہ پاکستان سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

مشہد مقدس ایران میں رہ کر آقای فلسفی، آقای شریعتی اصفہانی، آقای مرزا مہدی پویا، سے استفادہ کیا اور اس سے قبل پاکستان میں علامہ رشید ترابی خطیب اعظم سید محمد دہلوی، علامہ سید محمد رضی امروہوی، مولانا ابن حسن جارچوی اور مولانا ثمر حسن امروہوی سے کسب علم کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد فیض عام کالج کراچی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلامک ریسرچ سینٹر میں بحیثیت ریسرچ اسکالر ڈپٹی ڈائریکٹر اور ڈائرکٹر تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

آپ محقق، مصنف ہونے کے علاوہ بین الاقوامی ذاکر وخطیب بھی ہیں۔ ماہ محرم میں ۳۰ سال امریکہ میں مجالس کو خطاب کیا۔ آسٹریلیا، افریقہ، لندن میں بھی مجلسیں پڑھیں[1]۔

قرآنیات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ آپ کا علمی کارنامہ تفسیر قرآن ہے۔

ترجمہ قرآن:

آپ نے قرآن مجید کا علیحدہ ترجمہ کیا جس کے حاشیہ پر آیات قرآنی ہیں اور جلی

---

۱ خط بہ نام مؤلف کتاب

حروف میں ترجمہ لکھا ہوا ہے تاکہ اردو داں طبقہ آسانی سے قرآن کا ترجمہ سمجھ سکے۔ یہ ترجمہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی سے ۱۴۱۴ھ میں شائع ہوا[۱]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''عالم بارع آقای محمد حسن رضوی یکی از اعلام قرآنی امامیه در قرن پانزدهم می باشد او ترجمه و تفسیر را در سی جزء به صورت رحلی به زبان اردو انجام داده است[۲]۔''

خلاصۃ التفاسیر:

۳۰ جلدوں میں یہ تفسیر پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ کراچی سے شائع ہوئی۔

خصوصیات:

تفسیر میں تمام اہم مکاتب فکر کی نمائندہ تفاسیر کا آسان اور واضح اردو زبان میں خلاصہ کیا ہے۔ تفسیر اہلبیت علیہم السلام کو اولین مقام دیا ہے۔

پیچیدہ اور دقیق مباحث سے احتراز کیا۔

جستہ جستہ اشعار عربی اور ادبی امثال کو خاص جگہ دی تاکہ دلچسپی برقرار رہے۔

جدید علوم سے کافی استفادہ کیا گیا ہے اور حوالے دیئے گئے ہیں۔

خاص طور پر تفسیر کبیر فخر الدین رازی، تفسیر مجمع البیان طبرسی، تفسیر روح البیان، تفسیر انوار النجف، تفسیر کشاف، تفسیر بیضاوی، تفسیر قرطبی، تفسیر المیزان، تفسیر نمونہ، لسان العرب، مفردات راغب لغات القرآن، احکام القرآن سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

---

۱ تالیفات شیعہ ص:۴۸۵۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۱۰۵۹۔

زبان و بیان صاف اور سلجھا ہوا ہے۔

دیگر آثار علمی:

روح قرآن
قرآن مجید کے ۱۰۰ موضوعات کی تفسیر
انتخاب اصول کافی
اصول کافی انگریزی ترجمہ
انتخاب علل الشرائع
انتخاب خصال شیخ صدوق
انتخاب ثواب الاعمال
تعارف عقائد شیعہ
انتخاب از ترجمہ صواعق محرقہ
اصول دین
اثبات و معرفت خدا
انتخاب معانی الاخبار
روح و موت کی حقیقت
انتخاب مفاتیح الجنان

ریڈیو، ٹیلی ویژن پر اکثر آپ کے علمی مذاکرات بھی نشر ہوتے رہتے ہیں۔

بشیر حسین، نجفی

فقیہ اھلبیت مرجع عالیقدر آیۃ اللہ بشیر حسین کی ولادت جالندھر پنجاب کے علمی اور مذہبی خانوادہ میں ہوئی آپ کے والد ماجد صادق علی ایک دیندار انسان تھے۔آپ کے چچا مولانا محمد ابراہیم اور مولانا خادم حسین اپنے زمانے کے بلند مرتبہ علماء میں سے تھے۔

آیۃ اللہ بشیر حسین نے ابتدائی تعلیم انھیں دو بزرگوں سے حاصل کی ۱۹۴۷ء میں آپ کے خانوادے نے ہندوستان سے پاکستان ہجرت کی اور باتاپور نواح لاہور میں سکونت اختیار کی۔ باتاپور میں اس وقت بہت کم شیعہ تھے مگر آپ کے خانوادہ کی برکت سے اس قصبہ میں شیعوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔آپ کے بزرگوں نے معارف اہلبیت کی ترویج کی اور لوگوں کو پیروے اہلبیت علیہم السلام بنایا۔

آیۃ اللہ بشیر نے اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۶۱ء میں جامعۃ المنتظر لاہور میں داخلہ لیا اور وہاں ۱۹۶۵ء تک تحصیل علوم میں مصروف رہ کر شیخ الجامعہ مولانا شیخ اختر عباس نجفی سے استفادہ کرتے رہے۔اس کے بعد عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں مصروف درس و بحث ہوئے۔آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی کے درس خارج میں شرکت کر کے فقہ واصول میں اعلیٰ مہارت حاصل کی۔آقای شیخ راستی شیخ مرزا کاظم تبریری، آقا سید محمد روحانی جیسے جید روحانی علماء سے کسب فیض کیا۔نجف اشرف کی روحانی اور علمی فضا میں علوم اہلبیت کی تحصیل کے ذریعہ تزکیہ نفس علم وعرفان کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے۔آپ کو عقائد وکلام، فلسفہ و ادبیات میں مکمل عبور حاصل ہے۔آپ کی فقہی آرا کو فقہاء احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

آپ کا قیام نجف اشرف میں ہے اور حوزہ علمیہ نجف کے زعیم حوزہ ہیں آقای خوئی کی وفات کے بعد آپ ہی حوزہ کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔ یہ سرزمین ہند کو شرف حاصل ہے کہ

ایک ہندوستانی عالم وفقیہ حوزہ کا زعیم ہے۔

جنوری ۲۰۰۹ء میں جب حقیر حج وزیارات کے لیے گیا تو نجف اشرف میں آپ سے ملاقات کا بھی شرف حاصل ہوا۔موصوف نے حقیر کو خصوصی وقت دیا اور ہندوستان کے حالات اور دینی مدارس کے بارے میں دریافت کیا۔جس سے ایسا محسوس ہوا کہ آپ رہتے نجف اشرف میں ہیں مگر دل ہندوستان میں رہتا ہے۔

آپ نے مجھے حوزہ علمیہ نجف اشرف کے بارے میں بتایا اور آئندہ کے منصوبوں کی بھی جانکاری دی۔آپ نے حوزہ کو حیات نو بخشی۔طلباء کے قیام وطعام کا معقول انتظام فرمایا۔جدید ہاسٹل قائم کئے اور کتب خانوں کی بنیاد رکھی۔آپ کا سب سے بڑا اجہاد یہ ہے کہ صدام کے زمانے میں اس کے مظالم برداشت کرتے رہے مگر آپ نے نجف اشرف نہیں چھوڑا اگر چہ بہت سے کرم فرما لوگوں نے رائے دی کہ آپ نجف چھوڑ کر کسی اور ملک چلے جائیں مگر آپ نے فرمایا اگر ہم ہی حوزہ چھوڑ کر چلے گئے تو پھر اس حوزہ کا کیا ہوگا جو ہمارے اسلاف کی یادگار ہے اور شیعیت کی اساس ہے۔آپ نے انتہائی ہمت وجرأت کے ساتھ صدامی مظالم کا سامنا کیا اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ وہیں مقیم رہے۔آج آپ کی محنت رنگ لائی بحمد اللہ حوزہ علمیہ نجف پھر اپنی اصل حالت پر پلٹ آیا ہر طرف طلباء نظر آتے ہیں۔ روضہ اور مساجد میں سابقہ کی طرح درس و بحث کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے ہر طرف علمی سرگرمیاں نظر آرہی ہیں علماء درس وتدریس میں مصروف ہیں تحقیق اور علمی کام انتہائی تیزی سے انجام دئے جارہے ہیں۔ یہ تمام حالات دیکھ کر دل بہت خوش ہوا یہ سب آپ ہی کی حسن تدبیر اور قربانی کا ثمرہ ہے۔

آپ کا شمار نجف اشرف کے بزرگ مراجع میں ہوتا ہے۔آپ کے مقلدین دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔آپ مجدد حوزہ ہیں۔آپ کا وجود مسعود نعمت مترقبہ ہے خداوند عالم آپ کو حفظ وامان میں رکھے۔

تفسیر آیات الاحکام: آپ کی تفسیری خدمات میں تفسیر آیات الاحکام ہے جس میں فقہی احکام سے متعلق آیات قرآنی کی تفسیر بیان کی ہے جو نجف اشرف[1] سے شائع ہوئی۔

دیگر تالیفات

حاشیہ مکاسب شیخ مرتضیٰ انصاری

شرح کفایۃ الاصول

شرح مقدمہ قوانین الاصول

حاشیہ بر منظومہ (فلسفہ)

کتاب الاصول (اصول فقہ)

حاشیہ بر شرح تجرید

قواعد فقہی

حاشیہ شرح حادی عشر

آپ کا درس خارج نجف اشرف میں جاری ہے جس میں بڑی تعداد میں طلباء شرکت کرتے ہیں۔

۱ تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص:۶۰۔

رضی جعفر نقوی

حجۃ الاسلام مولانا سید رضی جعفر صاحب کا تعلق کھجوا ضلع سارن صوبہ بہار سے ہے۔ آپ کی ولادت ۲۲/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کھجوا میں ہوئی۔ والد ماجد مولانا سید علی حیدر اعلیٰ اللہ مقامہ اپنے عہد کے جید اور کثیر التصانیف عالم تھے۔

آپ نے قرآن مجید اور ابتدائی دینی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اس کے بعد بارہ سال کی عمر میں سلطان المدارس لکھنؤ میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۲ء میں سند الافاضل کی سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ عربی وفارسی بورڈ سے مولوی اور عالم کے امتحانات پاس کیے۔

۱۹۶۵ء میں پاکستان چلے گئے اور جامعہ امامیہ مدرسۃ الواعظین کراچی میں تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور ''ممتاز الواعظین'' کی سند حاصل کی۔ کراچی یونیورسٹی سے فاضل عربی کیا۔ اس کے بعد قم ایران تشریف لے گئے۔ آقای اعتمادی مرحوم سے رسائل ومکاسب کا درس لیا اور وہاں سے عازم عراق ہوئے نجف اشرف میں جید علماء وفضلاء کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کیا۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۵ تک عراق میں مشغول درس و بحث رہے آیۃ اللہ محسن الحکیم، آیۃ اللہ خوئی، امام خمینی، آقای عبدالاعلیٰ سبزواری، آقای باقر الصدر، آقای جواد تبریزی جیسے اساتذہ سے کسب فیض کیا۔

نجف اشرف سے واپسی کے بعد جامعہ امامیہ میں مشغول تدریس ہوئے اور طلاب علوم دینیہ کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہوگئے۔ آپ اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ پاکستان میں ''تنظیم المکاتب'' آپ ہی کی سرپرستی میں رواں دواں ہے تقریباً ایک ہزار مدارس کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ اس کے علاوہ خطیب ومقرر بھی ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں مجالس کو خطاب کیا۔ اس کے علاوہ آپ پختہ کار صاحب قلم ہیں۔ بڑی تعداد میں

تخلیقات منظر عام پر آ چکی ہیں۔قرآنیات پر گہری نظر ہے۔قرآن وتفسیر قرآن کے دروس بھی دئے ہیں جو بیحد مقبول ہوئے[۱]۔

آپ کا علمی شاہکار ترجمہ قرآن ہے جو بہت جلد منظر عام پر آنے والا ہے۔راقم نے یہ ترجمہ ماہنامہ اصلاح لکھنؤ کے دفتر میں دیکھا جس کی کتابت مکمل ہو چکی ہے۔ پروف ریڈنگ کا کام جاری ہے۔

ترجمہ قرآن:

یہ ترجمہ سلیس اور معنی خیز ہے علمی مطالب کے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔ حاشیہ پر ضروری وضاحت انتہائی محققانہ انداز میں کی گئی ہے اور ان تمام شکوک و شبہات کو دور کیا گیا ہے جو اکثر ذہن انسانی میں جنم لیتے رہتے ہیں۔ثقیل الفاظ کی تشریح اور حل لغات کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ہر مطلب کو مع حوالہ نقل کیا ہے۔

''**و وجدک ضالاً فهدیٰ**'' کا ترجمہ کیا'' آپ کو کھویا ہوا پایا تو رہنمائی کی۔''

اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:''اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اہل مکہ اور دنیا والوں کی نگاہوں سے آپ کی رسالت پوشیدہ گویا کھوئی ہوئی تھی پھر اعلان رسالت کے ذریعہ خداوند عالم نے لوگوں کی رہنمائی آپ کی عظمت رسالت کی طرف کر دی۔

لفظ''ضال'' کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں

''لفظ ضال کے بارے میں اہل تحقیق نے بہت سے معنی تذکرہ کیے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی''ضال''عربی زبان میں اس درخت کو بھی کہتے ہیں جو صحرا میں اکیلا کھڑا ہو۔تو گویا آیت کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وقت کے صحرا میں آپ ایک اکیلے درخت کی حیثیت سے کھڑے تھے۔جس میں پھل لانے اور ایک پورا باغ پیدا کر دینے کی صلاحیت موجود تھی۔مگر آپ کے اعلان رسالت سے پہلے یہ صلاحیت لوگوں کے کام نہیں آ رہی تھی پھر جب خداوند

[۱] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان (فارسی) ص:۱۰۱۔

عالم نے پہلی وحی بھیجی تو گویا لوگوں کی رہنمائی اس درخت کی طرف فرمادی۔''

اس طرح کی تشریحات سے یہ ترجمہ مزین ہے جو بہت مفید کارآمد ہیں۔

دیگر تالیفات:

عقائد الشیعه
مقصد حیات
تلاش حق
سوانح حضرت قنبر
الله اور عقل
سوانح آقای باقر الصدر
مسئله شفاعت اور قرآن
تدوین حدیث و حالات محدثین
نور و نار
غزوات امیر المومنین
ضرورت تقلید
طرزبندگی
سوانح حضرت کمیل
راهنائے حج
فقه جعفری اور زکوٰة
زاد سفر
مؤلفین صدر اسلام
وجود حضرت حجت اور عقل

تلمیذ حسنین رضوی

حجۃ الاسلام مولانا سید تلمیذ حسنین رضوی کی ولادت یکم جنوری ۱۹۴۱ء میں ہوئی۔ والد ماجد مولانا سید اظہار الحسنین عشروی صدر الافاضل اور مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ اپنے دور کے جید عالم دین تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ سلطان المدارس خیر پور میں حاصل کی۔ والد ماجد کے علاوہ مولانا مظاہر حسین گوپالپوری اور مولانا محمد قاسم صاحب سے استفادہ کیا دوسال جامعہ امامیہ لاہور میں درس حاصل کیا جہاں مولانا سید آغا جعفر ابن مولانا علی حیدر کھجوی آپ کے ہمدرس تھے۔ ۱۹۵۹ء میں منشی فاضل اور ۱۹۶۱ء میں فاضل عربی کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا اور سندھ یونیورسٹی سے ایم.اے. عربی، ۱۹۶۹ء میں درجہ اول پاس کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ۱۹۷۴ء میں ایم.اے. فارسی اور ۱۹۷۹ء میں ایم.اے. اردو پاس کیا۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۰ء تک ماہر مضمون اردو کی حیثیت سے صوبۂ سندھ کی نمائندگی کرتے ہوئے پرائمری، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی مدارس کا نصاب تیار کیا اور ۲۵ نصابی کتب تحریر کیں۔ جن میں عربی کتب صوبۂ سندھ میں لازمی طور سے پڑھائی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ مدرسہ مشارع العلوم حیدرآباد میں درس وتدریس اور خانۂ فرہنگ ایران حیدرآباد میں فارسی اور نیشنل سینٹر حیدرآباد میں عربی ادب کا درس دیتے رہے۔ ۱۹۸۴ء میں مسلم فاؤنڈیشن کے تعاون سے مومنین نیویارک امریکہ نے مجالس سے خطاب کرنے کی دعوت دی اور اس طرح امریکہ آنے جانے کا سلسلہ ۱۹۸۷ء تک جاری رہا۔ ۱۹۸۷ء میں حوزہ علمیہ مدینہ نیویارک میں درس کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۹۸۹ء میں مسلم فاؤنڈیشن کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ نیوجرسی کے مختلف اداروں آستانۂ زہرا، بیت ولی العصر اور بیت القائم کے ساتھ منسلک رہ کر مختلف خدمات انجام دیں اور بحمد للہ یہ سلسلہ جاری ہے۔ ۲۰۰۰ء سے شاہ

نجف لانگ آئی لینڈ میں ریزیڈنٹ عالم کی حیثیت سے خدمت دین میں مصروف ہیں[1]۔
آپ کو تصنیف وتالیف کا بڑا شوق ہے کچھ آپ کی تالیفات ہیں اور کچھ کے ترجمے کیئے۔

ترجمہ تفسیر الصافی:

ملا فیض کاشانی کی مشہور تفسیر ''الصافی'' کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ ترجمہ نہایت شستہ اور صاف زبان میں ہے اس کے علاوہ تفسیر سورہ رحمٰن کا ترجمہ تفسیر میزان سے کیا۔ ترجمہ میں آپ کو اعلیٰ مہارت حاصل ہے۔

دیگر آثار علمی:

فضائل علی ابن ابی طالب
فضائل کربلا
اذان
خیر الزاد
لغات الحدیث
جواهر پارے
منابع حدیث
زادالصالحین[2]

[1] سوانح حیات علامہ حامد حسین عشروی ص:۱۵۳۔
[2] مقدمہ منتخب مفاتیح الجنان ص:۳۰۔

علی قلی قرائی

محترم سید علی قلی قرائی حیدرآبادی کا شمار پندرہویں صدی ہجری کے ممتاز انگریزی مترجمین قرآن میں ہوتا ہے۔ آپ کا تعلق حیدرآباد دکن سے ہے۔ آپ کے اجداد ایران سے ہندوستان آئے اور حیدرآباد دکن میں مقیم ہو گئے۔ قرائی صاحب کو انگریزی زبان و ادب پر مکمل عبور حاصل ہے۔ قم مقدسہ ایران میں مقیم ہیں اور علم و ادب کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ کی متعدد کتب انگریزی زبان میں منظر عام پر آ چکی ہیں۔

علمی اور یادگار کارنامہ ترجمہ قرآن (انگریزی) ہے جس کی زبان نہایت صاف و شفاف ہے۔ یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا۔ پہلی بار یہ ترجمہ انصاریان قم ایران سے شائع ہوا۔ اس کی مقبولیت دیکھتے ہوئے دوسرا ایڈیشن لندن سے زیور طبع سے آراستہ ہوا۔

شاہد حسین، میثم (طبع ۱۴۳۰ھ)

مولانا سید شاہد حسین میثم نوجوان فعّال عالم دین ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء نونہرہ ضلع غازی پور میں ہوئی۔ والد سید احتشام علی مرحوم اور دادا سید طاہر حسین مرحوم جو پیشے سے انجینئر تھے۔ نانا نادرۃ الزمن علامہ ابن حسن نونہروی طاب ثراہ فن خطابت میں عالمی شہرت یافتہ تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔ ایم.ایس.سی. کرنے کے بعد ایران روانہ ہوئے اور حوزہ علمیہ قم میں تقریباً آٹھ سال تعلیم حاصل کی، ہمارے معاصر ہیں، ہم دونوں مدرسہ حجتیہ قم میں مشغول تحصیل علم تھے۔ آپ نے ہندوستان آنے کے بعد علی گڑھ میں ادارۂ امامیہ یوتھ آرگنائزیشن قائم کیا جس کے ذریعہ سماجی اور دینی خدمات انجام دیں۔ قم سے واپس آنے کے بعد سلطان المدارس لکھنؤ اور ''صدر الافاضل'' کی سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ کمپیوٹر کی بھی اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ سافٹ ویئر کے علاوہ ہارڈ ویئر میں بھی ڈپلوما کیا۔ اس طرح آپ کو دینی وعصری علوم میں اعلیٰ مہارت حاصل ہے۔ تبلیغی سلسلے میں مختلف ممالک کے سفر کر چکے ہیں۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا بھی شوق ہے۔

تفسیر آیات مشکلہ:

اس کتاب میں منتخبہ تیس آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ سوال قائم کر کے جواب کی شکل میں تفسیر تحریر کی ہے۔ آپ تحریر کرتے ہیں:

''جہاں تک کتاب میں اپنائی گئی روش کا تعلق ہے تو شاید پڑھنے والے کو ایسا لگے کہ اس کا انداز، رائج طریقہ کار سے ذرا مختلف ہے کیونکہ اس میں

سوالات کے ذیل میں آیات کو پیش کیا گیا ہے۔ میں نے ایسا اس لیے کیا تا کہ کتاب کی افادیت بڑھ جائے اور پڑھنے والے کو سابقہ مفسرین کے نظریات جاننے کے ساتھ ساتھ اپنے ذہن میں اُٹھنے والے بہت سے جواب بھی مل جائے۔''

وہ سوالات جو آپ نے قائم کیئے:

کیا آدم وحوا نے گناہ کیا تھا؟ حضرت آدم کس کے خلیفہ تھے؟ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولا تھا؟ کیا حضرت موسیٰ کو شیطان نے بہکا دیا تھا؟ کیا جناب ایوب پر شیطان کا غلبہ ہو گیا تھا؟ کیا جناب یونسؑ نے گناہ کیا تھا؟ کیا جناب عیسیٰؑ بچپن ہی میں نبی تھے؟ کیا حضرت رسول خداؐ نے کوئی گناہ کیا تھا جسے اللہ نے معاف کیا؟ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف کرتا ہے یا نہیں؟ کیا قرآن مجید میں شکر وعبادت کا مفہوم ایک ہے؟ بنی اسرائیل کی فضیلت کا سبب کیا تھا؟ کیا شفاعت کی درخواست بھی جائز نہیں؟ وغیرہ۔

اس کے علاوہ مفسرین کے درمیان اختلاف اور محققین کے نظریات کو بھی جگہ دی ہے۔ ماخذ کے طور پر قدیم وجدید تفاسیر سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

یہ کتاب امامیہ یوتھ آرگنائزیشن علی گڑھ سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔ ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

دیگر آثار علمی:

یہودیت مطبوعہ دھلی ۲۰۰۲

امام زین العابدین مشکلات، جدوجہد اور کارنامے

مطبوعہ علیگڑھ ۲۰۰۹

حیدر حسین

سید حیدر حسین مرحوم، مشہور عالم شمس العلماء مولانا سید حسین رضا صاحب مدراسی کے فرزند تھے۔ مطالعہ قرآن سے خاص دلچسپی تھی۔ آپ کی علمی یادگار کتاب ''جواہر فضائل'' ہے۔ جس میں قرآن مجید کی ۴۲۳ آیات کی تفسیر بیان کی جو حضرات اہل بیت علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ جسے آپ کے فرزند میر احمد صاحب نے اکرام حسین پریس پر ہلا دگھاٹ بنارس سے شائع کیا۔

مولانا سید محمد یوشع فیضی زنگی پوری پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''شمس العلماء مولانا سید حسن رضا صاحب نقوی اعلیٰ اللہ مقامہ (مدراس) کی جلیل القدر ذات بابرکات جنوب میں بالعلوم اہل علم میں بالخصوص محتاج تعارف نہیں۔ مگر گوشہ نشینی کی وجہ سے شہرت عامہ حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کے فرزند ارجمند سید حیدر حسین صاحب نقوی مغفور نے از راہ عقیدت ان آیات کو مع تفسیر شائع کرنے کا ارادہ کیا جو فضائل محمد وآل محمد میں وارد ہوئی ہیں۔''

حجۃ الاسلام مولانا سید شمیم الحسن صاحب پرنسپل جامعہ جوادیہ بنارس رقمطراز ہیں:

''اس تفسیر میں درحقیقت مناقب آل رسول کا ایک بے بہا خزانہ ہے۔ اقوال معصومین علیہم السلام کی روشنی میں تفسیر مرتب کی گئی ہے۔ لہٰذا تفسیر بالرائے سے مرتب محترم بری ہیں۔''

علی محمد نقوی، پروفیسر

علامہ پروفیسر سید علی محمد نقوی کا شمار پندرہویں صدی کے مایہ ناز انگریزی مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ آپ مشہور عالم، فاضل، متکلم اور فلسفی ہیں آپ کا تعلق خاندان اجتہاد سے ہے جد اعلیٰ آیت اللہ سید دلدار علی غفران مآب طاب ثراب اور والد ماجد سید العلماء سید علی نقی نقوی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں ہوئی۔ دینی تعلیم والد ماجد سے حاصل کر کے اعلیٰ استعداد کے حامل ہوئے۔ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔اے۔ انگریزی اور M.T.H کیا۔

۱۹۷۴ء میں نہائی دروس کی تکمیل کے لیے ایران روانہ ہوئے اور وہاں جید اساتذہ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے محنت و لگن سے وہ اعلیٰ مقام حاصل کیا کہ آپ کا شمار ایران کے ممتاز علماء میں ہونے لگا اور دنیا میں مشہور اسلامی اسکالر کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے۔

ایران کی وزارت تعلیم نے نصابی کتب بورڈ میں بطور ممبر نامزد کیا۔ آپ نے تصنیف و تالیف کا آغاز ایران میں قیام کے دوران ہی کر دیا تھا آپ کی فارسی کتب مشہور اشاعتی اداروں نے شائع کیں۔ پہلی مطبوعہ کتاب ''آئی ڈیولوجی انقلابی اقبال'' علامہ اقبال کی مذہبی نظریات پر مبنی ہے۔ دوسری کتاب ''فرہنگ اصطلاحات اسلامی'' ہے جو انتشارات اسلامی تہران سے شائع ہوئی۔

تیسری کتاب دو جلدوں میں امیر کبیر پبلکیشن سے شائع ہوئی۔ ''جامعہ شناسی غریب گیرائی''، تحقیقی کتاب ہے جس میں مغربی تہذیب سے مقابلہ آرائی کے لیے اسلام کے نئے نظریات مرحلہ وار پیش کئے۔ یہ کتاب ایران کی یونیورسٹی میں اسلامی تحریک، تہذیب و تمدن کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوئی۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد آپ ''دانشور ایران'' کے عنوان سے پہنچانے جائے لگے۔ یہ کتاب

بیروت سے عربی زبان میں بھی شائع ہوئی۔ مولانا سید علی محمد نقوی کو عروج حاصل ہوا ان چار کتابوں سے جن میں انھوں نے اسلامی تہذیب کا احاطہ کیا ہے یہ کتابیں ایران کی وزارت تعلیم نے بی۔ایڈ۔ کے کورس میں داخل کیں۔ آپ پہلے ہندوستانی عالم ہیں جنھیں یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کی تحقیق کتابی شکل میں ''اسلامی اعتقاد کا نصاب A Manual of Islamic Belief لندن سے شائع ہوئی۔

ہندوستان واپس آنے کے بعد آپ نے مذاہب کے تقابلی منصوبہ پر کام کیا۔ ہندوستانی فکر و مذاہب کا اسلام سے تفصیلی موازنہ کیا۔ یہ تخلیق دو ضخیم جلدوں میں تقریباً دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے پہلی جلد ہندوستان کے قدیم مذہبی خیالات پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد میں ہندوستان کے جدید معاشرہ اور معاصرانہ مذاہب کے خیالات کا تجزیہ کیا ہے۔ کسی مسلمان کے ذریعہ اس موضوع پر پہلا کارنامہ ہے۔

آپ کا موجودہ پروجیکٹ مگم اوپس Magmumopus ہے جو کہ انگریزی زبان میں قرآن مجید کی جامع تفسیر لکھنا ہے جس کی دو جلدیں شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں ایک پارہ کی تفسیر ایک جلد میں ہے اس طرح ۳۱ جلدوں میں تفسیر کی اشاعت کا پروگرام ہے۔ آخری جلد مضامین کی تفصیلی فہرست پر مشتمل ہوگی۔ اور قرآن پاک کا مکمل ترجمہ رومن رسم الخط میں بھی شائع کرنے کا منصوبہ ہے۔

دوسرا پروجیکٹ دس جلدوں میں اسلامی نظریات اور روحانی نظام کو پیش کرنا ہے۔ آپ کی تخلیقات عربی، کردش، ترکی، جرمنی، فرنچ اور انگریزی زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں پروفیسر اور ڈین فیکلٹی آف تھیالوجی ہیں۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کے تاسیسی ممبر اور آل انڈیا مسلم کونسل ہند کی ایکزیکوٹیو کونسل کے ممبر ہیں۔ مدینۃ العلوم کالج کے تاسیسی جنرل سکریٹری اور صدر امامیہ مشن بھی ہیں۔ امریکہ، انگلینڈ، جاپان، کوریا، ہانگ کانگ وغیرہ ممالک میں اعلیٰ کانفرنسوں میں شرکت کر چکے ہیں۔ بیس سے زائد کتب

طبع ہوچکی ہیں۔سو سے زائد مقالے معیاری رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔خداوند عالم آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

دیگر آثار علمی:

دی میننگ آف دی ہولی قرآن (پارٹ ون) مع ترجمہ
جامعہ شناسی ۲ جلد مطبوعہ تہران
اے مینول آف اسلامک بلینس اینڈ پریکٹس مطبوعہ لندن ۱۹۹۰ء
الالتجاح الغربی (عربی تہران)
اے اسٹیڈی آف دی انڈین ریلجس تھاٹس دو جلد
سوشیالوجی (مطبوعہ ایران)
این انایٹک اسٹیڈی آف دی لائف دی پرافٹ اینڈ امام فارسی، (ایران)
اے ڈکشنری آف اسلامک ٹرمناجولی (عربی. انگریزی) تہران
دی ریلجیس تھاٹ آف علامہ اقبال تہران ۱۹۸۶ء
اسلام وملّی گرائی
الاسلا م والقیامۃ (عربی، قم)
اسلام اینڈ نینشل ازم
اسلام وملت کلک (ترکی)
اسلام وملت خواضی (کردش)
اقبال فلاسفی آف کلچر و ایجوکیشن[1]

---

[1] جائزۂ شہید مطہری اولین دورہ ص:۳۳۔

رضا حسین، ڈاکٹر (طبع ۱۴۲۸ھ)

ڈاکٹر سید رضا حسین نقوی کا تعلق ارباب علم وادب میں ہوتا ہے۔آپ کا پیشہ طبابت ہے دینی امور سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔مختلف اسلامی موضوعات پر لکھتے رہتے ہیں۔قرآن مجید کے مطالعہ سے گہرا شغف ہے۔

محکم آیات:

آپ نے اس کتاب میں متعدد سوروں سے محکم آیات کو مع اردو ترجمہ کے جمع فرمایا، اور سوہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۰ سے محکم آیات کا آغاز کیا ہے۔اس تالیف کی بنیاد آیۃ کریمہ ''**هوالذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هُنَّ اُمُّ الکتاب وَ اُخر متشابهَات**'' ہے۔مولانا سید حسن ظفر نقوی نے اپنی تقریظ میں تحریر کیا ہے کہ

> ''متعدد بزرگ علمی شخصیات نے آیات محکمات اور آیات متشابہات کی تعریف وتفسیر ضرور بیان کی ہے مگر ایک جگہ تمام آیات محکمات کو میں نے نہیں دیکھا[1]۔''

یہ علمی کاوش نور ہدایت فاؤنڈیشن حسینیہ غفران مآب لکھنؤ سے نومبر ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی[2]۔

---

[1] محکم آیات ص:۶۔

[2] راہ اسلام شمارہ:۱۶ جنوری تا جون:۲۰۱۰ص:۲۰۸۔

نثار احمد، زین پوری

مولانا نثار احمد صاحب کا شمار مشہور اہل قلم میں ہوتا ہے۔ ترجمہ نگاری کے میدان میں آپ کی خدمات یادگار ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء میں ہوئی۔ قصبہ زین پور ضلع سہارنپور سے تعلق ہے والد ماجد محمد اسماعیل صاحب نیک سیرت مذہبی انسان ہیں۔ ابتدائی تعلیم نوگانواں سادات اور منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں حاصل کی۔ اس کے بعد دارالعلوم سید المدارس امروہہ میں زیر تعلیم رہ کر مولانا سید محمد عبادت طاب ثراہ مولانا سید عابد حسین صاحب، مولانا سید محمد ابوطالب صاحب سے کسب فیض کیا اور مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات پاس کئے۔

بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لیے لکھنؤ گئے اور مدرسۃ الواعظین میں زیر تعلیم رہ کر مولانا سید وصی محمد صاحب، مولانا مجتبیٰ علی خاں ادیب الہندی سے کسب علم کر کے ''واعظ'' کی ڈگری حاصل کی۔ مدرسۃ الواعظین میں تعلیم کے دوران ماہنامہ ''الواعظ'' کے اولاً مدیر مسؤل پھر مدیر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اس کے بعد ۱۹۸۷ء میں عازم ایران ہوئے اور حوزہ علمیہ قم میں نہائی دروس کی تعلیم حاصل کی۔ ایران میں قیام کے دوران مجلّہ ''الحسین'' سہ ماہی کے رکن اور ''ثقلین'' سہ ماہی کے مدیر اور ''مجمع جہانی اہلبیتؑ'' کے شعبہ اردو کے انچارج مقرر ہوئے۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں مدرس مقرر ہوئے اور اب بحمد للہ آپ ہی کی نگرانی میں مدرسہ رواں دواں ہے۔ اس کے علاوہ آپ مدرسہ سلطان المدارس میں بھی تدریس فرماتے ہیں۔

ترجمہ نگاری میں اعلیٰ مہارت حاصل ہے۔ ایران میں قیام کے دوران ہی آپ نے فارسی کی اہم کتب کو اردو قالب میں ڈھالنے کا کام شروع کیا جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

ترجمہ تفسیر تسنیم:

آپ نے آیت اللہ الشیخ جوادی آملی کی معرکۃ الآرا تفسیر قرآن کو اردو پیکر عطا کیا۔ اس تفسیر کا نہج اور اسلوب تقریباً وہی ہے جو تفسیر ''المیزان'' کا ہے بلکہ اسے ''المیزان'' کا تتمہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن زمانے کے ارتقاء اور ایران کے اسلامی انقلاب کی برکتوں سے اس میں کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو علامہ سید محمد حسین طباطبائی طاب ثراہ نامساعد حالات کی بنا پر قلمبند نہیں کر پائے تھے۔ مؤلف نے اس مایہ ناز تفسیر میں اصول تفسیر اور تفسیر بالرائے کے مفہوم کو واضح کیا اور اخباری نظریہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے اسے ادلہ کے ذریعہ رد کیا۔ یہ تفسیر عام لوگوں کی سطح سے بلند ہے کیونکہ آپ نے یہ تفسیر درس خارج میں شریک ہونے والے طلاب کے سامنے بیان فرمائی ہے جو یقیناً اہل علم کے لیے انمول تحفہ ہے۔ تفسیر پر کلامی و فلسفی رنگ غالب ہے۔ مولانا نثار احمد صاحب نے اس کی پہلی جلد کا ترجمہ ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء میں مکمل کیا جو زیر طبع ہے۔ آپ نے اس تفسیر کا ترجمہ کر کے اردو زبان میں ایک گرانقدر علمی سرمایہ کا اضافہ کیا۔ خداوند عالم آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

دیگر تراجم:

هو جاؤ سچوں کے ساتھ مطبوعہ ۱۹۹۱ء
مطبوعہ پاکستان
اهل ذکر ۱۹۹۲ء ایران
شیعہ هی اهلسنت هیں ۱۹۹۴ء ایران
اسرار نماز کی تجلی ۱۹۹۴ء ایران
حدیث سے دفاع ۱۹۹۵ء

صحیفه کربلا

مثالی خواتین

نقیب اتحاد

سوانح کاشف الغطاء

سوانح محدث نوری

آفتاب عدالت

جوان اور شریک حیات کا انتخاب مطبوعه ایران

اسلام کی نظر میں خاندان

آئینه حقوق

ترجمه غررالحکم

محبت قرآن و حدیث کی نظر میں

تجلیات عصمت احادیث حضرت فاطمه زهرا

تجلیات هدایت

جمال منتظر

آداب حرمین

اولیاء خدا کی عظمتیں

احیاء مقدسات

امام رضا علیه السلام اور مشهد مقدس

حضرت معصومه اور قم مقدسه

اهلبیت کے شیعه

اصول دین

منارۂ هدایت

شاخسانه عقد ام کلثوم

نمونۂ صبر زینب

حضرت علی اور نجف اشرف

تاریخ اسلام

رسالت رسولؐ

انبیاء علیهم السلام ۲۰ حصے

اصحاب ۱۶ حصے

اصحاب حسینی ۶ حصے

ترجمه توضیح المسائل آیت الله العظمیٰ سعید الحکیم

رئیس احمد، جارچوی

مولانا سید رئیس احمد کا شمار ان اہل قلم میں ہے جو زبان وقلم سے تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔ آپ مشہور خطیب بھی ہیں اور معروف قلمکار بھی۔ ۱۳۸۵ھ/ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء جارچہ میں ولادت ہوئی گھر کا ماحول مذہبی تھا۔ لہٰذا بچپن سے طبیعت کا رجحان مذہب کی طرف رہا۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اس کے بعد ۲۲/ مارچ ۱۹۷۲ء کو منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں درجہ پنجم میں داخلہ لیا کچھ عرصہ زیر تعلیم رہ کر جونپور چلے گئے اور ناصریہ عربی کالج میں تعلیم حاصل کی اور مولانا محمود الحسن صاحب سے استفادہ کیا۔ تین سال قیام کے بعد جامعہ جوادیہ بنارس میں رہ کر مولانا احمد علی صاحب، مولانا احمد حسن صاحب، مولانا سید شمیم الحسن صاحب وغیرہ سے کسب فیض کر کے فخر الافاضل کی سند حاصل کی۔

اس کے بعد مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں مولانا محسن رضوی گوپالپوری مرحوم، مولانا مجتبیٰ علی خاں ادیب الہندی مرحوم سے استفادہ کیا۔ بعدہٗ ایران گئے۔ تصنیف و تالیف کا بہت شوق ہے شاعری بھی کرتے ہیں کئی مرثیے شائع ہو چکے ہیں۔ ذاکری کے سلسلے میں امریکہ، لندن، کناڈا وغیرہ کے سفر کرتے رہتے ہیں۔ دہلی میں قیام ہے۔ پنجہ شریف کی مسجد میں پیش نماز ہیں۔ نومبر ۲۰۰۳ء میں ماہنامہ ''ناصر'' کا اجراء کیا جس کے آپ ایڈیٹر ہیں اس رسالے میں معیاری مضامین شائع ہوتے ہیں۔

تفسیر قرآن:

آپ نے سلیس وسادہ زبان میں قرآن مجید کی تفسیر تحریر کی جو ماہنامہ ''ناصر'' میں قسطوار شائع ہو رہی ہے۔ جس کا آغاز ماہ رجب ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء سے ہوا ابھی تک سورہ بقرہ

کی تفسیر شائع ہوئی ہے امید ہے کہ مکمل طور پر یہ تفسیر کتابی شکل میں طبع ہوگی۔

نمونہ تفسیر:

آیت ''**وَعَلَّمَ آدَمَ الاسماءَ كُلَّها ثم عَرَضَهم على الملائكةِ فقال اَنبِؤنی باسماءِ هَوٴلآءِ اِن کنتم صَادِقِیْن**'' (بقرہ ۳۱)

ترجمہ:

اور اللہ نے آدم کو کل کے کل اسماء کی تعلیم دی پھر انھیں ملائکہ کے آگے پیش کیا پھر کہا کہ مجھے ان سب کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

تفسیر:

آیت وضاحت کرتی ہے کہ جو نام اللہ نے آدم کو سکھائے ان ناموں کی شخصیات بھی موجود ہونا چاہئے تاکہ اسم اور مسمّیٰ کو پہچانا جا سکے۔ اسماء کی اللہ نے حضرت آدم کو تعلیم دی انھیں اسماء کی تعلیم ملائکہ کو بھی دی ورنہ عدل الٰہی پہ حرف آئے گا۔ البتہ جن کے یہ نام تھے وہ شخصیات پردۂ خفا میں تھیں حضرت آدم اور فرشتوں کو نام تو معلوم ہیں مگر امتحان یہ ہے کہ نام سے شخصیت کو پہچاننا ہے۔ پہلے اللہ نے ان شخصیتوں کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اس لیے ''عرضھم'' میں ''ھم'' کی ضمیر جمع مذکر ذوالعقول کی ہے یعنی وہ ذوالعقول تھے کہ جنھیں ملائکہ کے سامنے پیش کیا وہ اسماء نہیں تھے۔ یہیں سے دلیل قائم ہوتی ہے کہ حضرت آدم سے پہلے کچھ ذوالعقول حضرات موجود تھے کہ جن کے نام بھی تھے۔ لیکن جب انھیں ملائکہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اسم اور مسمّیٰ میں تطبیق نہیں کر سکے۔

دیگر آثار علمی:

جزائے صبر تفسیر سورہ دھر

جھاد اور اسلام

اسلام میں عورت کی حیثیت

راز خودی

الصلوٰۃ معراج المومن

دین است حسینؑ (مرثیہ)

اذان (مرثیہ)

ضرب تبسم (مرثیہ)

یہ کتابیں شہید پبلیشنز دہلی سے شائع ہوئی ہیں[1]۔

[1] ماہنامہ ناصر ماہ رمضان: ۱۴۳۱ھ۔

ولی الحسن رضوی

مولانا سید ولی الحسن رضوی، ظفر الملت مولانا سید ظفر الحسن طاب ثراہ کے فرزند ہیں۔ بنارس میں ولادت ہوئی۔ عربی و فارسی کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ جامعہ جوادیہ بنارس سے عالم کا امتحان دیا۔ بنارس سے تاریخ میں اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے فارسی میں ایم.اے. کیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۸۴ء میں ایران روانہ ہوئے اور حوزہ علمیہ قم میں مشغول تحصیل ہوئے اور اسی دوران سازمان تبلیغات سے وابستہ ہو کر تحریری خدمات انجام دیتے رہے۔ آج کل صدا د سیما ریڈیو تہران ایران میں ملازمت کر رہے ہیں مگر ان تمام مصروفیات کے باوجود آپ کی قلمی خدمات کا سلسلہ جاری ہے آپ کی اہم خدمت تفسیر قرآن ہے۔ جو قسطوار ماہنامہ ''الجواد'' میں شائع ہو رہی ہے۔ نہایت سادہ و سلیس اسلوب کی حامل تفسیر ہے جو بہت جلد کتابی شکل میں منظر عام پر آنے والی ہے اس کے علاوہ آپ کی سورہ قصص اور سورہ یوسف کی تفسیریں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کے مضامین اور ترجمے بھی بڑی تعداد میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔

متعلقات

قرآن

محمد علی، کربلائی (۱۰۴۵ھ)

الرسالة الواضحة فی تخریج الآیات:

آیات قرآنی کی تخریج ہے۔ دوستوں اور ساتھیوں کی ضرورت کے پیش نظر استاد محترم علامہ خاتون عاملی کے حکم سے ''تخریج الایات'' تیار کی تاکہ آسانی سے مطلوبہ آیت تلاش کی جاسکے۔ استاد کے حکم کے پیش نظر انھوں نے اسے مرتب کیا اور والئی دکن عبداللہ قطب شاہ کے نام معنون کیا۔ ڈاکٹر محمد سالم قدوائی اس نسخہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ قارئین کی رہنمائی کی کہ کس طرح آیت کو تلاش کیا جائے۔ اوران حروف کی بھی نشاندہی کی ہے جو علامت کے طور پر استعمال کئے گئے ہیں مثلاً ف علامت فصل ہے، س علامت سجدہ ہے۔ د علامت دخان ہے۔

یہ رسالہ دو حصوں میں ہے پہلے حصے میں آیات کی ترتیب ابتدائی حروف کے اعتبار سے اور دوسرے حصے میں آخری حروف کے اعتبار سے۔ اس طرح اگر آیت تلاش کرنے والے کو پہلے یا آخری الفاظ یاد ہیں تو وہ آسانی سے اپنی ضرورت کی آیت کو تلاش کرسکتا ہے۔

ابتدائی عبارت:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ الذی نزل الفرقان تبیاناً للعالمین''

اس کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں ایک نسخہ آصفیہ کتب خانہ حیدرآباد دکن، دوسرا رضا لائبریری رامپور، تیسرا ناصریہ لائبریری لکھنؤ، اس کے علاوہ خدا بخش پٹنہ میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں

اختتامی عبارت:

''وقد اتفق الفراغ من تحریرہ علی ید اقل العباد صادق بن مولانا محمد طاہر شیرازی غفرلہما.

اس کے اوپر تاریخ فراغ محرم ۱۰۴۵ھ لکھی ہوئی ہے۔ ۲۴۴ اوراق ہیں۔ کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ کا نسخہ اچھی حالت میں ہے۔ البتہ آخری حصہ مکمل نہیں ہے۔ باب الباء والصاد مع العین والغین آخری باب اس کتاب میں لکھا ہے۔

خاتمے کی عبارت:

''مع العین انت الاعلیٰ یود ربک الاعلٰی لا علی وبالافق الاعلیٰ کر انجم ربکم الاعلیٰ ل ن او بہ الاعلیٰ ل فی ج من استعلی الدرجات العلی یوط ج والسموٰت العلی یوط ج مع القاف و ماقلی ل ض ج مع الواو فالٰی لطف قبا سیر تھا الاولی یو طبع[1]''

[1] ہندوستانی مفسرین ص:۱۸۷۔

ناصر بن حسین نجفی (۱۱۱۸ھ)

عہد اورنگ زیب عالم گیر کے ممتاز عالم، فاضل اور حافظ قرآن تھے۔ نجف اشرف کے رہنے والے تھے۔ ہندوستان کب آئے اس کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔ قرآن مجید سے والہانہ عشق تھا آپ نے قرآن کی قدیم اور مفصل ترین انڈکس تیار کی اور اسے بادشاہ عالمگیر کے نام معنون کیا۔ قاضی عبدالنبی کوکب نے سال وفات ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۶ء لکھا ہے۔

الجدول النورانية فی استخراج آیات القرآنية: اس انڈکس کے متعدد نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کا مخطوطہ لعل محمد الہ آبادی کے قلم سے ۱۱۲۱ھ میں تیار ہوا[1]۔

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی لکھتے ہیں اس کے دو نسخے مکمل رامپور میں موجود ہیں۔ (۶۲۶ و ۶۲۷) دونوں نسخے اچھی حالت میں ہیں پہلا نسخہ ۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۵ء کا ہے اور دوسرے پر ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء درج ہے۔

ابتدائی عبارت:

''الحمدللہ الذی افاض جد اول برہ واحسانہ و فقنا للاھتداء بآیات ملکوتہ و سلطانہ''

اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ترجمہ: اکثر لوگوں کو معانی و مطالب قرآن مجید سمجھنے اور مفسرین کے خیالات سے واقف ہونے کے لیے لیکن آیتوں کے موقع ومحل سے واقفیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس بنا پر ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں جن کی مدد سے

۱۔ مطلع انوار ص: ۶۵۶۔

آیتیں نکالی جا سکیں۔ میں نے اس مہم کو آسان کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے۔''

آگے چل کر اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''میں نے ایک جدول بنائی ہے جس میں پانچ خانے ہیں پہلے خانے میں آیت دوسرے میں سورہ تیسرے میں رکوع چوتھے میں پارہ اور پانچویں میں ربع پارہ لکھا ہے اور حروف تہجی کے لحاظ سے آیتوں کو مرتب کیا ہے۔ لفظ کے پہلے حرف کو باب اور دوسرے کو فصل قرار دیا ہے۔''

نمونہ:

	السورة	الرکوع	الجزء	ربع الاخر
کان الناس امة واحدة	البقرہ	العاشر	۱۰	اوائل ثلث
فجعل الزوجین الذکر و فتحت	القیامة	۲	۲۹	اواسط الرابع
السماء فکانت ابوابا	النباء	۱	۳۰	اوائل ا

اختتامی عبارت:

''ختم بالخیر والظفر بی التاسع عشر من شہر الصفر علی ید العبد الاحقر مہدی بن جعفر غفراللہ لہ و لقاء ثوابہ یوم المحشر و صلی اللہ علی محمد و آلہ خیر البشر مادام اللیل والسحر و قد مضی من الھجرة الف و مأتان یدوم الخط فی القرطاس و کاتبہ رمیم فی التراب۔''

یہ نسخہ نفیس و پاکیزہ ہے۔ ایک ہی خط میں تحریر ہے۔ دوسرے نسخہ ۶۲۷ کے شروع کے

چند اوراق مختلف خط میں ہیں۔ اس کے بعد ایک ہی کاتب کا قلم معلوم ہوتا ہے۔ انڈیا آفس کے بھی دو کاتب ہیں صفحہ ۱۳۷ تک ایک اور اس کے بعد سے آخر تک یعنی ۲۲۶ تک دوسرا۔ اس نسخہ کے کاتب یعنی آخری حصے کے ابومحمد محمد دہلوی ہیں[1]۔

یہ کتاب اس فن میں لکھی گئی دوسری کتابوں سے مختلف ہے۔ بیشتر کتابوں میں الگ الگ کلمات کی تخریج کے سلسلے میں لکھا گیا ہے لیکن اس میں

آیت یا جزء آیت کے استخراج کو مدنظر رکھا ہے۔ اس کی ترتیب بھی نسبتاً زیادہ آسان معلوم ہوتی ہے۔ اس کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے کسی آیت کی تلاش پہلے حرف کے حساب سے ہوگی۔

کتاب کے مقدمہ سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے ایک کتاب اس فن کی اور لکھی تھی جس میں اواخر آیات سے استخراج ہوتا ہے[2]۔

---

1. Catalogue of Arabic MSS India Office Lib by C.A. Story I No 1212
2. ہندوستانی مفسرین ص: ۲۰۴۔

سید محمد

سید محمد بن مہدی حسینی نے ۱۲۵۷ھ میں ''کشف الآیات محمد شاہی'' تحریر کی اور محمد شاہ قاچار کے نام معنون کیا۔

یہ کتاب پہلے تبریز سے پھر جلالین کے ساتھ ۱۲۷۶ھ میں تہران سے شائع ہوئی[1]۔

---

1. مجلّہ توحید ج: ۲، شمارہ: ۱، سال: ۱۴۰۵ھ، ماہ: رجب۔

میرزا علی (تحریر ۱۲۶۰ھ)

میرزا علی بن محمد بن محمد حسین قمی نے بقول آقا بزرگ تہرانی صاحب الذریعہ ''کشف الآیات'' تحریر کی تھی[1]۔

[1] مجلّہ توحید ج:۲، شمارہ:۱، سال:۱۴۰۵ھ، ماہ: رجب۔

محمد رضا، سید

علامہ محمد مومن خاتون آبادی کے فرزند مولانا سید محمد رضا معاصر شیخ حر عاملی (متوفی ۱۱۰۴ھ) نے ''کشف الآیات'' کے عنوان سے قرآن مجید کی معجم تیار کی تھی[1]۔

[1] مجلّہ توحید ج:۲، شمارہ:۱، سال:۱۴۰۵ھ، ماہ: رجب۔

ببر علی خاں، نواب (طبع ۱۲۹۲ھ)

نواب ببر علی خاں بن محمد علی خاں صاحب کی تالیف ''منازل القرآن'' ہے یہ کتاب ۱۲۹۲ھ میں کتب خانہ اثنا عشری لاہور سے شائع ہوئی۔ اس میں مقدمہ، بارہ منزل اور خاتمہ ہے۔[1]

۱؎ تالیفات شیعہ ص:۵۹۸، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۵۷۔

محمد حسن علی

آپ کی تالیف ''رموز القرآن'' ہے جو ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں کانپور سے شائع ہوئی۔[1]

۱؎ تالیفات شیعہ ص:۳۵۲۔

کاظم حسین رضوی، لکھنوی (م ۱۲۹۱ھ)

سید کاظم حسین رضوی ابن ظفر علی حسن لکھنوی (۱۸۷۴ء) کی تالیف ''علم قرأت'' ہے۔ جس میں قرأت کے اصول وقواعد تحریر کئے ہیں[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۴۴۸۔

غلام محمد مہدی واصفؔ (طبع ۱۲۸۲ھ)

آپ کی تالیف ''فضائل الفرقان'' ہے جو ۱۲۸۲ھ میں شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۱۷۴، الفہرست ص: ۹۔

محمد علی (م ۱۲۱۹ھ)

مولانا محمد علی الملقب بہ نوروز علی بن جمشید ہندی کی فارسی تالیف ''مصباح القراء'' ہے۔ اس کا مخطوطہ رضا لائبریری رامپور میں شمارہ ۵۹ میں محفوظ ہے۔ نسخہ کا سال تصنیف ۱۲۱۹ھ ہے۔ کاتب کا نام آقا میر نواب کتابت کا سال ۱۲۷۴ھ ہے خط نسخ و نستعلیق کا نفیس نسخہ ہے ۱۳۶ اوراق پر مشتمل ہے[1]۔

[1] فہرست نسخہ ہای خطی کتبخانہ رضا رامپور ص:۲۔

غلام مجتبیٰ

مولانا غلام مجتبیٰ کی فارسی تالیف ''رسالہ تجوید'' ہے اس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رامپور میں شمارہ ۳۴ میں محفوظ ہے۔ کاتب کا نام محمد علی زیدی کتابت کا سال ۱۲۴۷ھ ہے، خط نستعلیق ہے[1]۔

[1] فہرست نسخہ ہای خطی کتابخانہ رضا ص:۳۔

آقا احمد، مجتہد

مولانا آقا احمد مجتہد کی فارسی تالیف ''رسالہ درمخارج حروف'' ہے۔اس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رامپور میں شمارہ ۳۴ میں محفوظ ہے۔کاتب کا نام محمد علی سال کتابت ۱۲۴۷ھ خط نستعلیق ہے[1]۔

[1] فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتابخانہ رضا رامپور ص:۳۰۔

محمد حسین، دہلوی (م ۱۲۹۶ھ)

مولانا سید محمد حسین دہلوی (م ۱۲۹۶ھ) آپ کی تالیف ''رسالہ تکمیل قرآن'' ہے اس کتاب سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اس الزام کورد کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔

عقلی ونقلی ادلہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن تحریف سے پاک ہے[1]۔

[1] فہرست کتب شبہات ص:۱۵۱۔

محمد رضا، امروہوی (طبع ۱۳۳۸ھ)

آپ کا تعلق سرزمین امروہہ سے تھا۔ آپ کی تصنیف ''دافع البھتان عن تعلیم القرآن'' ہے۔

۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء میں ریاض پریس امروہہ سے شائع ہوئی۔ قرآن مجید کے سلسلہ میں شیعوں پر لگائے گئے الزامات کو رد کیا ہے[1]۔

---

[1] فہرست کتب شبہات ص:۱۴۱۔

حسن، سید (م۱۲۶۰ھ)

مولانا سید حسن (متوفی ۱۲۶۰ھ) بن حضرت آیت اللہ سید دلدار علی غفرانمآب کی فارسی تصنیف ''رسالہ تجوید'' ہے۔

اس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رامپور میں شمارہ ۶۰ میں محفوظ ہے۔ اس نسخہ کی کتابت مصنف کی حیات میں ہوئی تھی۔ خط نستعلیق ہے[1]۔

---

[1] فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتاب خانہ رضا رامپور ص:۳۰۔

محمد، سید، سلطان العلماء (م ۱۲۸۴ھ)

سلطان العلماء مولانا سید محمد، آیۃ اللہ سید دلدار علی غفران مآب کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ ۱۷؍صفر ۱۱۹۹ھ/۹۴-۱۷ء لکھنؤ میں متولد ہوئے۔ نہایت مقدس، پاکیزہ علمی ماحول میں نشو و نما ہوئی۔ والد ماجد سے فقہ، اصول، تفسیر، حدیث، فلسفہ، منطق کی تعلیم حاصل کر کے درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ علمی لیاقت دیکھتے ہوئے والد ماجد نے ۱۲۱۸ھ میں اجازہ عنایت فرمایا۔ تکمیل دروس کے بعد فقہ اصول، تفسیر حدیث کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ بڑی تعداد میں طلبا نے استفادہ کیا۔ نواب امجد علی شاہ نے ''سلطان العلماء'' کا خطاب دیا اور مختار کل کے علاوہ قاضی اور مفتی مقرر کیا۔ انگریزی دور میں بھی آپ کا اثر و رسوخ باقی رہا۔ انگریزی حکام بھی آپ سے متاثر تھے حاضری عدالت سے مستثنیٰ تھے اسلحہ رکھنے کی اجازت تھی اور دربار میں کرسی بھی معین تھی۔ بہادر شاہ ظفر نے جب شیعیت کا اعلان کیا تو درگاہ حضرت عباس علیہ السلام میں آپ ہی کے ذریعہ علم چڑھوایا۔ مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ نے اپنے لیے وظیفہ کی کوشش کی تو آپ ہی سے رجوع کیا۔ آپ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، نجف، کربلا، بڑی امدادیں بھجوائیں۔ نہریں بنوائیں، مسجدیں اور مسافر خانے تعمیر کرائے۔ آپ کے علم و فضل کے علماء عراق و ایران بھی قدرداں تھے۔ باقاعدہ مراسلت تھی۔ ۲۲؍ربیع الاول ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء کو لکھنؤ میں رحلت کی اور حسینیہ غفران مآب میں آسودۂ لحد ہوئے۔ آپ کی قرآنیات پر گہری نظر تھی[۱]۔

السبع المثانی:

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی لکھتے ہیں: یہ کتاب قرأت و تجوید سے متعلق ہے جس میں تجوید سے

---
۱ مطلع انوار ص: ۴۵۵۔

متعلق ضروری مسائل اور قرأت کے احکام پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ رامپور رضا لائبریری شمارہ ۳۴۰ میں موجود ہے۔ ۲۵؍اوراق ہیں

ابتدائی عبارت:

''**افصح کلام یرتله البلغاء ترتیلا و ابلغ مقال یکون علی سبیل النجاة دلیلاً**''

یہ رسالہ سات فوائد پر مشتمل ہے اس لیے اس کا نام ''سبع مثانی'' رکھا۔ ان فوائد میں تجوید کے احکام سے بحث کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں احادیث و روایات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ قرآن مجید صحیح پڑھنے کا طریقہ، حروف کے مخارج زیر و زبر کا اچھی طرح سمجھنا، تلاوت کا ثواب، حروف کی صحیح ادائیگی وغیرہ موضوعات پر تحقیقی بحث گئی ہے۔

اختتامی عبارت:

''**الحمدلله اولاً و آخرًا باطناً و ظاهراً انه فی من سئل...... و استغفر الله فتاب علی العباد تمت بالخیر**''[۱]

صاحب نزهة الخواطر:

''**الشیخ الفاضل العلامة محمد بن دلدار علی بن معین بن عبدالهادی الحسینی النقوی الشیعی النصیر آبادی ثم اللکهنوی، مجتهد الشیعة و امامهم فی عصره، ولد لسبع عشر خلون من صفر سنة تسع و تسعین و مائة والف بمدینة لکهنو و اشتغل بالعلم علی والد، من صباه، ولازمه ملازمة طویلة و فرغ من تحصیل العلوم المتعارفة وله نحو تسع**

---
۱ ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ص: ۲۱۹۔

عشره سنة فتصدى للدرس والافادة[1]

دیگر آثارِ علمی:

منهاج التدقيق

سيف ماسح

اصل اصول رد سيد مرتضىٰ اخبارى

عجاله نافعه (عربى مطبوعه)

ضربت حيدريه بجواب شوكت عمريه

بارقهٔ ضيغميه، جواب تحفه شاه عبدالعزيز دهلوى (بحث متعه)

احياء الاجتهاد

بوراق موبقه در بحث امامت جواب تحفهٔ شاه عبدالعزيز

فوائد نصيريه در زكوٰة و خمس

رساله جمعه

گوهرشاهوار، جواب سوالات نصيرالدين حيدربادشاه

بشارات محمديه

قتال النواصب

حاشيه شرح سلّم

ثمرة الخلافة

رساله جذراحم

ازاحة الفى ردعبدالحى

---

۱ نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۴۲۵۔

سمّ الفار

صمصام قاطع

برق خاطف

حاشيه شرح كبير

حاشيه شرح زبدة الاصول

كشف الغطا[1]

---

۱ تالیفات شیعہ:۴۲۹، تذکرہ بے بہا ص:۳۳۶، نزہۃ الخواطر ج:۷، ص:۴۲۵، تاریخ سلطان العلماء۔

محمد مرتضیٰ[۱]، جونپوری (طبع ۱۳۴۷ھ)

آپ مولانا سید حسن علی کے فرزند تھے۔ ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں متولد ہوئے۔ جید عالم، فقیہ، محدث اور صاحب سیرت وکردار تھے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر شیوہ تھا۔ علماء عراق وایران سے علمی روابط تھے۔ اصلاح قوم، اصلاح ذاکری ترویج علوم کے سلسلے میں بڑی محنت کی۔ تصنیف و تالیف کا بھی بڑا شوق تھا۔ ۱۳۳۶ھ میں زیارت سے مشرف ہوئے۔ مومنین بہت زیادہ عزت واحترام کرتے تھے۔ کثیر التصانیف تھے۔ قرآنیات کے سلسلے میں آپ کی دو تالیفات ہیں۔

۱. فوائد القرآن:

مطبوعہ، سید عبدالحسین تاجر کتب لکھنؤ

۲. فضائل واثرات آیات قرآن:

مطبوعہ جعفری پریس ۱۳۱۳ھ اس کتاب میں آیات کے خواص اور ان کے اثرات تحریر کئے ہیں[۱]۔

۱ مطلع انوار ص: ۵۹۷، تذکرہ بے بہا: ۳۸۹، تاریخ جونپور۔

حیدر حسین (طبع ۱۳۳۱ھ)

مولانا سید حیدر حسین نے قرآن پاک کے سلسلے میں آریوں کے اعتراضات کے جوابات کتاب ''تقدیس القرآن'' میں تحریر کئے ہیں۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ مطبع اصلاح کھجوا بہار سے ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوئی[۱]۔

۱ امامیہ مصنفین ج:۱ ص:۳۸، تالیفات شیعہ ص:۲۰۸۔

محمد، سید، رضوی (م ۱۳۲۹ھ)

مولانا سید محمد رضوی نے قرآن مجید پر پادری عماد الدین عیسائی کے اعتراضات کے جواب میں کتاب لکھی ''تنزیہہ الفرقان عن وساوس الانسان'' یہ کتاب ۵۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی اشاعت شمس پریس آگرہ سے ہوئی۔

دوسری اشاعت مکتبۃ العلوم ٹرسٹ لائبریری ناظم آباد کراچی سے ہوئی۔ میر سید حسن مضطر نے تاریخ کہی۔

کتاب حق نما تنزیہہ فرقان	کہ باشد مظہر اعجاز حقا
ندیدہ عالمی مثلش بعالم	کذاں اعجاز قرآں شد ہویدا
جواب کافی و دنداں شکن گشت	عماد الدین تثلیثی غبی را
چو شد مطبوع طبعم سال طبعش	ز چرخ چار میں فرمود موسیٰ
بگو مضطر چو من پیش مصنف	جزاک اللہ فی الدارین خیرا[1]

۱۲۹۴ھ

[1] امامیہ مصنفین ج:۱ص:۳۹، تالیفات شیعہ ص:۲۱۴۔

غلام الحسنین، خواجہ، پانی پتی (م ۱۳۵۶ھ)

ماہر تعلیم تھے۔ آپ کی تالیف ''تعلیم وقرآن'' ہے۔ اس کتاب میں تعلیم سے متعلق آیات قرآنی کی تشریح کی ہے۔ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں حالی پریس پانی پت سے شائع ہوئی۔[1]

دوسری کتاب ''**تقدیس القرآن عن شبہات اھل الطغیان**'' ہے جو رفاہ عام پریس، لاہور سے شائع ہوئی۔[2]

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۰۴۔

[2] تالیفات شیعہ ص:۲۰۸۔

عابد اکبرآبادی (طبع ۱۳۱۸ھ)

آپ کی تالیف ''تقدیس القرآن'' ہے مطبع اصلاح کھجوا بہار سے ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۰۸۔

محمود حسین (طبع ۱۴۰۰ھ)

آپ کی معروف تالیف ''قرآن جو میں سمجھا'' ۶۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اپریل ۱۹۷۹ء میں جے آر پریس حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۴۸۴، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۵۱۔

رضا لقمان، امروہوی (طبع ۱۳۴۲ھ)

آپ کی ولادت امروہہ میں ہوئی۔ نجوم وفلکیات میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی مشہور تالیف ''قرآن حکیم اور فطری تقویم'' ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تمام اسلامی تقریبات قمری حساب سے نہیں بلکہ شمسی اعتبار سے ہیں۔

یہ کتاب ۱۱۲؍صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۴۲ھ/ اگست ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی۔[1]

[1] امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۵۱۔

منظور حسن، جعفری (طبع ۱۳۹۶ھ)

ڈاکٹر سید منظور حسن جعفری شفاء کی مشہور کتاب ''قرآن میں سائنس'' ہے جس میں ان آیات کی تشریح کی گئی ہے جو سائنس سے متعلق ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۹۶ھ/ مارچ ۱۹۷۶ء میں انجمن پریس کراچی سے شائع ہوئی۔[1]

[1] تالیفات شیعہ ص:۴۸۶، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۲۔

ذوالفقار حیدر

مولانا ذوالفقار حیدر ایم اے کی کتاب ''کفر و اسلام الجواب منکرین القرآن'' ہے جس میں ستیارتھ پرکاش کے چودہ اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جو قرآن مجید سے متعلق ہیں۔ یہ کتاب ۴۲۳ صفحات پر مشتمل ہے، سلطان فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس بمبئی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۴۔

فضل حسین، نجفی

مولانا سید فضل حسین نجفی صاحب کی کتاب ''کھلے ہاتھ نماز کا قرآنی ثبوت'' ہے۔ اس کتاب میں قرآن مجید سے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔، کتب خانہ اثناعشری، ملتان سے ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۵۔

محمد جعفر (م ۱۴۰۰ھ)

مولانا سید محمد جعفر زیدی (م ۱۴۰۰ھ) کی کتاب ''لفظ شیعہ کا قرآنی مفہوم'' ہے جس میں قرآن مجید میں لفظ ''شیعہ'' آنے والی آیات کی تشریح کی گئی ہے۔
۱۹۷۴ء میں امامیہ مشن لاہور سے شائع ہوئی[1]۔

۱؎ امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۵۔

سبط حسین، مجتہد (م ۱۳۷۲ھ)

مولانا سید سبط حسین بن رمضان علی جائسی لکھنوی۔ ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء میں ولادت ہوئی۔ لکھنؤ میں تعلیمی مراحل طے کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں نجف اشرف گئے اور آقای شہرستانی اور آقای شیرازی کے درس میں تیرہ سال شرکت کرکے فقہ واصول میں مہارت حاصل کی۔ علماء عراق وایران نے گرانقدر اجازات سے نوازا۔ درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ اور مدرسہ منصبیۂ میرٹھ میں صدر مدرس رہے۔

آخر عمر میں جونپور چلے گئے وہیں ۱۳۷۲ھ ۴ مارچ ۱۹۵۲ء میں رحلت فرمائی۔ آپ کی گرانقدر تالیف ''صنائع العقیان فی بحث تحریف القرآن'' اردو زبان میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں تحریف قرآن کی نفی کی گئی ہے اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں[1]۔

۱؎ تالیفات شیعہ ص:۴۲۶، مطلع انوار ص:۲۵۹۔

محمد حسن، خاں بہادر (طبع ۱۳۰۶ھ)

آپ کی مشہور تالیف ''اعجاز التنزیل'' ہے۔

اس کی پہلی اشاعت مراد آباد سے ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء میں ہوئی۔ دوسری اشاعت مفید عام پریس آگرہ سے ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ یہ کتاب ۵۰۳ صفحات پر مشتمل ہے[1]۔

۱؎ تالیفات شیعہ ص:۸۷۔

محمد شاہ عالم، میرزا

مولانا میرزا محمد شاہ عالم کی مشہور تالیف ''تحقیق بسم اللہ'' ہے اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے اعداد ۷۸۷ ہیں نہ کہ ۷۸۶

کتاب کے شروع میں متعدد علماء کی تقاریظ درج ہیں جن میں مولانا محمد سعید (م ۱۳۸۷ھ) مولانا محمد باقر (م ۱۳۴۶ھ) شامل ہیں۔ یہ کتاب نامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی[1]۔

۱؎ امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۳۷،تالیفات شیعہ ص:۱۷۷۔

فتح اللہ مفتون یزدی (طبع ۱۳۸۵ھ)

فتح اللہ مفتون بن عبدالرحیم یزدی کی کتاب ''راہ راست وعمل صالح'' ہے جس میں تعلیم نفس اور اخلاقیات سے متعلق آیات قرآن کی تفسیر کی گئی ہے۔

۲۰۷ صفحات پر مشتمل ہے مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱ص:۴۵۔

مظفر علی خاں، جانسٹھی (م۱۳۵۴ھ)

سید مظفر علی خاں (م۱۳۵۴ھ) کی مشہور کتاب ''دافع الہموم'' ہے جو تین ابواب پر مشتمل ہے۔

۱. ختوم متعلقہ آیات وسورہ ہای قرآنی
۲. ختوم متعلقہ بہ کلمات قرآنی، ادعیہ ماثورہ ائمہ علیہم السلام
۳. ختوم متعلقہ نماز ہای ہر حاجت[1]

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۹۹، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۴۴۔

اظہار حسنین

محمد علی قادیانی (م۱۹۵۱ء) نے تفسیر قرآن ''بیان القرآن'' میں جو غلط بیانیاں کی تھیں اس کی رد میں آپ نے ''خون ثقلین'' لکھی جو ۲۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصلاح مشین پریس کھجوا سے شائع ہوئی[۱]۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۲۹۴، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۴۴۔

سعیدہ جعفر علی (طبع ۱۳۹۰ھ)

آپ کی تالیف ''قرآن کی پُر نور مثالیں'' ہے جس میں قرآن مجید میں مستعمل مثالوں کی تشریح کی گئی ہے۔ مدراس سے ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی[۱]۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۴۸۵۔

رضا علی، میرزا (طبع ۱۳۱۲ھ)

آپ کی تالیف ''مفید المستبصر'' ہے۔ ۱۳۱۲ھ میں مطبع اثنا عشری لکھنؤ سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۵۹۲۔

امجاد حسنین، حکیم، امروہوی

حکیم سید امجاد حسنین بن سید جواد حسنین امروہوی کی کتاب کا نام ''رموز قرآن'' ہے۔ جس میں آیات قرآنی کے خواص اور ان کے اثرات قلمبند ہیں[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۳۵۲۔

ممتاز احمد نقوی، امروہوی (طبع ۱۳۷۸ھ)

آپ کی تالیف ''علاج بالقرآن'' ہے۔ اس کتاب میں قرآنی آیات کے ذریعہ انسانی امراض کا علاج تحریر کیا ہے۔ ۱۳۷۸ھ میں تنویر پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی[1]۔

---

۱ تالیفات شیعہ ص: ۴۴۶۔

احمد حسین، نواب، پریانوی (طبع ۱۳۱۱ھ)

نواب شیخ احمد حسین پریانوی مشہور مصنف، عقائد وکلام ومناظرہ میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی تالیف ''علم الکتاب'' ہے جو ۱۳۱۱ھ میں شائع ہوئی[1]۔

---

۱ تالیفات شیعہ ص: ۴۴۸۔

احمد سلطان، میرزا، دہلوی

آپ کی تالیف ''تصحیف کاتبین'' ہے اس کتاب میں تاریخ قرآن اور کاتبین کا ذکر ہے۔ مطبع اثنا عشری دہلی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۰۰۔

علی ابراہیم لکھنوی (طبع ۱۳۸۵ھ)

قاری علی ابراہیم کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی سلطان المدارس میں تعلیم حاصل کر کے ''صدرالافاضل'' کی سند حاصل کی۔ قرآت وتجوید میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی کتاب ''تجوید وترتیل'' ہے۔ جوسرفراز قومی پریس لکھنؤ سے ۱۳۸۵ھ میں شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۱۶۹۔

احمد علی، محمد آبادی

مولانا احمد علی صاحب کا تعلق محمد آباد سے تھا۔ آپ بڑے جید عالم جامع معقول و منقول تھے۔ آپ کی تالیف ''تجوید وقرأت'' ہے۔ جس میں تجوید کے اصول بیان کئے گئے[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۱۶۹۔

رفعت علی خاں، حکیم، امروہوی

حکیم رفعت علی خاں کا تعلق سرزمین امروہہ سے تھا۔ امروہہ کے ارباب علم میں تھے۔ آپ کی تالیف ''تحفۃ الفرقان'' ہے جو ۱۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ آغا محمد طاہر آزاد پریس دہلی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۱۷۲۔

ابوتراب جعفری

مولانا ابوتراب جعفری کی کتاب ''اوضح البیان فی اسامی القرآن'' ہے جس کا خطی نسخہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس نسخہ کی کتابت ۱۳۹۰ھ میں ہوئی۔ ۷۰ صفحات ہیں ہر صفحہ پر ۶ سطریں ہیں۔

اس کتاب میں قرآن مجید کے ناموں کی تشریح کی گئی ہے[1]۔

[1] تعارف مخطوطات کتاب خانہ دیوبند ج:۱۔

تصدق حسین، شاہ پوری (طبع ۱۳۳۳ھ)

مولانا سید تصدق حسین کی تالیف ''الجہر والاخفات فی قرأت الصلوٰۃ'' ہے جو ۱۳۳۳ھ میں یونین سٹیم پریس لاہور سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۶۲۔

یعقوب علی، توسلی

مولانا شیخ یعقوب علی توسلی کی تالیف ''مختصر تجوید القرآن'' ہے۔اصل کتاب فارسی میں ہے۔مولانا نصیر نجفی صاحب نے اسے اردو میں منتقل کیا۔مقدمہ اور ۲۳ ابواب پر مشتمل ہے۔

بولان مسلم پریس کوئٹہ سے شائع ہوئی۔[1]

[1] امامیہ مصنفین ج:۱ص:۶۲۔

اقبال حسین، نصیر آبادی (طبع ۱۳۷۲ھ)

مولانا سید اقبال حسین نقوی کی تالیف ''ممتحن القاری فی کلام الباری'' یہ کتاب ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں موتک پور ضلع بارہ بنکی سے شائع ہوئی۔[1]

[1] تالیفات شیعہ ص:۵۹۷، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۶۲۔

علی نقی، قاری

قاری مولانا سید علی نقی نقوی کی کتاب ''موجز البیان فی ترتیل القرآن'' ہے جس میں ایک مقدمہ دو ابواب اور چند تنبیہات ہیں۔ مطبع یوسفی، دہلی سے شائع ہوئی[۱]۔

[۱] امامیہ مصنفین ج:۱ص:۶۳، تالیفات شیعہ ص:۱۸۴۔

صولت حسین، نقوی، بنارسی (م ۱۳۷۰ھ)

آپ کا تعلق سرزمین بنارس سے تھا۔ نامور اہل علم تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ آپ نے علوم قرآن سے متعلق کتاب لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔

اعجاز القرآن:

یہ کتاب ۱۳۷۳ھ میں الجواد بک ڈپو بنارس سے شائع ہوئی۔ اس میں اعجاز قرآن ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سوروں اور آیات کے خواص اوران کے اثرات کا بھی ذکر کیا ہے[۱]۔

[۱] تالیفات شیعہ درشبہ قارۂ ہند ص:۸۷۔

مسرور حسین، امروہوی (م ۱۳۷۶ھ)

جناب سید معجز حسین کے فرزند تھے۔ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم نورالمدارس امروہہ میں حاجی مرتضٰی حسین صاحب قبلہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں سرکار یوسف الملت مولانا یوسف حسین امروہوی سے کسب فیض کیا۔ بعدازاں لکھنؤ میں مدرسۃ الواعظین میں علامہ سید سبط حسن اور ممتاز العلماء سید ابوالحسن سے استفادہ کیا۔ آپ کا شمار مدرسۃ الواعظین کے ممتاز طلاب میں ہوتا تھا۔ انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین کے سکریٹری بھی رہے۔ مدرسۃ الواعظین سے فراغت کے بعد ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں افریقہ مڈگاسکر تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں انتہائی محنت وکاوش سے ایک عالیشان شیعہ مرکز تعمیر کرایا جس میں ایک ٹاور بنوایا گیا جو آپ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ مملکت فرانس کے گورنر جنرل کی کونسل کے بحیثیت شیعہ نمایندہ ممبر تھے۔ آپ نے ۱۳/رجب ۱۳۷۶ھ/۱۳/فروری ۱۹۵۷ء کو کراچی میں وفات پائی[۱]۔

اعجاز القرآن:

تالیف ۱۹۳۰ء میں الواعظ صفدر پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ جس میں اعجاز قرآن کے علاوہ علوم قرآن کے مباحث کو زیر بحث لایا گیا ہے[۲]۔ اس کے علاوہ آپ کی تالیفات میں ینابیع المودۃ کا اردو ترجمہ اور کتاب مختار المسائل قابل ذکر ہیں۔

---

۱ تذکرہ علماء امروہہ ص:۱۸۷۔

۲ تالیفات شیعہ ص:۸۷۔

قلیچ بیگ (م ۱۳۴۸ھ)

مرزا قلیچ بیگ کی ولادت ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی مشہور کتاب ''اخلاق القرآن'' ہے۔ جس میں قرآن مجید سے اخلاقی موضوعات کی وضاحت کی گئی ہے[۱]۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''مؤلف محترم آن موسوم به میرزا قلیچ بیگ (متولد ۱۲۷۰ه)
یکی از اعیان تفسیری امامیه در قرن چهاردهم هجری در دیار
هند می باشد. تفسیر او پیرامون اخلاق در قرآن می باشد[۲]۔''

آپ کی دوسری تالیف ''مفتاح القرآن'' ہے جو ۱۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ خادم التعلیم پریس لاہور سے ۱۳۲۰ھ میں شائع ہوئی[۳]۔

---

۱ فہرست آثار چاپی شیعہ در شبہ قارہ ہند بخش اول ص:۳۸۔

۲ طبقات مفسران شیعہ ص:۸۴۴۔

۳ امامیہ مصنفین ج:۱ ص:۵۷۔

محمد وزیر (م ۱۳۱۳ھ)

مولانا سید محمد وزیر، مفتی محمد عباس شوشتری کے فرزند اکبر۔ نہایت خوش مزاج، تہجد گذار، سحر خیز، خوش گفتار، مہمان نواز، خوش اخلاق تھے۔ والد ماجد کے علاوہ سلطان العلماء سید محمد، ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب سے تحصیل و تکمیل کی اور اجازے حاصل کئے۔ ان کے علاوہ مولانا احمد علی محمد آبادی، مولانا بندہ حسین، مولانا ابوالحسن ابو صاحب سے بھی اجازات حاصل کئے جو ۱۲۹۸ھ میں عظیم آباد سے رسالہ کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ ایک عرصہ تک آگرہ میں امام جمعہ و جماعت رہے اس کے بعد پٹنہ عظیم آباد میں امام باندی بیگم صاحبہ کے یہاں منصب امامت پر فائز رہے۔ عظیم آباد پٹنہ ہی میں ۱۹؍شعبان ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۷ء کو رحلت کی۔

مفتی صاحب آپ سے بیحد محبت فرماتے تھے جیسا کہ خطوط سے ظاہر ہے:

''برخوردار سعادت آثار نورالابصار سلالة الاخیار پسندیده شعار خجسة اطوار صانه اللّٰه عن طوارق اللیل والنهار هدیه پدر دور افتاده طاقت از کف داده، بجز یاوری و دعا های نیم شبی و سحری چیست که افسر خامه و زینت سرنامه تواند للّٰه خداوند کریم بفضل عمیم آن را بحسب مامول و نهج مسؤل مقبول سازد و پردهٔ مفارقت از میان ما و شما براندازد......الخ[1]''

قصص الانبیاء:

اس کتاب میں قرآن سے انبیاء علیہم السلام کے حالات قلمبند کئے ہیں اور ان کتب

[1] تجلیات ص:۲۴۲۔

سے استفادہ کیا ہے جو معتبر اور مستند ہیں۔ صاحب الذریعہ آغا بزرگ تہرانی نے بھی اس تالیف کا ذکر فرمایا ہے۔

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

''سید محمد بن مفتی میر عباس مؤلف قصص الانبیاء که در کتاب تجلیات آن را بعنوان کتابی در احوال پیامبران ذکر نموده است و در الذریعه نیز معرفی شده است[1]۔''

دیگر آثار علمی:

شریعت سهله (فقه عربی)
رساله راحت رسا
مثنوی زاد عقبیٰ
مثنوی باغ مومنین
رقعات فارسی
مثنوی نان و کباب
مثنوی شمس الضحیٰ
کتاب المسائل
مثنوی گوهر شب چراغ
مثنوی رشک بوستان
مثنوی گلشن هدایت[2]

[1] طبقات مفسران شیعہ ص:۱۱۶۹، الذریعہ ج:۱۷، ص:۱۰۴۔
[2] تالیفات شیعہ ص:۵۴۳۔

محمد لطیف انصاری (م ۱۳۹۹ھ)

مولانا محمد لطیف انصاری (م ۱۳۹۹ھ) بلند مرتبہ عالم دین تھے۔ آپ کی معروف تالیف ''کربلا کی کہانی قرآن کی زبانی'' ہے جس میں ۹۷ آیات قرآنی سے واقعہ کربلا کا اثبات کیا سورہ والعصر اور سورہ والفجر کی تفسیر بیان کی ہے۔ یہ کتاب ۳۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۹۷ھ میں مکتبہ لطیف سرگودھا، القائم آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۴۔

غلام محمد زکی، سرورکوٹی

مولانا غلام محمد زکی صاحب نے بچوں کی ضرورت کے پیش نظر ''مفتاح القرآن'' کتاب لکھی تاکہ بچے بآسانی قرآن مجید پڑھ سکیں۔

یہ کتاب ادارۂ معارف اسلام لاہور سے شائع ہوئی۔

ایم.اے.انصاری (م۱۴۰۳ھ)

محترم ایم.اے.انصاری صاحب نے آیت اللہ العظمیٰ ابوالقاسم الخوئی مرحوم کی تفسیر ''البیان فی تفسیر القرآن'' کے باب ''اعجاز القرآن'' کا ترجمہ کیا جس کا عنوان ''فلسفۂ معجزہ'' رکھا۔ جس میں قرآن کا اعجاز، فضیلت قرآن، قرآن پر اعتراضات کے جوابات دئے ہیں۔

یہ کتاب جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی سے ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔[1]

[1] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۴۹، تالیفات شیعہ ص:۴۷۶۔

خادم حسین (م۱۴۰۵ھ)

آپ نے آیت اللہ محمد علی تسخیری کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ ''قرآن کی روشنی میں بین الاقوامی تعلقات'' اس کتاب میں اسلام اور عالمی حکومت اور اسلامی دستور حکومت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

یہ کتاب سازمان تبلیغات اسلامی تہران سے رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ میں شائع ہوئی۔[1]

[1] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۲۔

ظفر علی (طبع ۱۴۱۵ھ)

آپ کی کتاب ''مجربات قرآنیہ مع روائح الغائب فی دفع التردید والریب'' ہے۔ جو ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ادارۂ منہاج الحسین لاہور سے ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۵۔

محمد تقی نقوی (طبع ۱۴۱۴ھ)

آپ کی تالیف ''مدخل التفسیر'' ہے جس میں قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے دلائل، حقیقت معجزہ، اصول تفسیر، عدم تحریف قرآن، جمع قرآن جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔

یہ آقای محمد فاضل موحدی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ ۴۶۱ صفحات پر مشتمل ہے ۱۴۱۴ھ میں مصباح ٹرسٹ لاہور سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۶۔

شرف الدین بلتستانی (طبع ۱۴۰۷ھ)

آپ کی تصنیف ''مکتب تشیع اور قرآن'' ہے جس میں تاریخ نزول قرآن، جمع قرآن، تحریف قرآن اور فہم قرآن سے بحث کی گئی ہے۔

یہ کتاب ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء میں دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان کراچی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۵۹۶، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۷۔

نصیر حسین نقوی (طبع ۱۴۰۶ھ)

اعجاز قرآن:

یہ کتاب وفاق علماء شیعہ پاکستان لاہور کی جانب سے مارچ ۱۹۸۵ء میں الغدیر پرنٹنگ پریس سرگودھا سے شائع ہوئی۔ جس میں قرآن کے معجزہ ہونے کو ثابت کیا گیا ہے[1]۔

عنوانات:

قرآن ایک معجزہ ہے، تشریح احکام کے لحاظ سے اعجاز قرآن، اخلاقی پہلو سے اعجاز قرآن، تاریخی حیثیت سے اعجاز قرآن۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۳۱، تالیفات شیعہ:۸۷۔

طالب حسین، کرپالوی

آپ کثیر التصانیف عالم تھے کم عمری میں بہت زیادہ تحریری خدمات انجام دیں ہمیشہ دفاع آل محمد کرتے رہے۔آپ کی تحریروں سے عاجز آکر دشمنان اہلبیتؑ نے آپ کو شہید کر دیا۔

مسئلہ تحریف قرآن:

یہ کتاب جعفریہ دار التبلیغ سانده کلاں لاہور سے شائع ہوئی ۶۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں ۳۲ عقلی دلائل ۲۳۲ آیات قرآنی، ۱۸۵ احادیث معصومین علیہم السلام ۷۵ اقوال علماء شیعہ سے ثابت کیا ہے کہ شیعوں کے نزدیک قرآن مکمل ہے اس میں کسی طرح کی تحریف نہیں ہوئی ہے[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۳۵۔

محمد افضل حیدری (طبع ۱۴۱۰ھ)

آپ نے آقای علی میلانی کی کتاب ’’تحریف قرآن‘‘ کا اردو میں ترجمہ کیا، پانچ ابواب پر مشتمل ہے جس میں تحریف قرآن کی نفی میں علماء شیعہ کے نظریات، نفی تحریف پر دلائل اور ان روایات کی تشریح کی ہے جس میں تحریف کا ذکر ہوا ہے۔

یہ کتاب ۱۴۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور سے ۱۴۱۰ھ میں شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۴۶۔

نجم الحسن، کراروی (م۱۴۰۲ھ)

مولانا سید نجم الحسن رضوی کی ولادت ۲؍صفر ۱۳۳۷ھ/ ۷نومبر 1918ء کو کراری الہ آباد میں ہوئی جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس میں تعلیم حاصل کی آپ کی تحریر کردہ کتب بہت زیادہ مقبول ہوئیں جن میں چودہ ستارے، ذکر العباس، تاریخ اسلام قابل ذکر ہیں۔

۹؍رمضان ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

قرآن سے متعلق آپ کی کتاب ''روح القرآن'' ہے۔ جو مقدمہ تفسیر قرآن ہے جس میں قرآنیات سے متعلق ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ تحریف قرآن پر استدلالی بحث ہے اور ان علماء کا تذکرہ ہے جنھوں نے تفسیر قرآن پر کام کیا ہے یہ کتاب ۴۰۰صفحات پر مشتمل ہے۔

امامیہ کتب خانہ لاہور سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۳۵۴، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۴۵۔

فیاض حسین نقوی

آپ نے ''خود آموز قرآن مجید'' نامی کتاب تحریر کی تاکہ لوگ آسانی سے قرآن مجید پڑھ سکیں۔ یہ کتاب چودہ اسباق پر مشتمل ہے۔ چھ سورے مع ترجمہ درج ہیں۔ ایران سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۹۳، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۴۳۔

امتیاز حیدر، پرتاپ گڑھی (طبع ۱۴۱۶ھ)

سید امتیاز حیدر بن اعجاز حیدر پرتاپ گڑھی کی کتاب ''حقائق القرآن'' ۲۵۱ صفحات پر مشتمل ہے جس میں آیات قرآنی کو سائنس کے ذریعہ حل کیا گیا ہے۔ ۱۹۹۵ء میں عباس بک ایجنسی لکھنؤ سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۲۷۰۔

منتخب حسین (طبع ۱۴۱۳ھ)

آپ کی تالیف کا نام ''شرح قرآن'' ہے۔ ۶۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۹۲ء میں جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص: ۴۰۴۔

روشن علی، خاں (م۱۴۱۶ھ)

حجۃ الاسلام مولانا شیخ روشن علی خاں صاحب کو فقہ، اصول، عقائد و کلام میں مہارت حاصل تھی۔ آپ کا تعلق سلطانپور سے تھا جامعہ ناظمیہ لکھنؤ سے ''ممتاز الافاضل'' کیا۔ منصبیہ عربی کالج کے پرنسپل رہے۔ آخری عمر میں قم ایران میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۹۵ء میں لکھنؤ میں ہوئی۔ حسینیہ غفرانمآب میں دفن ہوئے۔ آپ نے آقای شہید مطہری کی کتاب ''تحریف قرآن'' کا اردو ترجمہ کیا جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن تحریف سے محفوظ ہے[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۱۶۹۔

تہوّر علی، شاہ (طبع ۱۳۴۵ھ)

آپ کی تالیف ''افصح الکلام'' ہے جو حیدرآباد دکن، معین دکن، پریس سے ۱۳۴۵ھ میں شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۹۱۔

انصار حسین، واسطی (طبع ۱۴۰۱ھ)

آپ کی تالیف ''وظائف القرآن'' ہے۔ جس میں قرآن مجید کے ۲۸ سورے منتخب کر کے ان کے خواص اور فضائل تحریر کئے ہیں۔ ۱۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۴۰۱ھ میں رحمت اللہ بک ایجنسی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۶۰۔

وجیہ الحسن زیدی (طبع ۱۴۱۰ھ)

سید وجیہ الحسن زیدی کی تالیف ''ضابطہ حیات'' ہے۔ جس میں مختلف موضوعات سے متعلق آیات قرآنی کو جمع کیا گیا ہے۔ ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۱ء میں پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان، اسلام آباد سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۶۰۔

مظفر علی خاں، الہ آبادی

جناب مظفر علی خانصاحب الہ آباد کی علمی و مذہبی فعال شخصیات میں تھے، انجمن ایمانیہ دریا آباد کے آنریری جنرل سکریٹری رہے۔ تصنیف و تالیف کا بڑا شوق تھا کئی اہم کتابیں لکھیں۔

مختصر حالات انبیاء:

آپ نے اس کتاب میں مختصراً اور معتبر حالات انبیاء رقم کئے ہیں اور قرآن مجید نے جن پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے ان کا ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب انجمن ایمانیہ دریا آباد الہ آباد سے شائع ہوئی۔ اب تک متعدد ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔

دیگر آثار علمی:

تحقیق نماز مطبوعہ ۱۹۷۲ء

سوانح عمری جناب فاطمہ زہرا (مطبوعہ)

حقیقت اسلام اور اس کے عقائد

کتاب الاخلاق

مسئلہ خلافت کا صحیح حل

علی بن الحسین، زیدی (متولد ۱۳۵۴ھ)

محترم سید علی بن الحسین کا تعلق نوریوں سرائے سنبھل ضلع مرادآباد سے ہے، والد ماجد سید مرتضیٰ حسن مرحوم تھے۔ ۴؍فروری ۱۹۳۵ء میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی دینی وعصری تعلیم نوگانواں سادات میں حاصل کی، ۱۹۵۱ء میں ہائی اسکول پاس کیا۔ ۱۹۵۵ء میں مرادآباد سے بی.اے. کیا۔ اسی سال سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔

لائبریری سائنس کا کورس کرکے سرکاری ملازمت کی۔ ۱۹۵۶ء میں آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ملازمت کا آغاز ہوا پھر دہلی، سری نگر، کمپالہ (یوگانڈا) اور نیروبی میں چالیس سال ملازمت کا سفر طے کیا۔ اس دوران مختلف کانفرنسوں، سمینار، ورکشاپ میں شرکت کرتے رہے، جس میں علمی، تحقیقی گرانقدر مقالات پڑھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد قومی، ملی فلاحی کاموں میں مصروف ہیں۔

امامیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ علی گڑھ کے بانی ممبران میں سے ہیں اس کا بنیادی مقصد قوم کے نادار اور ہونہار طلبا کی مالی امداد کرنا ہے۔ دوسرا ادارہ ''حی علی الفلاح' سوسائٹی ہے جس کے تحت ایک اسکول درجہ پنجم تک سرکار سے منظور شدہ بنام ''علی یونٹی اسکول'' چل رہا ہے۔ آپ ایک طویل عرصے سے خدمت قلم وقرطاس میں مصروف ہیں آپ کی اہم خدمت فہرست مضامین قرآن ہے جو شائع ہو چکی ہے۔

ضیاء القرآن:

ناشر اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن، ۲۰۰۴ء میں علی گڑھ سے شائع ہوئی۔ ۳۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں الفاظ ومضامین قرآن کی فہرست سازی کی گئی ہے۔

اس فہرست کے تمام بنیادی عنوانات، اس کی ذیلی سرخیاں اور کلیدی الفاظ کو الفبائی ترتیب کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ تاکہ مطلوبہ مطالب آسانی سے اور کم سے کم وقت میں تلاش کئے جاسکیں۔ اس فہرست کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ کسی آیت کی تشریح کی ضرورت ہے تو مستند مفسرین کی تفسیر سے نوٹ دیا گیا ہے۔ یہ معجم مضامین قرآن ہے۔ اس فہرست پر محترم باقر مہدی صاحب سرپرست ادارہ کا پیش لفظ ہے۔ فاضل نبیل مولانا سید محمد جابر جوراسی مد ظلہ کی تقریظ ہے جس کا عنوان ہے ''کوزہ میں سمندر''

دیگر آثار علمی:

ہندوستان میں چھاپ خانہ (۱۹۷۹ء)

مشعل راہ (۱۹۹۸ء)

علم کیمیا میں ذرائع ابلاغ (انگریزی) (۱۹۷۵ء)

مشرقی افریقہ میں لائبریری شپ بحیثیت پیشہ (انگریزی) (۱۹۷۹ء)

ٹکنالوجی اور سائنسی جڑیں اور پھل، انگریزی (۱۹۸۸ء)

قیصر حسین نجفی

مولانا سید قیصر حسین نجفی کا تعلق شہر بنارس سے ہے۔ آپ کی ولادت یکم مئی ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔ والد ماجد ثقۃ الاسلام مولانا سید محمد صاحب تھے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی پھر جوادیہ عربی کالج میں سرکار ظفر الملت مولانا سید ظفر الحسن صاحب کی سرپرستی میں سطحیات کی تعلیم مکمل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے عراق روانہ ہوئے اور نجف اشرف میں آیت اللہ عبد اللہ شیرازی، آقای مرتضوی، آقای مصطفوی سے فیضیاب ہوئے۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد تبلیغ دین میں مصروف ہوئے اور جوادیہ عربی کالج میں مدرس مقرر ہوئے اور سرکار ظفر الملت نے اپنی صاحبزادی کا عقد آپ سے کیا۔ آپ کو تصنیف وتالیف کا بھی شوق رہا۔

حفاظ قرآن:

یہ کتاب تنویر پریس بنارس سے شائع ہوئی اس میں صدر اسلام سے تا حال ان افراد کا تذکرہ ہے جنھوں نے قرآن مجید حفظ کیا جن میں اصحاب، تابعین، تبع تابعین، علماء، شامل ہیں۔

دیگر آثار علمی:

عبید کربلا (مطبوعہ)

اعمال ماہ رمضان[۱] (مطبوعہ)

---

[۱] خط بنام مؤلف۔

محمد حسین (م ۱۴۰۹ھ)

مولانا محمد حسین ممتاز الافاضل نے آقای صادق شیرازی کی کتاب ''مہدی فی القرآن'' کا ترجمہ کیا۔اس میں امام مہدی علیہ السلام سے متعلق ایک سو چھ آیات قرآنی کا ذکر کیا ہے اور ہر آیت کے ساتھ ایک ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔

۲۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء میں ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ سے شائع ہوئی[1]۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۶۱۱، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۷۔

نذر حسن گوپالپوری (م ۱۴۰۳ھ)

مولانا سید نذر حسن ابن سید محمد جعفر کا تعلق گوپالپور بہار سے تھا۔آپ کی ولادت ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم مولانا سید راحت حسین صاحب سے حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ ایمانیہ بنارس میں مولانا سید ناظر حسن صاحب کے زیر سایہ تحصیل علم کا سلسلہ جاری رہا۔ بعدہ اعلیٰ دروس کے لیے لکھنؤ گئے اور سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر ۱۹۳۰ء میں صدر الافاضل کی سند حاصل کی۔تعلیم سے فراغت کے بعد گوپالپور میں دینی اور قومی خدمات انجام دینے لگے۔ ۱۹۳۱ء کے بعد گوریا کوٹھی سیوان میں ہائی اسکول میں بحیثیت ہیڈ مولوی تقرر رہا۔ پھر اس کے بعد حسین گنج میں اس عہدہ پر تقرر رہا جہاں ایک عرصہ تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔۱۹۷۱ء میں بحسن وخوبی سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۲ء تک مدرسہ اسلامیہ کھجوہ سیوان میں صدر مدرس رہے اور ۲۵ رشعبان ۱۴۰۳ھ/ ۸ جون ۱۹۸۳ء کو جان بحق ہوئے۔

ایک عرصہ تک قلم وقرطاس کی خدمت کرتے رہے۔مطالعہ قرآن محبوب مشغلہ تھا۔ قرآن مجید کو جدید علوم کی روشنی میں بھی دیکھتے تھے[1]۔

۱. قرآن اور سائنس:

آپ نے سائنس کی تحقیقات کو قرآن کے ارشادات کے تناظر میں دیکھا۔یہ کتاب بنارس سے شائع ہوئی۔

۲. قرآن مہجور: مطبوعہ اصلاح لکھنؤ

۳. آیہ تطہیر اور مولانا شکور: مطبوعہ لکھنؤ

۱ نجوم الارض تذکرہ علماء بہار ص:۱۸۵۔

۴. آیہ تطہیر اور مولانا مودودی: مطبوعہ بنارس

دیگر آثار علمی:

المذهب مطبوعه بنارس
كتاب عترت مطبوعه بنارس
حقانيت اسلام مطبوعه بنارس
نصائح حضرت على مطبوعه لكهنؤ
غلامى اور اسلام مطبوعه بنارس
عهد ناموں كى تعليمات مطبوعه پاكستان
رموز سر الشهادتين مطبوعه اصلاح
وهابيت كى جهلكياں مطبوعه بنارس
حسين منى مطبوعه گوركهپور
شيعيت كيا هے مطبوعه لكهنؤ
وجود بارى تعالىٰ اور فلاسفه قديم و جديد
امامیه مشن پاكستان
الجهاد فى الاسلام مطبوعه لكهنؤ
معجزات حسينى مطبوعه اصلاح
قتيل كربلا، مجالس مطبوعه لكهنؤ
مجالس جعفريه، مطبوعه لكهنؤ
فرهنگ فارسى و اردو مطبوعه پٹنه
عقيدهٔ اهلبيت و شعراء اردو مطبوعه پٹنه

حكومت الهيه و جمهوريه مطبوعه بنارس
تعداد ازواج نبى مطبوعه بنارس
حسبنا كتاب الله مطبوعه بنارس
معذب قوميں مطبوعه بنارس
معيار صداقت مطبوعه بنارس
دين اسلام غيروں كى نظر ميں مطبوعه لاهور
حسينى كرامات و سائنس مطبوعه كراچى
بچے اور ان كا مستقبل مطبوعه گوپالپور

طیب رضا (طبع ۱۴۲۰ھ)

مولانا سید طیب رضا کا تعلق اغوان پور ضلع مرادآباد سے ہے والد ماجد سید ریاض الحمید رنقوی دیندار، مذہبی انسان تھے۔ ۳۰رجون ۱۹۶۳ء اغوان پور میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی، طبیعت کا میلان دینی تعلیم کی طرف ہوا تو منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں داخلہ لیا سطحیات کی تکمیل کے بعد سلطان المدارس لکھنؤ میں زیر تعلیم رہ کر مولانا سید بیدار حسین، مولانا سید غلام مرتضیٰ مرحوم مولانا محمد جعفر مرحوم جیسے اساتذہ سے کسب علم کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے سیریا (شام) کا سفر کیا اور حوزہ علمیہ زینبیہ میں جید اساتذہ سے فیضیاب ہوئے جن میں آیۃ اللہ سید احمد واحدی، آیۃ اللہ شیخ اعتمادی، آیت اللہ سید احمد فہری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ہندوستان واپس آنے کے بعد مدرسہ جامعۃ التبلیغ لکھنؤ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبۂ دینیات میں بعہدۂ لکچر منتخب ہوئے۔ بحمداللہ اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ خطابت وذاکری کا بھی شوق ہے کئی سال سے امریکہ میں عشرۂ مجالس کو خطاب کر رہے ہیں۔ خدمت قلم وقرطاس بھی معمولات میں شامل ہیں۔ متعدد کتب کے ترجمے کئے۔

علی فی القرآن:

آپ نے آیت اللہ سید صادق شیرازی کی کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ اس کتاب میں حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہونے والی آیات کی تفسیر وتشریح کی گئی ہے۔ تقریباً سو معتبر ومستند کتب کا سہارا لیا گیا ہے۔ ۵۲۸ صفحات پر مشتمل ہے، مجلس علماء و واعظین لکھنؤ کی جانب سے ۱۴۲۰ھ میں شائع ہوئی۔ مولانا مجتبیٰ علی خاں ادیب الہندی

مرحوم کا مبسوط مقدمہ مندرج ہے۔

دیگر آثار علمی:

مناظرہ بغداد

امتحان ھے خون کا

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

مہدی فی القرآن

مہدی فی السنۃ[1]

---

[1] خط بنام مؤلف۔

مرغوب احمد

آپ کی قرآنی تالیف ''قرآن کا ایک اہم حکم''، تنظیم غلامان آل محمد، لاہور سے شائع ہوئی۔۱۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔[1]

۱ امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۵۰۔

شاد گیلانی

مولانا شاد گیلانی صاحب کی اہم تالیف ''قرآن اور اہلبیت'' ہے جس میں قرآن مجید کے ذریعہ عظمت اہلبیت ثابت کی گئی ہے۔

یہ کتاب ادارۂ علوم اسلامیہ لاہور، مدینہ پرینٹنگ ہاؤس، لاہور سے شائع ہوئی۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۴۸۶، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۰۔

ناصر حسین، فیض آبادی

آپ کی تالیف ’’’’قرآنی نظریہ خلافت‘‘ ہے جس میں خلافت کے نظریہ کو قرآن مجید کی روشنی میں حل کیا گیا ہے۔
یہ کتاب انجمن عباسیہ نارووال، سیالکوٹ سے شائع ہوئی ہے[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۴۸۷، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۲۔

غضنفر حسین، بخاری

آپ نے سید مجید کی کتاب کا ترجمہ کیا جس کا نام ’قرآن میں ذکر حسینؑ‘‘ ہے۔
یہ کتاب خانہ فرہنگ جمہوریہ اسلامی ایران، کراچی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۴۸۶، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۲۔

محمد نقی

آپ کی مشہور کتاب ''قرآن اور علی'' ہے جس میں آپ نے حضرت علی علیہ السلام کا قرآن مجید سے تعلق واضح کیا ہے۔

شیعہ ینگ مین سوسائٹی سہارنپور سے شائع[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۴۸۶، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۱۔

ذوالفقار علی شاہ، حافظ

مولانا حافظ سید ذوالفقار علی شاہ کی کتاب ''گنجینۂ معارف'' ہے جس میں قرآن مجید کے بعض الفاظ کی تشریح کی گئی ہے۔

جعفریہ بک ایجنسی لاہور سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۵۲۸، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۵۔

الفت حسین

آپ کی تالیف ''معجزۂ فرقان'' ہے جس میں قرآن مجید کے معجزہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔[1]

[1] تالیفات شیعہ ص:۵۸۴، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۶۔

نیاز محمد، ہمدانی

آپ کی تالیف ''مقام قرآن'' ہے مجلس تعلیم القرآن لاہور سے شائع ہوئی۔[1]

[1] تالیفات شیعہ ص:۵۹۲، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۵۷۔

عزیز الحسن، بدایونی

اعجاز القرآن: یہ کتاب دارالاشاعت اعجازیہ ناظم آباد کراچی ضیا برقی پریس سے شائع ہوئی۔ ۲۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

''عدل الٰہی'' کو آیات قرآنی کی روشنی میں ثابت کیا ہے[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۸۷، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۳۱۔

محمد مہدی، میرزا

آپ کی مشہور تالیف ''اعجاز قرآن پاک'' ہے جو ۱۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ محراب ادب کراچی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۸۷، امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۳۱۔

انوار احمد، بلگرامی

سید انوار احمد صاحب کا تعلق اتر پردیش کے مردم خیز قصبہ بلگرام سے تھا۔ مشہور کتاب ''تاریخ قرآن'' ہے جو قرآن سینٹر لاہور سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۳۵،تالیفات شیعہ ص:۱۶۳۔

برکت حسین خاں

آپ کی معروف تالیف ''تاریخ قرآن'' ہے مطبع اصلاح کھجوا سے شائع ہوئی۔ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ قرآن اور حیات رسول، اعجاز قرآنی، مفسرین قرآن کون ہیں؟، قرآن مجید بعد رسول[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۱۶۴۔

فتحیاب حسین، مرزا

''دین فطرت''، آپ نے اس کتاب میں مندرجہ ذیل موضوعات سے متعلق آیات قرآنی کی تفسیر کی ہے۔

خلقت بنی آدم، معاشرہ، ہدایت الٰہی، انبیاء، وجود باری تعالیٰ، عبادت الٰہی، حقوق الناس، نور ہدایت وغیرہ۔

ناظم آباد کراچی سے شائع ہوئی۔۱۸۴ صفحات پر مشتمل ہے[۱]۔

۱؎ تالیفات شیعہ ص:۳۱۶، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۴۴۔

مقرب علی خاں، جگرانوی

مولانا کی تالیف ''دررسنیہ'' ہے جس میں قرآن مجید کی دس آیتوں کے ذریعہ شہادت امام حسین علیہ السلام کا اثبات کیا ہے[۱]۔

۱؎ تالیفات شیعہ ص:۳۰۳، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۴۴۔

احمد شاہ کاظمی

آپ کی تالیف کا نام ''لمع العرفان فی توضیح القرآن'' ہے۔ یہ کتاب علوم قرآن سے متعلق ہے[1]۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۵۳۵۔

احمد حسنین

آپ کی کتاب ''معارج العرفان فی علوم القرآن'' ہے۔ ریاض پریس امروہہ سے شائع ہوئی۔ ۳۵۲ صفحات پر مشتمل ہے[1]۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۵۸۰۔

سکندر زہرا زیدی

محترمہ سکندر زہرا صاحبہ کی تالیف ''نورالہدیٰ'' ہے۔جس میں اسرار و رموز قرآن بیان کئے گئے ہیں۔

عناوین:

قرآن کے معنی ومفہوم،اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حروف مقطعات کا تاریخی پس منظر،اسماء الٰہی اور اسماء رسول اللہ سے حروف کا انطباق۔

یہ کتاب افریشیا پریس، ناظم آباد سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۶۴۲، امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۵۹۔

یعقوب حسن، امروہوی

آپ کی تالیف ''وضومطابق قرآن'' ہے جس میں شیعہ طریقہ وضوکوقرآن مجید سے صحیح ثابت کیا ہے۔

ادارۂ نظام الشریعۃ صوبہ سندھ تاج محل پریس حیدرآباد سے شائع ہوئی[1]۔

[1] امامیہ مصنفین ج۱ص۶۰

حیدر حسن، نانوتوی

مولانا سید حیدر حسن نانوتوی کی تالیف ''اسرار الفرقان'' ہے۔ آپ کا تعلق قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور سے تھا[1]۔

۱ الذریعہ ج:۲۶۔

غلام رضا ناصر، نجفی

مولانا غلام رضا ناصر نجفی کی تالیف ''التجوید'' ہے ۵۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں تجوید کی تعریف، مخارج حروف، حروف کے صفات، اقلاب، تنوین اور نون ساکنہ کے احکام، ادغام، قلقلہ، لام کے احکام کا ذکر کیا ہے۔

ادارۂ پاسبان اسلام باب حیدر سرگودھا سے شائع ہوئی[1]۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۱۶۸، امامیہ مصنفین ج:۱ص:۶۱۔

سجاد حسین

آپ کی تالیف ''تنزیل الفرقان'' ہے جو ۵۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مکتبۃ العلوم ٹرسٹ کراچی سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۱۴۔

محمد حیدر

آپ کی تالیف ''تقدیس قرآن'' ہے۔ ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آگرہ سے شائع ہوئی[1]۔

[1] تالیفات شیعہ ص:۲۰۸، فہرست کتب شیعہ حیدرآباد۔

محمد صادق

مولانا سید محمد صادق کے والد کا نام سید محمد باقر تھا۔ آپ کی تالیف ''رجعت'' ہے جس میں رجعت سے متعلق آیات کا قرآنی کی تشریح کی[۱]۔

۱ امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۵۴۔

ابو آفاق زیدی، لکھنوی (طبع ۱۴۱۳ھ)

سید ابو آفاق زیدی کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی آپ شعبۂ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ تعلیمی مرکز بھی چلا رہے ہیں۔ سماجی اور قومی معاملات میں پیش پیش رہتے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولانا سید ابوافتخار زیدی نے حوزہ علمیہ قم میں تعلیم حاصل کی۔

سید ابو آفاق صاحب کی ''تالیف'' تجوید کلام خدا'' ہے۔ جو لکھنؤ سے ۱۹۹۲ء میں شائع[۱]۔

۱ تالیفات شیعہ ص:۱۶۹۔

فہرستیں

طبقات مفسرین،

فہرست الفبائی،

فہرست تفاسیر، تراجم، حواشی،

فہرست اعلام، اشخاص،

فہرست منابع و مصادر

فہرست

مشمولات مقدمہ

فہرست طبقات مفسرین امامیہ

دسویں صدی ہجری

گیارہویں صدی ہجری

بارہویں صدی ہجری

تیرہویں صدی ہجری

چودھویں صدی ہجری

پندرہویں صدی ہجری

متعلقات قرآن

فہرست الفبائی

آ

الف

ب

ت

ج

ح

ش

ص

ط

ظ

ع

غ

ف

ق

ک

م

ن

و

ی

فہرست تفاسیر، تراجم، حواشی

فہرست متعلقات قرآن

اعلام، اشخاص

ش

ص

غ

ف

منابع ومصادر

احسن التواریخ	ملا ہاشم
احیاء الداثر	آقا بزرگ تہرانی
التفسیر والمفسرون	ذہبی
الاتقان فی علوم القرآن	جلال الدین سیوطی
ارمغان نسیم	ڈاکٹر ہلال نقوی
A socio Intelleetual history Vol.2	اطہر عباس رضوی
اعیان الشیعہ	علامہ سید امین محسن عاملی
الاعلام	خیر الدین زرکلی
الفہرست	ابن ندیم
الکنی والالقاب	شیخ عباس قمی
الفیض القدسی	شیخ محدث نوری
امل آمل	شیخ حر عاملی
امامیہ مصنفین کی مطبوعہ تصنیفات	مولانا حسین عارف
اوراق الذہب	مفتی محمد عباس شوشتری
ایک فرد ایک ادارہ سوانح کامونپوری	عندلیب زہرا کامونپوری
بزم تیموریہ	صباح الدین عبدالرحمٰن
بلاغۃ الحسین	سید مصطفیٰ موسوی آل اعتماد

بحار الانوار	محمد باقر مجلسی
تاریخ اصغری	سید اصغر حسین نقوی
تاریخ سادات امروہہ	سید جمال احمد
تاریخ جونپور	سید اقبال احمد
تاریخ سلطان العلماء	مولانا آغا مہدی لکھنوی
تاریخ فرشتہ	محمد قاسم فرشتہ
تاسیس الشیعہ	سید حسن صدر
تالیفات شیعہ در شبہ قارۂ ہند	ڈاکٹر شہوار حسین امروہوی
تجلیات (تاریخ مفتی محمد عباس)	مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی
تجلیات عصمت	شیخ محمد دشتی
ترجمہ قرآن	مولانا فرمان علی
ترجمہ قرآن	مولانا امداد حسین کاظمی
ترجمہ قرآن	مولانا محمد محسن آل نجم العلماء
تذکرۃ الکرام	محمود احمد عباسی
تذکرۂ مجید در حالات شہید ثالث	مولانا سبط الحسن ہنسوی
تذکرہ بے بہا در حالات علماء	مولانا محمد حسین نوگانوی
تذکرۂ علماء پنجاب	سفیر اختر راہی
تذکرۂ علماء پاکستان شمالی علاقہ جات	مولانا حسین عارف
تذکرۂ علماء امامیہ پاکستان	مولانا حسین عارف
تذکرۂ علماء امروہہ	ڈاکٹر شہوار حسین امروہوی
تذکرۃ العلماء المحققین	سید مہدی عظیم آبادی

تذکرہ علماء ہند	مولوی رحمٰن علی
تذکرۂ مفسرین ہند	محمد عارف اعظمی
تکملہ نجوم السماء در حالات علماء، دو جلد	مرزا محمد مہدی لکھنوی
تفاسیر شیعہ	ڈاکٹر محمد یان تبریزی
تفسیر امام علی بن ابی طالب	ڈاکٹر خسرو قاسم
تفسیر المیز ان	علامہ محمد حسین طباطبائی
تعارف مخطوطات کتب خانہ دیوبند	
تواریخ واسطیہ	قاضی رحیم بخش
توشۂ آخرت	مولانا سید راحت حسین گوپالپوری
جائزہ شہید مطہری اولین دورہ	ڈاکٹر کریم نجفی
حدائق الحنفیہ	فقیر محمد جہلمی
خورشید خاور، حالات علماء	مولانا سعید اختر گوپالپوری
دائرۃ المعارف تشیع	
دانشنامہ ایران واسلام	گروہ مؤلفین
دانشنامہ قرآنی	بہاء الدین خرم شاہی
دائرۃ المعارف الاسلامیہ	
دربار اکبری	مولانا محمد حسین آزاد
ڈائمنڈ جبلی نمبر وظیفہ سادات و مومنین	سید مدثر حسین
رجال	نجاشی
روضات الجنات	میرزا احمد باقر خوانساری
ریحانۃ الادب	محمد علی مدرس

ریاض العلماء	ملا آفندی
سوانح مرتضیٰ حسین فاضل	مولانا حسین مرتضیٰ
سوانح حیات علامہ عشروی	ابنائے علامہ عشروی
سید العلماء حیات وکارنامے	سلامت رضوی
شجرۂ طیبہ تذکرہ علماء شیعہ مبارکپور	مولانا کرار حسین اظہری
شذور العقیان	مولانا اعجاز حسین کنتوری
شذرات الذہب	ابن عماد حنبلی
شعاع عمل (ماہنامہ)	مولانا مصطفیٰ حسین اسیف جائسی
شہیدان راہ فضیلت	علامہ امینی
شعر العجم	مولانا شبلی نعمانی
طبقات اعلام الشیعہ	آقا بزرگ تہرانی
طبقات مفسران شیعہ	ڈاکٹر عقیقی بخشایشی
علماء معاصرین	ملا علی خیابانی
فہرست کتاب خانہ مجلس شوریٰ تہران	
فوائد رضویہ	شیخ عباس قمی
فہرست نسخہ ہای خطی کتاب خانہ رضا رامپور	
فہرست کتب شبہات وردیہای علماء شیعہ	ڈاکٹر شہوار حسین امروہوی
فہرست کتب خانہ آصفیہ اردو مخطوطات	
فہرست کتب خانہ راجہ محمود آباد	
قرآن نمبر، شمارہ ۲ سیارہ ڈائجسٹ	کراچی
قرآن مجید کے اردو تراجم	جمیل نقوی

قیصر التواریخ	سید کمال الدین مشہدی
قاموس الرجال	
کاروان تجلی سادات	انتظار رضا نازا کبرآبادی
کتابنامہ بزرگ قرآن مجید	محمد حسن بکائی
کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون	ملا کاتب حلبی
کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ	
کشف الحجب والاستار	سید اعجاز حسین کنتوری
گلہای صدرنگ	سید محمد تقی، کراچی
گوہر منثور	محمد لطیف زنگی پوری
ماثر الامراء	مولانا غلام علی آزاد بلگرامی
ماہنامہ اصلاح لکھنو	مولانا محمد جابر جوراسی
ماہنامہ ناصر، دہلی	مولانا رئیس احمد جارچوی
ماہنامہ سفینہ سرینگر کشمیر	مولانا محمد عباس انصاری
مجلّہ آئینۂ پژوہش انتشارات دفتر تبلیغات	قم ایران
مجلّہ توحید	تہران
مجلّہ پیام اسلام	لکھنو
مجلّہ خیابان	تہران، ایران
مجلّہ راہ اسلام	خانہ فرہنگ ایران، دہلی
مجالس المومنین	قاضی نور اللہ شوشتری
مجید البیان فی تفسیر القرآن	مولانا مسرور حسن مبارکپوری
مفسران شیعہ	ڈاکٹر شفیعی، ایران

مطلع انوار درحالات علماء	مولانا مرتضیٰ حسین فاضل
معجم الدراسات القرآنیہ الشیعہ الامامیہ	
معجم المؤلفین	عمر رضا کحالہ
معجم الدراسات القرآنیہ	وحید بہبہانی
معجم رجال الحدیث	آیت اللہ ابوالقاسم خوئی
مراۃ العلوم فہرست مخطوطات فارسی کتب خانہ خدابخش پٹنہ	
مقدمہ تفسیر قرآن	سید العلماء سید علی نقی نقوی
مقابس	شیخ اسد اللہ شوشتری
منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی
منتخب مفاتیح الجنان	مولانا تلمیذ حسنین رضوی، امریکہ
مناقب	ابن شہر آشوب مازندرانی
مولانا یوسف حسین، حیات وخدمات	ڈاکٹر شہوار حسین نقوی امروہوی
نجوم السماء درحالات علماء	مولانا مرزا محمد علی لکھنوی
نجوم الارض	مولانا سید محمد پیکر
نقد الرجال	ابن داؤد تفرشی
نقباء البشر فی القرن الرابع عشر	آقا بزرگ تہرانی
ورثۃ الانبیاء حالات علماء	مولانا سید احمد لکھنوی
ہدیۃ الاحباب	شیخ عباس قمی
ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں	ڈاکٹر محمد سالم قدوائی

مؤلف کی دیگر تالیفات

۱. تالیفات شیعہ در شبہ قارۂ ہند (فارسی) ۱۴۲۶ھ قم، ایران
۲. فہرست کتب شبہات و ردّیہ ہای علماء شیعہ در شبہ قارۂ ہند (فارسی) ۱۴۱۹ھ وزارت ارشاد تہران
۳. نسخہ ہای خطی نہج البلاغہ در کتابخانہ ہای ہند (فارسی)
۴. تذکرۂ علماء امروہہ ۲۰۰۳ء انجمن وظیفہ سوسائٹی، دہلی
۵. اسلامی جنرل نالج ۲۰۰۲ء عباس بک ایجنسی، لکھنؤ
۶. جواہر الحدیث ہدیٰ بک ایجنسی
۷. ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی میں امروہہ کا حصہ ۲۰۰۷ء میر انیس اکیڈمی
۸. مقدمہ تاریخ اصغری ۲۰۰۷ء میر انیس اکیڈمی
۹. مقدمہ ترجمہ قرآن ڈاکٹر زیرک حسین ۲۰۱۰ء میر انیس اکیڈمی
۱۰. مولانا یوسف حسین، حیات و خدمات ۲۰۱۲ء
۱۱. مہدی نظمی حیات و خدمات